اردو ترجمہ و تشریح کتاب الاجواہر منیف تصنیف مولانا مولوی محمد فخر الدین صاحب [illegible]

مُسمّٰی بہ

فخر الواعظین

سنہ ۱۳۳۱ھ

مشہور بہ

ذخیرۃ الواعظین

سنہ ۱۹۱۳ء

جلد اوّل ہر چہار حصّہ

بفرمائش

[illegible] شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب [illegible]

خیر اور رسالہ نامیہ
رجامع ہیں لعد
...تعالے

ذات کو معزز اور عزیز جانکر خلقت کے ہاتھ سے اپنا دامن چھڑا لیا۔ جب کبھی میرے مجھ آجاتا تھا۔ تو اپنے دردمند دل کا حال قلم کے حوالہ کر دیتا تھا۔ مگر حاسدین جو اپنے سے گمان کرتے ہیں اُن کے طعن و لعن سے ہمیشہ بید کیطرح کانپتا تھا۔ درقائلہ ؎

خاک زمین جز گہر پاک نیست
بے ہُنرے دست در آن در زند
گر نفسے مرہم و راحت دد۔

دا این گہر امرو درین خاک نیست
کار ہُنرمند بجان آورند۔
بر دلِ این قوم جراحت بود؛

گر ہنرے۔ زمیان بر زند۔
تا ہنرش را بزبان آورند۔

کچھ مُدت عالم بے تعلقی میں گذارہ کرتا رہا اور ظاہری سلوک سے مراحل معنوی کو طے کرتا رہا۔ جو لوگ کہ اُنکے وجود کا درخت صداقت کے میوہ سے بار ور تھا اس کے مکان میں آکر التماس کرنے لگے کہ اے فخر الدین مدت مدید گذری جب سے تم نے تحصیل علوم کے عرفات کو لبیک کہا ہے اور علم تفسیر اور حدیث کے فضائل اور مناسک کا احرام باندھا ہے اور نفائس کلام اور عرائس اقلام کا ایسا انتظام کیا ہے کہ خوردہ بینونکی عقل اس کے درک معانی سے قاصر اور دوراندیشوں کے فہم اُن کے حصر سے فاتر ہیں اگر اپنے اباواجداد کی تقلید کر کے احیائے سُنت نبوی علیہ السلام کے باب میں گاہے ماہے ارشاد کیا کرو اور اپنے بزرگون کی مسند پر بیٹھکر عوام کالانعام کو اپنے کلمات طیبات سے مستفید کیا کرو اور شراب محبت کے مخموروں کے واسطے ایک بزم آراستہ کر کے عصیان کے بستر پر سوتوں کو اپنی نصیحت کے دم سے خواب غفلت سے جگادو اور بیمارستان خذلان کے مدہوشوں کو اپنے عیسےٰ مثال نفس سے تجربہ دکھادو۔ ساقی لطف کو حکم کردو تو نیازی مجلس میں راز کا جام شوق کے سرمستوں کے ہاتھ پر رکھدے اور اپنی گفتار کے عطار کو کہدو تاکہ دردمندوں کے دل کے درد کو نصیحت کی مفرح سے تسکین دیوے اور قبول کے انامل کیساتھ بوالفضول دل کی نبض کو قبض کرے اور نفس معلول کی ذلت کی علت کو باتخصیص تشخیص کرے جس شخص کی ہوائے طبعی اور قوائے سلیقی بباعث ذلت کے اُسکی جبلت میں متعفن ہوگئی ہو اُسکو توبہ کا شربت خالص دیوے اور جس کو استسقا طلبی زیادہ طلبی کا اُس کے وجود میں پیدا ہوگیا ہو۔ اُس کو استغفار کا جلاب دیوے تاکہ اہانت کا شربت پینے سے اُس کے باطن کے مسام کھلجاویں اور آنکھوں کے راستہ سے اُسکو پسینہ آجاوے اور یرقان محبت دنیاوی نے جسکا رنگ زرد کر رکھا ہے اُس کو شراب گلگون شوق الٰہی کا پلادیوے اور جس شخص کی عروق اور شرائین پر اخلاط مفسدہ اور مواد باطلہ نے طغیان کر کے اُسکی طبیعت پر اخلاط دمویہ نے جو موجب فساد اور مستلزم ہلاکت کا ہوا ہو عاقبت اندیشی کی نشتر اُسکی جان کی رگ پر مارو اور جسکا وجود نفسانی شہوت کی

...ی کی دق سے گل گیا ہو اور غصہ اور حسد کی تپش نے اُسکے فکر کے جگر کو گلا دیا ہو اُسکو ...شربت طباشیر تدبیر سے معالجہ فرماؤ۔ **اشعار**

...راست آنجہانی
باید تو این شفای آن ...
بزدائے تیغ زنگ اعراض

از یکدم تو ہزار خستہ
ہر گوشہ ززخم غم جراحتے
دارد چو زبان ز دل کو کیلے

ہر یک ز ہزار رنج رستہ
بیکار چرا چنین مسیحی
زان بحر چرا کنی بخیلی

یکدم بدم اے شیخ تلطفے
وگر مُردہ بود وگر مجروح
می باش چو آفتاب فیاض

میں نے کہا کہ اے میرے پیارے دوستو یہ مشکل کام بہت خطرات سے مقرون ہے میں مسکین جو خود قلتِ بضاعت کی علت سے معلول ہوں میری نصیحت کا دارو موجب وقیحت اور مستلزم فضیحت کا ہے اس لئے کہ میرے پاس کوئی ایسا قانون نہیں جس سے ہوا کے بیماروں کو پہچان سکوں اور کوئی ایسا سامان موجود نہیں جس سے امراض کلیات اور جزئیات کی تشخیص کروں اور منقولات کی معاجین اور معقولات کی مفرح گوارش میرے باطن کے دوکان میں موجود نہیں۔ **اشعار**

زین پائے گر آبلہ ہست مجروح
ہنے ست نہان بسان عنقا

برگرد حرم طواف نتوان
دعویٔ بیت چو کوہ قاف نتوان

در دست چو زور پنجہ ام نیست
دشمن بکمین روز این جا

با تیغ عرین مصاف نتوان
بنمائی ہنر کہ لاف نتوان

جب میں نے اس کام دشوار سے انکار کیا تو میرے دینی بھائیوں نے دلایل یقینی کیساتھ تشبث کر کے مجکو معقول کیا چنانچہ میرے ایک دوست نے وہ آیت فیض ہدایت جو آنحضرت صلعم کی وصیت پر مبنی تھی پیش کی قال اللہ تعالیٰ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور کئی ایک حدیثیں اسی مضمون کی پیش کر کے اس امر خطیر پر اس حقیر کو مجبور کیا اور بعد الاستجازہ مجھ بیچارہ نے اپنے خاطر مضطر کو کہا **اشعار**

عمر بخوشنودی دلہا گذار
گرم شو از مہر و زکین سرد باش

تا ز تو خوشنود شود کردگار
چون فلک خورشید جہان گرد باش

سایۂ خورشید سواران طلب
رنج خود و راحت یاران طلب

اور یاروں کا ماموں بدرجۂ اجابت اور قبول پہنچایا اور شہر گجرات صانہا اللہ عن الآفات کی جامع مسجد میں اور اپنے محلہ کی مسجد جو میرے آباو اجداد کی مسند ہے بعد ادائی صلوٰۃ کے حاضرین مسجد کو امر و نواہی سے آگاہ کرتا رہا جب شہر بٹالہ میں پہونچا تو اپنی معہودہ عادت کے بموجب جامع مسجد میں جاکر بعد ادائی نماز جمعہ جماعت کثیرہ میں کبھی منبر پر بیٹھ کر اور گاہے کھڑا ہو کر بندگان خدا کو خدا اور رسولؐ کے حکموں سے آگاہ کرتا رہا۔ جب شہر بٹالہ کے رؤسا۔ نے میری دلپذیر تقریر کو سنا نہایت محظوظ الحال ہو کر تحسین و آفرین کا آوازہ مجلس کی ہر ایک طرف سے بلند ہوا اور میرے وہ احباب جو فنون علوم سے ماہر تھے جیسے حضرات سجادہ نشین مسند قادریہ خلد اللہ کما لہم وجلالہم میرے واعظانہ کلام کو رغبت تمام سے سُنتے تھے۔

اور طرح طرح کے احسانات اور تحسینات سے انعام فرماتے تھے۔ اور داعی الی اللہ بحکم خیر اور رسالہ نامیہ
ودل باوجود حضور مضامین کے ایجاز اور اختصار کے پاک ہاتھ سے نہیں دیتا تھا۔ جامع ہیں لعد

سخن بسیار داری اندکے کن	یکے را صد مکن صد را یکے کن	چو خون وستن زعادہ بیش تعالےٰ
سزائے گوشمالی نیش گردد۔	سخن گوہر شدہ گوینده غواص	بدشواری بچنگ آید درِ خاص
گہر آسفتن استادان بدانند	کہ قیمت مندئی گوہر شناسند	

اتفاقاً ایک جمعہ کو جامع مسجد بٹالہ میں وعظ اور تذکیر کی مجلس گرم ہوئی۔ اور اکثر طالبان حق جوحق پسند اطراف اور اکناف سے آکر کلام ربانی اور حدیث نبوی علیہ السلام کے لطائف نکات سے لطف اُٹھاتے تھے اس دن جامع مسجد بٹالہ میں اسقدر اہل اسلام کا ہجوم ہوا کہ پانسو آدمی سے کم نہ ہونگے اور بگوش ہوش سروش غیبی کے متوجہ ہوتے تھے۔ ان کی ہمت عالیہ کی برکت سے میرے کلام کی لطافت اسدرجہ کو پہونچگئی تھی کہ نہایت صفائی سے ہوا کیساتھ مساوات کا دم بھرتی تھی۔ اور میرے کلام کی شیرینی اس حدتک پہنچ گئی تھی کہ حیرت اور غیرت کی خاک حاسدوں کی آنکھ میں ڈالتی تھی۔ اس مفلس کی مجلس آرائی کو دیکھ کر کسی حاسد مُلنٹے جاہل کا دل جلگیا مجلس سے اُٹھتے ہی سرکار انگریزی میں جاکر مخبری کردی چنانچہ فقیر غریب الوطن کو حاکم شہر نے بلاکر اس کار خیر سے بند کردیا۔ جہلا سے عزت بچانے کیوجہ سے اُس روز سے یہ حقیر اپنے خلوتخانہ میں متواری رہتا ہے اور اپنے حافظ حقیقی سے یہی التجا کرتا ہے کہ مسبب حقیقی کوئی سبب بنائے کہ یہ غریب کربت غربت سے چھوٹ جائے۔ آمین بربّ العٰلمین۔ جن دوستوں کے مذاق تفسیر آیت قرآنی اور تقریر حکمیات فرقانی کی حلاوت سے مجلّی تھے اور اپنی شریف عمر کو سخنان لطیف کے کھراکر ہمیں گذارا تھا جب اس مسکین کی وعظ گوئی کا طور اور طریق نرالا پایا جو کبھی کسی سے نہیں سُنا تھا ثانیاً اس حقیر بے بضاعت سے استدعا کی اور اُن لطائف غریبہ کے تذکار اور ان وظائف عجیبہ کے اہم راز پر مسکین کو معزز کرکے فرمایا کہ اگر ان اشارات اور عبارات سے جو تحریر کی سلک میں آتے ہیں تھوڑا سا تحریر کی قید میں آجائیں تو شاید صفحۂ روزگار پر یہ لطائف عالی مقدار بطور یادگار رہ جائیں اور حاضر اور غائب اس کتاب کا مطالعہ کرکے دین اور دُنیا کا فائدہ اُٹھائیں۔ اس لئے مسکین فخر الدین نے دوستان دینی کی فرمانبرداری کو غنیمت سمجھا اور اپنے درجات کی ترقی کا موجب جانکر ایک حدیث شریف کی جسمیں ارکان خمسہ اسلام کے مندرج ہیں کتب تفاسیر اور شرح احادیث خصوصاً روضۃ الواعظین سے استنباط کرکے بزبان اُردو قریب الفہم کہ تھوڑی استعداد والے بھائی بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں شرح اور تفسیر للّٰہی شروع

...تاب کے دو دفتر مقرر کئے گئے پہلے دفتر میں صرف ارکان خمسہ کا وعظ ہے - اور ...میں انسان کی قیامت کی منازل کا بیان ہے - یہ کتاب گویا دو کوتوال ہیں جو آب ...شہر میں طبیعت کے چار چوک میں واسطے اجرائے احکام شریعت کی کمر بستہ کھڑے ہوئی ہیں

دو ماہند بر آسمان طلب	دو شاہند در بزم عیش و طرب	دو فلک اند بر روے دریائے ناز
دو ملک اند معمور از عز و ناز	چو خورشید و مہ دادہ از دور نور	بدیدن قریب و ز ادراک دور
دو گنج از برائے توانباشتم	کہ خود رفتم و ہر دو بگذاشتم	نہ رفتہ است زین کاخ ناپائدار
کسے کز عقب ماندش یادگار		

اور اس کا ایک دفتر جواہر زواہر سے پُر ہے - اور دوسرا دفتر لآلی اور موتیوں سے بھرا ہوا ہے

اشعار

بر آراستم چون صنم خانۂ	بنا بر اساسے نہادم نخست -	پراگندہ از ہر درے دانۂ
سخنہا کہ چون آب آگندہ بود	بہر سختی در پراگندہ بود	کہ دیوار آن خانہ باشد درست
برو بستم از نظم پیرایۂ	گزیدم ز ہر نامۂ لغز او	ز ہر نسخہ برداشتم مایۂ
		ز ہر پوست برداشتم مغز او

البتہ جب عوام اور خواص اس عرائس ابکار اور نفائس اذکار کے مشاہدہ میں مسرور ہونگے اور اس کتاب مستطاب کے عجیب مخدرات کی جلوہ گری اور اس کے مطہرات بے ریب کے عشوہ دیکھیں گے تو بالضرور کہیں گے کہ یہ کتاب ایک گلستان رنگین پھولوں سے آراستہ یا ایک بوستان شیریں میووں سے پیراستہ ہے شعر

بدانی چو نیکو درو بنگری	کہ جان کندہ ام تا تو جان پروری

یہ دونوں نسخے چند خصائصوں سے مخصوص ہیں - پہلا دفتر پانچ مجلسوں کو شامل ہے اور ہر ایک مجلس کے شروع میں احادیث صحیحہ میں سے ایک حدیث لکھی گئی ہے اور مطلب حدیث سے پہلے سرور کائنات علیہ التحیات والتسلیمات کی نعت جو مقام کے مناسب ہو زیب ارقام ہوئی زاں بعد حدیث صدر کی شرح عبارت و اشارت میں مصروف ہوا - زاں بعد بمقتضائے اَلْکَلَامُ یَجُرُّ الْکَلَامَ کے جو کچھ مناسب مقام کے گنجایش رکھتا تھا اس کتاب میں درج ہوا - اور احادیث اور اخبار اور حکایات اور آثار اور عبارات لطیفہ اور اشارات شریفہ اور مناظرات متناسبہ اور معارف متصوفہ اور تحقیقات متحققہ جو کچھ روح القدس کی برکت سے میرے دل میں مستحضر ہوتے تھے ہر ایک مجلس میں صدر والی حدیث پر پڑھتے تھے اشعار

محبان ہر چہ گویند از محبت	سخنہائے کہ باشد برگزیدہ	بہ نزد اہل دل مرغوب باشد
ہمین بس کان بدل منسوب باشد	بسمع عاشقان محبوب باشد	تناسب نزد اہل دل سخن را -
	ز نطق و سمع و ما و خود برون آ -	کہ نطق و سمع ما مغلوب باشد

سخن زان خوب مے آمد کہ گفتند	ہر آنچہ از خوب آید خوب باشد	اس نسخہ سامیہ اور رسالہ نامیہ

کی تالیف کے اثنا میں اپنے وطن مالوفہ یعنی گجرات میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مسجد جامع میں بعد اداۓ نماز جُمعہ کے حسب الارشاد واجب الانقیاد مولانا و مخدومنا مولوی محمد عظیم عظمہ اللہ تعالےٰ فے الدارین جو اس مسکین سے نسبت اُستادی کی رکھتے ہیں حسب الاستجازۃ منبر پر بیٹھکر اسی کتاب سے ایک مجلس کے مضامین حضار مجلس کو سُنائے بعد فراغت اس مسکین نے حاضرین مجلس کے اعلام سے اس کتاب کے نام کی بابت التماس کی سب حضرات نے ازراہ انصاف تحسین و آفرین کے کلمات مجھ مسکین کی نسبت زبان حق ترجمان سے ارشاد فرماکر فرمایا کہ اے مسکین فخر الدین! تیری تالیف نہایت پسندیدہ ہے۔ تونے اس مجلس کی ترتیب کا داعیہ مصمم کیا ہے اِس کار خیر میں ثابت قدم رہو۔ اور سعی مشکور میں اپنے خدائے برحق کے کرم اور جُود کا منتظر رہو اور جب یہ کتاب کامل ہوجائے اسکا نام فخر الواعظین رکھو۔ بموجب ارشاد حضرات علمائے کے میں اس مقالہ کی تالیف اور اس رسالہ کی ترتیب میں مشغول ہوا۔ اور اس کتاب کو فخر الواعظین کے نام سے موسوم کرکے اپنے احباب دینی کے لئے یادگار چھوڑا ۞ واللہُ الموفق وعلیہ التکلان وبہ نستعین

اَلمجلسُ الاُولیٰ

فِی بیانِ کَلِمَۃِ الشَّہادۃِ الَّتِی ھِیَ مِنْ اَرْکانِ الْاِیمانِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ عَبْدِ اللہِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَاَقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَسَلَّمَ ۞

اشعار

نیرے رسیدہ تازہ زخطاب لایزالی	کہ کشید گوش جانم بجناب ذوالجلالی
سخنے ست از زبانش زبرائے عاشقانش	بکشم بگوش جانش چو لآلی معالی
بکشائی گوش حکمت بشنو ندائے عزت	کہ زد و پنج نوبت بقضائی قصر عالی
بنگر بچشم عبرت بمطالعہ حقیقت۔	کہ نمود شور وحدت بنعوت لایزالی

زکمال او خبر کن ز جلال او گذر کن	بجمال او نظر کن که تو مظہر جمالی

دوم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عمہ صاحبہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کُنْتُ قَابِلَۃً فِی وَقْتِ وِلَادَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُ سِتَّ عَلَامَاتٍ کَمْ اَرَ عَلٰی مَوْلُوْدٍ الخ میں وقت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنکی جنائی دائی تھی۔ اور میں نے اُن کے وجود باجود پر چھ علامتیں خرق عادت یعنی برخلاف عادت کے جو حضرت کے مبارک وجود سے مخصوص تھیں دیکھیں اور کبھی ایسے علامات کسی مولود کے وجود میں نہیں دیکھی گئیں۔ از انجملہ ایک یہ کہ جب اُس آفتاب رسالت نے رحم مطہر کے خلوتخانہ سے دُنیا کے صحن سرائے میں طلوع فرمایا تو اسی وقت زبان فصاحت بیان سے کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ادا فرمایا۔" اے میرے بھائیو! اسمیں ایک نکتہ باریک قابل فہم ہے۔ سنو کہ طفولیّت کیوقت دو پیغمبروں نے باتیں کیں ہیں ایک حضرت عیسٰے علیہ السلام نے جو ولادت کے وقت فرمایا تھا کما ورد اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ یعنے حضرت عیسٰے علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور دی ہے اللہ نے مجھ کو کتاب یعنی روز ازل کے حکم ہو چکا ہے کہ مجھ کو انجیل دیجائیگی اور امام ثعلبیؒ نے اس آیت کے معنی اسطرح کئے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جب اپنی ماں کے شکم میں تھا تو حقتعالےٰ نے مجھ کو انجیل پڑھادی اور مجھ کو پیغمبر بنا دیا تھا۔ اور بیشک حضرت عیسٰے علیہ السّلام تولد کے وقت پیغمبر تھے اور کلام بھی بطریق معجزہ کے کرتے تھے۔ اور بنایا مجکو صاحب برکت یعنی جہاں رہوں۔ بابرکت ہی رہونگا + اور دُوسرے ہمارے خواجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تولد ہوتے ہی فرمایا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور یہ کلمہ شریف اُسپر کئی وجہوں سے تقویّت اور ترجیح رکھتا ہی اوّلاً یہ کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام نے اپنے ذاتی حال سے خبر دیکر کہا انی عبد اللہ اور ہمارے سردار اور خواجہ علیہ السّلام نے پہلے ہی اپنے خالق اور مالک حقیقی کی وحدانیت سے خبر دیکر زبان دُرافشان سے فرمایا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثانیاً کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے یہ کلام محض اپنی ماں کی پاکدامنی جتلانیکی غرض سے کہا تھا۔ کہ عوام کا اتہام جو میری پاکدامن والدہ کی نسبت ہے وہ رفع ہو جائے اور ہمارے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے حق سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیس بیان کی اور اُسکی توحید کی خبر دی نکتہ الحاصل حضرت عیسٰے علیہ السّلام نے اس کلمہ سے تہمت فجور کا دھبّہ اپنی پاکدامن والدہ کے دامن سے دُور کیا۔ اگر ہمارے خواجہ علیہ السّلام اس کلمہ کی برکت سے ہم خستہ دل

اور خاطر شکستوں کے دامن کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کر دیویں - اور ہم سب کو روز قیامت کے آپ کی شفاعت کی برکت سے عذاب اور عقوبت الٰہی سے چھوڑا دیویں - تو اُن کی رحمت عامہ اور شفاعت تامہ سے بعید نہیں ہے - اللّٰھم ارزقنا شفاعتہٗ + **علامت دوم** آنحضرتؐ کی ولادت کی یہ تھی - حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمہؓ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب وہ آفتاب جہانگیر مشرق عنایت سے چمکا - تو دوش ستر پوش کے درمیان مہر نبوت بدر منیر کی مانند چمک رہی تھی اور مہر پر نقش لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا لکھا ہوا تھا - جس کی روشنی سے صحن فرش غبرا سے سطح عرش معلےٰ تک تاریکی کا نام ونشان باقی نہ رہا - اس باب میں ایک عجیب نکتہ ہے یہ ایک کلمہ جو مہر نبوت محمدیؐ پر بحکم ازلی ثابت اور محکم ہو چکا تھا - کفار قریش نے ہر چند کوششیں اور جدوجہد اس نور کے بجھانے اور کلمہ طیبہ کے مٹانے میں اہتمام کیا مگر بمضمون :- وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ اس نور کو محو اور دُور نہ کر سکے اسیطرح جو کلمہ طیبہ مومنوں کے دلکے نگین پر منقش ہو چکا ہے اور قلم ازلی نے صفحہ صحیفہ لم یزلی پر لیئے مومنوں کے دل پر بموجب کلام ملک العلام اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ لکھدیا ہے - شیطان لعین کی کیا مجال ہے کہ ایمان کا نقش اور عرفان کی رقم جو مومنوں کے دل اور جان اور روح رواں کے صفحہ پر منقش ہے دور کر سکے **تیسری خاصیّت** ہمارے خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تولد ہوئے تو اُن کے وجود مبارک کے نُور سے مشرق سے مغرب تک روشنی اسقدر پھیل گئی کہ مَیں نے اُس روشنی میں شام کے مکانات دیکھے اور میرے گھر کے سارے چراغ بے نُور ہو گئے اور نور محمدیؐ سب نُوروں پر غالب ہؤا - **نکتہ** نور ولادت محمدیؐ نے چراغ کی روشنی کو پست کیا ہے ہم اُسکی اُمت کے گنہگار امید قوی رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن جب آفتاب شفاعت محمدیؐ اور نور شہادت احمدی روشن اور مجلّی ہوگا تو ہمارے گناہوں کی ظلمات اور تاریکی بالکلیہ نیست و نابود ہو جائیگی + **چوتھی خاصیّت** حضرت علیہ السلام کی عمہؓ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے رحم کے خلوتخانے سے دُنیا کے میدان میں قدم رکھا میں نے اُن کے نہلانے کا ارادہ کیا ہاتف غیبی نے آواز دیا کہ لا یعتبی نفسک قد اخوجناہ مغسولاً یعنے اے میرے حبیب کی دائی تو اُن کے غسل دینے کی تکلیف نہ اُٹھا - ہم نے اپنے حبیب کو آب مطہر کوثر سے غسل دیکر عالم دنیا میں بھیجا ہے - **نکتہ** علے ہذا القیاس جب روح انسانی کی ولادت کا وقت قریب ہوتا ہے یعنی جب مشیمہ قالب سے رُوح کا جُدا ہونیکا وقت جس کو علماء نے ولادت ثانیہ

سے تعبیر کیا ہے نزدیک آن پہونچا ہے۔ اور حضرت ملک الموت جو واسطے تطہیر انجاس معاصی انسان کے مامور ہے وہ چاہتا ہے کہ بندہ کو ساتھ شدت نزع اور سختی جان کندن کی آگ سے گناہوں کی کدورت سے پاک اور صاف کر کے بارگاہ الٰہی میں پیش کرے تو اُسوقت منہیان عالم غیب باواز بلند پکارتے ہیں کہ اے ملک الموت ہمارے بندے کی جان بڑی آسانی اور آرام کے ساتھ اُس کے نازنین بدن سے نکال کہ ہم اُسکے وجود کو رحمت کے پانی سے دھو کر اور توبہ اور انابت کی نہر سے غسل دیکر دار البقا میں بھیجتے ہیں اور اپنے مقدس لقا کے مائدہ پر بٹھاتے ہیں اللھم ارزقنا بفضلہ **پانچویں خاصیت** حضرت علیہ السلام کی عمہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب وہ سردار انس وجان میرے ہاتھوں پر پیدا ہوئے اُسی وقت آپ نے الحمد للہ کہا اور کسی نے جسکو میں نہیں دیکھتی تھی یرحمک اللہ اُس کے جواب میں کہا۔ اور اسی شب کو نوشیرواں کا محل پھٹ گیا چنانچہ اُس کے پھٹنے کی آواز تمام شہر میں پہونچی اور اُس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور نوشیرواں نے ایک مکان دجلہ کے کنارے پر بنایا تھا۔ اور بہت سا مال اُسمیں صرف کیا تھا۔ اس رات کو مارے خوشی کے دجلہ نے ایسا جوش کیا کہ پانی کی طغیانی سے وہ نوشیروانی محل بہ گیا دوسرے دن کسرے نے نجومیوں سے پوچھا کہ بے سبب ظاہری یہ محل اور یہ مکان کہ دجلہ پر بنوایا تھا اور اُسکی مضبوطی میں بہت کچھ صرف کیا تھا گر پڑا کوئی وجہ دریافت کرو۔ نجومیوں نے کہا کہ اس شب کو پیغمبر رفیع الشان اور نبی آخر الزمان نے اس جہان میں قدم رکھا ہے۔ اور اسی رات کو فارس کے آتشکدہ کی آگ کہ ہزار برس سے جل رہی تھی۔ اور وے لوگ اُسکی پرستش کرتے تھے بجھ گئی ہر چند چاہا کہ روشن ہو نہ ہوئی۔ بلکہ نوشیرواں کی تمام ولایت میں آگ جلانا غیر ممکن ہو گیا۔ **نکتہ** اے میرے بھائیو یہ عجیب نکتہ قابل شنید ہے دیکھو سنو کہ فارس والوں نے اپنی جہالت سے آگ کو جلا کر اُسکی پرستش شروع کی تھی اور جہنم کی آگ جو جاہلوں کے لئے جلائی گئی ہے ہمارے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول سے فارس کے جاہلوں کی آگ جو ہزار سال سے جل رہی تھی ایک پل میں بجھ گئی اگر جہنم کی آگ گدایان محمدی کے گذرنیکے وقت بموجب مضمون جُز یا مؤمن فان نورک اطفاء بھی منطفی ہو جائے تو کچھ بعید نہیں **چھبواں** جب حضرت ختم المرسلین محبوب رب العلمین متولد ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ زمین پر سر رکھکر آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہے ہیں میں نے آپکے مبارک دہان کے قریب کان لگا کر سنا کہ آپ زبان حق ترجمان سے بدرگاہ حق جل وعلا یہ التجا کر رہے ہیں اللھم امتی امتی کہہ رہے ہیں **نکتہ** سبحان اللہ ہمارے رسول اکرم اپنی اُمت پر کیسے رؤف ورحیم ہیں کہ وقت ضاعت

کے اپنی امت مرحومہ کو نہیں بُھلایا۔ اور ہم گنہگاروں کو امید قوی ہے کہ شفاعت کے وقت بھی ہمکو فراموش نہ کریں گے + **اشعار**

کیا نور خدا از رُخِ خوب تو عیان است	کہتے ہیں لسے روئے عیان را چہ بیان است
کب یوسفِ مصری ہو نظیرِ شہِ بطحےٰ	وہ جسم کہاں اور کہاں جانِ جہان است
شمشاد نہیں مثلِ قدِ رشکِ صنوبر	تم دیکھ لو آنکھوں سے کہ این سرو روان است
مُنہ اُسکا مہِ چاردہ یا مہرِ درخشاں	پھر غور سے دیکھو تو نہ اینست نہ آن است
یہ صُورتِ حق ہے کہ مصور بہ بشر شد	اسکا ہی ظہور اینہمہ در کون و مکان است
اب تاب نہیں ہجر کی از پردہ برون آ۔	مشتاق ترے وصل کا ہر پیر و جوان است
میں حالِ دل اپنے کا چہ گویم چہ نویسم	یا دل ہے کہ یا ماہیِ بے آب تپان است
ہوتی ہے جہاں مجلس میلادِ نبوّت	وان ایک برس تک ہمہ امن ست و امان است
اب آگے بھلا کُشتۂ دلِ خستہ چہ گوید	لو جلد خبر اُسکی کہ بیتاب و توان ست

اب ایک حدیث آنحضرت صلعم کی شفاعت کی بیان کرتا ہوں۔ دِل کے کانوں سے سُنو۔ روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ حضرت ابو مُوسےٰ اشعری رضؓ نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت صحابہ کی حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے مسجد میں کہ اچانک نزول وحی کے آثار سیّد ابرار صلعم کے رخشاں چہرے پر نمودار ہوئے اور وحی کے آثار یہ ہُوا کرتے تھے کہ اُس وقت آپؐ ایسے بے اختیار ہوتے تھے کہ اگر کسی اونچے محل میں جلوس فرما ہوتے تھے تو جھٹ پٹ متواضع ہو بیٹھتے تھے۔ اگر بالفرض بحالت سواری ہوتے تھے تو وہاں ہی دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور اُنکی پیشانی مبارک پر قطرات عرق ظاہر ہو جاتے تھے۔ اور حضرتؐ کی عادت تھی کہ جو شخص منجملہ صحابہ رضؓ نزول وحی کے وقت حاضر ہوتا تھا جناب سرور کائناتؐ اُس کو اُس حکم کے معنوں سے آگاہ کر دیتے تھے۔ ابو مُوسےٰ اشعری نے کہا کہ جب ہم نے آثار وحی کے معلوم کئے تو کامل ایک ساعت تک چُپ چاپ حضرتؐ کیطرف متوجہ ہو کر بیٹھے رہے جب حضرت جبرئیلؑ پیغام رب الجلیل کا دیکر چلے گئے تو رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مراقبہ سے سر اُٹھا کر ابلاغ وحی کا ارادہ کیا تو پھر وحی کا اثر ظاہر ہوا تو آپ سر کا کر اُدھر متوجہ ہُوئے۔ علیٰ ہذا القیاس تین نوبت تک یہ معاملہ ہوتا رہا پھر جناب مستطاب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم حاضرین مجلس کو بنظر افادہ وحی کے مضمون سے ارشاد فرمانیکا ارادہ کیا تو چوتھی نوبت نزول وحی کے آثار آنحضرت صلعم کے نور بار چہرے پر نمودار ہوئے

اور آپنے فوراً سجدہ کیا ہم جتنے کتنے وہاں موجود تھے ۔ بوجہ موافقت سربسجود ہو گئے اور سجدہ نے اتنا طول کھینچا کہ قریب تھا کہ ہمارے ناکوں سے خون ٹپک پڑے ۔ کما ورد فی الحدیث کادت انوفنا تو عف حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ جب آنحضرت نے سجدہ سے سر اُٹھایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مستفیدوں کو بھی اس چار نوبت نزول وحی سے افادہ پہونچا ہے آنحضرت ص نے فرمایا کہ پہلی نوبت حضرت جبرئیل ع نے پیغام الٰہی پہونچایا کہ میرے حبیب کو کہہ کہ اے میرے پیارے حبیب اگر تو چاہے تو میں تیری امت کی تہائی بیحد اب بہشت میں پہونچا دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو میں تجکو گنہگاران اُمت کی شفاعت کا مرتبہ بخشدیتا ہوں ۔ اسوقت جبرئیل ع کیطرف بنظر استیشار دیکھا اُنہوں نے قبول شفاعت کا اشارہ کیا حسب الحکم اخی جبرئیل ع کے میں نے شفاعت کو اختیار کیا جب میرا ارادہ تم کو اس خبر سے آگاہ کرنیکا ہوا تو فی الفور حضرت جبرئیل امین نے واپس آکر کہا کہ یا سید المرسلین حضرت رب العلمین جل جلالہ نے السلام علیکم کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ اے میرے برگزیدہ حبیب اگر آپ اس امر پر راضی ہو تو میں تمہاری اُمت کا ایک نصف بیحساب و بیعذاب بہشت عنبر سرشت میں داخل کر دیتا ہوں ۔ اور اگر چاہو تو جمیع گنہگاران اُمت کی شفاعت کا درجہ آپ کو عطا کر دیتا ہوں ۔ میں نے شفاعت ہی کو پسند کیا پھر میں نے تم کو آگاہ کرنیکا ارادہ کیا تو جھٹ پٹ حضرت جبرئیل امین لوٹ آئے اور کہا اے سید الابرار خالق جبار جل جلالہ آپ ص کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے حبیب اگر آپ پسند کرو تو تمہاری اُمت کے دو ثلث یعنی دو تہائی بلا حساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہونیکا حکم لکھدیتا ہوں اگر یہ منظور نہ ہووے تو شفاعت کی دولت پر آپ کو مشرف اور ممتاز کر دیتا ہوں میں نے اپنی اُمت ہی کی شفاعت کو اختیار کیا پھر میرا ارادہ ہوا کہ میں اس عطیہ کے شکریہ سے تم کو آگاہ کروں ۔ پھر حضرت جبرئیل امین درگاہ رب العالمین سے یہ پیغام لے آئے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اے محمد جلد ہی پروردگار تیرا تمہارے پر ایسی عطا کریگا یعنے تمکو اُمت کے گنہگاروں کی شفاعت کا مرتبہ بخشیگا پس تو راضی ہو جائیگا۔ یعنی اسقدر عطائیں عطا کریگا کہ تو سیر ہو کر کہیگا کہ بس میں راضی ہو گیا ۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن شریف کی آیتوں سے زیادہ امید دلانیوالی لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ کی آیت ہے لیکن ہم اہلبیت اسبات پر متفق ہیں کہ سب سے بڑھکر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ امید دلانیوالی ہے اس لئے کہ ہمارے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری اُمت سے ایک ادنیٰ بھی دوزخ میں رہ گیا تو میں کبھی راضی نہونگا بیت

نماند بدوزخ کسے در گرو	کہ دارد چنین سید پیشرو	عطائے شفاعت چنانش دہند	کہ امت تمامی دوزخ رہند

مترجم اے میرے بھائیو اگر تم روز قیامت کے اپنے پیغمبر برحق کی شفاعت کی امیدوار ہو تو اُن کے اقوال اور اُنکے عادات کی پیروی کر کے ہمیشہ اُنپر درود اور سلام بھیجتے رہا کرو اور جو شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا رہتا ہے وہ قیامت کے روز اُن کے نزدیک ہوگا کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً یعنے میرا نزدیکی زیادہ وہ شخص ہے کہ وہ میرے پر درود بھیجا کرے کذا فی مستخلص الاحیاء اور اسرار الابرار میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے روایت کی کہ حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا کہ جو بندہ مومن میرے پر ایکبار درود پڑھتا ہے ساتوں آسمانوں کے ملائک اُسپر درود پڑھتے ہیں یعنے روز قیامت تک اُسکی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں اور جو کوئی میرے پر دوبار درود بھیجتا ہے ساتوں آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی کے ملائک روز قیامت تک اُسکی مغفرت کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں اور جو بندہ میرے پر بکثرت درود پہنچاتا ہو اس امر کا ضامن ہوں کہ حقتعالیٰ روز قیامت کے تھوڑا بہتا اُسکے ساتھ احسان کریگا اور اُس بندہ کو پلصراط کی سخت گھاٹی سے برق لامع کی مانند پار کردیگا اور اُسکو اپنی رحمت سے میرے ساتھ بہشت میں پہونچاویگا **مؤلف** اے میرے بھائیو اللہ تعالیٰ تمکو خواب غفلت سے جگاوے اور اطاعت اور محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق دیوے تمہارے پر لازم بلکہ الزم ہے کہ تم اپنے رسول مقبول اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احکام الٰہی کے پہنچانیمیں سچا جانو۔ دوم اُس کے ساتھ ایمان لاکر اُسکی سُنت کی تابعداری اپنے دینی و دنیوی معاملات میں فرض سمجھو۔ سوم اُنکی محبت میں اپنے مال وجان کو صرف کرنا اپنی سعادت دارین سمجھو۔ چہارم جو باتیں کہ مقتضائے محبت اور تعظیم اور تکریم رسول کریمؐ کی ہوں بادب تمام بجالایا کرو۔ پنجم جب تمکو مصیبت یا کوئی مشکل شدت کربت پیش آجائے تو اُس پاک جناب سے استمداد کیا کرو۔ اِن سب چیزوں کو حق سبحانہ جل وعلا نے کلام مجید میں بکلمہ وجوب یاد فرمایا ہے **منجملہ** لوازم اور اقتضاء محبت سے کثرت درود شریف کی ہے اور اُوپر اُس سرور عالم صلعم کے اور فوائد اور نتائج اُسکے حد حصر اور بیان سے زیادہ ہیں اور ضبط اُسکا زبان قلم سے دشوار ہے لیکن جو کہ بعض علما اور حفاظ احادیث نبوی نے احادیث صحیحہ اور روایات حسنہ سے ثبوت کو پہونچایا ہے گوشگذار سامعین کیا جاتا ہے کہ جملہ فوائد درود شریف سے بجالانا امر الٰہی عز اسمہ کا ہے اور درود پڑھنیوالے کی موافقت ساتھ اللہ تعالیٰ اور

ملائکہ کے ہے درود اور سلام کے بھیجنے میں اوپر اُس خیر الانام کے کما ورد اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اور ایک بار درود پڑھنے سے دس درود کا ثواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے بدلہ پانا اور دس نیکیوں کا لکھا جانا اور دس بدیونکا مٹ جانا اور واجب ہونا شفاعت کا سید الابرار پر اور گواہی دینا درود پڑھنے والے کے ایمان پر اور حاصل ہونا قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کھڑا ہونا اُس عالیجناب کیساتھ اوپر دروازے جنت کے اور والی اور کفیل ہونا اُس حضرت کا درود پڑھنے والے کے سب کاموں میں روز قیامت کے اور کافی ہونا ساری مہمات دینی اور دنیاوی میں اور روائے حاجات میں اور قایم ہونا درود شریف کا مقام صدقہ اور خیرات کے اور دور ہونا رنج وبلا کا اور امراض ظاہری اور باطنی سے چنگا ہونا اور اعدا پر فتحمندی پانا اور حاصل ہونا رضا اور محبّت الٰہی اور فراغ خاطر اور طہارت ذات اور صفائی قلب اور نزول برکت اسباب اور اموال اور اولاد سب کاموں میں اور ہول قیامت اور سکرات موت اور مفلسی تنگی ودیگر آفات دُنیا سے نجات پانا اور بڑا فائدہ اور مقصد اعلےٰ درود کے پڑھنے سے یہ ہے کہ درود پڑھنیوالیکا نام حضور پُرنور سرور عالم صلعم میں پیش ہوناکہ فلاں بن فلاں کا یہ ہدیہ ہے۔ جیساکہ لکھا ہے کہ ملائک درود شریف کا ہدیہ لیکر حضور پُرنور نبوی میں جاکر اسطرح پر پیش کرتے ہیں فلان بن فلان یسلّم علیك یارسول اللہ اور اعلےٰ مقاصد سے شرف جواب سلام کا کہ عادت مستمرہ اُس جناب مقدس کی ہے اور کونسی سعادت اور فخر زیادہ تر اس سے ہے اور دعائے خیر اور سلامتی کی اُس سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے شامل حال اُس شخص کے ہووے اگر تمام عمر میں ایکبار ہی میسر آوے موجب صد ہزار کرامت اور مثمر انواع خیر اور سلامت کا ہووے اور حصول اس سعادت کا یقینیات سے ہے کہ ہرگز اسمیں شک اور شبہ نہیں ہے کیونکہ بعد ثبوت حقیقت حیات اُس جناب پاک کی اور ثبوت سُنّیت بلکہ فرضیّت ردّ سلام کی کمال تاکید سے ادائے سنت میں اور سبقت اُس جناب اقدس کی سلام میں جیساکہ شمایل نبوی میں آیا ہے کیا شک اور شُبہ ہے پس اے شوریدگان عشق الٰہی اور اے بستگان الفت رسالت پناہی درود بھیجنے میں اُس پیغمبر حمیدہ خصال کے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ساتھ وجوب اُس کے کے تمہیر حکم فرماتا ہے اشتغال رکھو اور ہمیشہ صلوٰت اور سلام سے رطب اللسان اور عذب البیان رہو تاکہ ان عطیات الٰہی اور مستوجب درجات نامتناہی کے مورد رہو واللّٰہ الموفق + اسرار الابرار میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میرے پر ایکبار درود بھیجتا ہے۔

خدا تعالیٰ جل جلالہ اُسپر دس بار رحمت اور مغفرت بھیجتا ہے۔ ایک مغفرت الٰہی کے ذریعہ سے وہ شخص عذاب دوزخ سے چھوٹ جاتا ہے اور مستحق بہشت کا ہو جاتا ہے۔ اور نو رحمتیں اس کے لئے خزانہ الٰہی میں جمع رہتی ہیں بوقت احتیاج کے اس کے کام آئینگی رجعنا الی الحدیث اے میرے دینی دوستو یہ خواجہ یعنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جن کے اوصاف کمال اور نعوت جمال میں سے تھوڑا سا تمنے سن لیا ہے فرماتے ہیں کہ اسلام کی پانچ چیزوں پر بنا ہے اور مسلمانی کے قصر مشید کی بنیاد انہیں پانچ ستونوں پر کھڑی ہوئی ہے پہلا ستون اسکا کلمہ شہادت ہے دوسرا پانچوں وقتوں کی نماز تیسرا غنی کو ادائے زکوٰۃ چوتھا روزہ یعنے ماہ رمضان کے تیس دن میں روزہ پانچواں حج بیت اللہ اللھم ارزقنا التوفیق۔

ایمان واسلام اور علماء کے اقوال

حضرات علماء کو اسلام اور ایمان کی حقیقت اور ماہیت میں بہت سے قول ہیں ہم بھی توفیق الٰہی کی مدد سے اس میدان میں مرکب بیان کو جولان دیتے ہیں اور جو کچھ اس مقام کے ضروریات میں سے ہے اُس کے بیان کا حق ادا کرتے ہیں۔ اے طالبان حق۔ اسلام لغت میں بمعنے فرمانبرداری ہے یعنے قبول وتسلیم اور ایمان لغتاً بمعنے تصدیق ہے یعنے جو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے نبیوں کی طرف بھیجا ہے سب کی تصدیق کو ایمان کہتے ہیں۔ پس بنظر ظاہر الفاظ ایمان اور اسلام میں فرق معلوم ہوتا ہے لیکن اگر بہ نظر حقیقت دیکھا جاوے تو ایمان اور اسلام میں کچھ فرق نہیں اسواسطے کہ ان کا ایکدوسرے سے انفکاک ممکن نہیں یعنے ایمان بے اسلام اور اسلام بغیر ایمان کے وجود نہیں رکھتا ہے کما ورد فی القرآن اشارۃ باتحاد کما اخبر عن موسیٰ حیث خاطب قومہٗ اِن کُنتُم اٰمَنتُم بِاللہِ فَعَلَیہِ تَوَکَّلُوا اِن کُنتُم مُسلِمِینَ یہ آیت ایمان واسلام کے اتحاد پر صریح دلالت کرتی ہے اور تبصرۃ الادلہ میں لکھا ہے کہ اَلاِسلَامُ وَ الاِیمَانُ شَیءٌ وَّاحِدٌ مِن قَبِیلِ الاَسمَاءِ المُتَرَادِفَۃِ فَکُلُّ مُؤمِنٍ مُسلِمٌ وَکُلُّ مُسلِمٍ مُؤمِنٌ یعنے ایمان واسلام ایک چیز ہے حقیقتاً اور اسماء مترادفہ کے قبیل سے ہیں یعنے واضع الفاظ نے یہ دو لفظ ایک معنی کیلئے وضع کئے ہیں لیکن دین کا لفظ جن کے معنی ملت کے ہیں وہ عام ہی ایمان اور اسلام اور اصول وفروع اور اعتقادات اور معاملات سب کو متناول اور شامل ہے انتہی۔ اور امام انام رئیس اہل سنت وجماعت امام ابو منصور ماتریدی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہی کہ اسلام خدا تعالےٰ

کی بے کیف معرفت سے مراد ہے اور اس معرفت کا محل مومن کا سینہ ہے کما ورد اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ اور ایمان خدا تعالیٰ کی الوہیت کی معرفت سے مراد ہی اور اس کا محل مومن کا دل ہے کما ورد قولہ تعالیٰ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ اور توحید حق سبحانہ وتعالےٰ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ علمائے اس تمثیل کے معانی میں بہت گفتگو کی ہے علامۃ العلما امام فخر الدین رازی نے اسرار التنزیل میں فرمایا ہے کہ مراد نور سے ایمان ہے کہ حق تعالیٰ نے مومن کے سینہ کو ساتھ مشکوٰۃ کے تشبیہ دی اور اُسکے دل کو جو اُس کے سینہ میں ہے ساتھ قندیل کے جو مشکوٰۃ میں رکھا ہوا ہوتا ہے تشبیہ دی اور قندیل کو چمکیلے ستارہ سے اور کلمۂ اخلاص کو ایک مبارک درخت جو آفتاب کی تاب اور سایہ کے خوف سے بچا رہے تشبیہ دی اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کلمۂ طیبہ کا فیض سوا اس کے کہ مومن اُسکو زبان پر لائے یا نہ لائے اسقدر ظہور پا رہا ہی کہ اسکی روشنی سے سارا جہان منور ہو رہا ہے جب اسکا اقرار آدمی کی زبان پر جاری ہوا اور تصدیق دلی بھی مددگار ہوئی تو گویا وہ آدمی نورٌ علےٰ نور کا مورد بنگیا اور نور ایمان کو اس جہت سے چراغ کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ جس گھر میں چراغ روشن رہے اُسکے گھر میں چوروں کا دخل نہیں ہوتا۔ ویسا ہی جس دلمیں نور ایمان کا ہووے شیطان اُسمیں دخل نہیں پاسکتا ہے یا اسواسطے نور ایمان کو چراغ سے تشبیہ دی گئی کہ چراغ سے گھر کا اندر روشن ہوتا ہے۔ اور گھر کی تاکیوں اور روزنوں سے اسکے چمکارے باہر بھی پڑتے ہیں اور اسکی طفیل مکان کی بیرونی سطح بھی روشن ہو جاتی ہے علیٰ ہذا القیاس ایمان کا نور دل کو روشن کرتا ہے اور اُسکی معرفت کے شعاع حواس انسانی کے روزنوں پر واقع ہو کر طاعات کے انوار انسان کے اعضا و جوارح پر نمودار ہو جاتے ہیں اور متقاضی غیب بندہ کو اجتناب مناہی اور اتیان اوامر الٰہی پر دلالت کرتا ہے اور بندہ از روی اجابت بقدم اطاعت اسکا استقبال کرتا ہے فَصَارَ الْعَبْدُ مُؤْمِنًا یَقِیْنًا صاحب شریعت اور مالک ملک طریقت صلعم نے انہیں مذکورہ معانی نہانی کو ساتھ عبارت فصیح اور اشارات بلیغ کے اپنے ہوا خواہوں کو خبر پہنچانے کے لئے فرمایا کہ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ۔ الحدیث حضرت رسالت اور آفتاب آسمان جلالت جسکی آستان کی رفعت کے آگے آسمان بھی جبیں سائی کرتا ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب ارکان سے پہلے فرمایا کہ شَہَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی رکن کو مقدم بالذکر فرمایا اس لئے کہ دیگر چار رکنوں کی بنا اسی رکن پر منحصر ہے اور اہل اعراب نے لفظ شہادت کی بدلیت پر جر اور خبریت پر رفع تجویز کی ہے یعنے ان پانچ رکنوں میں سے عمدہ رکن حضرت خداوندی جل جلالہ کی یگانگی اور حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر گواہی دیتی ہو کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ وَمَعْنَاهُ لَا نَافِعَ وَلَا ضَارَّ وَلَا مُعِزَّ وَلَا مُذِلَّ وَلَا مُعْطِیَ وَلَا مَانِعَ اِلَّا اللّٰهُ یعنے سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جسنے اِس راہ راست پر ہدایت فرمائی۔ اگر وہ اپنے کرم سے ہم کو اس رستہ پر ہدایت نہ کرتا تو ہم بالکل گمراہی کے گڑھے میں پڑے رہتے اور اس کلمہ کے معنے یہ ہُوئے کہ نہ کوئی نفع دینے والا اور نہ کوئی ضرر دینے والا اور نہ کوئی عزت دینے والا اور نہ کوئی ذلیل کرنیوالا اور نہ کوئی نعمائے دُنیا وغیرہ دینے والا اور نہ کوئی روکنے والا سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے یعنے سوائے حق سبحانہ وتعالیٰ کے دُوسرا امورات مذکورہ میں تصرف کرنیوالا کوئی نہیں وقیل معناہ لا الٰہ یرجی فضلہ ویخاف عدلہ ویؤمن جورہ ویوکل رزقہ ویسئل عفوہ ویترک امرہ ویرتکب نہیہ ویحرم فضلہ الا اللہ الذی ھو رب الربوبین وغفار المذنبین و ملجاء التائبین وستار المعیوبین وغایۃ رجاء الراجین ومنتہی العارفین اور بعض علماء نے اس کلمہ شریف کے معنی اسطرح کئے ہیں نہیں کوئی خدا جس کے فضل کی اُمید کیجاوے اور اسکے عدل سے خوف کیا جاوے اور اُس کے جور سے بچا جائے اور اسکا رزق کھایا جائے اور اُس کی بخشش مانگی جائے اور اس کے حکم کی ترک کیجائے اور اسکی مناہی کو اختیار کیا جائے اور اسکا فضل ہمکو محروم نہ رکھے مگر وُہ خدائے برحق ہے جو سب کا پالنے والا اور گنہگاروں کے بخشنے والا اور توبہ کرنیوالونکا ملجا یعنے تائبونکی توبہ قبول کرنیوالا اور ہمارے عیبوں کو چھپانیوالا اور اُمیدواروں کی اُمیدیں برلانے والا اور عارفوں کو انتہا مقاصد پر پہنچانیوالا ہے سوائے اُس معبود حقیقی کے کوئی معبود نہیں اے میرے بھائیو لا کا حرف جو کلمہ طیبہ کے شروع میں ہے وہ شہر نفی کا کوتوال ہے اور ہیبت کے گھوڑے پر سوار ہو کر غیرت کی تلوار ہاتھ میں لئے اسواسطے کھڑا ہے کہ غیر اللہ کے سر کو غیرت کی تلوار سے کاٹکر نیست ونابود کردیوے تاکہ سلطان اِلَّا اللّٰهُ کا انسان کے دل کے چار بالش پر جلوس فرمائے اور اپنے جوارح اور اعضاء کے چاکروں اور خادموں پر فرمانروائی کرے جب وہ سُلطان دل کے فراخ ملکوں کے میدان پر اپنا تسلط بٹھا لیتا ہے تب اپنے خادم جوارح کو یہ حکم جاری اور نافذ کردیتا ہے کہ جو کوئی ہمارے فرمان کی تعمیل کریگا ہماری بارگاہ مقدس سے اُسکو خلعت اعزاز کا ملیگا اور جو کوئی ہماری فرمانبرداری اور اطاعت سے شانہ پیچھے کریگا وہ دوزخ کے جیلخانہ میں پڑیگا اور خسارہ کا داغ بحکم خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ اُسکے رخسارہ پر لگایا جاویگا اور بدبختی کی ٹوپی اُس کے سر پر رکھی جاویگی اور اس کے دل کی گردن پر شقاوت ابدی کا زنجیر رکھکر اُسکو دوزخ میں جھونکا جاویگا

اور کبھی ہمارے دیدار کی دولت کو نہ پاویگا۔ **اشعار**

وائے آن دل کہ بدو از تو نشانے نرسد	مردہ آن تن کہ بدو مژدۂ جانے نرسد
سیہ آن روز کہ بے نور جمالت گذرد۔	ہیچ از مطبخ تو کاسہ و خوانے نرسد
وائے آن دل کہ زعشق تو در آتش نرود	ہمچو زر خرچ شود ہیچ بکانے نرسد
سخن عشق بے درد بود بر ندہد۔	خبر بگوش ہوش و خبر بزبانے نرسد

اور اسی قول کے مطابق حضرت مولانا معنوی مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ **؎**

خانۂ آن دل کہ ماند بے ضیاء	از شعاع آفتاب کبریاء	تنگ و تاریکست چون جانِ جہود
بینوا از ذوق سلطان و دُود	گور بہتر از چنین دلِ مر ترا	آخر از کوئے دل خود بر تر آ
دل تو این آلودہ را پنداشتی	لاجرم دل زاہلِ دل برداشتی	تو ہمیگوئی مرا دل نیز ہست
دل فراز عرش باشد نے زپست	نے دل اندر صد ہزاران خاص و عام	در یکی باشد کدام است آن کدام
آن دلے کز آسمانہا برتر است	آن دلِ ابدالِ ما پیغمبر است	آن دلی آور کہ قطب عالم است
جانِ جانِ و جانِ جانِ آدم است	نور نورِ چشم خود نورِ دل است۔	نور چشم از نور دلہا حاصلست
باز نورِ نورِ دل نور خدا ست	کو ز نور عقل و حس پاک و جدا ست	نور دل را نور حق تزئین بود۔
معنے نُورٌ علیٰ نور این بود +		

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ **رجعنا الی الحدیث**

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن یہ ہے کہ تصدیق قلبی سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دینی ہے۔ کہ خدا واحد ہے اکثر بندگان خدا قیامت کے دن جو اسی کرامت کے سرمایہ سے بستان سرائے جنت میں پہونچ گئے ہیں اور اسی شہادت کی کرامت کے وسیلہ سے مشاہدہ کی دولت پر فائز ہو گئے ہیں چنانچہ اسی باب میں ایک حدیث احادیث معتبرہ میں سے مجھ مسکین کی نظر سے گذری کہ حضرت ابی الدرداؓ حضرت رسالت علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلعم نے اپنی زبان دُر بار گوہر نثار سے ارشاد فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ یَّقُوْلُ مَرَّۃً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَضَمَّھَا بِمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا بَنِیَ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ اَلْفُ مَدِیْنَۃٍ الخ یعنے اگر کوئی بندہ میری امت کا اخلاص اور تصدیق قلبی سے ایکبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اُس کے لئے بنائے جاتے ہیں ہزار شہر اور ہر ہر شہر میں ہزار قصر اور ہر ہر قصر میں ہزار ہزار سرا اور ہر ہر سرا میں ہزار ہزار حجرے اور ہر ہر حجرہ میں ہزار ہزار دو کانچے کافور سفید سے اور ہر ہر دو کانچہ پر ہزار ہزار تخت عنبر اشہب کا اور ہر ہر تخت پر ہزار

ہزار فرش سندس اور استبرق کا بچھا ہوا۔ اور ہر فرش پر ہزار حلہ اور اس فرش پر ہزار حوریں تکیہ لگائے بیٹھی ہوئی ہیں اور ایک ایک حور کی ہزاروں خادمیں دست بستہ خدمت کے لئے کھڑی ہیں جنکے سروں پر تاج مرصع رکھا ہوا اور تاج کے نیچے ہزاروں تابدار زلفیں بڑی ترتیب سے لٹکتی ہوئیں اور یہ سب تشریحات جو اس حدیث میں مذکور ہوئی ہیں اُس بندہ کے حوالہ کیجائینگی جس نے تصدیق دل سے ایکبار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا ہوگا۔ اللھم ارزقنا۔

روایت حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ مَرَّةً لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَضَمَّهَا بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا مَحَى عَنْهُ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ سَیِّئَةٍ وَکَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ حَسَنَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اِثْنَیْ عَشَرَ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ اے میرے بھائیو حضرت جلال احدیت جل جلالہ نے اس پاک کلمہ کو واسطے امت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک حصن حصین اور قلعہ متین بنایا ہے اور اس عالی قلعہ کے کنگرے عرش معلےٰ سے بھی گذر گئے ہیں جیسا صاحب روضہ اندولیسی نے اپنے روضہ میں اور امام فخر الدین رازی نے اسرار التنزیل میں لکھا ہے کہ مشایخوں کی ایک جماعت حضرت سلطان الاولیا اور برہان الاصفیا سلطان علی موسےٰ رضا رضوان اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰبائہ الکرام کی زیارت کے لئے آئے اور آنحضرت کو اُن کے اباو اجداد کے روح اطہر کی قسم دیکر پوچھا کہ آپ براہ مہربانی کوئی حدیث نافع جو آپکو جد امجد صلعم سے یاد ہو ارشاد فرمائیے اُسوقت وہ سلطان وقت استر پر سوار تھے اپنے خادم کو فرمایا کہ میرے مرکب کو تھام رکھ پھر آنحضرت نے نہایت ادب اور تعظیم سے یہ حدیث فرمائی حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ عَلِیٍّ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَائِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ یہ حدیث قدسی ہے کہ حضرت جلال احدیت سبحانہ فرماتا ہے کہ یہ کلمہ شریف یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میرا ایک مضبوط قلعہ ہے جو شخص اس حصن حصین اور حصار متین میں داخل ہو جائے اُس کو دفتر ایمان سے سند امان ملجاتی ہے اور سیر اور تفریح کرتا ہوا عرفان کے باغ میں جا پہنچتا ہے اور تفرید کے مرکب پر سوار ہو کر توحید کے میدانمیں جولان کرتا ہوا حصار ملت احمدی کا ساکن ہو جاتا ہے اور حصن حصین دین متین ملک احد جل جلالہ میں حصا کے ہو جاتا ہے اور اسکا نام موحد اور اُسکا لقب مومن ہماری مخلوقات میں مشہور ہو جاتا ہے اور جس کا یہ نام مقرر ہو وہ بیشک ہمارے عذاب سے چھوٹ گیا اور اُس نے تمام خطرات سے نجات پائی اے میرے بھائیو اگر اس دنیا کے دار المحن میں جو فتنوں کا ایک بے کنار سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے

اپنے بچاؤ کے لئے سلطان آخر الزمان احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر اس مضبوط قلعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں داخل ہو جاؤ گے تو ماشاء اللہ زمانہ ناہنجار کے مکائد اور لیل و نہار کے شدائد سے بچ جاؤ گے اور تم اپنے دلمیں سمجھ رکھو کہ یہ کلمہ طیبہ توحید یہ ایک قلعہ ہے کہ اُس کی زمین دین محمدی ہے اور اُسکی بنیاد یقین احدیت خدائے واحد ہے اور اس قلعہ کی دیواریں قرآن شریف ہے اور ایکسو تیرہ "۱۱۳" سورتین قرآن مجید کی اس قلعہ کے ایکسو تیرہ بُرج ہیں اور چھ ہزار دوسو اٹھارہ آیتیں قرآن شریف کی اس قلعہ کی محافظت کے لئے تیر انداز کھڑے ہوئے ہیں اور ستر ہزار چار سو اُنیس کلمات قرآنیہ اس قلعہ کے کنگرے ہیں اور تین لاکھ پچیس ہزار ستانویں حروف مصحفیہ اس قلعہ کے کنگروں پر مشعلیں جلائی ہوئی ہیں اور اس قلعہ کے دو دروازے ہیں ایک اقرار دوسرا التصدیق یہ قلعہ چار حدوں پر شامل ہے ایک حد اسکی معرفت دوم یقین سوم صدق چہارم اخلاص اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اس قلعہ کی عمارات ہیں اور اعمال صالح اس قلعہ کی مضبوطی کیلئے ضروری ہے اور اس قلعہ کی چاروں طرف ایک خندق حقتعالیٰ کے خوف کی کھدی ہوئی ہے اور اس خندق عمیق پر واسطے سالکان طریقت کے رحمت اور رجا کا پُل باندھا ہوا ہے اور حضرات علما اور عباد اور مجتہد اس مستحکم قلعہ کے حارس اور نگہبان ہیں اور شیطان لعین مردود کا لشکر مع اپنے معاونوں کے باغیوں کے لشکر کی طرح ایمان کے قلعہ کے ارد گرد صفیں باندھکر چڑھائی کر رہا ہے اور مکر کے تیر غدر کی کمانوں پر رکھکر چلا رہا ہے اور مکائد کے پتھر حیلوں کی منجنیق سے اس قلعہ پر پھینک رہا ہے اور وسوسہ اور گمان جو اس مردود کے سپہ سالاروں میں سے ہیں اس حصار کی دیوار کے نیچے نفاق کی سُرنگ لگانیمیں مصروف رہتے ہیں اور طبیعت کے خوک کو حصار شریعت کے دروازہ کی پیش کر کے کفر کی آگ شقاوت کی رال میں ڈالکر اس قلعہ کو اڑانے پر مستعد رہتا ہے اور حمیت کی دوال سے عداوت کے طبل پر ایسی چوٹ لگائی کہ سارے وجود میں ہل چل پڑ گئی اور گناہ و نافرمانی کا اس حصار کی شاہ دیوار کے نیچے جاری کر دیا لاکھوں شیاطین اور بالسی کا جم غفیر جسکا حد و پایان نہیں ایمان کے قلعہ کو فتح کرنے اور حضرت انسان کا مال و اسباب لوٹنے کیلئے ہاتھ مار رہے ہیں اور متواتر چڑھائیاں کر رہے ہیں اور دوسری طرف سے حضرت دل نے نیز اپنی بہادر فوج اور لشکر کو آراستہ و پیراستہ کر کے اس ملعون کے مقابلہ میں علم کا جھنڈا کھڑا کر دیا اور تسلیم اور رضا کی ڈھال اپنے مُنہ کے آگے رکھی اور صدق نے توکل کا چتر سلطان ایمان کے سر پر رکھا اخلاص نے یقین کی منجھی ہوئی تلوار ہاتھ میں پکڑی توبہ نے زہد کی زرہ اور صبر کی درع پہنی محبت نے گمنامی کا خود اپنے سر پر رکھا آہ و نالہ اور زاری نے مناجات نیم شبی کا طبل

بجایا اور دعا و استغفار سحری نے عشق کے ہادی ہو اور شوق ذوق کا شور و غل مچایا اور جذبات شوق کے نقارے بڑے طمطراق سے بجنے لگے اور آہ سحری کے دھوئیں سے چاروں طرف میں سیاہی پھیل گئی اور واردات غیبی اور الہامات لاریبی کے بیشمار لشکر عالم غیب سے دم بدم امداد کے لئے پہونچنے لگے سعادت کی صبح دھمی اور عنایت کی ہوائیں چلنے لگیں فتحنامہ دولت و اقبال کا پہنچا نصرت اور فضل الٰہی کا خیمہ کھڑا کیا گیا سلطان ایمان جو دین کا دار الملک اُسکے قبضہ اور تصرف میں ہے لشکر ظفر پیکر کے قلب میں بڑے جاہ و جلال اور اقبال عدو مال کے ساتھ کھڑا ہوا اور اسلام جسکو قبضہ میں شریعت کا سلح خانہ ہے اُس لشکر کے میمنہ اور میسرہ کی صفیں درست کر کے اس کلمہ طیبہ کے حصار کے دروازہ پر امن و امان کا پشتہ باندھکر شاہراہ انتباہ پر ٹکٹکی لگائے کہ یکایک سلطان عالیفرمان عشق نے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ کا جھنڈا اس قلعہ کی امداد کے لئے بھیجا اور شہنشاہ الٰہی نے جان اور دل اور نفس اور تن کے میدان میں اپنا علم کھڑا کر دیا اور جَذْبَةٌ مِّنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ کی نوبت بجانیوالوں نے سلطان توحید کی تشریف آوری اور نزول کی نوبت بجائی اور فراشان يَنْزِلُ اللّٰهُ كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا نے وسیع میدان وَلٰكِنْ يَسْتَغْنِيْ قَلْبُ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ کو خس و خاشاک اور غیر اللہ سے صاف اور پاک کر کے خوب صفائی کی اور ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ کے قاصد مبارک قدم نے انسان کے دل کے میدان میں حضرت سلطان عالیشان عز اسمہٗ و جل جلالہ کے ورود مسعود اور نزول مقبول کی بشارت پہنچائی۔ اشعار

رسید آن شاہ رسید آن بیارائید ایوان را	فرو برید ساعد ہا برائے خوب کنعان را
چو آید جان جانانم نشاید برد نام جان	بہ پیشش جان چہ کار آید مگر از بہر قربان را
بُدم بی عشق گمراہے در آمد عشق ناگاہے۔	بُدم کوہے شدم کاہے برائے اسپ سلطانرا
اگر ترک ست تار یکیست یا آن شاہ نزدیک ست	چو جان باتن ولیکن بن نہ بیند ہیچ مرجانرا
ہلہ یاران کہ بخت آمد گہ ایثار رخت آمد۔	سلیمانی بہ تخت آمد برائے عزل شیطان را
بکن آنجا مناجات بگو اسرار حاجات	سلیمان خود ہمید اند زبان جملہ مرغانرا

آمدیم بر سر مطلب حدیث۔ اے میرے بھائیو! کلمہ طیبہ کی فضیلت کے باب میں میری ایک حدیث عجیب سنو کہ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اَرْبَعَةَ اَشْيَآءَ فِيْ اَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ اَلظَّرْفُ فِي الدُّنْيَا وَتَخَفُّفٌ فِي الْقَبْرِ وَالشَّرَفُ فِي الْقِيَامَةِ وَالْغُرَفُ فِي الْجَنَّةِ الحدیث جو کوئی اس

کلمہ طیبہ کو زبان پر لاتا ہے حضرت جلال احدیت سبحانہ وتعالیٰ خاص اُس بندے کو چار جگہ میں چار دولتیں عطا فرماتا ہے دُنیا میں طرف اور قبر میں تحف اور قیامت میں شرف اور بہشت میں غرف۔ ایک شخص نے انصار میں سے سوال کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم آدمی کے لئے دنیا میں طرف کیا کیا چیزیں ہیں آپ نے فرمایا کہ انسان کیواسطے تین چیزیں یاد حق میں تر زبان اور اُسکی محبّت میں شادان رہنا اور اس کی طاعت سے لذت پانا۔ پھر اُس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم قبر میں تحف کس کس چیز کا نام ہے فرمایا کہ کلمہ گو کے لئے قبر میں بھی تین چیزیں ہیں ایک لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا کی بشارت پانی اور قبر کو بہشت کا روضہ دیکھنا اور خطاب نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ کا پانا پھر اُس آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم قیامت کے دن کلمہ گویوں کے لئے کیا کیا شرف ہوگا۔ فرمایا تین چیزیں صالحین کی ثنا اور نبیوں کی شفاعت اور اعمالنامہ کا دائیں ہاتھ میں ملنا پھر اُس نے کہا یا رسول اللہ صلعم غرف جنت کیا ہوگا فرمایا تین چیزیں ایک انبیا کی مجاورت دوم دار لبقا میں دائمی نعمتیں سوم حق سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار اور نیز حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خواب سے اٹھتے ہی ایک بار کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان سے نکالے حق سبحانہ وتعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے دس ہزار درخت اُس کیلئے پیدا کرتا ہے اور ہر ایک درخت پر دس ہزار شاخ ہوتی ہے اور ہر ایک شاخ پر دس ہزار پتے ہوتے ہیں اور ہر پتے پر دس ہزار فرشتے ہوتے ہیں۔ اور ہر ہر فرشتے کے دسہزار سر ہوتے ہیں اور ہر ہر سر میں دس ہزار دہان ہوتا ہے اور ہر ہر دہان میں دہ دہ ہزار زبان ہوتی ہے اور ہر ہر زبان میں دہ دہ ہزار بولیئں ہوتی ہیں اور وُہ ملائکہ شب و روز حمد و ثنائے حق سبحانہ وتعالیٰ میں مصروف رہتے ہیں اور اس کلمہ گو بندے کی آمرزش اور مغفرت روز قیامت تک بارگاہ ایزدی سے چاہتے رہتے ہیں +

اشارات الکلمۃ الطّیبّۃ باعتبار اعداد الکلمات

یہ کلمہ طیبہ سات کلموں سے مرکب ہے اور اس باب میں ہم سات اشارتیں بیان کریں گے

اشارت الاولیٰ سمجھنا چاہئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے بندہ کو سات عضو عطا کئے ہیں اور بشریّت کیوجہ سے کوئی عضو ان اعضائے سے خالی از گناہ نہیں رہ سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانہ سے کلمہ طیبہ جو سات کلموں کو شامل ہے عطا فرمایا تاکہ میرے بندہ کے سات اعضاء بدنی اس سات لفظوں کے کلمہ پڑھنے سے تمام معاصی اور زلات سے پاک وصاف ہو جائیں اور اس سعادت

کی طفیل سات دوزخوں سے آزاد اور نجات پا جائے گا وورد عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا مُحَمَّدُ بَشِّرْ اُمَّتَكَ اِنَّہٗ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلٰی جَسَدِہِ النَّارَ۔ خالصۃ الحقائق میں لکھا گیا ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی سے یہ پیغام پہنچایا کہ اے محمدؐ تو اپنی امت کو یہ خوشخبری سُنادے کہ جو شخص اخلاص دلی سے یہ کلمہ طیبہ زبان پر لاوے بیشک وہ بہشت میں داخل ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے بدن پر دوزخ کی آگ حرام کردی ہے +

اشارۃ الثانیۃ واضح ہو کہ آسمان بھی سات ہیں اور زمینیں بھی سات اس کلمہ کے پڑھنیوالے کو سات آسمانوں سے زیادہ ثواب دیا جاتا ہے اور اس کے گناہ اگرچہ سات زمینوں کے برابر ہوں۔ معاف کئے جاتے ہیں اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے وہ دلیل بالکل کافی ہے جو خالصۃ الحقائق میں مذکور ہے **وھو ھذا** جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرعون بے عون کو اور اُسکی قوم شوم کو دریائے نیل میں غرق کیا۔ اور موسےٰ علیہ السّلام کو معہ اپنے اسرائیلیوں کے سلامت کنارہ پر پہونچایا۔ حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی اس نعمت عظمٰی کی شکر گذاری کیوجہ سے میری یہ درخواست ہے کہ ایسا بڑا کام ارشاد فرمایا جاوے کہ میں اس نعمت عظمٰی کے شکر سے سبکدوش ہو جاؤں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا یَا مُوْسٰی قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت امام شعبی رحہ نے کہا ہے کہ حضرت موسےٰؑ نے عرض کیا الٰہی میں اس کلمہ کو اکثر اوقات یاد کیا کرتا ہوں۔ مجھ کو کوئی ایسی خدمت اور طاعت فرما جس سے میرے نفس کو مشقت اور تکلیف پہونچے حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا یَا مُوْسٰی قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں مناجات کی کہ الٰہی میں اس خدمت اور طاعت کا خواستگار ہوں جس سے میرے بدن کو تکلیف پہونچے پھر خطاب مستطاب رب الارباب کا پہونچا کہ اے موسیٰؑ قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جب چوتھی نوبت پہونچی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ جو بندے میری بارگاہ کی نظر رحمت میں منظور اور مقبول ہیں اُن پر میں نے اس کلمہ کو آسان اور سہل کر رکھا ہے اور جو لوگ میری نظر رحمت سے مردود اور مطرود ہو چکے ہیں یعنے کافر اُن کو پہاڑ دانتوں سے اکھاڑنا بہ نسبت کلمہ کو زبان پر لانیکے آسان ہے اور کلمہ کا زبان پر لانا دشوار تر نظر آتا ہے اور اُسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے موسےٰؑ اس کلمہ شریف کا یہ شان

ہے کہ اگر آسمان و زمین ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور کلمہ لا الہ الا اللہ دوسرے پلہ میں تو یہ کلمہ ساتوں آسمان اور زمین کے وزن سے بڑھ جاوے ۞ دلیل دیگر حضرت امام حسن بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد ماجد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ نے رسول اکرم صلعم سے اور رسول اکرم نے سید الملائکہ حضرت جبرئیل ؑ سے اور جبرئیل ؑ نے رب الجلیل کے حکم سے فرمایا وَمَا اَنْزَلْتُ كَلِمَةً اَجَلَّ وَاَعْظَمَ مِنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِهَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ اَلَا وَهِيَ كَلِمَةُ الْاِسْلَامِ اَلَا وَهِيَ كَلِمَةُ الشَّفَقَةِ اَلَا وَهِيَ كَلِمَةُ النَّجَاةِ اَلَا وَهِيَ كَلِمَةُ الشَّفَاعَةِ اَلَا وَهِيَ كَلِمَةُ الْعُلْيَا وَلَوْ وُضِعَتْ فِي كِفَّةِ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعِ فِي كِفَّةٍ لَرَجَحَتْ بِهِنَّ وَمَنْ قَالَهَا مَرَّةً غُفِرَلَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ۞

اشارۃ الثانی حق سبحانہ و تعالیٰ نے آدمی کو سات چیزوں سے پیدا کیا کما ورد لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۔ تحقیق پیدا کیا ہمنے انسان کو بجھی ہوئی مٹی سے پھر پیدا کیا ہمنے اُسکو ایک قطرے منی سے جو ایک مضبوط جگہ میں رکھا پھر پیدا کیا ہم نے منی کو جما ہوا لہو۔ پھر پیدا کیا ہمنے لہو جمے ہوئے کو گوشت کی بوٹی۔ پھر پیدا کیا ہم نے بوٹی کو ہڈیاں۔ پھر پہنادیا ہم نے ہڈیوں کو گوشت پھر پیدا کیا ہم نے اسکو پیدایش۔ پس بڑی برکت والا ہے اللہ بہتر پیدا کرنیوالا ۞ گویا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تجھ کو جو سات چیزوں سے پیدا کیا ہے محض اسی سات لفظوں کے کلمہ کیلئے پیدا کیا ہے ان معنوں کے ثبوت کیلئے یہ آیت مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ فَاِنَّ شَاهِدًا كَافِيْ ہے اس لئے قرآن شریف میں اکثر ذکر عبادت کا جس سے معرفت مراد ہے وارد ہوا ہی اور علامت معرفت کی اس کلمہ طیبہ کا زبان سے کہنا ہے ۞

اشارۃ الرابعہ۔ یہ بات ظاہر ہے کہ آدمی دو چیزوں سے یعنے روح و جسم سے مرکب ہے اور جسم عالم خلق اور روح عالم امر ہے اور یہ دونوں عالم امری اور خلقی حق سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت میں مسخر ہیں کما ورد اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اور ہر ایک یعنے جسم اور روح کے لئے علیحدہ علیحدہ غذا مقرر ہے جو انکی بقا کا سبب ہے گویا حقتعالیٰ اپنے بندیکو ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیرا بدن جو آب و خاک کا پتلا ہے اُسکی تقویت اور غذا کے لئے آب و خاک کی سات لطیفوں سے

خوانچہ تیار کردیا ہے کما ورد قال اللہ تعالےٰ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًا وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ واب - گھاس مراد ہے اور وہ حیوانات کی غذا ہے اور باقی کی سات چیزیں جو طیب اور پاکیزہ ہیں تمہارے جسم انسانی کے لئے غذا مقرر کیں وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اور اسیطرح تمہارے روح جو عالم پاک کا خلاصہ ہے اسکی ست اور پرورش کیواسطے سات لفظوں کا کلمہ جو حضرت جلال احدیت کو ذکروں میں سے الطف اور اشرف غذا مقرر کی گئی کما ورد سئل الشیخ الحسن بن المنصور قدس سرہ یا شیخ للروح ما القوت قال ذکر الحی الذی لا یموت فقیل ھذا قوت الارواح فما قوت الاشباح فقال دع البیت نبا نیھا +

اشارۃ الخامسہ - اصحاب قلوب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دل کے سات طبقے ہیں - صدر - قلب اشتقاق - فواد - جنت القلب - سویدا - مھجۃ القلب - گویا حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے میں نے تیرے سینہ کی ولایت میں سات باغ اور بوستان امانت رکھے ہیں اور ان باغونکو طرح طرح کے درختوں اور پھولوں سے اپنی عنایت کی نہر سے ہدایت کا پانی دیکر ترو تازہ اور شاداب رکھنا چاہتا ہوں لاجرم میرے دریای متوج عرفان ازلی سے اسرار لم یزلی کی سات نہریں اس سات لفظوں والے کلمہ میں جاری کرکے دل کے سات باغوں کو آبشاری کرتا ہوں تاکہ ہمیشہ اور علی الدوام میرے بندے کا حضرت ایمان عرفان کی خوشبوناک ہواؤں سے تروتازہ رہے قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ اسکی طرف اشارہ ہے +

اشارۃ السادسہ - قال الشیخ الجنید البغدادی قدس سرہ ارکان التوحید سبعۃ افراد القدم عن الحادث وتنزیہ القدیم عن درک المحدث وترک التساوی بین النعوت وازالۃ العلۃ عن الربوبیۃ واجلال الحق ان تجری قدرۃ المحدث علیہ فتلونہ وتنزیہ عن التمیز والتامل وتنزیہ عن القیاس یعنے توحید الٰہی کے سات رکن ہیں پہلا رکن توحید کا یہ ہے کہ آدمی اپنی اس بات کا یقین کرے کہ قدیم اپنی ذات اور صفات اور افعال سے یگانہ ہے اور محدث کو ہرگز اس کیساتھ مشابہت نہیں - دوسرا پاک رکھنا قدیم کو محدث کی دریافت سے اس لئے کہ ادراک کیفیت کو چاہتا ہے اور قدیم کی ذات اور صفات میں کیفیت نہیں - تیسرا صفات باری میں مساوات کا اعتقاد نہ کرے یا باین معنے کہ صفات قدیم کو ساتھ صفات محدث کے برابر نہ سمجھے جیسا کہ اسکی ذات مقدس کسی ذات سے مشابہ نہیں ایسا ہی اس کی صفات

بھی کسی ممکن کی صفات کی مثل نہیں یا بایں معنی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کو معتزلونکی طرح برابر نہ سمجھے جیسا کہ وہ حقتعالیٰ کے علم اور بصر اور رویت کو علم ہی سمجھتے ہیں بلکہ اہل حق کو لازم ہے - کہ صفات باری کو اپنے اپنے معنوں پر حمل کرنیکا یقین دلاوے - چوتھا علت کو ذات باری کی ربوبیت سے جدا سمجھے اس لئے کہ اگر ربوبیت کے واسطے علّت لازم ہووے تو علت زایل ہونیسے ربوبیت بھی زایل ہو جاتی ہے اور اگر علت قدیم ہووے تو معلول بھی قدیم ہونا چاہئے چنانچہ دہریہ کا مذہب ہے کہ وہ علت معلول کو قدیم سمجھتے ہیں اور اگر علت محدث ہووے تو اُس کے لئے دوسری علت چاہئے الی امالا نہایہ اور یہ محال ہے - **نظامی** علیہ الرحمۃ -

زبان تازہ کردن با قرار تو		نینگیختن علت از کار تو	

پانچواں حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات مقدس کو اس بات سے بزرگ سمجھنا کہ کسی محدث کی قدرت اُسکی قدیم قدرت پر غالب آجائے اور اس کو اپنے ارادے سے پھیر ڈالے مثلاً مطیع کی طاعت اُسکی رضا کی علت اور عاصی کا گناہ اُس کے غصہ کی علت نہیں ہوتا ہے اور خدمت اُس کے وصل کی علت نہیں - اور جفا اُسکی قطعیت کا سبب نہیں - **جامی** علیہ الرحمۃ

گناہ آمرزرندان قدح خوار		بطاعت گیر پیران ریاکار	

چھٹا اعتقاد - حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کو صفت تمیز اور تامل سے پاک سمجھنا اس لئے کہ تمیز محتاجوں کی صفت ہے اور تامل جاہلوں کی اور خدا تعالیٰ ان دونوں صفتوں سے پاک ہے۔

ساتواں اعتقاد - حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات صفت قیاس سے بری ہے اور ہم اس امر کو دو وجہ کی تقریر سے بیان کر سکتے ہیں - اول یہ کہ ذات باری بندوں کے قیاس میں نہیں آسکتا ہے اس لئے کہ قیاس کے معنے یہ ہیں کہ کسی چیز کو اس کی مثل سے قیاس کرنا اور ذات باری جل و علا کو بموجب آیت شریفہ کے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ نفس الامر اور خارج میں کوئی مثل نہیں اور قیاس میں مقیس علیہ کا ہونا ضروری ہے بحالت عدم مقیس علیہ قیاس نہیں ہوسکتا پس بایں معنے ذات باری عز اسمہ ہمارے قیاس سے باہر ہے۔ دوم یا بایں معنے ذات باری کو قیاس کی حاجت نہیں اس لئے کہ قیاس وہ شخص کرتا ہے کہ کوئی چیز اُس کے علم سے غائب ہووے اُسکو بسبب اُس چیز کے کہ اُس کے علم میں حاضر ہے قیاس کرلیتا ہے اور مجہول شے قیاس سے معلوم ہو جاتی ہے - اور حق تعالیٰ کے علم سے کوئی چیز بفحوائے لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ چھپی ہوئی نہیں الحاصل جب توحید الٰہی کے

سات رکن تھے اور توحید سوائے ان رکنوں کے کامل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسواسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے کلمہ توحید کا سات لفظوں سے مرکب کر کے اپنے بندوں کو عطا فرمایا کہ فی الجملہ ان سات رکنوں پر شامل ہو جائے۔

اشارۃ السابعہ ۔سمجھنا چاہئے کہ اہل تذکیر نے اس مضمون کی تائید میں ایک لطیفہ مقبولہ ایزاد کیا ہے کہ ہم اس لطیفہ سے ساتوں اشارتوں کو ختم کرتے ہیں کہ اے میرے بھائیو! ہر ایک بندہ کے لئے سب حالتوں سے سات حالتیں سخت ہیں۔ موت باسکرات۔ اور گور با حضرت اور منکر نکیر باصلابت۔ قیامت باخصومت۔ حساب باعتابت۔ سوال باسیاست۔ اور ترازو باہیبت اور صراط بادقت اور انشاء اللہ یہ سات صعوبتیں اس سات لفظوں کے کلمہ کی برکت سے مرتفع ہو جاوینگی آج تم اس کلمہ طیبہ کو ساتھ اخلاص دلی کے اپنی زبان پر جاری کیا کرو تاکہ اُسکی برکت سے مرگ کے دروازے پر پہونچتے وقت تمکو یہ بشارت ملے تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا اور لحد میں رُوح وراحت پاوے وَرُوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○ اور منکر ونکیر کے آنے کے وقت وَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ پیش کر کے اپنی سُرخروئی حاصل کرے اور قیامت کے میدان میں خطاب سعادت کا پاوے کہ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور حساب کے مقام میں فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا سہولت پائے اور اعمال تلنے کیوقت اپنے حساب کے پلہ کو سیئات کے پلہ سے وَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ جھکا ہوا پائے اور پلصراط سے بحکم ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا برق لامع کیطرح پار ہو جائے۔ جب تم ان سات گھاٹیوں سے سلامت گذر جاؤ گے تو حق سبحانہ وتعالیٰ تمکو اس کلمہ کے صلہ میں سات دولتیں اور عطا فرمائیگا اول تم سات بہشتوں کے مالک ہو جاؤ گے کما ورد فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ دوم حضرات انبیا علیہم السلام کی ہمسائگی سے ممتاز ہو جاؤ گے اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا سوم جنت کی حوریں تمہاری خدمتگاری کیلئے مقرر ہو جاوینگی وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ چہارم ولدان اور غلمان تمہاری خدمت کیلئے دست بستہ حاضر رہیں گے۔ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ پنجم بہشت کی نہروں سے تمکو برتنے کیلئے پانی ملیگا۔ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ○ ششم جب تم بہشت میں جاؤ گے تو اس کلمہ کی برکت سے ملائکہ تمہارا استقبال کریں گے۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○ ہفتم حق سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار ولقا اور رُویت سے مشرف ہو جاؤ گے کما ورد

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ **اشعار**

دلا مشتاق دیدارم غریب و عاشق ہستم	اکنون عزم لقا دارم من اینک رخت بربستم
توئی قبلہ ہمہ عالم زقبلہ رو نہ گردانم	برین قبلہ نماز آرم بہر وادی کہ من ہستم
مرا جانان درین قالب وانگہ جز توام مذہب	کہ من در نیستی جانان بعشق تو برون جستم

وگر جز دامنت گیرم بریدہ باد این دستم

زاد الذاکرین میں حضرت ابوہریرہ اور ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی دلی اخلاص سے ایکبار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کے اس پاک گفتار سے ایک فرشتہ جس کے دو بازو سبز اور موتیوں اور یاقوتوں سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں پیدا کردیتا ہے اور اس فرشتہ کا قدوقامت اسقدر ہے کہ اگر دونوں بازوٗں کو کھولے تو مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتہ آسمان پر جاکر خدا تعالیٰ کی رحمت کی بیکنار نہر میں غوطہ مار کر اپنے جسم کو خوب طرح صاف اور پاک کرتا ہے جب اُس نہر سے باہر نکلتا ہے تو ملکوت کی ہوا کے میدان میں کھڑا ہو کر اپنے بدن کو بڑے زور سے جھاڑتا ہے اور اس کے ہر ایک بال سے قطرات پانی کے جدا ہوا کرتے ہیں حق جل وعلا اُس کے ہر ہر قطرے سے فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ فرشتے جن کی تعداد سوائے رب العباد کے کوئی نہیں جانتا ہے تا قیامت تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو کر اس کا ثواب اس کلمہ طیبہ کے گوینده کے اعمالنامہ میں مندرج کراتے رہتے ہیں ازاں بعد وہ فرشتہ اصلی عرش کے نیچے آتا ہے اور اس مومن بندہ کے بخشانیکے لئے بڑا اہتمام کرتا ہے اور ملک العلام کی بارگاہ میں اضطراب مالا کلام ظاہر کرتا ہے۔ حاملان عرش اُسکی بیقراری اور اضطراری کو دیکھ کر تسلی آمیز باتیں کہکر اُسکی دلداری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے فرشتے تو اس قدر بے قرار مت ہو۔ اور اتنا اضطراب مت کر فضل باری تیری اس اضطراری اور بیقراری پر رحم فرمائے گا۔ وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے میرے معزز بھائیو میں جب تک اس کلمہ طیبہ کا گوینده جس کی طفیل خالق کائنات نے میرے وجود کو پیدا کیا مغفوروں کے سلک میں منخرط نہو جائیگا تب تک میرا آرام کرنا اور اطمینان سے بیٹھنا محال ہے جب فرشتہ یہ بات کہیگا تو حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں آجائیگا اور حاملان عرش کو حضرت عزت سے فرمان پہونچتا ہے کہ اے عرش کے اُٹھانیوالو فرشتو تم میری اس بات کے گواہ رہو کہ میں نے اس کلمہ طیبہ کو کہنے والیکو بخشدیا ہے

بلکہ اُسکو اُس کے اہلبیت کے ستر آدمیوں کی شفاعت کا منصب بھی عطا کر دیا ہے زاں بعد وہ فرشتہ فرش معلّیٰ کے نیچے اُس عطیہ سنیہ کے شکریہ کے لئے تاقیام قیامت سجدہ میں پڑا رہیگا جب روز قیامت قایم ہوگا اور مخلوقات عرصات میں کھڑی کیجائیگی اُس ساجد فرشتہ کو حکم ہوگا کہ اے فرشتہ ہمارے حکم کے پہنچنے تک تم بدستور سجدہ میں پڑے رہو جب مخلوقات قیامت کی عرصات میں جمع ہو جائیگی اور خلائق مشکلات میں پڑیگی چنانچہ صعوبات قیامت میں مبین ہوگا۔ تب فرمان الٰہی اُس فرشتہ کو صادر ہوگا کہ اے فرشتے اب تیری مددگاری کا وقت ہے تو اپنے دوست گوئیندہ کلمہ طیبہ کا ہاتھ پکڑ کے پلصراط کی گھاٹی پر سے لیجا کر بہشت میں پہنچا دے اور اِس کام میں جلدی کر مبادا کہ اُسکو کسیطرح کا صدمہ پہونچے وہ فرشتہ بحکم ملک العلام اس کام کو بخوبی انجام کر کے بین بندے کو سالم و غانم بہشت میں پہنچا دیگا جب وہ بندہ بہشت میں پُہنچیگا تو اُس فرشتہ سے سوال کریگا کہ اے رسول حقتعالیٰ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے کہ تونے اس سخت حالت میں مجھ عاجز کی دستگیری کی اور مجکو ان عقبات اور خوفناک مکانوں سے سلامت باکرامت گذارا وہ فرشتہ کہیگا کہ تمکو یاد ہوگا کہ فلانے دن اور فلاں مکان میں تونے دلی اخلاص اور صدق سے کلمہ طیبہ زبان پر چلایا تھا میں اُس کلمہ کا ثواب ہوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے تیری فرومانگی رفع کرنے کے لئے مجکو مقرر کیا اس لئے میں نے اپنے مقدور کیموافق تم کو ایک قسم کی امداد کر کے ان سخت گھاٹیوں سے سلامت باکرامت بہشت میں پہونچایا ✦ اشعار

ہر کس کہ از سر معرفت آگاہ ہست	از جملہ ملازمان این درگاہ ہست
گوئیندۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ است	دارندہ خلیل مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ست

نکتہ لطیفہ کلمہ طیبہ اے میرے بھائیو! اس کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی حجرات کے صحن کیطرف دیکھو کہ فضلات نقاط سے بالکلیہ خالی ہے۔ اس کلمہ کے چوبیس حرف ہیں انمیں سے ایک بھی نقطہ دار نہیں اسکا موجب یہ ہے کہ یہ کلمہ طیبہ یگانگی کا کلمہ ہے اور نکتہ دوگانگی کا نشان ہے۔ اگر بالفرض کلمہ طیبہ کے حروف نقطہ کو قبول کرتے مثلاً ایک نقطہ کو اُٹھاتے جیسا جیم اور نون ہے یا کوئی دو نقطہ والا حرف ہوتا جیسے تے اور قے یا حرف مثلثہ جیسے ثے اور شین معجمہ غرض اس قسم کے حرفوں سے کوئی نہ کوئی اس کلمہ شریف میں داخل ہوتا تو کئی طرح کے شکوک عارض ہوتے۔ دیکھو اس کلمہ کے حرفوں نے نقطہ وحدانی کو قبول نہ کیا اس لئے کہ نقطہ کے آنے سے شرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ نقطہ نے مثنوی کو بھی اپنے

پھر نہ آنے دیا لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ لفظ ثلاثی کو بھی اختیار نہ کیا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ثَلٰثَةٍ حتّٰی کہ سب داناؤں کو یہ بات روشن ہو جائے کہ جب کلمہ طیبہ میں ایک نقطہ کی بھی گنجائش نہیں تو توحید الٰہی میں ماسوائے اللہ کی گنجائش کب ہو سکتی ہے لمعات میں لکھا ہے کہ معشوق حقیقی کی غیرت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ عاشق ہمارے غیر کو دوست نہ رکھے اور غیر کا محتاج نہ ہووے اسیواسطے اپنی ذات مقدس کو عین اشیا کا بنایا کہ جس چیز کو دوست رکھے اور جس چیز کا محتاج ہووے اُسی کا ہووے ؎

غیرتش غیر در جہان نگذاشت	لاجرم عین جملہ اشیا شد

اور ظاہر ہے کہ آدمی کسی چیز کو ایسا دوست نہیں رکھتا ہے جیسا کہ اپنے وجود کو اسی اشارت سے تو سمجھ جائیگا کہ تو کون ہے۔ اور کہاں سے آیا ہے اور تیری اصلی حقیقت کیا ہے وَنِعْمَ مَا قِيْلَ ؎

تا نظن نبری کہ آن رشتۂ دو تو این اوست ہمہ ولیک پیداست بمن	یک تار است خود اصل و فرع بنگر نیکو شک نیست کہ این جملہ منم لیک برو

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِيْ

مِنْ اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ الصَّلٰوةُ الْخَمْسُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر فی خالصۃ الحقائق والمعارف قال اھل اللغۃ الصلوٰۃ ھی الدعاء وقال اھل المعرفۃ الصلوٰۃ اربعۃ اشیاء الشروع مع العلم والقیام مع الحیاء والاداء مع التعظیم والخروج مع الخوف وقال اھل الحقیقۃ الصلوٰۃ التوجہ بالکل الی من لہ الکل وقبل الاعراض بما سوی اللہ والتوجہ الی اللہ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ صَلٰوةِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ عَذْبٍ يَمُرُّ بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ يُذْهِبُ بِالذُّنُوْبِ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ خالصۃ الحقائق میں لکھا ہے

کہ اہل لغت نے کہا کہ نماز دعا ہے اور اہل معرفت کا قول ہے کہ نماز چار چیزیں ہیں۔ شروع کرنا ساتھ علم کے اور قیام کرنا ساتھ حیا کے اور ادا کرنا ساتھ تعظیم کے اور نماز سے نکلنا ساتھ خوف کے۔ اور صاحبان حقیقت اسطرف گئے ہیں کہ نماز بالکلیہ ہمہ تن ظاہراً و باطناً اللہ تعالیٰ کیطرف توجہ کرنا ہے کہ اُس کے دل میں خطرات نفسانیہ اور خیالات دُنیاویہ واقع نہ ہوں۔ اور بعض حضرات صوفیہ نے کہا ہے کہ ماسوائے اللہ سے اعراض اور توجہ الی اللہ کو نماز کہتے ہیں۔ نمازی اپنے دل میں ایسا خیال کرے کہ گویا اسوقت میں اپنے مالک کی بارگاہ کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ جیساکہ مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔ **مثنوی**

گفت پیغمبر رکوع است و سجود	بر درِ حق کوفتن حلقۂ وجود
حلقۂ آن در ہر آن کو مے زند	بہر او دولت سرے بیرون کند
گفت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یزدان ما	قربِ جان شد سجدۂ ابدانِ ما
چون رکوعی یا سجودے مرد گشت	شد ازان عالم سجود او بہشت
چون پریدہ از دہانش حمد حق	مُرغِ جنت سازدش ربُّ الفلق

وقال رسول اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ مَثَلُ صلوٰۃِ الخمسِ کَمَثَلِ نھرٍ عذبٍ یَمُرُّ بِبابِ احدِکُم یقتحِمُ فیہِ کلَّ یومٍ خمسَ مرّاتٍ فما ترون ھل یبقٰی من دَرَنِہٖ شَیءٌ قال فَاِنَّ الصلوٰۃَ الخمسَ یُذھِبُ بِالذُّنُوبِ کَمَا یُذھِبُ الماءُ الدَّرَنَ صَدَقَ رسولُ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ حضرت رسالت ماہ فلک جلالت گلشن راز کے عندلیب منبر ناز کے خطیب تخت لولاک کے سُلطان ہنشور۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ کے عنوان میدان رکوع و سجود کے مبارز دائرہ وجود کے نقطہ بارز یعنے احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نے جب سفر بخیطر معراج سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی سے مراجعت فرمائی تو اپنی پیاری امت کے محتاجوں کے لئے مشاہدت کے خوانچہ سے حظ عظیم یعنے ایک بڑا حصہ اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ اپنے ساتھ لائے اور علی الصباح اپنے ہواخواہوں میں جلوس فرماکر یہ ارشاد فرمایا کہ پنجگانہ نماز کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر میٹھے پانی سے بھری ہوئی بہتی ہو اور وہ ہر روز پانچ دفعہ اُس سریع السّیر اور کثیر الخیر پانی میں داخل ہوکر اپنے بدن کی آلایش اور میل کو دھو ڈالے۔ اے میرے اصحابو کیا اُس شخص کے بدن پر کسی طرح کی میل اور کدورت باقی رہجاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ پانچ نمازیں تمہارے ہر ایک کے دروازے

پر نہر بہتی ہے تمکو ذلات اور گناہونکی میل سے صاف اور پاک اور تمہارے وجودوں کو نور معرفت سے مجلّی کردیتی ہے ٭

فقیہ ابو اللیث نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضؓ سے نقل فرمائی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک روز وضو کر کے حاضرین مجلس کو فرمایا کہ میں نے حضرت سید الانبیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وضو کرنا سیکھا چنانچہ جناب حضرت رسالت مآب نے ایک دن مجھ کو اس بشارت سے بشّر فرمایا کہ اے عثمان جو شخص وضو کرے زاں بعد اٹھکر ظہر کی نماز پڑہے صبح سے ظہر تک جتنے گناہ صغیرہ کبیرہ اُس سے سرزد ہوتے رہتے ہیں اس نماز کے ادا کرنیکی برکت سے سب بخشے جاتے ہیں اور جب عصر کی نماز با نیاز ادا کرتا ہے تو مابین ظہر اور عصر کے جو ذلات اور ناپسندیدہ حرکات اُس بندہ سے صادر ہوتے ہیں اس نماز کے یُمن سے خدا تعالیٰ معاف کردیتا ہے اور جب مغرب کی نماز ادا کیجاتی ہے تو عصر اور مغرب کے درمیان جسقدر اُس نمازی کے وجود سے عصیان عمد یا نسیان کی صُورت میں سرزد ہوتے ہیں اس نماز کی طفیل بخشے جاتے ہیں اور مومن آدمی جب عشا یعنے خفتن کی نماز بصد عجز و نیاز کے ادا کرتا ہے تو مابین مغرب اور عشا کے جو خطا یا جفا اُس بندۂ خدا سے وقوع میں آتے ہیں اس نماز کے ذریعہ سے اُنسے درگذر کیجاتی ہے بعد ازاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس نماز کے بعد بشرّیت کے اور دنیاوی اُمورات محنت شاقہ کے تکان سے اُسپر نیند غالب ہوجائے۔ علی الصباح اُٹھتے ہی وضو کر کے صبح کی نماز ادا کرے حق سبحانہ وتعالیٰ جو کچھ اُس سے مابین نماز عشا اور نماز صبح کے ظہور میں آوے معاف فرمادیتا ہے پھر جناب مستطاب علیہ التحیات والصلوٰت نے فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئٰتِ یعنی نمازیں گناہوں کو دُور کردیتی ہیں صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم جب حسنات سے نمازیں مراد ہے تو باقیات صالحات سے کیا مراد رکھی جاویگی حضرتؐ نے فرمایا کہ باقیات صالحات ان پانچ کلموں کیطرف اشارہ ہے یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ٭

حدیث فی فضیلت الصلوٰۃ۔ انس بن مالکؓ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آدمی بہ نیت نماز کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہتا ہے مجرد کہنے اللّٰہُ اَکْبَرُ کے اپنے گناہوں کی غار سے باہر نکلجاتا ہے اور ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا اور جب اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ

الرَّجِیۡمِ کہتا ہے تو ملائکہ کراماً کاتبین اُسکے بدن کے بالوں کی تعداد کے برابر ایک سال کی عبادت اُس کے اعمالنامہ میں لکھدیتے ہیں اور جب سورہ فاتحہ پڑھتا ہے گویا اُس نے حج اور عمرہ دونوں کئے اور جب رکوع کرتا ہے تو گویا اُس نے اپنے وجود کے برابر ہموزن سونا راہ خدا میں تصدق کیا جب وُہ سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ کہتا ہے تو اسقدر ثواب حاصل ہوتا ہے کہ گویا اُس نے خدا تعالیٰ کی ساری کتابیں پڑھیں اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ کہتا ہے تب حق سبحانہ وتعالےٰ اُسکی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور جب سجدہ کرتا ہے تو اُس کے بدن کے ہر جزو کے برابر اُس کے اعمالنامہ میں اعمال حسنہ لکھے جاتے ہیں اور جب سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہتا ہے تو آیات منزلہ آسمانی کی گنتی کے برابر گویا اُس نے غلام آزاد کئے اور جب اَلتَّحِیَّاتُ سے فراغت پاتا ہے تو حقتعالےٰ اُس کو صابروں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور جب سلام کہتا ہے تو بہشت کے دروازے اُس کے لئے کھلجاتے ہیں جس دروازے سے چاہے بہشت میں داخل ہو جائے

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایکروز حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ درخت کی ایک شاخ جس کے پتے سُوکھے ہُوئے تھے۔ ہاتھ سے اُٹھاکر اُسکو زور سے جھاڑا کہ اُس کے سارے پتے نیچے گر پڑے۔ سلمانؓ فارسی میدان عرفان نے اپنے رفیق سے کہا کہ اَے میرے رفیق تو نے مجھ کو اس میرے عمل کی بابت نہیں پوچھا میں نے یہ عمل بیہودہ نہیں کیا رفیق نے استفسار کیا کہ اے سلمانؓ اس عمل کا بیان فرمائیے حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اسیطرح میں ایکروز حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں مستفید تھا اتفاقاً آنحضرت صلےؐ نے ایسی شاخ جس کے پتے خشک ہو گئے تھے اُٹھاکر اپنے دست مبارک سے اُس کو ہلایا اور اُس کے سارے پتے جھڑ گئے اور مجھ کو ارشاد فرمایا کہ اَے فارس میدان ارادت تو نے اسکا باعث مجھ سے کیوں نہیں پوچھا اُسوقت میں نے آپکی خدمت میں التماس عرض کیا تو آپنے یہ جواب باصواب دیا اِنَّ الۡمُسۡلِمَ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحۡسَنَ الۡوُضُوۡءَ ثُمَّ صَلَّی صَلٰوۃَ الۡخَمۡسِ تَحَاطَّتۡ خَطَایَاہُ مِثۡلَ ھٰذِہِ الۡاَوۡرَاقِ یعنی اے سلمان جس مسلمان نے وضو کیا اور وضو کے آداب اچھیطرح بجالایا پھر اُس نے پانچ نمازیں اپنے وقت میں ادا کیں اُس کے گناہ اُسکے بدن سے ایسے گرجاتے ہیں جیسے اس شاخ سے پتے گرگئے۔ ہیں پھر آنحضرت صلےؐ نے یہ آیت پڑھی اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡھِبۡنَ السَّیِّاٰتِ شان نزول اس آیت کا حضرت شہاب الدین سہروردی رحؒ نے عوارف میں یوں لکھا ہے کہ ابوالبشر عمر انصاری مدینہ طیبہ کے رہنیوالوں میں سے تھا اور خرما فروشی کا کام کیا کرتا تھا ایک

عورت بغرض خرما خریدنے کے اُسکے پاس آئی ابو البشر عمر انصاری کا دل بمقتضائے بشریت اُس عورت خوبصورت نیک سیرت کو دیکھکر بدل گیا اور کہا کہ اے عورت اس سے بہتر خرمے میرے گھر میں موجود ہیں اگر تجھ کو مطلوب ہیں تو میرے ساتھ میرے گھر تک چل وہ سادہ عورت اُس حضرت کے ساتھ چل پڑی گھر میں داخل ہوتے ہی ہوائے نفسانی اور اغوائے شیطانی سے اُس عورت کو بغلوں میں لیکر تقبیل اور تعانق میں جو مقدمات شہوت رانی کے ہیں تقدم کیا اُس عورت نیک سیرت نے کہا کہ ای ابو البشر خدا تعالیٰ حاضر ناظر سے ڈر اُس کے رسول برحق کا لحاظ کر اور ایسی بیحیائی نہ کر ابو البشر کی غفلت کی آنکھ کھل گئی اپنی حرکت نامناسب سے نادم ہوکر دوڑتا ہوا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر التماس کیا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اُس شخص کے بارے میں جو کسی بیگانہ عورت کیساتھ مراودت کرے اور سوائے مجامعت کے اور جو کچھ معاملات مردوں کے عورات کیساتھ ہوتے ہیں اُس سے سرزد ہوں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ نے جو اُس جلسہ میں جلیس تھے فرمایا کہ اے ابو البشر اگر تو اس ناشائستہ امر کو چھپائے رکھتا۔ تو حق تعالیٰ جسکی صفت ستاری ہے کبھی تیرے راز کو فاش نہ کرتا جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ نے کچھ جواب میں نہ فرمایا بلکہ اتنا فرمایا کہ میں اس باب میں اپنے حاکم حقیقی عز اسمہٗ کے حکم کا منتظر ہوں اسی اثنا میں عصر کی نماز کی تیاری ہوگئی جب حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت لے آئے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ حضرتؐ نے فرمایا اے ابو البشر عرض کیا یا رسول اللہ بندہ قاصر حاضر۔ فرمایا تو نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز ادا کی ہے عرض کیا۔ جی حضرتؐ نے فرمایا جا خوش رہ یہ نماز تیرے گناہوں کا کفارہ ہوگئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ یہ ابو البشر ہی کا خاصہ ہے یا آپ کی ساری امت کے لئے عام حکم ہے۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ ھُوَ عَامٌّ لِلنَّاسِ۔

الحدیث فی فرضیۃ الصلوٰۃ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرق درمیان بندہ اور کفر کے نماز چھوڑنیکا ہے یہ صحیح مفاتیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے۔ اور اس حدیث کو جابر بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ فرق درمیان بندہ کے اور اسمیں کہ وہ کافر ہوجاوے یہ ہے کہ نماز کو ترک کردے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا ضروری رکن ہے اور بہشت میں جانیکا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار پانے کا بڑا ذریعہ ہے

اور وہ نماز ہر ایک مسلمان صاحب عقل اور جوان پر فرض ہے ۔ مرد اور عورت اس امر میں برابر ہے کافر اور دیوانہ اور لڑکا اس امر سے مستثنےٰ ہیں لیکن بچہ سات برس کا ہو جاوے تو مربّیوں کو لازم ہے کہ اُسکو نماز پڑھنا سکھا دیویں ۔ اور جب لڑکا دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑھے تو مار کر ڈرا کر پڑھانا چاہئے کما ورد قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَآءُ عَشَرِ سِنِیْنَ جیسا کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کرو اپنی اولاد کو نماز کیواسطے جب وہ سات برس کے ہوں اور جب اُن کی عمر دس برس کی ہووے تو اُن کو مار کر نماز پڑھاؤ کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اُن پر نماز فرض نہیں ہے پس جب وہ دس برس کے ہو جاویں تو وہ یعنی لڑکے نماز کے چھوڑ دینے پر دُنیا میں سزاوار شرعی سزا کے ہیں اور شارع علیہ السلام نے جو لڑکے غیر مکلف کیلئے یہ سزا فرمائی ہے اس نظر سے تاکہ لڑکے نماز کے عادی ہو جاویں اور لڑکپن میں اُنکا دل نماز کیطرف لگا رہے یہاں تک کہ جوان ہو کر نماز کی ترک نہ کریں اور بیشک فرضیّت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے ۔ اما القرآن کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا اَیْ فَرْضًا مُّوَقَّتًا ۔ قرآن کی تو یہ آیت ہے ۔ یہ نماز ہے مسلمانوں پر وقت باندھا حکم ۔ اے وقت بندھی ہوئی سو یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز فرض بندھی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہے بلا عذر وقت معینہ سے ادھر اُدھر ہرگز جائز نہیں ۔ کما ورد اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی مَضٰی وَقْتُھَا عُذِّبَ فِی النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَالسَّنَۃُ ثَلٰثُ مِائَۃٍ وَّسِتُّوْنَ یَوْمًا کُلُّ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ اسواسطے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی یہانتک کہ اُسکا وقت اپنی حد سے نکل گیا پھر قضا کی تو دوزخ میں کئی حقبے عذاب کیا جاویگا ۔ اور ایک حقبہ اسّی برس کا ہوتا ہے ۔ اور برس تین سو ساٹھ دن کا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی ہوگی ؛

سمجھنا چاہیئے ۔ کہ عذر شرعی جس سے نماز کے وقت کا ٹلنا مباح ہوتا ہے وہ چھ چیزیں ہیں ایک تو بھول جانا ۔ دُوسرے سو جانا ۔ تیسرے بیہوش ہو جانا ۔ چوتھے دیوانگی ۔ پانچویں حیض کا جاری ہو جانا چھٹی نفاس ۔ اور سوائے ان عذرات مذکورہ کے نماز کے وقت میں دیر کرنا ہرگز جائز نہیں ۔ نماز کی عدم تاخیر میں اسقدر تاکید ہے ۔ چنانچہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئی سر بچہ کا نکل چکا ہو اُسوقت نماز کا وقت گذرنے لگے تو وہ عورت اگر

کر سکے تو وضو کرے نہیں تو تیمم کرے اور اس بچہ کا سر ہنڈیا میں یا گڑھے میں رکھدے اور نماز بیٹھکر رکوع اور سجدے سے ادا کرے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اشارہ سے پڑھے یعنی اُسمیں عورت اپنی قدرت کے موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چھوڑے۔ اسواسطے کہ جب تک وہ صاحب نفاس نہیں ہوتی نماز اُس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ اور نفاس جب ہوتا ہے جو اکثر ولد اور خون نکلے اور علیٰ ہذا القیاس جو شخص دریا کے اندر تختہ پر بیٹھا رہ جاوے اور نماز کا وقت جانے لگے۔ تو اعضاء وضو کے وضو کی نیت سے پانی میں داخل کرے پھر اشارہ سے نماز پڑھے اور نماز کو ترک نہ کرے اور ایسا ہی جس کے دونو ہاتھ رہ جائیں اور اُس کیساتھ کوئی ایسا نہ ہو جو وضو یا تیمم کراوے تو وہ اپنا مُنہ اور ہاتھ کہنیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر ملے اور نماز پڑھ لے اور انکو نماز کا ترک کرنا جائز نہیں اور نہ درنگ کرنا وقت سے جائز ہے ؏

مؤلف۔ اے میرے بھائیو! دیکھو اور سوچو ان مسائل میں جو فقہا نے بیان کئے ہیں کیا تم کو تاخیر نماز کا بھی وقت سے سوائے عجز تمام کے کوئی عذر ملتا ہے چہ جائیکہ ترک کرنا نماز کا۔ الحاصل مکلف کو نماز کے ترک کرنیکی اور نہ وقت سے تاخیر کرنیکی باوجود طاقت ادا کے ہرگز گنجایش نہیں ہے خواہ کیسا ہی عذر ہوا کرے۔ یہ بیان تو استدلال فرض موقت ہونیکا ہے۔ اما کونہا خمسًا فقولہ تعالیٰ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى الآیہ اسپر پنج وقت کی نماز مقرر ہونیکے واسطے یہ آیت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خبردار رہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے اور یہ آیت قطعی دلیل ہے کہ نماز مفروضہ پانچ ہیں۔ اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہے جس کے ساتھ نماز درمیانہ ہو اور کم سے کم جمع سالم جس کیساتھ درمیانہ ہو چار ہیں تین نہیں ہیں سو امر واسطے محافظت نمازوں کے جس کیساتھ میانہ بھی ہو درحقیقت امر ہے پانچ نمازوں کا بالضرور۔ اور نیز فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ نے فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ پس پاک اللہ کی یاد ہے جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اُسکی خوبی ہے آسمان اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو۔ مراد تسبیح سے جو ان اوقات میں حکم ہوا ہے۔ ان وقتوں کی نمازیں ہیں۔ جیسے جزو کو ذکر کرکے کل مراد لیتے ہیں گویا یہ امر ہوا کہ خدا کی نماز ان اوقات میں ادا کرو ؏

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے کسی شخص نے پوچھا۔ کہ یا حضرت آپ کو معلوم ہے کہ ذکر پانچوں نماز کا قرآن میں ہے۔ یعنی کوئی ایسی آیت فرمائیے جس سے

پانچوں نمازوں کا وقت صاف صاف معلوم ہوجائے۔ حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا ہاں۔ اور یہ آیت مذکور پڑھی۔ پس مراد آیت میں حِیْنَ تُمْسُوْنَ سے نماز مغرب اور عشاء کی ہے اور حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ سے نماز فجر اور عَشِیًّا سے نماز عصر ہے۔ اور حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ سے نماز ظہر کی ہے*

واما السنة فکما ورد قوله علیه السلام اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ خَمْسَ صَلَوٰتٍ (الحدیث) اور حدیث میں پنجگانہ ہونا نماز کا اِس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مرد مسلم اور عورت مسلمہ پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اور یہ حدیث احادیث مشہورہ میں سے ہے جس سے احکام فقہی ثابت ہوا کرتے ہیں*

اما الاجماع۔ فقد ثبت قد اجتمع الامة من لدن عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی یومنا ھذا علے فرضیۃ الصلوات الخمس۔ اور اجماع امت سے یُوں ثابت ہے کہ تمام اُمت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد سے آجتک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہے جب فرضیت نماز کی ان دلایل قطعیہ سے ثابت ہوچکی تو اب اسکا ترک سوائے عذر شرعیہ کے جایز نہیں ہے۔ بلکہ وعیدات سخت اور غلیظ دھمکیاں بے نماز کے حق میں قرآن اور حدیث میں وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے ایک حدیث یہ ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ جِهَارًا۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے قصداً نماز کو ترک کیا تو وہ ظاہر کافر ہے۔ وفی حدیث اٰخر انَّهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَا تَتْرُکُوا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَکَهَا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قصداً نماز کو نہ چھوڑا کرو سو جس نے نماز کو ترک کیا وُہ دین اسلام سے باہر ہوا۔ وفی حدیث اٰخر انَّهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَهَا هَدَمَ الدِّیْنَ (الحدیث) اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قایم رکھی تو اُسنے دین کو قایم رکھا اور جس نے نماز کو ترک کیا تو دین کے گھر کو گرا دیا۔ ایسے ایسے وعید جو وارد ہوئے۔ اس لئے علماء میں اختلاف ہے قصداً بے نمازی تکفیر میں۔ پس ایک جماعت صحابہ اور اُن کے بعد کے بعض لوگ تارک نماز کے کفر کے قایل ہیں۔ چنانچہ صحابہ میں سے جو تارک نماز کے کفر قائل ہیں یہ ہیں حضرت عمرؓ۔ عبداللہ ابن مسعودؓ۔ عبداللہ بن عباسؓ۔ معاذؓ بن جبل۔ جابرؓ بن عبداللہؓ۔ ابو الدرداؓ۔ ابو ہریرہ رضی

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ - اور غیر صحابہ کے نام یہ ہیں امام احمد حنبل - اسحق بن راہویہ - عبد اللہ بن المبارک
اور نخعی - حکم بن عتبہ - ابو ایوب سجستانی - ابو داؤد الطیالسی - ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اور سوا اُن کے اَور لوگ کہتے ہیں کہ تارک نماز کافر نہیں ہوتا - اور اُن احادیث کی جو بے نماز کے کفر
پر دلالت کرتی ہیں یہ تاویل کرتے ہیں کہ اگر بطور انکار ترک کرے یا بوجہ زجر اور وعید کے حمل کرتے
ہیں یعنے مومن شخص نماز کو ترک نہیں کرتا - اور ان حضرات کی دلیلوں میں سے ایک دلیل بے نماز کے
کافر نہونیکی یہ قول حضرت نبی علیہ السلام کا ہے - قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ
اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُکُوْعَهُنَّ وَسُجُوْدَ
هُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ کَانَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَهْدًا اَنْ یَّغْفِرَ لَہٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ عَلَی اللّٰہِ عَهْدًا
اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَہٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَہٗ (الحدیث) پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے خوب
طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کی اور رکوع اور سجود پورے پورے ادا کئے اور خوب حضور دل سے انکا
کیا تو یہ ذمہ ہے اُسکا اللہ تعالیٰ پر کہ اُسکو بخشیگا - اور جس نے یہ نہ کیا تو اس کا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں
چاہے اُسکو بخشدے اور چاہے عذاب کرے - انتہی ؎

مؤلف - یہ قول رسول علیہ السلام کا "اگر چاہے اُسکو بخشے" بے نماز کے نہ کافر ہونیکی دلیل
ہے اس لیئے کہ اسپر علماء کا اختلاف ہے کہ کافر کی مغفرت نہیں ہے - کما ورد قال اللہ تعالےٰ اِنَّ اللّٰہَ
لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؎ البتہ نہیں بخشتا اُسکو اللہ جو اُسکا
شریک ٹھیرائے اور ماسوا شرک کی سب گناہوں کو بخشتا ہے جسکو چاہے اور فقہائے نے اختلاف کیا ہے
بے نماز کی سزا میں جو عمداً بلا عذر ترک کرے امام حماد بن زید اور مکحول رح اور شافعیؒ اور مالکؒ اور
احمد حنبل رحمہم اللہ علیہم کہتے ہیں کہ بے نماز کو عمداً بلا عذر قتل کریں اتنا فرق ہے کہ امام احمدؒ کے
نزدیک کافر سمجھکر قتل کرنا چاہیئے - اور اَوروں کے نزدیک حد میں قتل کریں کفر کے سبب سے نہیں اور
ان احادیث کو جو بینماز کے کفر پر دلالت کرتی ہیں ان معنوں پر حمل کیا ہے کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا
ہے اور کفر کا بدلہ دُنیا میں سوائے قتل کے اَور کچھ نہیں - اور ہمارے امام الائمہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک بینماز کافر نہیں ہوتا اور نہ وہ قتل کیا جاتا ہے - بلکہ دائم الحبس کیا جاوے اور ایک
امام کا قول ہے کہ اُسکو اتنا ماریں کہ خون بہنے لگے تاکہ اُس کو خوب تنبیہ اور زجر ہووے اور کوئی
کہتا ہے کہ اُسکو ملے جاویں آخر نماز پڑھے یا مر جاوے اور بعض کا قول ہے کہ اُسپر مال کا ڈنڈ
ڈالدیا جاوے - اگر حاکم کو اس مالی سزا میں مصلحت معلوم ہو طمع کو اُسمیں دخل نہیں اسواسطے کہ علماء نے

اس سزا کی یہ کیفیت بیان کی ہے کہ بینماز کا مال لیکر ضبط کیا جاوے - یہانتک کہ وُہ بے نماز توبہ کرے تو وہ مال اُسکو واپس دیا جاوے - جیسے باغیوں کا مال اطاعت قبول کرنیکے بعد پھیر دیا جاتا ہے - اگر بے نماز کی توبہ کی امید منقطع ہو تو مال متروقہ اور مضبوطہ کسی مناسب جگہ خرچ کیا جاوے *

اے میرے بھائیو اس بیان کے موافق مومن پر واجب ہے کہ پانچوں نمازوں کی محافظت دِل وجان سے رکھے پھر اُسیطرح ادا کرے جیسے فخر صادق علیہ السّلام نے فرمایا یعنی اچھیطرح وضو کرے اور وقتوں کی رعایت رکھے رکوع اور سجود پورے پورے کرے نہایت فروتنی سے اُس کے ارکان اور آداب بجالاوے اگر نماز کے کسی ارکان کے امر میں غفلت ہوجائے تو چاہئے کہ اُسکے سُنن اور نوافل میں خوب کوشش کرے سُستی کو اپنے نزدیک نہ آنے دے تاکہ اُس کے فرض کامل ہو جاویں -

كما روى انه عليه السلام قال اوّل ما يحاسب به العبد يوم القيمة صلوته فان وجدت تامة كتبت تامة وان نقص منها شئ قال الله تعالى انظروا هل لعبدى من تطوّع فان كان له تطوّع يكمل له ما ضيّعه من فريضته من تطوعه واسطے اس دلیل کے کہ روایت ہے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو فرمایا کہ بندہ سے روز قیامت کے حساب لیا جائیگا - تو پہلے پہل نماز کا ہوگا اگر اُسکی نماز پوری نکلی تو پوری لکھی جاویگی اگر اُسمیں کچھ نقصان نکلا تو اللہ تعالیٰ فرویگا کہ اے میرے کارکن فرشتو دیکھو تو اس میرے بندہ کی نفلیں بھی ہیں پھر اگر اُسکی نفلیں ہونگی تو اُس کے فرض میں جو نقصان تھا پورا ہو جائیگا یعنی جس شخص نے فرضونکی نماز پڑھی اور اُسمیں کچھ نقصان ہوگیا تو وہ نقصان نوافل سے عوض ہو کر نکلجاویگا بشرطیکہ اُس کے نوافل ہوں لیکن حال تو یہ ہے یعنی اصل مطلب تو یہ ہے کہ جو شخص فرضوں کو درست نہیں کرتا وہ نفلوں کو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگے کیونکہ نفلوں کی نماز عام لوگونکی نظر میں بہت خفیف ہوتی ہے اس نماز کی کچھہ پرواہ نہیں کرتے اور بیشک اکثر دیکھنے میں آیا ہے ایسے لوگوں کو جو بظاہر پڑھے لکھے کہلاتے ہیں کچھہ نفلوں میں ارکان کی تعدیل نہیں کرتے اور مرغ کی طرح ٹھونگ مار دیتے ہیں - اب عوام کا جو جانور کی مثال ہیں نہ دین کو جانتے ہیں نہ اسلام کو کیا حال ہوگا بیشک تعدیل ارکان کی امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے اور امام کرخی کی روایت میں ہے کہ تعدیل ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہواً ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے اور اگر عمداً ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اعادہ نماز کا واجب ہے جیسا حکم تمام نمازوں کا ہے - جو مکروہ تحریمیہ ہو جاتی ہیں اور تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہے پس اس روایت کے موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہے

ہے سہواً چھوڑنے سے اور نہ اعادہ لازم آتا ہے عمداً ترک کرنے سے بلکہ اُس کے نزدیک امر استحبابی ہے
مَیں کہتا ہوں اگرچہ مستحب ہے تو بھی اس مستحب کا تارک سزا وار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے کما ورد
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ سُنَّتِیْ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ یعنے جس نے میری سنت کو دیدہ
دانستہ چھوڑ دیا اُسنے میری شفاعت نہ پائی - پس جب یہ حال ہے تو جو شخص بدون تعدیل ارکان کے نوافل
پڑھتا ہے تو موافق روایت وجوب اعادہ کے گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہوگا اور اُسپر اعادہ نماز کا
واجب ہوگا اور اگر اعادہ نہ کریگا تو دوسرا گناہ ہوگا جیسا پہلا ہوا ہے - اگر ہم جرجانی کی روایت کو
تسلیم کرکے تعدیل ارکان کی سُنت کے قایل ہو جاویں تو بھی اُسکا تارک مستحق عتاب اور محرومی شفاعت
کا ہے پھر جب نفلوں کا یہ حال ہے تو ایسی نفلیں فرضوں کے نقصان کو کیا پورا کرینگی - ہائے
ہائے افسوس! بلکہ ایسی نفلیں نہ پڑھتا تو مستحق عذاب کا نہ ہوتا اور نہ عتاب الٰہی کا مورد تھا اور نہ دولت
شفاعت محمدی سے محروم رہتا اور نہ ملت محمدی سے باہر نکلتا - کما ورد رُوِیَ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَاٰی
رَجُلًا یُصَلِّیْ وَھُوَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَہٗ وَیَنْقُرُ فِیْ سُجُوْدِہٖ فَقَالَ لَوْ مَاتَ ھٰذَا عَلٰی حَالَتِہٖ ھٰذِہٖ
مَاتَ عَلٰی غَیْرِ مِلَّۃٍ جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جناب نے ایک شخص کو
نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وُہ رکوع پُورا نہ کرتا تھا - اور سجود میں ٹھونگ سی مار دیتا تھا سو آپ نے
فرمایا کہ اگر یہ شخص اسحالت میں مر جاتا تو برخلاف ملت محمدی کے مرتا *

اور بعضے بیہرے غافل بھائی جواز کے لفظ پر جو آئمہ کی کتابوں میں واقع ہے بھول رہے
ہیں اور عوام کو بہکا رہے ہیں اور برملا کہہ رہے ہیں کہ جو شخص قومہ اور جلسہ اور اُن کے بیچمیں طمانیت کو ترک
کرے اُسکی نماز جایز ہے اور اس امر کی خبر نہیں کہ اصول فقہ میں کیا مذکور ہے یعنی عبادات میں جواز سے
یہ مقصود ہے کہ فرضیت قضا کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہی یہ مراد نہیں ہے کہ یہ امر حلال ہے اور
گناہ نہیں ہوتا - بھلا یہ کب ہو سکتا ہے حالانکہ فقہائے نے صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ قومہ اور
جلسہ اور اُس کے بیچ کا طمانیہ ترک کرنا مکروہ ہے اور امام قرطبی نے تذکرہ میں اپنے اُستاد سے نقل کیا ہی
کہ اس قول کا کچھہ اعتبار نہیں ہے (کہ ارکان نماز میں کم از کم اتنا واجب ہے کہ اُس کو رکن کہہ سکیں)
اسواسطے کہ جو نمازی اتنے ہی پر کفایت کریگا تو اُسکو کہہ سکتے ہیں کہ نماز میں ٹھونگ مارتا ہے اور
اس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہے داخل ہوگا - یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا
ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہے اتنا کہ جب آفتاب شیطان کے سینگوں میں جا پہونچا تو اُٹھکر ٹھونگ
مار لیتا ہے *

اے میرے بھائیو جب نماز کا یہ حال ہے تو حضرت نمازی اس آیت کے مضمون میں داخل ہوا قال اللہ تعالیٰ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر انکی جگہ ناخلف آئے جنہوں نے نماز گنوائی اور دنیاوی مزوں کے پیچھے پڑے سو آگے چلکر ملیگی گمراہی۔ یعنی قیامت کے دن انکو اس گمراہی اور لذات مناہی کا ثمرہ ملجائیگا اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس آیت سے نماز کے ترک کرنیوالا مراد ہے کیونکہ اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ نماز ضائع کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ نماز ترک کرے بلکہ یہ مراد ہے کہ نماز کے حدود کو قایم نہ رکھے یعنی نہ رعائت وقت و طہارت کی کرے اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کرے کما ورد عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض الْاَنْصَارِيِّ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ابن مسعود انصاری سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ نماز کافی نہیں ہے جسمیں نمازی رکوع اور سجود میں کمر سیدھی نہ کرے اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں ہیں کہ وہ اس آیت اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ کے معنی مراد کی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ جو شخص نماز کے اوقات اور وضو اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس نے حدود کی محافظت نہ کی تو بیشک اس نے نماز کو ضائع کیا سو وہ اور چیزوں کو زیادہ کھونے اور خراب کرنیوالا ہے اور جو شخص نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے تو وہ نماز اپنے نمازی کو دعا دیتی ہے اور جو اسکو بری طرح پڑھتا ہے تو وہ نماز اس کے حق میں بری دعا کرتی ہے۔ کما روی اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا اَحْسَنَ الرَّجُلُ الصَّلٰوةَ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا قَالَتِ الصَّلٰوةُ حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَنِيْ فَتُرْفَعُ وَاِذَا اَسَاءَ الصَّلٰوةَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا قَالَتِ الصَّلٰوةُ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ فَتُلَفُّ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ فَيُضْرَبُ بِهَا وَجْهُهُ۔ جیسے روائت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب نمازی نماز کو خوب طور پر پڑھتا ہے اسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہے تو نماز یہ دعا دیتی ہے کہ خدا تیری حفاظت کرے جیسے تو نے میری حفاظت کی پھر نماز مقبول ہوتی ہے اور اگر اس نے نماز بری طرح پڑھی رکوع اور سجود پورا نہ کیا تو نماز کہتی ہے اللہ تجکو ضائع کرے جیسا تو نے مجھ کو ضائع کیا۔ پھر اس نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر مارتے ہیں ؎

وروی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَيُصَلِّيْ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَا يُقْبَلُ لَهُ صَلٰوةٌ لَعَلَّهُ لَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَلَا يُتِمُّ السُّجُوْدَ اَوْ يُتِمُّ السُّجُوْدَ وَلَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَ

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَعْرِفَ صَلٰوتَہٗ مَقْبُوْلَۃٌ اَمْ لَا فَلْیَنْظُرْ اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ
حضرت ابوہریرہؓ سے روائت ہو کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھے جاتا ہے اور اُسکی نماز ایک بھی مقبول نہیں اس لئے کہ کبھی رکوع پورا کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا یا سجدہ پورا کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا پس جو شخص معلوم کیا چاہے کہ اُسکی نمازیں مقبول ہیں یا نہیں تو اس آیت میں غور کرے "بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی سے اور برائی سے" کیونکہ یہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑھتا ہے اور باوجود نماز پڑھنے کے اُسکا حال رب کیساتھ درست نہیں ہے بلکہ اُس سے کچھ کچھہ فواحش اور منکرات عمل میں آتے ہیں تو جانئے کہ اُسکی نمازیں مقبول نہیں ہیں بلکہ وہ نمازیں اُسپر وبال ہیں اور اُسکو خدا سے دور کردیتی ہیں کما ورد قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ لَّمْ تَاْمُرْہُ صَلٰوتُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ تَنْھَہٗ عَنِ الْمُنْکَرِ لَمْ یَزْدَدْ بِصَلٰوتِہٖ اِلَّا بُعْدًا۔ اجیبا فرمایا ابن مسعود اور ابن عباسؓ نے کہ جس کو نماز امر بالمعروف پر شوق نہ دے اور منکرات سے منع نکرے وہ نماز اللہ سے سوائے دوری کے کچھہ نہ بڑھاویگی ❖ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَۃُ مَنْ لَّمْ یَنْھَہٗ صَلٰوتُہٗ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ فَصَلٰوتُہٗ وَبَالٌ عَلَیْہِ۔ حضرت حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ جس کو نماز فحش اور منکر سے بند نہ کرے تو وہ نماز اُس پر وبال ہے ❖

میرے دینی بھائیو! بیشک جو شخص تمام نمازیں شرائط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور آداب کی رعائت کرکے اپنی نماز کو پڑھیگا۔ تو اللہ اُسکو فحش اور منکرات سے محفوظ رکھیگا کما روی عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ فَتًی مِّنَ الْاَنْصَارِ یُصَلِّی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ یَدَعْ شَیْئًا مِّنَ الْفَوَاحِشِ اِلَّا رَکِبَہٗ فَوُصِفَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ صَلٰوتَہٗ تَنْھَاہُ یَوْمًا فَلَمْ یَلْبَثْ حَتّٰی تَابَ وَحَسُنَ حَالَتُہٗ۔ "اَللّٰھُمَّ حَوِّلْ حَالَنَا اِلٰی حُسْنِ الْمَاٰلِ"۔ جیسا روائت کیا گیا ہے انسؓ سے کہ اُس نے کہا کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ادا کرتا تھا باوجود اس تقرب کے جو فواحش ہوتا تھا کر بیٹھتا تھا۔ پھر کسی شخص نے یہ حال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ بیشک اُس کی نماز کسی دن اُس کو روک دیگی پھر کچھہ دیر نہ لگی کہ اُس شخص نے توبہ کی اور اُس کا حال سنور گیا ❖ "اے ہمارے اللہ! میرا اور میرے سب دینی بھائیوں کا انجام نیک کردے" اور اپنے فضل وکرم اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہماری بدیوں کو نیکیوں سے بدل دے آمین آمین یارب العالمین ❖ مجالس الابرار من عینہ ترجمہ۔

اصحاب شوق و ارباب ذوق نے حضرت صلوٰۃ کو خدا کے عظیم الشان حرموں میں سے ایک اعلیٰ و اولیٰ حرم سمجھا ہے اور اس محل عالی منزل کے دو دروازے ہیں - ایک مدخل جس کو باب التکبیر احرام سے تعبیر کیا ہے دوسرا مخرج اُسکو باب التسلیم کہتے ہیں اور اس محل میں بادشاہ عالم کے لئے بہت سے بارگاہ اور مواقف مقرر ہیں اور اس بادشاہ نے ہر ایک بارگاہ اور موقف میں جلوہ ہو کر کئی طرح کے تحفے اپنے بندوں کے واسطے رکھے ہوئے ہیں تاکہ اُس کے دوست اور آشنا اپنے نفسانی حوائج کو بالائے طاق رکھکر جب باب التکبیر سے اُس محل میں داخل ہو جاتے ہیں تو بارگاہ قیام میں اپنے بادشاہ کے کبریائی جلوہ کو دیکھکر محظوظ ہو کر اپنے بادشاہ کی بارگاہ سے مکالمت اور مشاہدت کا نزل اُٹھا کر اپنی التجا پیش کر کے ساتھ قرأت فاتحہ کے متمسک ہو کر اُسکی حمد اور ثنا میں مشغول ہو جاتے ہیں - اور جب رکوع کی بارگاہ میں پہونچتے ہیں تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہکر اُسکی عظمت کا جلوہ پاتے ہیں - اور جب سجود عالم کی بارگاہ سجود میں فائز ہوتے ہیں تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى یاد کر کے تواضع و خضوع کا نزل حاصل کرتے ہیں - وعلیٰ ہذا اس عالی محل کی سب بارگاہوں کا سیر کر کے باب التسلیم کے دروازے سے سلامت باکرامت باہر نکلجاتے ہیں اور اس بادشاہ کی بارگاہ سے قبولیت کا خلعت پاتے ہیں +

اے میرے بھائیو! وہ شخص بڑا بدنصیب اور غبی عظیم ہے کہ ایسے بادشاہ کی کچہری میں حاضر نہ ہووے اور اگر حاضر بھی ہووے اور مارے غفلت کے بادشاہ کے مشاہدہ اور مکالمہ کی دولت پانے سے محروم رہے کما روی فی الحدیث اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ اللّٰهُ الْحِجَابَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ وَوَاجَهَهٗ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَقَامَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ لَّدُنْ مَنْكِبَيْهِ اِلَى الْهَوَآءِ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ وَيُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَآئِهٖ وَاِنَّ الْمُصَلِّيْ لَيَنْتَثِرُ عَلَيْهِ الْبِرُّ مِنْ عَنَانِ السَّمَآءِ اِلٰى مَفْرَقِ رَاْسِهٖ وَيُنَادِيْهِ مُنَادٍ لَوْ عَلِمَ الْمُصَلِّيْ مَنْ يُّنَاجِيْ مَا الْتَفَتَ اَوْمَا انْفَتَلَ اِلٰى اَحَدٍ ۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ واسطے ادائے نماز کے کھڑا ہو جاتا ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ حجاب جو بندہ اور اللہ میں ہے درمیان سے اُٹھا دیتا ہے اور اپنی ذات مقدس سے اپنے بندہ کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اس نمازی کے بازوؤں سے لیکر آسمان تک ملائکہ کی صفیں کھڑی ہو جاتی ہیں اور اُسکی دُعا کی اجابت کے لئے آمین کہتے ہیں اور نماز کے ارکان میں اس نمازی کی موافقت کرتے ہیں اور آسمان سے اُس کے سر پر رحمت کا زر نثار کرتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کہ اگر یہ نمازی اس بات کو جان لے کہ میں کس کے آگے مناجات کر رہا ہوں تو کبھی اس ناپائدار دُنیا کی طرف التفات نہ کرتا + عوارف میں لکھا ہے کہ جب نماز

پڑھنے والا قرأت کی تلاوت شروع کرے تو اسمیں یہ ادب ہے کہ اُس قرأت کو اُس کا دل سُنے گویا وُہ اللہ تعالیٰ سے سُن رہا ہے یا یہ خیال کرے کہ مَیں اس کلام کو خدا تعالیٰ کے آگے پڑھ رہا ہوں ✦

روایت ہے کہ نماز کے لئے چار شاخیں ہیں ایک دل کا حضور دُوسرا خدا کے آگے عقل کا شہود تیسرا دل کا خشوع چوتھا نماز کے ارکان میں خضوع جب آدمی دل کے حضور سے نماز پڑھتا ہے تو جو حجاب بندہ اور اللہ کے درمیان ہوتا ہے دُور ہو جاتا ہے اور جب انسان کو عقل کا شہود ہوتا ہے تو اس سے عتاب الٰہی رفع ہو جاتا ہے اور وقت خشوع نفس کے دروازے بہشت کے کھلجاتے ہیں اور نماز کے ارکان میں انکساری کرنیسے مستحق ثواب کا بنجاتا ہے ۔ پس جو شخص بلا حضور قلب کے نماز پڑھتا ہے وہ نمازی لاہی ہے اور جو بلا شہود عقل کے نماز پڑھتا ہے وہ سہاہی ہے اور جو بغیر خشوع نفس کے نماز پڑھتا ہے وُہ نمازی خاطی ہے اور جو سوائے خشوع کے نماز کے پڑھتا ہے وہ نمازی جافی ہے اور جو شخص نماز کو پورے پورے طور پر جیسا اُسکا حق ہے ادا کرتا ہے وُہ نمازی انشاءاللہ وافی ہے اور یہ نماز اُس کے بہشت میں پہونچنے کے لئے کافی ہے ۔ کما ورد عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْعَبْدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ مُقْبِلًا عَلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ بِقَلْبِہٖ وَسَمْعِہٖ وَبَصَرِہٖ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ ✦ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ بندہ جو واسطے ادائے نماز کے کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے دل اور کان اور آنکھ کو حضرت جلال احدیت کی عالی بارگاہ کیطرف متوجہ کرتا ہے نماز سے فارغ ہوتے ہی گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا ✦

حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو آدمی واسطے ادائے نماز کے مسجد میں جاتے ہیں جب دونوں نماز پڑھکر واپس ہوتے ہیں ایک کی نماز دُوسرے کی نماز پر اتنا رجحان رکھتی ہے کہ اُسکی بندگی کا بوجھ زمین کے پہاڑوں سے بھی بڑھکر ہوتا ہے ۔ اور بظاہر دونوں نماز میں مساوی ہوتے ہیں ۔ مگر تفاوت دل کے حضور میں ہے جس شخص نے نماز کو حضور دل سے ادا کیا اُسکی نماز کی فضیلت بڑھ گئی اور جس نے نماز کو صرف عادت کے طور پر ادا کیا اور اُسکا دل اپنے دُنیاوی کاموں میں لگا رہا اُسکی نماز اگرچہ بظاہر نماز ہے مگر حقیقت میں کوئی نماز نہیں ہے ۔ ہم اس باب میں چند لطائف کا ذکر کرتے ہیں دل کے کان سے سُنو ۔

لطائف معہ اشارات ۔ مسئلہ شرعیہ قَالَتِ الْعُلَمَاءُ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ یُکْرَہُ اِدْخَالُ الْمَیِّتِ فِی الْمَسْجِدِ وَاِنْ کَانَ طَاہِرًا ۔ یعنے مردہ کو مسجد میں لانا مکروہ ہے اگرچہ

غسل دیکر پاک اور صاف کیا ہوا ہو اے میرے بھائیو مُردہ کو باوجودیکہ غسل دیکر پاک کیا ہوا ہے مفتیان شریعت مسجد میں جو محل نماز کا ہے داخل کرنیکا فتویٰ نہیں دیتے ہیں۔ مُردہ دِل کو نماز کے عالیشان محل میں داخل کرنا اس سے بھی زیادہ قبیح اور بدتر ہوگا + **اشعار**

مستانِ خواب راخبرے از وصال نیست — دِل مُردہ را سماع نباشد چو حال نیست۔
دینت خدائے داد و زبان داد و عقل داد۔ — یادِ خدائے کُن بزبلئے کہ لال نیست
جائے تو آسمان و تو آسُودہ بر زمین! — آن بال طاعتست و ترا جُز وبال نیست
جائے تو بس بلند و ترا بال ریختہ۔ — نتوان چنین بلند پریدن چو بال نیست
گر در پئے تفرّج و بستان و جنّتی — امروز تخم کار کہ فردا مجال نیست۔
بر نقش روزگار منہ دل کہ عاقبت — این نقش را کہ باز کنی جُز خیال نیست
دعال دل مبند و زدانش سخن مگو — کانجا سخن بدانش و حُرمت بمال نیست
این سایہا زوال پذیر اند یک بیک۔ — در سایۂ گریز کہ آن راز وال نیست

لطیفہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمُ الدُّخُوْلَ فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَنْقَلِبْ نَعْلَیْہِ فَاِنْ کَانَ بِھَا قَذَرٌ فَلْیَمْسَحْہُ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اپنی اُمت کے لوگوں کو سمجھایا کہ جو کوئی تم میں سے مسجد شریف میں آوے چاہیئے کہ وُہ اپنے جُوتے کو پلٹ لے اگر اُسپر نجاست ہو تو اُسکو نجاست سے پاک کر کے مسجد میں لاوے۔ جو شخص نماز کے پاک محل میں داخل ہونا چاہے اُسکو لازم بلکہ الزم ہے کہ وہ پہلے اپنے دل کو دُنیاوی کدورتوں سے پاک کر کے نماز میں داخل ہووے کہ سوائے طہارت باطنی کے نماز میں داخل ہونا کچھ انسان کو فائدہ بخش نہیں۔ کما ورد۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حق تعالی نے زبور کی چودھویں سورت میں فرمایا کہ اے داؤد سُن کہ میں تجھے سچ کہتا ہوں ہر چند آدمی رکوع بڑی عاجزی اور خشوع سے ادا کرتا ہے اور میرے خوف سے زار زار روتا ہے اور وہ رکوع اُسکا میرے نزدیک ایک فتیلہ کی بھی قدر نہیں رکھتا ہے اس لئے کہ مَیں اُس کے دل کا حال جانتا ہوں اور اُس کے خیال کو خوب پہچانتا ہوں اگر کوئی عورت خوبصورت یا کسی طرح کا مال اُس کے سامنے آجائے تو یہ نمازی جھٹ اُسکی طرف مائل ہو جائیگا۔ اگر کوئی مسکین درویش اُس کیساتھ کسی طرح کا معاملہ کرے تو یہ حضرت کبھی اُسپر ظلم کرنے اور تکلیف دینے سے باز نہیں آویگا۔ اگر کسی کیساتھ کوئی سودا بھی کریگا تو خیانت کریگا۔ دینے کے وقت کم دیگا اور لینے کے وقت زیادہ تول کر لیگا یا داؤد طَھِّرْ قَلْبَکَ مِنَ الذُّنُوْبِ

کما طہرت ظاہرک من النجاسات واعلم لکل شئ علیہ۔ مولانا روم نے بھی مثنوی شریف
میں یہیں معنے ارشاد فرمایا ہے۔ **اشعار**

سینہ و دل چون کنی صافی و پاک	نقشها بینی برون از آب و خاک
هم ببینی نقش و هم نقاش را	فرش دولت را و هم فراش را
کز تن خاکی غلیظ و تیره است	صیقلش کن زانکه صیقل گیره است
تا در و اشکال غیبی بر دهد	عکس حورے و ملک در روی دهد

اشارت دیگر - مسئلہ شرعیہ - وقد ورد فی کتب الفقہ بعد المأموم من الامام مانع الصلوٰۃ - شریعت کا مسئلہ ہے کہ جب مقتدی امام سے دُور ہووے تو اُسکا اقتدا صحیح نہیں - یہی حکم جنازہ کی نماز میں ہے + اے میرے عزیزو اسیطرح جو دل جناب قدس خطاب انس سے دُور ہووے یعنی جس شخص نے عالم آخرت کے سازوسامان تیار کرنے سے ادبار اور روگردانی کر کے دنیا کے امورات کی طرف متوجہ ہوا اور اسی سبب سے حضرت جلال احدیت کی بارگاہ سے دُور پڑا اُس شخص کی نماز کبھی زیور قبول سے مجلّٰی نہیں ہوگی اور وہ کبھی دولت وصول سے مشرف نہیں ہوگا +

اشارت نقلیہ - فقہا کا قول ہے کہ ترک سنت مفسد نماز نہیں یہ بات اُن کی سچ ہے ایسا ہی اطبّا کا قول ہے کہ نابینائی مبطل زندگی نہیں اور اہل معرفت کا اسبات پر اتفاق ہے کہ صُورت نماز ایک جسم کی مانند ہے اور خشوع اور حضور قلب اُسکی جان ہے - فقہا کا قول ہے کہ حضورِ دل تکبیر اولی کیوقت واسطے صحت نماز کے کافی ہے اور اس قسم کی نماز اہل تحقیق کے مذہب میں مانند ایک اندھے اور مفلوج اور اپاہج کے ہے - اگرچہ یہ سارے بظاہر عالم دنیا میں زندہ نظر آتے ہیں مگر اُن کو اپنی زندگی کی کچھ لذت حاصل نہیں - الحاصل جو نماز حضورِ دل سے پڑھی جاوے اور اس کے تمام ارکان نہایت انکساری کے ساتھ ادا کئے جاویں وہی نماز صحیح و درست ہے اور جس نماز میں بباعث تکاثر مشاغل حضورِ قلبی نہ پایا جاوے وہ نماز اگرچہ بقول مفتیان وقت جائز ہے مگر نقصان سے خالی نہیں - اور یہ قصہ منجملہ یقینیات ہے - کما ورد ان اللہ تعالےٰ لا یقبل صلوٰۃ من لا یحضر فیہ القلب عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکتب من عبد من صلوتہ الا ما یعقل - عوارف
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں اس باب میں ایک مثال لکھی ہے - اور

اہل بصیرت کو اُسکی حقیقت سے آگاہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے جیسا کہ آدمی کا ظاہر اور باطن ہے۔ آدمی کے اعضاء اور جوارح اُسکا ظاہر ہے اور عقل اور زندگی اور قدرت اُسکا باطن ہے۔ لیکن بعض اعضاؤں کا جاتے رہنا انسان کی فوت کا موجب ہوتا ہے۔ مثلاً دل اور جگر اور دماغ اعضائے رئیسہ ہیں۔ اگر انمیں سے کسی کو صدمہ پہنچ جائے تو پھر انسان کی زندگی محال ہوجاتی ہے اور بعض اعضاؤں کا جاتے رہنا اگرچہ موجب فوات وجود نہیں لیکن اُن کے جاتے رہنے سے انسان کی زندگی کے اکثر مقاصد جاتے رہتے ہیں مثلاً اگر شخص کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ۔ کان وغیرہ جاتے رہیں تو اگرچہ اسکی زندگی میں کسیطرح فرق نہیں واقع ہوا مگر مستلزم فوات اکثر مقاصد زندگی کا ہے اور بعض عوارض انسانی اور لوازم وجود کے فوت ہو جاتے ہیں انسان کی زندگی میں کچھ فرق نہیں ہوتا لیکن اُس کے حسن وجمال کے کمال میں نقصان ضرور ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کے ابرو اور پلکیں اور ڈاڑھی کے بال نہ ہوویں اگرچہ اُن کے نہونے سے اُسکی زندگی میں کسیطرح کا نقصان لاحق نہیں مگر اُس کے حُسن صورت کی صُورت قباحت سے بدلگئی اور عوام کی نظروں میں قبیح اور بُرا معلوم ہونے لگا کوئی آدمی اُسکو پسند نہیں کرتا۔ از دست وہ ایک مضحکہ اور استہزا کی جگہ بنجاتا ہے *

اے میرے بھائیو! نماز کا بھی یہی حال سمجھو کہ ارکان مخصوصہ اُس کا ظاہر ہے اور نیت خالص اور خشوع اور حضور دل کہ نماز کی جان ہے اُسکا باطن اور قیام اور قرأت اور رکوع اور سجود قائمقام اعضاء رئیسہ کے ہیں کہ اُن کے فوت ہو جانے سے فوات نماز کا لازم آتا ہے۔ اور واجبات اور سُنن اُسکے ہاتھ پاؤں۔ آنکھ کے قائمقام ہیں کہ اُن کے فوت ہو جانیسے اکثر مقاصد نماز کے بھی فوت ہو جاتے ہیں اور سجدہ گاہ پر نظر اور ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنا اور پاؤں کو کھڑا رکھنا وغیرہ اُس کے آداب ہیں اگرچہ ان امورات کی ترک سے نماز کے جواز میں فرق نہیں۔ مگر نماز کی خوبصورتی اور حسن وجمال بالکلیہ جاتے رہتے ہیں۔ پس جو کوئی بغیر خشوع اور حضور دل کے نماز کو ادا کرتا ہے تو اُسکی نماز کی وہ مثال ہے کہ کسی شخص نے عظیم الشان بادشاہ کیواسطے ایک کنیزک جو حسن وجمال میں بینظیر ہے لیکن جان ندارد یعنی مُردہ بطور ہدیہ یا تحفہ کے پیش کرے اور اگر بالفرض اُس نے نماز کو خشوع اور خلوص نیت سے ادا کیا۔ لیکن کوئی رکن ارکان نماز سے مسلوب ہو گیا اُس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک کنیزک جس کا سر کٹا ہو اور اُسکی زندگی میں رمق باقی ہو بادشاہ کی حضور میں ہدیہ کرے اور اگر نماز سے واجبات کا نقصان ہو جائے اور کوئی سُنت رہ جائے تو مثل

اُس کنیزک کے ہے جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوویں یا مثل اندھے کے ہے اور اگر مستحبات میں قصور ہو جاوے یا اُس کے آداب میں نقصان واقعہ ہووے کان کمن اھدی آلی ملک عبداً حبًا عاقلاً افرع منتوف الحاجبین والاھداب * پس اے میرے عزیز بھائیو! یہ نماز ایک تحفہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے تم جناب الٰہی میں تقرب چاہتے ہو اُسکو بڑی ہوشیاری اور عقل سے ادا کیا کرو - اور یہ نماز ایک وظیفہ مقرر ہے - کہ بادشاہ حقیقی نے اپنی رعیّت پر مقرر کیا ہوا ہے آج تم اس وظیفہ کو بڑی احتیاط سے بے کم وکاست ادا کرو تاکہ کارگذار قضا وقدر کے اس تمہارے وظیفہ کو قبولیّت کے خزانہ میں ترتیب وار کامل طور پر محفوظ رکھیں جب عرض اکبر کا دن آویگا تو تمہارے ہدیئے بجنسہٖ تمکو دیئے جاویں گے - کچھہ قصور انمیں واقعہ نہیں ہوگا جن لوگوں نے اس دُنیا کی ناپائدار چیزوں سے دل کو اُٹھا کر اور بقدر ما یحتاج کے اکتفا کر کے اپنے فرائض کو نہایت ادب سے ادا کر کے اس ہدیہ کو خازن حقیقی کے خزانہ میں تسلیم کیا ہے وُہ لوگ وہاں بھی پسندیدہ مراتب اور اعلےٰ مناسب پاویں گے - اور جن بھائیوں نے اس دار ناپائدار کو پائدار سمجھ کے آخرت کے تدارک سے غافل اور فرائض کے ادا سے ساہل ایسی ویسی نماز ٹالم ٹولم کے طور پر کبھی پڑھ لی اور کبھی وُہ بھی ندارد دنیا میں اعمال شنیعہ کے مرتکب ہوتے رہے روز قیامت کو اُن کے وہی اعمال مردودہ اور افعال مذمومہ واپس دیئے جائیں گے کما ورد وَاِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا *

مسئلہ شرعیہ - استقبال قبلہ صحت نماز کی شرط ہے - اگر کوئی آدمی بغیر کسی عذر کے حالت نماز میں قبلہ سے مُنہ پھیر لیوے اور اُسپر ایک ساعت تک وقت گذر جاوے تو نماز اُس شخص کی فاسد ہو جاتی ہے - اے میرے بھائیو! اس مسئلہ میں غور کرو اور دیکھو کہ قبلہ شریف جو پتھروں کا بنا ہوا ہے اُس سے بحالت صلوٰۃ مُنہ پھیرنا نماز کا مبطل ہے تو دل کا قبلہ حقیقی یعنی حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے پھر جانا بطریق اولےٰ موجب فساد اور مستلزم بطلان ہوگا *

مسئلہ شرعیہ - ایک آدمی نے ایک مکان بنا کر مسجد کے متعلق وقف کیا کہ اسمیں مؤذن مسجد رہا کرے - شرعًا امام مسجد کو اُس مکان میں سکونت کرنا جائز نہیں * **اشارۃ** حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے مومن کے دل کو جو اپنی محبت کے لئے وقف کر کے واسطے سکون ایمان اور عرفان کے مقرر کیا ہوا ہے - اگر اُس کو دُنیا کے کتّوں اور بلیوں کا اصطبل بنایا جاوے - اور اسمیں امورات دُنیا کے قلیل وکثیر کا محل مقرر کیا جاوے - بالضرور اُسکا وبال روز قیامت کے

دیکھنے کی نوبت پہونچیگی ؂

نقل ہے ۔ کہ ایک روز حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے عبادتخانہ میں نماز گذار رہے تھے اچانک یوسف علیہ السلام کھیلتے ہوئے پاس سے گذرے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر اُسپر پڑی بعد ادائے نماز اس کو پیار سے اپنے مصلّے پر بٹھالیا ۔ جناب الٰہی میں غیرت آئی خطاب یا عتاب آیا ۔ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُفَرِّقَنَّهٗ مِنْكَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً اے یعقوبؑ مجھکو اپنی عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ ہم ایک نظر کے بدلے جو تو نے ہماری طرف سے اُٹھا کر یوسفؑ کیطرف کی ہے تمکو اسّی برس و بقولے چالیس برس اس کے فراق کی آگ میں جلائیں گے اور تو اُسکی جدائی میں اتنا روئیگا کہ تیری آنکھیں سفید ہو جائینگی ؂ **فرد**

	ز حُسن دلربائی ہر چہ می باید ہمہ دارد	ولیکن عاشقان خویش را بسیار میتابد	

اے میرے عزیز بھائیو ! غور کرنیکی جگہ ہے ۔ سوچو او اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھو ۔ کہ تمہارے دلوں میں سوائے محبت دُنیا اور اُس کے اموران کے دُوسری چیز کا خیال بھی ہے یا نہیں ۔ تمکو لازم ہے کہ ہر دم و ہر آن میں محبت الٰہی کو جو سب چیزوں سے احسن اور اعلیٰ ہے اپنے دل کے تخت پر بٹھاؤ ۔ تم نے سُن لیا ہے کہ حضرت یوسفؑ کا ایک ساعت حضرت یعقوبؑ کے مصلّے پر بیٹھنا چالیس برس کی جدائی کا موجب ہوا ہے ۔ تم لوگوں نے دُنیا کی محبت رات دن جو اپنے دل کے تخت پر جو جناب قدس الٰہی کی بارگاہ ہے بٹھا رکھی ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ موجب فراق ابدی کا ہو جاوے ۔ عیاذاً باللہ ھ

دلے کہ دلدل میدان کبریا باشد		نہ در طریق ہوا مرکب ریا باشد	
دلے کہ در نظرش ہیچکس نیا ید راہ		حدیث نیک و بدش نقش بوریا باشد	

اشارت قرآنیہ ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حق سبحانہ و تعالےٰ نے اس آیت میں عدم قربان نماز کیلئے شراب کے پینے کو نہیں فرمایا بلکہ سُکر کو موجب قربان نماز ٹھیرایا ہے ۔ اور تجربہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ دُنیا کی حرص اور محبت کا سکر یعنی نشہ شراب کے نشے سے کئی درجہ بڑھ کر ہے اسواسطے کہ شراب کا نشہ دم بدم بدن سے کم ہوتا جاتا ہے اور دُنیا کی حرص کا نشہ ہر دم بڑھتا جاتا ہے ؂ پس اے میرے عزیزو ۔ نماز خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرنا ہے ۔ اور مناجات غفلت کی حالت میں کچھ فائدہ نہیں دیتی ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کو اپنے پر ناراض کر لینا ہے اس باب میں ایک مثال پیش کرتا ہوں ؂

حکایت - ریاض القدس میں لکھا ہے کہ شیخ علی دقاص قدس سرہٗ نے فرمایا کہ نصر احمد نام ایک بادشاہ تھا اُسکا ایک غلام خدمتگار فرمانبردار خوبصورت نیک سیرت تھا اور بادشاہ بہ نسبت دیگر غلاموں کے بہت چاہتا تھا اور اسکا مرتبہ اور منصب سب خادموں سے بڑھ کر تھا ایکدن وہ غلام بادشاہ کی خدمت میں کمر بستہ کھڑا تھا - نصر احمد نے اُسکی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا - اور فرمایا دیگر خادموں نے حسب الحکم اُس غلام کو تپتے ہوئے تنور میں پھینکدیا وہ بیچارہ جیتے جی تنور میں پڑتے ہی جل بل کر کوئلہ ہوگیا - بادشاہ غضبناک ہوکر اپنے خاص خلوتخانہ میں چلا گیا - خاص و عام غلام کے انجام کو دیکھکر دریائے حیرت میں ڈوب گئے کسی کا یہ مقدور نہ تھا - کہ بادشاہ سے اس عجیب امر کا باعث پوچھے - چند روز کے بعد ایک وزیر گستاخ نے فرصت اور موقع دیکھ کر بادشاہ سے التماساً سوال کیا کہ اے سُلطان داد گستر اور اے بادشاہ عالی منظر حضور کے نظر منظور غلام سے ایسا کیا قصور ظہور میں آیا کہ جناب مستطاب نے اُس کو غصہ کی آگ میں جلا دیا - بادشاہ نے جواباً فرمایا کہ جس وقت میں نے اس غلام نافرجام کو دیکھا تو اَوروں کی طرف دیکھ رہا تھا جو بندہ زرخرید اپنے مالک کیساتھ ایسا معاملہ کرے اُسکی یہی سزا ہے کہ اُسکو جیتے جی آگ میں جلا دینا چاہیئے - **اشارۃ** اس عبرت انگیز حکایت میں یہ اشارت ہے کہ خالق کائنات نے بندے کو تمام مخلوقات سے اشرف المخلوقات پیدا کر کے کرامت کا تاج وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اُس کے سر پر رکھا اور فضیلت کا خلعت بحکم فَضَّلْنَا اُس کے با استقامت تن پر پہنایا اور اپنی معرفت کے خزانے کا دروازہ اُس کے سینہ پر کھولدیا اور بخت و دولت کا بہشتی تخت اُس کے جلوس کے لئے آراستہ کر رکھا - اور اُس کو اپنی مناجات کے مقام کی راہ بتادی اور ہمیشہ نظر عنایت سے اُسکو مخصوص کرتا رہا - وہ بندہ اگر حالت مناجات اور ادائے صلوٰۃ میں خشوع اور خضوع اور انکساری بدرگاہ باری کو چھوڑ اُس کے غیر کیطرف التفات کرے تو بیشک وہ مستحق عذاب اور مستوجب عتاب کا ہو جائیگا - العیاذ باللہ +

اے میرے بھائیو! اگر تم ایسے عذاب اور عتاب الہٰی سے چھوٹنا چاہتے ہو تو حتی الامکان عبادت کیوقت ماسوائے اللہ سے مُنہ موڑ کر اُسکی اطاعت میں مصروف رہا کرو اور فرصت کو غنیمت سمجھا کرو اور جو کچھ مال و دولت اولاد وغیرہ تمہارے پاس ہے اُسے منعم حقیقی کا احسان جانو اور ہمیشہ اخلاص میں کوشش کیا کرو - اور ریا کاریوں سے بچو کہ ریاکاری عین زیان کاری ہے۔ **نظم**

رو در قبلہ روئے کن	خلق بگذار خدا جوئے کن	تا کے از دین بری رونق را
کز پئے خلق پرستی حق را	چون نباشد نظر کس بتو باز	دانہ چین مرغ شوی وقت نماز

در بود ہمچو تو حاضر تو	کہ در آن سجدہ بود ناظر تو	دیدہ باید سر تو سجدہ شناس
ہمچو درگاہ مسیر گاہ خراس	سجدہ جز بہر خدا شرک بود	شرک بر چہرۂ جان چرک بود
رشحے از چشمۂ اخلاص بجوے	وز رخ جان خود آن چرک بشوے	زنگ آئینہ بردار وہ بین
	ہمچو خورشید درو نور یقین	

اشارت از حدیث نبوی علیہ السلام قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْوَاہَکُمْ طُرُقُ الْقُرْاٰنِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ طُرُقُ الذِّکْرِ فَطَیِّبُوْھَا بِالسِّوَاکِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے مُنہ کلام الٰہی کا گذرگاہ ہیں۔ اسکو مسواک سے صاف رکھا کرو۔ بھائیو! جب منہ کو جلوہ کلام الٰہی کیواسطے پاک رکھنے کا شارع سے حکم ہے تو دل کو کدورات نجاسات محبّت دُنیا سے اور واسطے نزول رحمت حقتعالیٰ کے پاک کرنا بطریق اولےٰ لازم ہوگا۔

حدیث فردوس الاخبار میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے کسی پیغمبر کیطرف پیغام پہونچایا اور فرمایا کہ میرے بندوں کا کیا حال اور کیا چال ہے کہ میرے گھروں یعنی مساجد اور معابد میں ناپاک دلوں اور آلودہ بدنوں کے ساتھ آداخل ہوتے ہیں۔ شاید اُن کے دماغوں میں غرور چھاگیا ہے یا مجھ کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ مجھ کو اپنے جلال اور علوّ شان کی قسم ہے کہ میں اُنکو ایسی بلا میں مبتلا کردونگا کہ انکے نیکوکار بھی اس بلا میں حیران اور ہکّے بکّے رہجاویں گے۔ لَا یَنْجُوْا مِنْ بَلَائِیْ مِنْھُمْ اِلَّا بِدُعَائِیْ کَدُعَاءِ الْغَرِیْقِ کوئی شخص انمیں سے میری بلا سے نہیں بچیگا مگر جو میری بارگاہ عالی میں مثل ڈوبے ہوئے کے یعنی نہایت اخلاص اور حضور قلبی اور انکسار سے مجکو پکاریگا تو میری ذات مقدس بموجب اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ اُسکی دُعا کو قبول کریگی۔

اے میرے بھائیو! اگر تم مرد ہو تو نماز ادا کرنیکے وقت جو راز اور مناجات کا محل ہے اس امر میں کوشش کیا کرو کہ حضور قلبی تمہارے دل سے نہ جاتا رہے۔ کما ورد حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب آدمی تکبیر تحریمہ کہتا ہے۔ حضرت جلال احدیت جل جلالہ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو جو حجاب میرے اور بندے کے درمیان ہے اُٹھادو کہ بندہ اسوقت میری بارگاہ میں حاضر ہوکر کچھ اپنا راز بیان کرنا چاہتا ہے۔ ملائکہ حسب الحکم رب الارباب وہ حجاب اُٹھادیتے ہیں۔ جب بندہ عین نماز میں تعلّقات دُنیاویہ کیطرف متوجہ ہوجاتا ہے تو جناب الٰہی سے خطاب آتا ہے کہ اے فرشتو اس حجاب کو لٹکادو اس لئے کہ میرے بندہ کی طبیعت پر حرص وہوا غالب ہوگئی

ہے اور میری طرف سے اعراض کر کے میرے غیر کیطرف متوجہ ہو گیا ہے - میں نہیں جانتا ہوں کہ بندہ اپنے مالک سے مُنہ پھیر کر کسی ادنےٰ چیز کیطرف مُنہ لاتا ہے کہ روز قیامت بڑی حسرت اور ندامت اُٹھائیگا ؛

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ بَیْنَ یَدَیِ الرَّحْمٰنِ جَلَّ وَعَلَا فَاِذَا الْتَفَتَ قَالَ لَہُ الرَّبُّ سُبْحَانَہٗ اِلٰی مَنْ تَلْتَفِتُ اِلٰی مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَقْبِلْ اِلَیَّ فَاَنَا خَیْرٌ لَّکَ مِمَّنْ تَلْتَفِتُ اِلَیْہِ

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم نے بیشک بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ گویا خدائے عز وجل کے حضور میں کھڑا ہے جب اُسکا خیال کسی غیر اللہ کیطرف مائل ہوتا ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ اُس بندے کو فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو کس طرف التفات کرتا ہے کیا وہ میرے سے بہت اچھا ہے - اے آدم کے بیٹے تو میری طرف آ میری ذات مقدس تیرے لئے سب سے بہتر ہے ؛ ٥

ما طلبگار تو ایم و تو گریزانے زما	ما بسوئیت مقبل و تو روئے گردانی زما
ما برون از شش جہت وز صد جہت جویان تو	چند خود را ہر طرف مشغول گردانی زما
ہر کجا خواہی شدن ما با تو ایم اے بیخبر	ملنے ما نیستیم از تو گر تو می مانی زما

عوارف میں شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ نے یہ حدیث لکھی ہے کہ جب بندہ نماز کیواسطے وضو کرتا ہے شیاطین اُس سے ڈرتے ہوئے اقطار زمین میں بھاگ جاتے ہیں اس لئے کہ جان جاتے ہیں کہ اس بندہ نے اپنے پیدا کرنیوالے خداوند جل جلالہ کی خدمت اور ملازمت کے لئے تیاری کی ہے اور جب تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو شیطان کو کئی طرح کے تاریک پردوں میں محجوب کیا جاتا ہے - تاکہ دغدغہ ابلیس کا اُسکا حارج نہ ہووے وواجہ الجبار اُسوقت حق سبحانہ وتعالےٰ کی توجہ اُسکی طرف اقبال کرتی ہے - جب تحریمہ میں اللہ اکبر کے کلمہ کو کہتا ہے - حضرت جلال احدیت بندہ کے دل کیطرف نظر کرتا ہے اور اُس کے دل میں سوائے عظمت حضرت الٰہی اور استغراق ہیبت بادشاہی کے دوسری چیز نہیں دیکھتا ہے تو فرماتا ہے صدقت اللہ اکبر فی قلبک کما تقول اُسوقت بندہ کے دل سے ایک نور کا شعاع ایسا منتشعشع ہوتا ہے کہ ملکوت عرش پر اُسکا پرتو جا پڑتا ہے اسی نور کے وسیلہ سے آسمان و زمین کے ملکوت منکشوف ہو جاتے ہیں - جہانتک وہ نور پھیلتا ہے اور جو چیز اُس کے احاطہ میں

آجاتی ہے اُسیقدر حسنات اُس بندہ کے اعمالنامہ میں درج ہو جاتے ہیں - اور جب کوئی غافل جاہل دُنیا کے سازوسامان میں مشاغل نماز کے لئے اُٹھتا ہے تو شیاطین اُس کے دل پر ایسا ہجوم لاتے ہیں - جیسے مکھیاں شہد پر گرتی ہیں - صدہا وساوس اُس کے دل پر پیدا کر دیتے ہیں دیکھا دیکھی پھنسے پھنسائے کرہا جبراً اللہ اکبر کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے دلمیں کسی طرح کے تعلقات کی نجاسات دیکھکر فرماتا ہے کَذَبْتَ لَیْسَ اللّٰہُ اَکْبَرُ فِیْ قَلْبِکَ کَمَا تَقُوْلُ اُسوقت اُس کے دل سے کالا دُھواں نکلتا ہے اور تمام عالم ملکوت میں پھیل جاتا ہے - اُس کے دل اور عالم ملکوت کے درمیان حجاب کلی واقع ہو جاتا ہے زاں بعد شیاطین اُس کے دل کو اپنا لقمہ بنا لیتے ہیں اور ہمیشہ وساوس اور شرور اور امورات دنیویہ کو مزین کر کے اُسکے دلمیں ڈالتے رہتے ہیں نماز سے فارغ ہونے تک ایک لمحہ بھی اپنے دل کو مقام حضور میں نہیں پاتا ہے اور ایسی نماز سے سوائے بُعد اور دُوری کے جناب قدس سے کچھ بھی اُسکو حاصل نہیں ہو گا - کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَا اَنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَحُوْمُوْنَ عَلٰی قُلُوْبِ بَنِیْ اٰدَمَ لَنَظَرُوْا اِلٰی مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ + اشعار

کسے کو بتابد ز محراب روے	بکفرش گواہی دہند اہل کوے	تو ہم پشت در قبلہ در نماز
گرت با خدا نیست روئے نیاز	نہ آبروئے زیار امحل	کہ این آب در زیر دارد وحل
ہر انکہ افگند تخم بر روئے سنگ	جوے وقت دخلش نیاید بچنگ	بروئے ریا خرقہ سہل ست دوخت
گرش با خدا در توانی فروخت	چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست	نویسندہ داند کہ در نامہ چیست

چو روئے پرستیدنت در خداست | اگر جبرئیلت نہ بیند رواست

اے میرے بھائیو! اگر تم چاہو کہ تمہاری نماز بدرگاہ بے نیاز بدرجہ قبول موصول ہووے تو راقم آثم جو اپنے بھائیوں کا خیر طلب اور خیر خواہ ہے تم کو چند باتوں سے آگاہ کرتا ہے - جسطرح مجکو کتب معتبرہ خلف سلف سے حاصل ہوا ہے وہ بعینہ آپ لوگوں کے فائدہ کے لئے پیش کرتا ہوں چنانچہ امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ جو علمائے اعلام میں سے ہیں اپنی کتاب تیسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ جسطرح صحت نماز کیلئے بارہ شرطیں چھ ظاہری اور چھ باطنی معین ہیں شرائط ظاہریہ - خشوع - تقویٰ - ترک حرام اکلاً ولبساً - ترک لغو - ترک کسل - توجہ باطنی - باطنی شرائط - اخلاص - تفکر - خوف الٰہی - رجا - رویت تقصیر - مشاہدہ +

عوارف میں یہ حدیث وارد ہے - اِذَا دَخَلْتَ فِی الصَّلٰوۃِ فَھَبْ لِیْ مِنْ قَلْبِکَ الْخُشُوْعَ وَمِنْ عَیْنِکَ الدُّمُوْعَ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ تَمْثِیْلًا - ایکروز حاتم اصم رحمہ اللہ نے وعظ فرمایا ہے

تھے اسی اثنا میں محمد بن یوسف فرغانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ کی مجلس میں تشریف فرما ہوئے اور کہا اے حاتم تو عوام کو وعظ اور نصیحت تو کرتا ہے مگر اپنی نماز کا حال بھی جانتا ہے یا نہیں ذرا اپنی نماز کا حال تو بیان کر حاتم نے کہا یا مولٰنا میں اپنی نماز کا حال خوب جانتا ہوں ۔ فرمایا تو کس طرح ادا کرتا ہے ۔ کہا یا مولٰنا جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو امر الٰہی کی فرمانبرداری کے لئے کھڑا ہو کر ترساں و لرزاں مسجد کیطرف روانہ ہو پڑتا ہوں اور مسجد کے دروازے پر شیطان لعین سے محاربہ کرتا ہوں اور اپنے دلکو وساوس شیطانی اور حوائج نفسانی سے پاک اور صاف کر کے مسجد میں داخل ہو کر نوافل خانہ میں دو رکعت نفل گذارتا ہوں ۔ زاں بعد جلال احدیت کے جلال سے ڈرتا ہوا صدق کے قدموں سے مسجد کے محراب کے نزدیک جا کھڑا ہوتا ہوں اور ظاہراً و باطناً اپنے اعلٰے مقصود کیطرف متوجہ ہو جاتا ہوں اور بہشت کو اپنی داہنی طرف اور دوزخ کو بائیں طرف اور قبر کو منہ کے سامنے اور پلصراط کو اپنے قدموں کے نیچے اور حق سبحانہ و تعالٰی کو حاضر و ناظر جانکر اور ساتھ علم کے نیت باندہکر عظمت الٰہی جل جلالہ کو مشاہدہ کر کے حضور دل سے متوجہ ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوں اور قرأت کو ترتیل سے ادا کرتا ہوں اور تشہد میں شہادت کو پیش کرتا ہوں اور سلام رضا اور تسلیم سے دیکر نماز سے باہر آتا ہوں اور اس نماز کو اخلاص کی مُہر سے بند کر کے اپنے پروردگار کے آگے پیش کرتا ہوں اور اسکی مغفرت کا امیدوار رہتا ہوں میںنے اپنی ساری عمر اسی طریق پر گذاری باوجود اس کے ہمیشہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہوں اور میں اسبات سے دائماً خائف رہتا ہوں کہ میرا پروردگار میری اس نماز کو قبول کرے یا نہ کرے مگر میں امید کرتا ہوں کہ بیشک میرا مالک میری اس خدمت کو قبول کر کے مجکو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھیگا اور میں ہمیشہ خوف و رجا کی منزل میں سرگردان رہتا ہوں اور اس امر کی شکر گذاری کرتا ہوں کہ اُس ذات مقدس نے مجھ جیسے خاک آلودہ کو اپنی خدمت کی دولت مرحمت فرمائی ۔ اور جو کوئی میرے سے بہ نظر استرشاد پوچھتا ہے میں اُس کو انہی باتوں کی تعلیم دیتا ہوں اور رات دن اپنے مالک کی حمد کہتا ہوں جسنے ہزاروں بلکہ لاکھوں کو اپنی خدمت کی راہ بتلائی اور مجھ کو بھی یہ دولت عنایت فرمائی محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ تقریر سُنی تو فرمایا کہ اے حاتم تو بیشک لوگوں کی رہنمائی اور وعظ و تذکیر کے لائق ہے ۔ تم بالضرور خاص و عام کو اپنے خداوندگی باتیں سنایا کرو اسمیں تم عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوگے ۔

ھذا الحدیث فی رجاء المصلین الی المغفرۃ

حضرت وہب بن منبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ

فرمایا کہ حق تعالےٰ کا ایک فرشتہ سمحیائیل نام جو حاجبان الٰہی میں سے ہے اور وہ اس کام پر مامور ہے کہ جب امّت مرحومہ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنیوالے اپنی اپنی نماز پڑھ چکتے ہیں تو وہ فرشتہ افراد امت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فرد کے نام کی برأت بارگاہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے جنہوں نے نمازوں کو اچھیطرح سے ادا کیا ہے حاصل کرلیتا ہے۔ اور نمازیوں کیواسطے رکھ چھوڑتا ہے اس لئے کہ حاجت کے دن اُن کے کام آوے۔ جب صبح صادق افق مشرق سے طلوع کرتی ہے۔ اور صبح کا خروس جو عارفوں کی مسجد کا مؤذن ہے اپنے پرونکو جھاڑتا ہے اور عابد اپنے معبود کی عبادت کے لئے طہارت کے قواعد بجالاکر اور مسجد میں جاکر صبح کی نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو فرشتہ مذکور جو حق جل وعلا کی بارگاہ کا مقرب ہے جناب اقدس الٰہی میں حاضر ہوتا ہے اور دیوان اعلے الرفیق الاعلےٰ سے برأت نامہ واسطے اداو نمازیوں کے لے آتا ہے۔ اور ایک روایت میں ایسا دیکھا ہے کہ حضرت جلال احدیت بذات خود لکھتے ہیں یَا عُبَیۡدِیۡ وَاِمَائِیۡ فِیۡ حِرۡزِیۡ جَعَلۡتُکُمۡ وَ فِیۡ ذِمَّتِیۡ وَتَحۡتَ کَنَفِیۡ صَیَّرۡتُکُمۡ فَوَعِزَّتِیۡ لَا آخُذُکُمۡ وَمَغۡفُوۡرٌ لَّکُمۡ ذُنُوۡبُکُمۡ اِلَی الظُّهۡرِ جب نماز ظہر یعنی پیشین کا وقت ہوتا ہے اور آفتاب کی زراندود عماری کو معدل النہار کی سمت سے منحرف کردیتے ہیں اور جمشید خورشید کے سایہ کو مغرب کی زمین سے چین وماچین کی طرف روانہ کردیتے ہیں تو اُسوقت نمازگذاران امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسّلام طہارت کی ترتیب اور خدمت کے ادا کرنے میں مشغول ہوکر ظہر کی نماز ادا کرتے ہیں اور اپنے منعم حقیقی کی نعمتوں کا حق بجالاتے ہیں سمحیائیل علیہ السلام دوسری برأت پروانہ کے طور پر قدرت کے دیوانخانہ سے خادمان آستانہ انس کے لئے لکھالاتا ہے اور اُس کا مضمون یہ ہوتا ہے۔ عُبَیۡدِیۡ وَاِمَائِیۡ بَدَّلۡتُ سَیِّئَاتِکُمۡ حَسَنَاتٍ وَغَفَرۡتُ لَکُمُ السَّیِّئَاتِ وَاَدۡخَلۡتُکُمۡ بِوَصَافِیۡ دَارَ الۡجَلَالِ وَالۡجَنَّاتِ جب نماز دیگر کا وقت آتا ہے اور روز عالم افروز کی زندگی کا آفتاب سر بدیوار ہوتا ہے سلطان مستقل اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ مَدَّ الظِّلَّ اِلٰی رَبِّکَ جَزَآءُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ کے مزدوران دن کو عاملان ولایت جنت کے حوالہ کردیتا ہے تو سمحیائیل عصر کے نمازیوں کے لئے امان کا فرمان سلطان زمین وزمان کی بارگاہ سے جس کی عبارت یہ ہوتی ہے لے آتا ہے عُبَیۡدِیۡ وَاِمَائِیۡ حَرَّمۡتُ اَبۡدَانَکُمۡ عَلَی النَّارِ وَ اَسۡکَنۡتُکُمۡ مَسَاکِنَ الۡاَبۡرَارِ وَدَفَعۡتُ عَنۡکُمۡ بِرَحۡمَتِیۡ الۡاَشۡرَارَ۔ اور جب شام کا وقت آتا ہے اور سیمرغ زرّیں بال آفتاب کا مغرب کے کوہ قاف کے پیچھے چھپ جاتا ہے۔ مومنان امت محمدی علیہ السلام اپنے کاروبار سے دست بردار ہوکر اور باطہارت ظاہری وباطنی مساجد میں جاکر مغرب کی نماز ادا کرتے

ہیں تو سمحیائیل فرشتہ شام کی نماز گذارنیوالوں کے لئے ملک العلام کے خوان یغما سے حصہ لے آتا ہو
عُبَیْدِی وَاِمَائِی صَعِدَتُ اِلٰی مَلٰئِکَتِی مِنْ عِنْدِکُمْ بِالرِّضَاءِ حَقٌّ عَلٰی رِضَاکُمْ وَاَنَا مُعْطِیْکُمْ
وَمُثِیْبُکُمْ جب نماز عشاء کا وقت آتا ہے تو اس مبارک وقت میں ملت محمدیہ علیہ السلام کے عابد عالم
پناہ حضرت بادشاہ حقیقی کی بارگاہ میں دل وجان سے حاضر ہو کر عشاء کی نماز جماعت گذارتے ہیں
اُسیوقت حضرت سمحیائیل رب الجلیل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فقیران امت محمدیہ علیہ السلام کے لئے
پانچویں برات درست کرا کر لے آتے ہیں اور ان کو رضائے الٰہی کے مقام اور لقا کی مسند پر بٹھاتے
ہیں اور اس برأت نجاتیہ کا مضمون اُن کو سُنا دیتے ہیں یا عُبَیْدِی وَاِمَائِی فِی بُیُوْتِکُمْ
تَطَهَّرْتُمْ وَاِلٰی بُیُوْتِی مَشَیْتُمْ وَفِی ذِکْرِی خُضْتُمْ وَدَاعِیَ اَجَبْتُمْ وَحَقِّی عَرَفْتُمْ وَفَرَائِضِی
اَدَّیْتُمْ اَشْهَدُ لَکَ یَا سَمْحَیَائِیْلُ اِنِّی قَدْ رَضِیْتُ عَنْهُمْ +

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں۔ کہ جب
حضرت جلال احدیت سمحیائیل کو اپنی رضامندی کا شاہد مقرر کرتے ہیں تو ان نیازمندونکی بابت
سمحیائیل عشاء کی نماز کے بعد طبقات آسمانی میں منادی کرتا ہے کہ یَا مَلٰئِکَۃُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ
غَفَرَ لِلْمُصَلِّیْنَ الْمُوَحِّدِیْنَ۔ کہ اے خدا کے ملائکو تم سُنو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے
اُمت محمدیہ کے نماز پڑھنے والونکے سب اگلے پچھلے گناہ بخشدیئے ہیں زاں بعد ساتوں آسمان کے
رہنیوالے فرشتے نمازیوں کی معافی کے لئے استغفار پڑھتے ہیں اور اس امر کے دوام کیلئے بدرگاہ
باری عزاسمہ میں دعا کرتے ہیں پھر اگر توفیق الٰہی بندہ کی رفیق ہوتی ہے تو بندہ نیند کے بستر سے
اُٹھکر دو رکعت نماز خلوص نیت سے ادا کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ ملائکہ کی سات صفیں جسکی تعداد
سوائے رب العباد کے کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور کوئی محاسب ان کو نہیں گن سکتا ہے اُس بندی
نفل گذار کیساتھ اقتداء کے لئے بھیجدیتا ہے اور وہ ملائکہ اُس کے پیچھے اقتدا کرتے ہیں اور اس
اپنی عبادت کا ثواب اُس بندے کو کرامت فرماتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالےٰ ان ملائکہ کی گنتی کے برابر
حسنات اُس کے اعمالنامہ میں درج کر دیتا ہے۔ اور اُسیقدر اُس کے سیئات محو کر دیتا ہے۔
اور ان کے عدد کے مطابق اُسکو درجہ عنایت کرتا ہے +

ربیع کہتا ہے کہ میں نے بارہ مہینے وہب بن منبہ کی ملازمت اختیار کی تب وہب ابن منبہؓ نے یہ
حدیث مجکو سکھائی اور منصور بن مجاہد کہتا ہے کہ میں چار سال تک ربیعؓ محدث علیہ الرحمۃ کیخدمت
میں رہا اور طرح طرح کی التجائیں پیش کرتا رہا۔ جب اس حدیث کی اجازت سے مشرف ہوا۔ اور

احمد بن ہاشم کہتا ہے کہ میں ایکسال تک منصور بن مجاہد سے اس حدیث برأت المصلین کی درخواست کرتا رہا ۔ آخر بحکم مَنْ طَلَبَ وَجَدَ وَجَدَ فَقَدْ وَجَدَ اس دولت پر فائز ہوا جب ربیع اس حدیث کو وعظ میں بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے ۔ اَیْنَ اَنْتَ یَا غَافِلُ مِنْ هٰذَا الْکَرِیْمِ اِنْ تَغْفُلْ عَنْهُ فَاَیْنَ اَنْتَ عَنْ قِیَامِ هٰذَا اللَّیْلِ وَعَنْ نَیْلِ هٰذَا الثَّوَابِ وَالْکَرَامَةِ ۔ الحمد للہ علیٰ اختتام هذا الحدیث

سمجھنا چاہئے کہ نماز کے ارکان کی شرائط میں بہت سے لطائف ہیں جو جو مقام کہ مناسب ہوگا حوالہ قلم کیا جاویگا ۔ **اشارت اولیٰ** اے میرے بھائیو نماز کا مقدمہ طہارت یعنے وضو ہے ۔ اور عقلی دلیل کا یہ مقتضا تھا کہ یہ نماز ایسی عبادت ہے کہ سوائے تحریک تمام بدن کے اسکا کامل طور پر ادا ہونا ممکن نہیں ۔ ازالہ حدث کے وقت سارے بدن کا دھونا مناسب تھا یہ کیا سبب ہے کہ ہم بعض بدن کے دھونے کے لئے مامور ہوئے ؟ جواباً التماس ہے کہ ارحم الراحمین نے اپنے بندوں پر نہایت رحمت کی کہ انکی حرج رفع کرنے کی غرض سے اعضائے مغسولہ کے غسل کو غیر مغسولہ اعضاء کی طہارت کا باعث بنا دیا جب آدمی بہ نیت قربت اپنے بدن کی چار حدوں کو پاک کر لیتا ہے تو اُس کے کل بدن کی طہارت پر حکم کیا جاتا ہے ۔ حالانکہ بندہ سارے بدن کی طہارت کرنیکی استطاعت رکھتا تھا ۔ لیکن لطف الٰہی نے بعض بدنوں کی طہارت کیلئے بندہ کو حکم دیا ۔ تاکہ میرے بندے کو تکلیف نہ پہنچے اور اُس کے بدن پر کسیطرح کا ضرر عاید نہ ہووے بندہ فرمان کے بموجب اپنے بدن کی طہارت کیلئے قیام کرتا ہے اور اسکو اپنے باطن کے پاک کرنیکا اختیار نہیں اگر حضرت جلال احدیت اپنے کمال لطف اور مرحمت سے ہم گنہگاروں کے باطن کو گناہوں کے قاذورات اور ذلّات کے ہفوات سے پاک اور صاف کردیوے تو اُس کی شان سے بعید اور غریب نہیں ۔
اشارت ثانیہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ اس آیت سے چار اعضا کے دھونیکی فرضیت لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ اسواسطے فرمایا کہ سجدہ ہونٹ سے ہوا کرتا ہے ۔ یعنی تم اپنے مُنہ کو خوب طرح پاک و صاف کرلو ۔ تاکہ وہ میرے حضور میں سجدہ کرنے کے قابل ہو جائے ۔ پھر فرمایا وَاَیْدِیَكُمْ یعنے تم اپنے ہاتھونکو بھی دھولو اسواسطے کہ سجدہ بدون اعتماد ہاتھوں کے نہیں ہو سکتا ۔ چونکہ دو ہاتھونکا شریک ہونا ضروری امر ہے اسواسطے انکا بھی دھونا ضروری ہوا اسکے یہ بھی ہے کہ تمہارے ہاتھ دُعا کے مستحق ہو جاویں ۔ کیونکہ فرمایا اس لئے کہ مُنہ سبر میں ہی ہے گویا حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے

تیرا منہ جو مجکو سجدہ کرتا ہے اور تیرا ہاتھ جو مجھ سے کچھ مانگتا ہے اور تیرے پاؤں جو میری مقدس بارگاہ میں عبادت کیلئے کھڑے رہتے ہیں اور تیرا سر جو منہ کے عضو کیساتھ شامل ہے اور وہ مجھ کو سجدہ کرتا ہے میں اس بات کو نہیں پسند کرتا ہوں کہ انہیں کسیطرح کی نجاست اور ناپاکی پائی جاوے پس تمکو لازم ہے کہ ان چار اعضا کو جو تیرے بدنکی چار حدود ہیں پاک اور صاف کرکے میری جناب میں حاضر ہوا کرو اور اے میرے بندو تمہارا دل جو بحکم وَسِعَنِی قَلْبُ عَبْدِی میرا تخت گاہ ہے اسکا ناپاک ہونا کب پسند کرتا ہوں ۔ اس لئے کہ تمہارا منہ جو میرے سجدہ میں مشغول ہو اور تمہارا دل میرے مشاہدہ میں مصروف رہتا ہے تو باوجود موجودگی ہجوم مولغات اور وقوع آفات کے اپنے سر کو میرے سجدہ میں پاک کرتا ہے اگر میں تمہارے بدن کو بباعث ہمسائگی دل کے ذلات اور گناہوں سے پاک کردوں تو میرے کرم کے لطائف اور کرامات سے کچھ بعید نہیں ؂

اشارت ثالثہ ۔ بندگان دین نے ان چار اعضاء کے غسل میں یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے دن عذاب اور رعب امت انہیں چار اعضاء کیطرف متوجہ ہوگا ۔ اول منہ کیطرف کما ورد وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ ایضاً وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ پھر ہاتھ کی طرف کما ورد فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِشِمَالِہٖ پھر سر اور پاؤں کیطرف کما ورد یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاھُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ گویا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو فرماتا ہے ۔ کہ اے میرے بندے آج یعنے دار دنیا میں میری عبادت کے لئے اپنا منہ جسکو میں نے اپنی قدرت کے ہاتھ سے بنایا ہوا ہے اچھیطرح پاک و صاف کرکے دھولے تاکہ روز قیامت کے تو سفید رو ہو جائے اور وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ لِّسَعْیِھَا رَاضِیَةٌ کے حاضران دار الجلال اور ناظران دار الجمال کے زمرہ کر بنجائے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَةٌ ۔ اور میرے پیارے بندے تو اس دار ناپائدار کے تعلقات سے دست بردار ہو کر اپنا ہاتھ نجاسات حکمی اور حقیقی اور ظاہری اور باطنی سے دھو ڈال تاکہ قیامت کے دن اعمالنامہ تیرے دائیں ہاتھ دیا جائے ۔ کما ورد فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ اور اے میرے بندے تو اپنے سر کا مسح کیا کر تاکہ قیامت کے دن کرامت کا تاج تیرے سر پر رکھا جائے ۔ کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُتَوَضِّیْ فِی الْجَنَّۃِ یُتَوَّجُ بِتَاجِ الْکَرَامَۃِ لَوِ اسْتَظَلَّ بِہٖ اَھْلُ الدُّنْیَا لَمَا اسْتَظَلَّتْ اور اے میرے بندے تو آج اہل سنت والجماعت کے فرقہ میں داخل ہو کر جو میرے حبیب کی سنت کے پیرو ہیں ۔ وضو کے وقت اپنے پاؤں کو دھو لیا کر تاکہ پلصراط گذرنے کے وقت پاؤں پھسلنے سے محفوظ رہے ۔ کما ورد اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ

اٰخُذُ اٰمَکُمْ **اشارت رابعہ**۔ دنیا کے لوگوں کی رسم ہے کہ جب کسی عروس کو مشاطہ زیور اور زینت سے آراستہ کرنا چاہتی ہے تو اس کے چار عضووں کی آراستگی کرتی ہے چنانچہ پہلے اسکے باکمال رخسارے کو جمال کے گلگونہ سے آراستہ کرتی ہے۔ پھر اوسکے سر پر تاج ابتہاج کا رکھتی ہی اور انگوٹھیاں جڑاؤ اور طلائی کنگن اوسکی انگلیوں اور ہاتھوں میں پہناتی اور اسکے پاؤں کو جلاجل خلاخل سے مزین و مزیب کرتی ہے۔ اے میرے بھائیو جب خطاب مستطاب خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ عرائس نفائس نفوس مطیبوں کو پہنچا تو حکمت الٰہی کے مشاطہ نے ان چار عضوؤں کو پاک اور شفاف نورانی پانی کے زیور کی زینت سے محلّیٰ اور مجلّیٰ کر دیا تاکہ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ کے باجنت تخت پر جلوس کی لیاقت پیدا کرے اور شاہ حقیقت کے قرب اور عندیت کی دولت پر مشرف ہوجاوے ❖

اشارت خامسہ۔ روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے معصیت کی طرف قدم کیا تھا تو انہیں چار عضووں سے تشبث کیا تھا۔ چنانچہ منہیہ درخت کی جانب اپنے پاؤں پر سوار ہو کر روانہ ہوا تھا اور اپنے ہاتھوں سے درخت منہیہ سے میوہ علیحدہ کیا تھا۔ اور اپنے منہ کو امر منہی عنہ کی طرف متوجہ کیا تھا جب آدم علیہ السلام نے اس کام نافرجام سے ناکامرانی اور پشیمانی بہت دیکھی نہایت تحسر اور افسوس سے دونوں ہاتھ اپنے سر پر مارتا تھا اور اپنی اولاد و احفاد کے لیے یہ میراث چھوڑ گیا کہ حزن اور غم کی حالت میں مارے درد کے اپنے ہاتھ سر پر مارتے ہیں ؎

از غمت ہر لحظہ زخمے بر جگر دارم چو چنگ ❖ وز فراقت دست بر سر ماندہ ام ہمچوں رباب

حکم ہوا کہ اے آدم ان اعضاء کو جنکی امداد سے تو نے ہماری بیفرمانی کی ہے دھو لینا چاہیئے اسلئے کہ یہ تمہارے اعضا باعث ارتکاب معاصی گناہ کی نجاست سے ملوث ہو گئے ہیں اور سر کا مسح کر اگرچہ تیرا سر بالاصالہ مرتکب گناہ کا نہیں ہوا۔ مگر بباعث ہمنشینی اور ہمسائگی جوار گنہگار کے اسکو بھی غرامت اٹھانی چاہیئے۔ حضرت آدم علیہ السلام اس حکمت الٰہی کی حکمت سے واقف نہ تھا۔ حضرت جبرائیل سے استفسار فرمایا یَا اَخِیْ مَا اَرَادَ رَبِّیْ بِغَسْلِ الْوَجْہِ وَھُوَ الْطَفُ یعنی اے جبرائیل منہ کے اعضاء جو جسم کے سب اعضاؤں سے الطف و اطہر ہیں ان کے دھونے کے امر میں کیا حکمت مضمر ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم چار ناپسندیدہ امر تجھ منہ سے ظہور میں آئے چنانچہ تیری آنکھوں نے طمع کی نظر سے درخت منہیہ کی طرف دیکھا اور تیری دماغ نے اس کی بو سونگھی اور تیرے کانوں نے ابلیس کی باتیں سنیں اور تیرے دہن نے اس منہیہ

میوہ کو کھایا اسی واسطے اس کے دھونے کی فرضیت کا حکم احکم الحاکمین کی بارگاہ سے تیرے نام
آیا ازاں بعد ہاتھ اور پاؤں اور سر کی بابت پوچھا - جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے آدمؑ چونکہ تنے
منہیہ ثمر کو انہیں ہاتھوں سے کھایا اور انہیں پاؤں سے اُس درخت کی طرف چلکر گیا اور اس خاطی ہاتھ
کو بہشتی لباس اُتر جانیکے وقت تو نے سر پر رکھا تھا - اسواسطے اُنکا دھونا تمہارے پر فرض ہؤا -
حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے جبرئیلؑ مجھ پر اپنے گناہ کی شامت سے جو کچھ میری تقدیر میں
تھا سو ظہور میں آگیا - مگر مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکلیف جس کا میں آج مکلف ہوں - میری
اولاد میں قیامت کے دن تک جاری رہے گی مگر آپ مجھ کو اس تکلیف کے ثواب سے آگاہ
فرمائیے حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا اے آدم اس عمل کا ثواب چار چیزیں تم کو اور تیری اولاد کو
عطا ہونگی - ایک تو یہ ہے کہ وضو کرنے سے متوضی کے سارے گناہ اُس کے بدن سے اس
طرح گر جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں دوم قیامت کے دن وضو
کرنیوالوں کو اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا سوم اُسکا چہرہ قیامت کے دن آفتاب
کی طرح سفید اور چمکدار ہوگا - چہارم اُسکا قدم پلصراط پر گذرنیکے وقت پھسلنے سے محفوظ رہیگا
اے میرے بھائیو گویا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو میں نے تم کو وضو
میں چار کاموں کی تکلیف دی ہے اُسکے مقابل میں چار کرم میں نے تمکو عطا کئے اس لئے کہ تم
سمجھ جاؤ کہ جو سودا تمہارے ہمارے ساتھ ہوگا اُسمیں کسیطرح کا خسارہ نہو گا ؛

اشارت سادسہ - ریاض الانس میں لکھا ہے کہ گناہ صرف چار ہی ہیں یا گناہ رات میں ہوتا
ہے یا دن میں گناہ چھپ کر ہوتا ہے یا علانیہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے بنظر رحمت اپنے گنہگار بندوں
کے لئے ان چار عضووں کی طہارت کا حکم فرمایا تا کہ ان چار قسم کے گناہوں کی مغفرت کا باعث
ہو جاوے - وباللہ التوفیق ؛

اشارت سابعہ - محمد نعیم رح نے ان چار عضووں کا وضو میں مخصوص ہونے کی حکمت
یہ لکھی ہے کہ یہ چار اعضاء بہ نسبت اور اعضاء کے اشرف ہیں - اُن پر مُنہ کما ورد
قولہ تعالیٰ فِیْ شَرَفِہٖ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ فَاغْسِلُوا الْوُجُوْہَ شُکْرًا لِّھٰذِہِ النِّعْمَۃِ جو
اللہ تعالیٰ نے انسان کے مُنہ کی تعریف فرمائی اور اَحْسَنَ صُوَرَکُمْ فرمایا پس اس نعمت عظمیٰ کے
شکریہ میں اسکا پنج وقت حکماً اور حقیقتاً دھونا فرض ہؤا اور پاؤں کا دھونا اسواسطے فرض
ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مستوی القامت کی نعمت سے مخصوص فرمایا اور دیگر حیوانات کو منکوس

پیدا کیا پس اس نعمت کے شکریہ میں پاؤں کا دھونا ہر ایک انسان پر فرض ہے اور مسح سر کے فرض ہونے میں یہ حکمت ہے کہ جب آدمی ارکان خمسہ اسلام کو دل وجان سے مان کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو اُسکی گردن سے تلوار اور جزیہ اُٹھایا جاتا ہے اور اس کو اہل اسلام کے گروہ سے گنا جاتا ہے ۔ پس یہ بھی انسان کے لئے بڑی نعمت ہے اسکے شکریہ کے لئے اسکا مسح کرنا فرض مقرر ہوا +

اشارت ثامنہ ریاض الانس میں لکھا ہے کہ اکثر اعمال بنی آدم کے ملائکہ کے اعمال سے مشترک ہیں چنانچہ بڑا عمل بنی آدم کا کافروں کیساتھ جہاد ہے اور اس عمل میں ملائکہ بھی شامل ہوتے رہے ہیں کما ورد یُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ اور نماز میں بھی ملائکہ شامل ہیں کما ورد اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ اور تسبیح میں بھی شریک ہیں کما ورد وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ اور قرأت میں بھی ہمارے ساجھی ہیں کما ورد فَالتّٰلِيٰتِ ذِكۡرًا لیکن وضو میں تمہارے شریک نہیں اور یہ خاص تمہارا ہی خاصہ ہے اور اس جگہ میں ایک لطیفہ عجیبہ ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا یعنے اے بنی آدم ہمنے آسمان سے پاک پانی بھیجدیا ہے تاکہ تو دُنیا میں اسکے ساتھ وضو کر کے میری خدمت یعنی عبادت کی صلاحیت پاوے اور پھر پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا وَسَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ شَرَابًا طَهُوۡرًا یعنے پلاویگا پروردگار اُن کو یعنی بہشتیوں کو پاک شراب تاکہ اُس شراب پاک سے ایک جرعہ پی کر عاقبت میں میرے دیدار کے قابلیت تم کو حاصل ہو جاوے +

اشارت تاسعہ ـ حدیث شریف میں وارد ہے لَا تَتَصَرَّفُ نَارُ جَهَنَّمَ فِیۡ اَعۡضَاءٍ يُغۡسَلُ عِنۡدَ الۡوُضُوۡءِ یعنے قیامت کے دن آگ نہیں تصرف کریگی اُن اعضاء میں جو وقت وضو کے دھوئے جاتے ہیں اس لئے کہ اُن کے بدن کی نجاست وضو کرنے سے زایل ہو چکی ہے ۔ اب دوبارہ تطہیر کی کچھ ضرورت نہیں رہی اور نجاست کی تطہیر کے لئے پانچ چیزیں شریعت میں مقرر ہو چکی ہیں ۔ ایک پانی کہ کپڑے اور تن سے حدث کو دُور کر دیتا ہے ۔ دوم آگ جیسے ہیزم نجس اور اُپلے جب جلکر راکھ ہو جاتے ہیں تو پاک ہو جاتے ہیں ۔ سوم ہوا جب کھلیان چوچارپایوں کے بول اور براز سے آلودہ ہو جاتا ہے اور پھر وقت نکالنے دانوں کے ہوا میں اُڑایا جاتا ہے ۔ تو صاحب شریعت اُسکی پاکی کا حکم دیتے ہیں ۔ چہارم ۔ خاک اگر کسی موزہ یا چمڑے کے جوتے کو کوئی تن دار پلیدی پلید کر دیوے اور اُسکو خشک مٹی پاک سے خوب ملا جاوے تو وہ

موزہ یا جوتا پاک ہو جاتا ہے۔ پنجم آفتاب چمڑے نجس اور زمین آلودہ کو اپنی تاب سے پاک کر دیتا ہے
ان مسئلوں کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے جسکا جی چاہے کسی عالم فقیہہ سے پوچھ لے +
نکتہ اے میرے بھائیو ذرہ توجہ سے سنو کہ جس عضو کو بہ نیت قربت پانی سے دھویا جاوے
اسکو آگ میں نہیں جلاویں گے اِس لئے کہ طہارت کے اسباب سے ایک سبب کیساتھ پاک ہو چکا
ہے۔ دوسری طہارت کا محتاج نہیں رہا علے ہذا جس دل کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے بذات مقدس خود
معرفت کے پانی سے دھویا اور اپنی محبّت کی آگ میں جلادیا اور اپنی اُنس کی ہوا سے اُڑا دیا۔ اور
تواضع اور خشوع کی خاک میں ملادیا ہو مزید برآن ایکسال جس کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں
اور ہر روز تین سو ساٹھ دفعہ اپنی عنایت کی نظرات کے آفتاب کی تاب میں تپا اور چمکا دیا ہو۔ اگر اس
معرفت سے بھرے ہوئے اور محبت کی آگ میں جلے ہوئے اور استغنا کی ہوا میں اُڑے ہوئے
اور تضرع کی خاک میں پڑے ہوئے دل کو اپنی عنایت کی نظروں میں رکھکر جدائی کی آگ میں دوسری
دفعہ نہ جلاوے تو اُس کے کرم سے عجیب نہیں ہوگا + رباعی

از ہیبت تو این دل صد پارہ بسوخت	خود دل چہ بود جان بیچارہ بسوخت
یارب تو مسوز این تن گردان را	کز آتش سوز عشق صد پارہ بسوخت

اشارت عاشرہ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو دیوان اعمال کے
کارگذار بندگان پروردگار کے حسنات اور سیئات وزن کرنے میں اشتغال کرینگے۔ ایک بندہ ہوگا
کہ اُس کے گناہ اُسکی نیکویوں پر غالب اور راجح ہونگے بادشاہ عالم تقدس وتعالیٰ آخر کار ایک
پُرانی ٹلی جس سے وضو کا پانی وہ اپنے اعضاء سے پونچھتا تھا حاضر کر کے اُسکی حسنات کے
پلّہ پر رکھوادیگا اُسی وقت اُسکی حسنات کا پلّہ جھک جاویگا۔ اور اس بیچارے گنہگار کی رستگاری
کا باعث بنجائیگا۔ اے میرے بھائیو! باوجود اسبات کے کہ اکثر حضرات علماء نے وضو کے پانی کا اثر
اندام تر پر چھوڑنا مستحبات کے جملہ سے گنا ہے اور اندام وضو کے خشک کرنے پر دلالت نہیں فرمائی
پھر بھی ہمارے ارحم الراحمین خداوند تعالیٰ وتقدس کو اپنے بندہ پر کس قدر نظر عنایت ہی کہ بمقتضائے
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ مَنْ عَمِلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ کے اُس پُرانے چیتھڑے کو جس سے متوضی گنہگار نے
اپنے وضو کے اعضا جو پوچھے تھے ضائع نہیں کیا بلکہ اُسکو ایسا شرف دیا کہ اپنے بندہ کی زلات کا شفیع
بنادیا جو بندہ تمام آداب کیساتھ اپنے وضو کے چار اندام کو پانچوقت دھوتا ہے اور اپنی طاعت
کی تقصیر اور گناہوں کی توفیر کے لئے استغفار پڑھتا رہے اور بدرگاہ باری از روئے نیاز وزاری

کے عرض کرتا ہے اگر حضرت اکرم الاکرمین وارحم الراحمین اُسکی نیازمندی کو قبول کرکے اُسکی درخواست اور گدائی کو رد نہ کرے اور اپنی درگاہ کبریائی سے نہ دھکائے بلکہ اُسکو اپنے خاص دوستوں کے دروازے کا کُتا سمجھے تو اُس کے لطف اور کرم سے بعید نہیں ÷

احمد بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَمِعْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ جَلَّ وَعَلَا يَقُوْلُ مَنْ اَحْدَثَ وَلَمْ يَتَوَضَّاءْ فَقَدْ جَفَانِي وَمَنْ اَحْدَثَ وَتَوَضَّاءَ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَدَعَا لِدِيْنِهٖ وَدُنْيَاهُ وَلَمْ اُجِبْهُ فَقَدْ جَفَوْتُهٗ وَلَسْتُ بِرَبٍّ جَافٍ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے تو حضرت بلال رضہ کو بلا کر فرمایا اور اُس سے پُوچھا لِمَ سَبَقْتَنِيْ اِلَى الْجَنَّةِ يَا بِلَالُ یعنے اے بلال تو نے کس عمل کی برکت سے بہشت میں پہونچنے میں مُجھ پر سبقت کی - میں جب جب بہشت میں پہونچا - وہاں ہی تیرے پاؤں کی آواز میرے کان میں پڑی - کہ تو نقیبوں کی طرح میرے آگے آگے جاتا ہے - حضرت بلال رضہ نے کہا یا رسُول اللہ میں نے ساری عمر گناہ نہیں کیا اور اگر کسی طرح کی خطا میرے سے سرزد ہو جاتی ہے تو میں بہُت جلد وضو کر کے دو رکعت نفل بہ نیت استغفار پڑھ لیتا ہُوں - اور اگر میں بے وضُو ہو جاتا ہوں تو اُسیوقت وضو کر کے دو رکعت تحیۃ الوضو کی نیت سے ادا کرتا ہُوں - ازاں بعد میں اپنے خداوند تعالیٰ کیطرف خیال کرتا ہوں اور دل وجان سے اسبات کا یقین کرتا ہُوں کہ یہ جو کچھ عمل میرے سے ظہور پاتا ہے سوائے ذات مقدس کی توفیق کے نہیں ہوتا ہے اسمیں میرا کچھ دخل نہیں یارسول اللہ سوائے اس عمل کے اور کوئی عمل میرے پاس نہیں - حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال یہ دولت اور سعادت جو تو نے پائی ہے - انہیں دو عملوں کی برکت سے پائی ہے ÷

حدیث ابوامامہ باہلی رضہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص واسطے نماز کے وضو کرتا ہے - جب دونوں ہاتھ دھو چکتا ہے جو گناہ اُس کے دونوں ہاتھوں سے ہُوئے ہیں تو پانی کے پہلے قطرے گرتے ہی دُور ہو جاتے ہیں اور جب مضمضہ اور استنشاق کرتا ہے تو خطائیں زبانی اور زلات دہانی اور بینی کے سب کے سب مضمحل ہو جاتے ہیں یہانتک کہ جب پاؤں کو دھوتا ہے تو اُس کا سارا بدن گناہوں کی آلودگی سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ماں کے پیٹ سے تولد ہُوا ÷

نقل لطیف - حضرت امام محمد بن علی بن حسین بن علی رضہ سے مروی ہے کہ امام حسین ع

علیہ السّلام نے فرمایا کہ ایک روز میں اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ کیساتھ خانہ کعبہ کے طواف کے لئے گیا تھا۔حرم شریف کے میدان میں اچانک ایک وجیہ آدمی نے میرے باپ کے دونوں مونڈھوں پر ہاتھ رکھکر کہا یا ابن عمّ النبی صلعم میں آپ سے چند مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں۔اس لئے کہ سوائے اہل بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرا کوئی شخص ان مسئلوں سے واقف نہیں ہے میرا والد اور وہ اجنبی آدمی آپسمیں حالت طواف میں گفتگو کرتے رہے۔جب میرے باپ نے طواف سے فراغت پائی تو ایک حجرہ میں جاکر دو رکعت نماز پڑھی۔زاں بعد اُس عزیز غریب سے پوچھا کہ اے بھائی تو کس ملک کا باشندہ ہے کہا کہ میں شام کے ملک سے آیا ہوں اور آپ سے وضو کی بابت سوال کرتا ہوں کہ اس عمل کی ابتدا کب سے ہوئی اور اس امر کا مامور سب سے پہلے کون ہوا۔میرے باپ حضرت زین العابدین رضہ نے فرمایا کہ جس روز حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے خطاب اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا فرشتوں کی جماعت کے کانوں میں پہونچایا انہوں نے یہ خطاب ربّ الارباب کا سُنکر قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ الخ جواب میں کہا اے ہمارے خدا اگر ذات مقدس اپنا خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہیں تو ہماری جنس سے کیوں نہیں مقرر فرماتے کہ ہم رات دن تیری تسبیح وتقدیس میں مشغول رہتے ہیں اور حسد اور بغض کا بیج اپنے عمل کی زمین میں نہیں بوتے ہیں۔حقتعالیٰ نے اُن کی تردید کے لئے اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جملہ سُناکر فرشتوں کو ساکت کردیا۔ملائک اس تعریفانہ کلام سے جو انہوں نے کہی تھی نادم اور پشیمان ہوئے اور حقتعالیٰ کے غضب سے ڈرکر اس نادانستہ سوال کے تدارک کے لئے ہر روز تین گھنٹہ عرش مجید کے طواف میں صرف کرتے تھے اور نہایت عجز اور انکسار سے اپنے پروردگار سے اپنی نادانستہ گستاخی کی معافی مانگتے تھے۔مدت دراز تک یہی معاملہ رہا حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کی عاجزی اور زاری پر رحم فرماکر ارشاد فرمایا یَا مَلٰٓئِکَتِیْ اَتُرِیْدُوْنَ مَغْفِرَتِیْ وَرِضْوَانِیْ اے میرے فرشتو کیا تم میری مغفرت اور خوشنودی چاہتے ہو۔ملائکہ نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم آپ کے بندے یہی چاہتے ہیں کہ ہماری ناتوان جان پر اپنی رحمت کا احسان کرکے ہم کو اپنے غضب سے بچالیجئے اور اپنی رضامندی کے پروں میں دبالیجئے اور ہماری نادانستہ بات سے درگذر کیجئے خدا تعالیٰ کی رحمت کا دریا ملائکہ کی التجا سُنکر جوش میں آیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے میرے ملائکو ہمارے عرش کے نیچے ایک نہر جاری ہے تم سب کے سب اُس نہر کے کنارے پر جاؤ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھولو اور پھر تین بار مضمضہ اور استنشاق کرو۔زاں بعد اپنے مُونہوں کو تین بار دھوکر سر کا ایک بار مسح بجالاؤ پھر پاؤں کو کعبین تک

بخوبی دھوؤ جب ملائکہ نے حسب الاعلام ملک العلاّم کے اس کام کو تمام کیا پھر اُنکے نام حکم جاری ہُوا۔
یَامَلٰٓئِکَتِی قُوْلُوْا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ
اِلَیْکَ ملائکہ نے اس کلمہ کو پڑھکر جناب باری میں عرض گذاری کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اس
عمل کا ثواب اور نتیجہ ارشاد فرمایا جاوے حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے فرشتو اس عمل
سے تمہارے گناہ بخشے گئے اور تمہارے وجودوں سے گناہوں کی میل اور کدورت دھوئی گئی۔ ملائکہ
نے عرض کیا کہ اے پروردگار یہ معاملہ ہمارے ہی گروہ کیساتھ مخصوص ہے یا علی العموم جو شخص
اس کام کیطرف اقدام کرے سو ہی تیری مغفرت کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ حق تعالےٰ
نے فرمایا کہ یہ عمل میرے حبیب پیارے مختار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت گنہگار کا شعار ہوگا۔
جو گناہوں کی آلائش میں مبتلا ہونگے اور اپنے پیغمبر کی اطاعت کی برکت اور اس طہارت کے
یمن سے پاک اور صاف ہو کر دوزخ کے عذاب سے سروکار نہ رکھیں گے اور اُنکے گناہوں کی مغفرت کا
سبب یہی طہارت ہو جاویگی اے میرے ملائکو اگر کوئی آدمی مومنوں کے گروہ سے ایسا وضو کرے
جیسا تمنے کیا ہے میں اُسکو اپنی مغفرت اور رضامندی سے مشرف کرونگا اے میرے فرشتو جب کوئی
بندہ مومن بہ نیت وضو اپنا دایاں ہاتھ دھوتا ہے۔ تو جتنے کتنے گناہ اُس کے ہاتھ سے سرزد ہوئی
ہونگے سب دُور ہو جاتے ہیں۔ اور جب مضمضہ اور استنشاق کرتا ہے تو جو گناہ متوضی کے دہن
اور بینی سے وجود میں آئے ہونگے بالکلیہ مفقود ہو جاتے ہیں علےٰ ہذا جب وہ متوضی اپنے مُنہ
کو دھوتا ہے تو میری مغفرت اُسپر نازل ہوتی ہے اور جب اپنا بایاں ہاتھ دھوتا ہے تو میں
اُس کے گناہوں کو اگرچہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ گئے ہونگے اپنے کرم کی وجہ سے بخشدونگا
اور جب سر کا مسح کرتا ہے تَغْشَاہُ الرَّحْمَۃُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ تو میری رحمت جہاں ہوگا ڈھانپ
لیتی ہے اور جب متوضی اپنے پاؤں کو دھوتا ہے جو گناہ قدموں کے اقدام سے وجود میں آئے
ہونگے نابود ہو جاتے ہیں۔ زاں بعد جب متوضی وضو سے فراغت پاکر سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ
وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ زبان سے کہتا ہے
اُسکا وضو اس کلمہ کی مُہر سے بند کیا جاتا ہے۔ حضرت امام زین العابدین نے جب یہانتک مسئلہ
بیان کیا تو پھر اُس سایل کو کہا کہ وضو کی ابتدا یہی ہے اُس سائل نے امام کے ہاتھ چُومکر کہا۔
کہ اے میرے سردار سید الابرار صلعم کے جگر گوشہ۔ واے خاتون جنت کے فرزند
دلبند اس کہتر کا نام خضرؑ ہے ✤ علیہ السلام۔

روضتہ العلماء میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ حبشہ کے بادشاہ شرخبیل نے میرے باپ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف ایک خط ارسال کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال احوال اور قال مقال کی بابت استفسار کیا تھا۔ اور اُسکی اصلی غرض یہ تھی کہ حضرت نبوی علیہ السلام کی سیرت کا حال معلوم ہوجائے تو میں بھی اُنکی سنت کے مطابق تعمیل احکام پر قیام کروں۔ میرے والد ماجد نے میرے جد امجد محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال وصفات تحریر کر کے اُس بادشاہ کی طرف بھیجدئے کہ ازانجملہ ایک یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت پر پنجگانہ نماز مع الوضو فرض لازم کی اور وضو کی تعلیم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سیکھی تھی۔ چنانچہ جبرائیلؑ کی تعلیم کی کیفیت کا بیان یہ ہے کہ ایک روز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بطحا میں رونق افروز تھے تو حضرت جبرئیل امین تخت زریں پر (جسکے قائمے چاندی کے تھے اور یاقوت اور زبرجد سے مرصع تھا۔ اور اُسپر دیباج اور سندس اور استبرق کا فرش بچھا ہوا تھا) بیٹھکر سید الکائنات علیہ السلام کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے حضرت نبی علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھا کہ اُس دن اُسکا وجود چھ پروں سے آراستہ وپیراستہ تھا۔ چنانچہ ایک پر موتیوں سفید کا۔ دوسرا جوہر بیضا کا۔ تیسرا یاقوت حمرا کا۔ چوتھا زبرجد خضرا کا۔ پانچواں رب العالمین حق سبحانہ وتعالیٰ کے نور کا۔ چھٹا چمکنے والے آفتاب کیطرح بڑے شان وشوکت کیساتھ ستّر ہزار فرشتہ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا اور حضرت جبرئیلؑ نے اُٹھکر اپنے شہ پر سے بطحا پر فضا کے میدان میں اپنے شہپر کے ساتھ ایک خط کھینچا قدرت الٰہی سے اُس بابرکت پہاڑی میں ایک شیریں چشمہ جاری ہوا ازاں بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا قُمْ یَا مُحَمَّدُ فَانْظُرْ اَتَعَلَّمُ مَا جِئْتُكَ مِنْ رَّبِّكَ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا کھڑے ہو جاؤ جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے لئے تحفہ بھیجا ہے اُسکی کیفیت میں آپ کو سکھا دوں۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جبرئیلؑ کے حکم کی تعمیل کرنے کھڑے ہوگئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے اُس قدرتی نہر کے پانی سے اپنے ہاتھ کلائی تک تین تین بار دھوئے اور پھر منہ اور ناک کو تین تین بار پانی سے صاف کیا پھر اپنے مُنہ کو تین بار دھویا اور پھر قصبہ تک ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا۔ پھر سر اور گردن اور کانوں کا ظاہراً وباطناً ایک ہی پانی سے مسح کیا پھر پاؤں کو تین بار پانی سے دھویا وضو سے فارغ ہو کر کلمۂ شہادت کی تجدید کر کے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْحَقِّ بَعَثَكَ ۔

اس کے بعد کہا یا محمد علیہ السلام اِفْعَلْ كَمَا فَعَلْتُ وَقُلْ مَا قُلْتُ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے روبرو وضو کیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یا محمد صلعم غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اے محمد تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ تعالے معاف فرمادیئے اور جو کوئی تیری اُمت کا مومن اس قسم کا وضو کریگا۔ اللہ تعالے اُس کے نئے پُرانے گناہ سب کے سب بخش دیگا۔ اور اس کے بدنکا گوشت اور خون دوزخ کی آگ پر حرام کردیگا۔ اور اپنے غضب اور عقاب سے نجات عطا کریگا۔ اللھم ارزقنا ھذا العطاء۔ آمین +

الشرط الثانی فی ستر العورۃ - قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ - والمراد بالاخذ ستر العورۃ- كذا ذكرہ الفقیہ ابو اللیث + اہل خبرت پر واضح ہو کہ ستر عورت یعنی ناف سے زانو تک اندام کا ڈھانپنا شرط نماز کی ہے اس لئے جو عضو کہ وہ فی ذاتہ قبیح ہے اُس کا دیکھنا بھی مکروہ ہے اور اُس عضو کو ڈھانپ رکھنا بہرحال خصوصًا نماز کے وقت مشروط ہے تاکہ جو اعضاء بذاتہ قبیح ہیں لوگوں کی نظر سے چھپے رہیں اور جو اعضاء خوب ہیں اُن کے چھپانے کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اُن کا ننگا رکھنا موجب مزید عزت اور حرمت ہے +

اشارت - اس تقریر سے فقیر کے دل میں ملہم غیبی نے ایک اشارت کا القا کیا ہے۔ اُس کو آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ وھو ہذا:- اے میرے بھائیو آج لینے والد دُنیا میں ہمارا تمہارا خالق جل شانہ بحکم اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا مقبوحات کے چھپانیکے لئے ارشاد فرمایا ہے تاکہ تم ایک دُوسرے کا عیب ظاہر نہ کیا کرو۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا پروردگار ایسا ستار ہے کہ قیامت کے میدان میں اپنے بندوں کے قبائح ہرگز ظاہر نہ کریگا اور مقبوحات کے چہرے سے ہرگز پردہ نہ اُٹھائیگا۔ اس باب میں راقم آثم نے چند نقلیں جو کتب معتبرہ سے دیکھی ہیں نقل کرتا ہوں۔ **نقل** حضرت رسالتپناہ خاتم النبیین حبیب رب العالمین کے مبارک زمانہ میں ایک مرد ماعز نام تھا۔ ایک روز جناب سرور کائنات علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَنَیْتُ فَطَهِّرْنِیْ - یا رسول اللہ میں نے زنا کیا ہے میرے پر حد شرعی جاری کرو۔ اور مجھ کو اس گناہ کی آلودگی سے پاک کرو۔ حضرت رسالت پناہ نے اپنا مُنہ مبارک اُسکی طرف سے پھیر لیا۔ اور اُسکی بات کیطرف توجہ نہ کی بار دیگر اُس شخص نے وہی کلمہ دُہرایا پھر حضرتؐ نے اُس سے اعراض فرمایا۔ چند نوبت ایسا ہی معاملہ ہوتا رہا آخرکار اُس گنہگار کے لئے سنگساری کا حکم کیا گیا۔ وہ صحابی سنگسار ہوتے ہی دار آخرت کو سدھارا۔ ایک صحابی نے اُسکو

عالم خواب میں دیکھا کہ وُہ بہشت میں ٹہلتا ہے اور بڑے چین و آرام میں ہے مگر اُس کے چہرہ کا رنگ زرد ہے اُس سے پوچھا کہ تیرا چہرہ بہشت کی آب و ہوا میں کیوں زرد ہے اُس گنہگار نے کہا کہ میں بسبب فرمانبرداری حکم باری کے بہشت میں تو پہنچ گیا مگر جناب رب الارباب سے خطاب عتاب مجکو پہنچا یا عبدی اَنَا سَتَرْتُکَ فَلِمَ فَضَحْتَ نَفْسَکَ یعنے اے میرے بندے میں نے اپنے کرم سے تیرے گناہ کو چھپا رکھا تھا تو نے کسواسطے اپنی زشتکاری کے چہرہ سے پردہ اُٹھایا + تم کو بخوبی معلوم ہے کہ حضرت احدیت جل جلالہ کو اپنے بندہ سے کتنی محبت ہے کہ آدمی اسقدر محبّت اپنے وجود سے نہیں کرتا ہے اس لئے کہ آدمی لاچاری کے وقت اپنی پردہ دری کے درپے ہو جاتا ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ کا لطف کسی کی پردہ دری نہ دُنیا میں نہ عالم عقبےٰ میں کریگا ۔ اِس باب میں دو نقلیں لکھی جاتی ہیں ایک تو جناب باری عزاسمہ کی ستاری عالم دنیا میں دوسری عالم عقبےٰ میں +

نقل ۔ اہل تذکیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیلیوں کے ملک میں ایک سال بڑا قحط اور کال پڑا ۔ حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے خواص اور عوام کو ہمراہ لیکر میدان میں جاکر استسقا کی نماز ادا کی بارش نہ ہوئی ۔ بار دیگر دعا کی مقبول نہ ہوئی الحاصل چند روز اسیطرح سب لوگ جمع ہو کر بارگاہ ایزدی میں بارش کے لئے استدعا کرتے رہے ۔ اجابت کا اثر نہ ہوُا ۔ حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام نے ملک العلام کی بارگاہ میں مناجات فرمائی ۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مُوسےٰ تیری قوم میں ایک آدمی بد انجام تمام ہے کہ میرے بندوں کے چھپے ہُوئے نیک و بد کام خاص و عام کے آگے ظاہر کرتا پھرتا ہے ۔ اس بدبخت کے اعمال کی شامت سے یہ وبال تمہارے پر پڑ رہا ہے ۔ جب تک تم اس نالائق کو اپنے سے دُور نہ کروگے تب تک میں اس قحط کو تم سے دفع نہ کرونگا ۔ مُوسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ خداوندا ہم کو اُس کمبخت کے نام و مکان سے اطلاع ہو جائے تو ہم اُس کا تدارک کر کے باہر نکالدیں رب الارباب سے خطاب ہوُا کہ اے مُوسےٰ جب میں تمکو لوگوں کی پردہ دری سے منع کرتا ہوں تو پھر میں اِس ناپسندیدہ کام پر کسطرح قیام کروں ۔ راقم آثم نے ایک اور روایت میں دیکھا ہے کہ حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ الٰہی تو ہی اُسکو دفع کردے خطاب ہوُا کہ مُوسےٰ کل اُس نمام کا جنازہ تیرے پاس سے گذار دونگا اور تیرے شکستہ دل کے زخم پر مرہم لگاؤنگا حضرت مُوسےٰ علیہ السلام دوسرے دن اُس کے منتظر رہے کہ دیکھئے کس کا جنازہ آتا ہے اتفاقاً اُس روز کئی آدمیوں کے جنازے حضرت مُوسےٰ ع کے سامنے سے گذرے اور کسی کو معلوم نہ ہوُا

کہ اُس نمّام کا جنازہ کونسا ہے ۔ رباعی

اَے بلطف وکرم وستاّری	پوشی توگناہ بروئے عاصی ناری
دربتکدہ کافران زمانگ برند	گرپردہ زرُوئے کارما برداری

نقل دیگر۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اولین اور آخرین خلقت کو ان کے اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ سے اطلاع دیجائیگی ۔ ایک بندہ اپنے گناہوں سے شرمندہ رب غفور کی حضور میں سرافگندہ بیٹھکر حسرت کے آنسو اپنے رخسارہ پر جاری کریگا ۔خطاب مستطاب پہونچیگا کہ اے میرے بندے تو میرے عالی دربار میں کیوں زار زار روتا ہے بندہ عرض کریگا کہ میں اپنی خطا کے حیا سے حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا کہ اے میرے بندے اُس روز کہ تو میری شرم کو بالائے طاق رکھکر گناہ کرتا تھا ۔ اور ہنستا تھا میں نے تیری پردہ داری نہیں کی ۔ اور تجکو خلقت کی رسوائی سے نہیں بچا رکھا ۔ آج کہ تو میرے سے ڈر کے زار زار روتا ہے اور مارے شرم کے سر نہیں اُٹھاتا ہے میں کبھی تجھکو اس میدان میں خوار نہیں کرونگا ۔ کما ورد یقُولُ اللّٰہُ تعالیٰ یَا عَبْدِیْ سَتَرْتُ عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا اَسْتُرُ عَلَیْکَ فِی الْاٰخِرَۃِ پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ اس میرے بندہ کو بہشت میں لیجاؤ ۔ رباعی :۔

ازبندہ نیامد است مطلق نیکی	درحق ہر زمان محقق نیکی ۔
نابندۂ تو خدا سزاوار انیست	کز بندہ بدی آید وزحق نیکی ۔

اشارت فِی سَتْرِ الْعَوْرَۃِ ۔ حضرات علما کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ کشف عورت مفسد نماز کا ہے ۔ مثلاً ایک عضو سے جس کا چھپانا عند الشرع لازم ہے اُسکی چوتھائی مکشوف ہوجاوے اس حیثیت سے کہ دیکھنے والا اُس کو دیکھ سکے تو اُسکی نماز فاسد ہوجاتی ہے ۔ اس لئے کہ وہ عضو ایسا مقابح اعضا میں سے ہے جسکا ننگا کرنا خلقت کی نظر میں اصلا جائز نہیں اسی مسئلہ میں سے یہ اشارت مستنبط ہوتی ہے کہ ہر ایک مومن کو لازم ہے کہ اپنے باطن کے مقابح کو توبہ کے پردہ اور انابت کے ستر سے ڈھانپتا رہے اس لئے کہ قبائح باطنی مقابح ظاہری سے فاحش تر ہے اور حق تعالیٰ کی نظر مخلوق کی نظر سے عزیز تر اور باخطر ہے ۔ جب آدمی اپنے گناہوں کو جہانتک اُسکا امکان ہے بشر کی بخیط نظروں سے چھپانیکی کوشش کرتا ہے اور اپنے عیبوں کو اُن کی نظروں سے چھپاتا رہتا ہے کہ شاید میرے عیب کی حاکم وقت تک اطلاع نہ پہنچ جائے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ انسان اپنے بادشاہ حقیقی سے ہرگز نہیں ڈرتا ہے اور نہیں سمجھتا ہے کہ میرا مالک خالق میرے سر پر حاضر ناظر

کھڑا ہے میں اُس سے کسطرح نجات پاؤنگا ۔ واہ رے ہماری غفلت ! **رباعی**

ہر وقت کہ نیکی کنی و بخروشی	وانگہ کہ بدی کنی و بسترش پوشی
بارے بہ یقین بدانکہ حق مے بیند	آنچہ از نظرِ خلق جہان میپوشی

اشارت فی ستر العورۃ حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں یہ آیت پائی قال اللہ تعالیٰ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَظْهَرْتَ الذُّنُوْبَ مِنِّیْ وَاَخْفَیْتَ عَنْ خَلْقِیْ وَاَبْدَیْتَ الْحَسَنَاتِ لِخَلْقِیْ وَلَمْ تُخْلِصْهَا لِیْ وَاَکَلْتَ رِزْقِیْ وَلَمْ تَشْکُرْنِیْ وَبَارَزْتَنِیْ وَلَمْ تَسْتَحْیِ وَحَذَّرْتُكَ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَلَمْ تَحْذَرْ فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اے آدم کے بیٹے تو میرے سامنے گناہ کرتا ہے اور اپنے گناہ کو میری مخلوق سے چھپاتا ہے اور اپنی نکویاں خلقت کے دکھانیکے لئے ظاہر کرتا ہے اور رات دن ریا کاری کے آتشکدہ میں گرتا ہے اور تو میری دی ہوئی روزی کھاتا ہے اور اُسکا شکر نہیں ادا کرتا ہے ۔ اور میرے ساتھ جنگ کرنے سے نہیں شرماتا ہے اور میں نے تم کو اپنے رسول کی معرفت گناہوں سے ڈرایا مگر تو ایسا بے خوف اور نڈر ہے کہ اپنی کجروی سے ہرگز باز نہ آیا ۔ دیکھ میں تیری ان باتوں کے مقابلہ میں تیرے ساتھ کیسا معاملہ کرتا ہوں ۔ یَا عَبْدِیْ مَا اَظْهَرْتَ مِنَ الذُّنُوْبِ فَقَدْ غَفَرْتُهَا ۔ اے میرے بندے جو گناہ تو نے میرے سامنے کئے ہیں ۔ میں نے اس سے درگذر کیا ۔ وَمَا اُوْتِیْتُهَا مِنَ الْحَسَنَاتِ غَیْرُ خَالِصَةٍ فَقَدْ قَبِلْتُهَا اور جو عبادتیں تو نے خلقت کے دکھانے اور اپنا اعتبار بڑھانیکی وجہ سے کی ہیں اور ایک ذرہ اخلاص کا اُس تیری عبادت میں نہیں میں نے اپنے فضل و کرم کی راہ سے قبول فرمائیں وَمَا اَکَلْتَ رِزْقِیْ وَلَمْ تَشْکُرْنِیْ فَلَمْ اَحْرِمْكَ اور جو کچھ تو نے میری روزی سے کھالیا ہے اور اُس کے برابر شکر نہیں بجا لایا ہے تجکو اپنی نعمتوں دنیوی اور اخروی سے محروم نہیں کرونگا ۔ وَبَارَزْتَنِیْ وَلَمْ تَسْتَحْیِ فَاَمَّا اَسْتَحْیِیْ مِنْكَ اَنْ اُعَذِّبَكَ هٰذَا فِعْلِیْ بِعِبَادِیْ اور جو بیفرمانی اور گستاخی تو نے میرے ساتھ کی اور تم کو میری خالقیت و رازقیت اور جلالیت سے شرم نہ آیا اور میں جو تیرا خداوند ہوں ۔ تیری عبودیت سے شرم کر کے تجکو اپنی رضامندی کے مقام میں پہنچادونگا ۔ اور میرا معاملہ اپنے بندوں سے ایسا ہوا کرتا ہے ۔ **نظم**

صنما چگونہ گویم کہ تو نورِ جان مائی	چہ طاقت ست جانرا چو تو نورِ خود نمائی
کرم تو عذر خواہ ہمہ مجرمانِ عالم	تو امان بر ملائی تو کشادِ بندہائی
توئی گوہر یکہ محوست دو ہزار بحر در تو	توئی بحر بیکرانہ زصفات کبریائی

تو چنان ہمائی اے جان کہ بزیر سایۂ تو زہے وصال دلبر چہ بود خدائی داند	بکف آوردند زاغان ہمہ خلعت ہمائی کہ گہ فراق یارے طرب جان فزائی

الشرط الثالث فی تطہیر المکان ۔ وما یجاب طہارۃ المکان مبنی علیٰ ایجاب طہارۃ الثوب بطریق اولیٰ کانّہا ماسّۃ ببدن المصلی فوق یمسّہ الثوب ۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نمازی کیلئے واسطے ادائے نماز کے پاک مکان کا تلاش کرنا بہ نسبت طہارت لباس کے زیادہ ضروری ہے اور وہ مکان پاک جسپر نماز پڑھی جاتی ہے قیامت کے دن اُس بندہ کی بابت شہادت دیگا ۔ کما ورد حضرت انس رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب مستطاب حضرت رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ کوئی صبح اور کوئی رات ایسی نہیں آتی کہ زمین کے مکانات ایک دوسرے کو نہ پوچھتے ہوں کہ آج کوئی بندہ خدا کے بندوں سے تیرے پر گذرا ہے جس نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے دوگانہ نماز ادا کی ہو اور تجھ کو اپنا سجدہ گاہ بنایا ہو یا کوئی آدمی تیرے پر گذرا ہو کہ اُس نے حق سبحانہ وتعالیٰ کا نام اپنی زبان سے نکالا ہو جو مکان جو اس دولت بے پایان سے مشرف ہوئے ہونگے ۔ نہایت خوشی سے کہینگے کہ ہاں اور بعضے مکانات جو اُس سعادت سے محروم رہے ہونگے چنانچہ فی زماننا اکثر مساجد قدیمہ اور جدیدہ بیچراغ اور ویران پڑی ہوئی ہیں نہایت حسرت سے کہینگی کہ ہمارے پر ایسا کوئی نہیں گذرا جس نے نماز پڑھی ہو یا کہ خدا کا نام ہی زبان پر لایا ہو اور جن مسجدوں میں نمازی اپنی پنجگانہ نمازیں ادا کرتے ہیں اور ذاکر خدا کا ذکر کرتے ہیں اور قاری قرآن پڑھتے ہیں اور وہ بارونق مساجد بیرونق مسجدوں پر فخر کرینگی اور جب قیامت کا دن آئیگا تو وہ زمین یا کوئی مسجد جسمیں کسی بندہ نے نماز یا کوئی اور عبادت کی ہوگی بمقتضائے آیت فیض ہدایت یومئذٍ تحدّث اخبارھا ۔ بارگاہ حضرت خداوند سبحانہٗ وتعالیٰ کے جا کر اُس بندہ کی بابت گواہی دیں گے اور اُس بندہ کے فوت ہو جانے کے دن اُس کے فقدان پر کلمات حسرت انگیز سے نوحہ کریں گے ؛

لطیفہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو زمین کسی طرح کی نجاست سے ملوث ہووے جب آفتاب کی تاب سے ایسی خشک ہو جائے کہ اُسپر آفتاب کا اثر باقی نہ رہ جائے اُس زمین پر نماز پڑھنی جائز ہے ۔ کما ورد قولہ علیہ السلام ذکاۃ الارض یبسھا +

نکتہ ۔ اے میرے بھائیو! اس مسئلہ میں ایک نکتہ ہے ۔ سنو ۔ ایک دن آفتاب کے چمکنے سے زمین نجس اُس کی خدمت کے لائق ہو جاتی ہے ۔ یعنی اُس پر عبادت وغیرہ جبن جگہ

معرفت الٰہی کا آفتاب جس کی طہارت اور تطہیر فلک منیر کے آفتاب کی تطہیر سے لاکھ درجہ بڑھ کر ہے کسی مومن ممتحن کے بدن پر چمکتا رہے اگر اوس کو تمام گناہوں کی نجاست سے مطہر اور طاعت کے نور سے منوّر کردے تو کیا عجب ہے۔ **لطیفہ فقہیہ** جو زمین کہ پلید ہوگئی ہو اور آفتاب کی تاب سے پاک ہوگئی ہو۔ فقہا کا قول ہے کہ اُس زمین پر نماز کا پڑھنا جایز ہے۔ لیکن تیمم جایز نہیں اسواسطے کہ نماز میں حکم کپڑے کا رکھتی ہے اور تیمم میں پانی کے حکم میں ہے۔ جب کپڑے پر نجاست قلیل ہووے تو مانع جواز نماز کی نہیں ہوتی اور تیمم میں ایسا حکم نہیں۔ مثلاً اگر ایک لوٹے یا گھڑے پانی میں ایک دو قطرے بول کے ملجاویں تو وہ پانی وضو کے قابل نہیں رہتا +

اشارت۔ اس مسئلہ میں یہ اشارت ہے کہ تحقیق کے راستے پر چلنے والے وو ہی فریق ہیں۔ مقتدا ہیں یا مقتدی ہیں۔ مثلاً حضرات انبیا علیہم السّلام اور انکی امتیں حضرات انبیا علیہم السلام احداث اور انجاس کے ازالہ میں قائمقام پانی کے تھے۔ یعنی سب کے سب معاصی اور جرائم کے الواث اور نجاسات سے معصوم رہے چونکہ حضرات انبیا علیہم السلام واسطے تطہیر امت کے مبعوث ہوئے اسواسطے اُنکا بذاتہٖ طاہر اور پاک ہونا ضروری ہلوا۔ اس لئے کہ جب تک کوئی چیز فی نفسہٖ پاک نہووے دوسری چیز کو پاک نہیں کرسکتی۔ جیسے پانی جب بذاتہٖ پاک ہوتا ہی اسی واسطے دوسری چیز اُس سے پاک ہو جاتی ہے۔ اور امتوں کے لئے کفر سے پاک ہونا واسطے جواز نماز ایمان کے کافی ہے وہ بیچارے صرف اسی مقدار طہارت کے رحمت اور غفران کے سزاوار ہو جائینگے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی تَوْفِیْقِهٖ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ کُلِّ تَقْصِیْرٍ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ۔ **مسئلہ فقہیہ**۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پلید زمین پر پاک چٹائی یا پردہ بچھایا جاوے تو اُس چٹائی پر نماز پڑھنی جایز ہے۔ اس لئے کہ شرعی احکام ظاہر کے متعلق ہیں۔ مثلاً زمین ناپاک پر اگر کوئی پاک فرش بچھا کر نماز پڑھی جاوے تو نماز عند الشّرع جائز ہے۔ شریعت اُس کے باطن کیطرف ہرگز خیال نہیں کرتی۔ اَے میرے بھائیو! علیٰ ہذا نماز حقیقی کے لئے بدن اور مکان کا پاک ہونا ضروریات سے ہی اگر ظاہری بدن پاک نہ ہوگا تو نماز کے قبول ہونیکی امید نہیں اور یہ امر ظاہر ہے کہ کوئی انسان سوائے نبیوں کے گناہ کی آلودگی سے بچا ہوا نہیں۔ پس ہم تم سب کو لازم ہی کہ علی الفور توبہ اور انابت کا ستر اور عشق اور محبت کا فرش اپنی ناپاک بدن پر ڈالکر خداتعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائیں تاکہ تمہارے اور بیگناہ معصوموں کے درمیان بحکم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ کچھ تفاوت باقی نہ رہے **لطیفہ فقہیہ** فقہ کا مسئلہ ہے اگر فرش کا کپڑا

ایسا باریک ہووے جس سے نجاست کا اثر محسوس ہو جاوے حضرات علما اُس پردہ کا کچھ اعتبار نہیں کرتے ہیں اے میرے دینی بھائیو اسی طرح اگر تمہاری توبہ اور استغفار کے ستر پوشش کے نیچے سے گناہوں اور خباثتوں کا اثر ٹپکتا رہے اور باوجود تائب ہونیکے تمہارے دل گناہوں کیطرف مائل ہوتے رہیں تو ہرگز تمکو بارگاہ احدیت میں تقرب حاصل نہیں ہوگا اگر مرد بنو تو سوا اللہ کی کدورت اور نجاست کو اپنے دل کے میدان سے باہر پھینکدو اور دُنیا کے جنجال سے فارغ البال ہو کر ایک ساعت اپنے مالک کی یاد میں مشغول ہو جاؤ ای میرے پروردگار تجھکو اپنی اکرم الاکرمینی کی عزت کی قسم ہو کہ تو پہلے اس مسکین فخرالدین کو سچی توبہ عنایت فرما ازاں بعد جو کوئی میری اس نصیحت کر جمال کو بنظر قبول دیکھے اور اُسپر عمل کرے اُسکو بھی اپنے حضور میں نزدیک کر کے اپنی رضامندی کی جگہ میں بٹھاوے آمین آمین + **حدیث** فقیہہ ابو اللیث سمرقندی نے ایک حدیث اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن بندہ گناہ کرتا ہے اور اس کے بعد کسی طاعت میں مشغول یا کسی نیک عمل سے مشرف ہوتا ہے۔ چھ ساعت گذرنے سے پہلے اُس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اُس کی ایک نیکی کو کفایت گناہ کے لئے موقوف کر دیتے ہیں اور دوسری نو سے اُس کے درجات بڑھاتے ہیں +

لطیفہ مبنی بر کرم الٰہی۔ اے میرے بھائیو میں تم کو ایک عجیب لطیفہ سناتا ہوں اور تمہارے غمناک دلوں کو خوش کرتا ہوں ذرا میری طرف متوجہ ہو جاؤ کہ محققین اہل بشارت نے طہارت مکان اور بدن اور لباس کی حکمت میں بیان کیا ہے کہ خالق کائنات نے تن اور مکان اور لباس کی طہارت میں ترغیب اور ترہیب اور وعدہ اور وعید فرمایا ہے ترغیب تو یہ ہو کہ حق تعالٰے نے ہر ایک انسان کو تین طہارتوں کی ترغیب دی ہے اور اپنے کرم عام کے بموجب تین طہارتیں اُور اُس کی سپرد کیں اول بحسب ظاہر فرمایا فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ یعنے اے بندو! تم اپنے ظاہر بدن مُنہ ہاتھ پاؤں کو پاک کرو اور میں نے تمہارے باطن کی تطہیر اپنے ذمہ پر اُٹھالی ہے اور تمہارے باطن کی تطہیر اپنے کرم پر واجب کی یعنے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ دوسرا تمکو ظاہری لباس کے واسطے ارشاد فرمایا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ یعنے اے میرے بندے تو اپنے لباس کو پاک کر اور میں تیری آلائش اور گناہوں کی تطہیر اپنے ذمہ لے لی ہے کما ورد مَنْ سَتَرَ عَوْرَةً مِنْ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور یہ بات ثابت ہے کہ اپنے بدن کا ڈھاپنا غیر کے ستر عورت سے مقدم ہے۔ پس

جو شخص اپنی عورت ظاہری جسکا ڈھانپنا غیر کی نظر سے لازم ہے نماز کی حالت میں ڈھانپتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے قیامت کے دن اُس کے قبوحات اور ذلات کو ڈھانپ دیگا اور اُسکی پردہ برداری ہرگز نہ کریگا۔ اور جو شخص اپنے باطن کی عورت کو توبہ اور انابت اور شرمساری اور ندامت کے لباس سے ڈھانپ دیتا ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ حسب وعدہ اُس کے اعمال قبیحہ اور افعال رذیلہ کو مستور اور اُس کے چھوٹے بڑے گناہوں کو مغفور کر دیتا ہے۔ تیسرا نماز پڑھنے کے لئے تطہیر مکان کا ارشاد فرمایا اور مسکن کی تطہیر اپنے پر لازم فرمائی وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔

مؤلف اے میرے بھائیو حق جلشانہ و تعالیٰ نے ہر ایک انسان مومن نمازی کو تین تطہیروں کیساتھ مکلف کیا اور ہر ایک تطہیر کی تکلیف کے صلہ میں ایک طہارت اپنی ذات مقدس کے کرم پر لازم ٹھیرائی اور وہ طہارت فی الحقیقت ذات مصلے یعنی نمازی کے وجود جسمانی کیطرف راجع ہے گویا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندہ کو فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میں نے تمکو اپنے کاموں کیواسطے ارشاد فرمایا۔ اور اس خدمت کے صلہ میں میں نے ایک کام جس سے تیرا انجام بخیر ہو جائے۔ اپنی ذات مقدس پر لازم کر لیا ہے یعنی جب تو نے باوجود عجز اور ضعف اور موانعات کثیرہ اور تعلقات موفورہ کے میرے حکم کی تعمیل کیوجہ سے اپنے ظاہری بدن اور لباس اور مکان کو انجاس مرئیہ و غیر مرئیہ سے پاک اور صاف کر کے نہایت عجز اور نیاز کیساتھ نماز کو ادا کیا۔ اگر میں باوجود اس بات کی کہ تمام مخلوقات کے اعلےٰ و ادنےٰ سے کوئی مجکو روکنے والا اور جھگڑا کرنیوالا نہیں۔ تیرے باطن کے میدان کو گناہوں اور بیفرمانیوں کی نجاست سے پاک اور صاف کردوں۔ اور تم کو اپنی رحمت اور مغفرت کا مستحق بنالوں تو میرے کرم اور فضل سے کچھ بعید نہیں۔ **اَمّا الترھیب** ۔ سیر اور تفاسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ طہارت مکان کی فرضیت میں یہ حکمت ہے کہ گویا حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے تو نے وضو کے وقت جو اپنے منہ کو پاک پانی سے دھویا ہے مجکو ہرگز پسند نہیں کہ تو اپنے پاک اور صاف مُنہ کو پلید زمین پر رکھے اس لئے کہ کسی پاک اور صاف چیز کو ناپاک اور ملوث چیز پر رکھنا مقتضائے حکمت کا نہیں۔ اے میرے بھائیو! غور کرنے کی جگہ ہے جب حق سبحانہ و تعالیٰ تیرے مُنہ کو جو عارضی طہارت سے پاک ہوا ہے۔ زمین ناپاک پر رکھنا پسند نہیں کرتا ہے تو حضرت جلال احدیت کہ حقیقی پاکی اور ذاتی تقدیس اُسکی پاک ذات کو مسلم ہے ناپاک دل میں جو الواث اور احداث کی کدورتوں سے آلودہ اور مکدر ہو رہا ہو اُس کی رحمت کا نزول کب ہو سکتا ہے کما ورد اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ ۔ **اَمّا الوعدہ** یعنے پروردگار عالم

فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو آج وار دُنیا میں ایکدو گز پاک زمین میری خدمت کے لئے بہم پہنچا اور وہاں جاکر دل سے مجکو سجدہ کرئیں کل روز قیامت کو تیرے لئے بہشت جس کا عرض وطول عالم دنیا کے برابر ہوگا۔ مہیّا کرونگا۔ اور وُہ بہشت حدوث کے الواث اور زوال کے انجاس سے بالکلیہ پاک اور صاف ہوگا۔ کما ورد وَمَسَاکِنَ طَیِّبَۃً فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ ؕ

امّا الوعید اے میرے عزیزو میں تمکو ایک لطیفہ طیبّہ جس میں تمہارے لئے ایک فائدہ جلیلہ ہے سُناتا ہوں اور وعید الٰہی سے تم کو آگاہ کرتا ہوں۔ میری طرف متوجہ ہوکر سُنو کہ خالق کائنات نے صُورت انسانی کو خاک سے پیدا کیا ہے۔ اور بموجب اس کلام کے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنۡظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمۡ تمہاری خوبصورتیاں حق سُبحانہ وتعالےٰ کی بارگاہ عالی میں ہرگز منظور نہیں ہیں۔ لہذا ہمارا خالق پروردگار اس امر کا روادار نہیں ہے کہ میرا بندہ اپنی صورت کو ناپاک خاک پر رکھے حضرت انسان کو بھی لازم ہے کہ اپنے دل کو جو خالق کائنات کا منظر اور اوسکی رحمت کا منظورِ نظر ہے مغضوبہ ملعونہ دنیا کے تعلقات کا توشہ خانہ نہ بنالیوے کما ورد الدُّنۡیَا مَلۡعُوۡنٌ وَّ مَا فِیۡهَا مَلۡعُوۡنٌ اِلَّا عَالِمٌ اَوۡ مُتَعَلِّمٌ ؕ **الشرط الرابع الوقت** قال اللہ تعالےٰ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ الیٰ قال اللہ تعالیٰ حَافِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی الآیہ سمجھنا چاہیئے کہ ایک دن رات میں ہر ایک عاقل بالغ پر پانچ وقت نماز کا ادا کرنا فرض ہے اور پانچ وقتوں کی تعیین میں اگرچہ فقہائے کرام نے آیات متعددہ سے استنباط کرکے اپنے اپنے دلائل بیان کئے ہیں مگر آیت حَافِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ الخ کی تعیین اوقات کے لئے شاہد کافی ہے۔ اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہے جس کیساتھ نماز درمیانہ ہو اور کم سے کم جمع سالم جس کیساتھ درمیانہ ہو چار ہیں۔ تین نہیں ہیں سو امر الٰہی واسطے محافظت نمازوں کے جس کے ساتھ درمیانہ بھی ہو۔ درحقیقت پانچ نمازوں کا امر ہے بالضرور اور بیشک فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ۔ پس پاک اللہ کی یاد کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو۔ اور اُسکی خوبی ہے آسمان اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سے جو ان اوقات میں حکم ہوا ہے ان وقتوں کی نمازیں ہیں جیسے جزو کو ذکر کرکے کل مراد لیتے ہیں۔ گویا یہ امر ہوا کہ اے مومنو ان وقتوں میں خدا کی نمازیں ادا کیا کرو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا آپ کو معلوم ہے کہ پانچوں نماز کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے - یا نہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں اور یہ آیت پڑھی **پس** مراد آیت میں حِیْنَ تُمْسُوْنَ سے نماز مغرب اور عشا کی ہے اور حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ سے نماز فجر اور نماز عصر کی ہے اور حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ سے نماز ظہر کی ہے ؛

اَمَّا السُّنَّةُ فَقَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی فَرَضَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ خَمْسَ صَلَوٰتٍ اور حدیث میں پنجگانہ ہونا نماز کا اس سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مرد مسلم اور عورت مسلمہ پر ہر رات دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور یہ حدیث احادیث مشہورہ سے ہے جنہیں سے احکام فقہی ثابت ہوا کرتے ہیں اور زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی کتابوں میں مذکور ہے لیکن ہم اس مختصر میں ان پانچوں کی تعیین میں سات اشارتیں بیان کریں گے ؛ **اشارت اولیٰ** - جب نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وجود میں موجود ہوا اور اُن مکانات اور منازل میں جو ان کو سیر کراتے رہے - اُس کو عنایت کی پانچ نظروں سے مخصوص کیا - اُس نور محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن عطاؤں کے شکریئے میں پانچ سجدے بدرگاہ باری ادا کئے - **بعوض** ہر سجدے کے ایک ایک نماز اُس سید الرسل وہادی السبل اور اُسکی امت مرحومہ پر فرض ہوئی جو شخص اس امتِ مرحومہ کا ان پانچ وقتوں کی نمازیں خلوص دل سے ادا کرتا ہے ان نذرات عنایت ربانی سے جو محبوب ربانی پر وارد ہوتی رہیں یہ نمازی بھی اُن سے بہرہ مند ہوگا ؛ **حضرت امام غزالی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ایک حدیث صحیح لکھی ہے - کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت چار شاخوں والا پیدا کیا اور اُس کا نام شجرۃ الیقین رکھا پھر نور محمدی کو پیدا کر کے سفید موتی کے حجاب میں جسکی شکل طاؤس کی تھی بند کر کے اُس درخت پر بٹھایا - اُس نور محمدی نے ستر ہزار برس اُس شجرۃ الیقین پر بیٹھ کر اپنے خالق کی عبادت کی پھر خالق کائنات نے ایک آئینہ حیا کا پیدا کر کے اُس نور کے سامنے رکھا جب اُس طاؤس نے اُس حیا کے آئینہ میں اپنی احسن صورت اور ازین ہئیت دیکھی تو کمال جلال سے شرمناک ہو کر پانچ سجدے کئے پس وہ پانچ سجدے جو ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئے تھے ہمار پر پانچ نمازیں فرضاً موقتاً لازم ہو گئیں ؛ **اشارت ثانیہ** روایت ہے کہ یہ پانچ نمازیں ان پانچ وقتوں میں پانچ پیغمبروں نے پڑھی تھیں اور پانچ دولتوں پر فایز ہوئے تھے اور وہی پانچ مراتب ان پیغمبروں کے ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بے مشقت نصیب ہوئے اے حاضرین مجلس اسکی تفصیل میرے سے سنو فجر کی نماز حضرت آدم صفی اللہ کی یادگار ہے چنانچہ

کشف الاسرار میں آیت حافظوا علی الصلوات کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ معتبرین مفسرین نے فرمایا کہ پہلے جس نے فجر کی نماز پڑھی حضرت آدم علیہ السلام تھے - جب آسمان سے زمین پر تشریف لائے تو عصر کا وقت تھا جب تک دن کی روشنائی رہی تب تک اِدھر اُدھر دیکھ کر اپنے دل کو بہلاتے رہے - جب آفتاب زیرِ حجاب ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام کا دل غموں کی کان بنگیا - اس لئے کہ جب تک بہشت میں رہے تھے کبھی رات کی صورت نہیں دیکھی تھی اور تاریکی اور غم کا صدمہ نہیں اُٹھایا تھا - اچانک اندھیرے نے چاروں طرف سے ہجوم لاکر بیچارے آدمؑ کو گھیر لیا اس کفدست میدان میں جسمیں آبادی کا کوئی نشان بھی نہ تھا تن تنہا رنجور اور اپنی محبوبہ بیوی سے مہجور اور اپنے پیارے وطن سے دُور جدھر دیکھو وحوش اور جسطرف نظر کرو طیور کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تھا اور وہ بھی آدمؑ کی صورت کو دیکھکر بھاگتا تھا حضرت آدم اس اندھیری رات میں کبھی سرد آہیں اپنے دردمند دل سے نکالتے تھے اور کبھی چاند کو دیکھکر اپنے حقیقی چاند کی درگاہ میں مناجات کا قصد کرتے تھے - بیت

ذکرِ نامِ تو مرا مونس جان است بسبب	ہرگز از نامِ تو ام ہیچ نیاساید لب

مؤلف اے میرے بھائیو سب مسافروں کا اصل اور غمزدوں کا مقدم اور سب برگزیدوں کا امام حضرت آدمؑ ہی تھا - عالمِ دُنیا میں دوستی کی بنیاد اور شب بیداری کی آئین اور جدائی کے درد سے رونیکی رسم اُسی نے رکھی اُس رات میں کبھی بہشت کو یاد کرکر روتا تھا - کبھی اپنی خواری دیکھکر زاری کرتا تھا - اور کبھی اپنے خالق اور مالک کو یاد کرکے اُسکی مفارقت میں آہیں بھر کر کہتا تھا ؎

ہمہ شب مردمان در خواب و من بیدار چون باشم	غنودہ ہر کسے بایار من بے یار چوں باشم

آدم علیہ السلام نے اپنے دل میں سمجھا کہ یہ سب خواری میری گنہگاری کی شامت سے ہے زار زار روتا تھا اور دُعا کرتا تھا آخر کار جب نسیم سحری چلنے لگی اور صبح کا لشکر گھات سے نکلکر رات کے اندھیرے کو شکست فاش دی اور ہنوز سُلطان آفتاب نے سریر فلکی پر جلوس نہیں فرمایا تھا کہ یکایک حضرت جبرئیلؑ بحکم رب الجلیل بشارت لیکر آپہونچے اور کہا اے آدمؑ صبح آئی صُلح آئی نور نے ظہور چہرہ نے چہرہ دکھایا روشنائی آئی آشنائی آئی - اُٹھو اسوقت میں دو رکعت نماز گذارو آدم علیہ السلام اس پیغام سے بہت خوش ہُوئے اور اسکی خاطر عاطر سے غم اور اندوہ بتمامہ مرتفع ہُوئے فوراً اُٹھکر رات کے خروج اور دن کے دخول کے شکرانہ کی وجہ سے دو رکعت نماز بانیاز بجالایا حق سبحانہ وتعالے نے آدم علیہ السلام کی اس سنت کو امت محمدیہؐ پر فرض کیا جو شخص امت محمدی علیہ السلام کا دو رکعت نماز قبل از طلوعِ آفتاب واسطے شکرگذاری اُن دو نعمتوں کے ایک نعمت کفر کے اندھیرے سے

نجات پانی دوم ایمان کے نور سے خصوصیت حاصل ہوئی الحمد للہ علیٰ ذٰلک بجالائے اور اس نماز کو نہایت خشوع اور خضوع سے ادا کرے اُس کے لئے دین و دُنیا کی نعمتیں حاصل ہیں اسلئے کہ شکر کرنے میں مزید نعمت کا وعدہ ہے اور کسی طرح کے نقصان کا وعید نہیں کما ورد لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم لعذابی شدید + **اشعار**

شکر نعمتہائے حق می گو تمام	تا کند حق بر تو نعمت ہا مدام	شکر منعم واجب آمد در خرد
ورنہ بکشاید درِ خشمِ ابد	شکر جان نعمت و نعمت چو پوست	زانکہ شکر آرد ترا تا کوئی دوست
کم شد ازبی شکر خوبی و ہنر	کہ دگر ہر گونہ بہ بیند زان اثر	شکر کن اے مرد درویش از قصور
کہ زفرعونی رہیدی واز کفور	ہر زمان در گلشن شکرِ خدا	رُوبرو آور ہمچو بلبل صد نوا

صلوٰۃ الظہر۔ پیشین کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سُنت ہے چنانچہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چار نعمتیں حاصل ہوئیں ایک نعمت خلت دُوسری نعمت نمرود مردود کی آتش سے نجات کا پانا تیسری نعمت سارہ رضی اللہ عنہا کا ظالم بادشاہ کے پنجہ سے سلامت باکرامت واپس آنا۔ چوتھی نعمت اُس کے پیارے فرزند حضرت اسمٰعیل کا ذبح سے نجات پانا اور بجائے اس کے بارگاہ عالی عز اسمہ سے فدا کا پہونچنا جب اس چوتھی نعمت نے حضرت ابراہیمؑ پر ورود فرمایا تو ظہر کا وقت تھا ابراہیمؑ نے اسیوقت اُس نعمت خداداد کے شکریہ کیوجہ سے نہایت نیازمندی اور انکساری سے چار رکعت نماز بدرگاہ بے نیاز گذاری اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی اُمت پر بموجب مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاہِیْمَ اس مبارک وقت میں چار رکعت نماز فرض کی اور اُن کے لئے اس نماز کے صلہ میں چار کرامتیں عطا فرمائیں پہلے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے کھولے جاتے ہیں اسواسطے کہ جو دعا بندہ کرے اجابت کے محل میں پہنچ جائے اور فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب یہ دُعا کرے تو تم آمین کرو۔ دوم رحمت الٰہی کے دروازے اُس کے مُنہ پر کھولے جاتے ہیں اور اس قدر رحمت اُس کے سر پر برستی ہے کہ اُسکا وجود رحمت الٰہی کے دریا میں ڈوب جاتا ہے۔ سوم جو گناہ صبح سے پیشین تک اُس سے سرزد ہوتے ہیں بمجرد ادا کرنے اس نماز کے سب کے سب معاف ہو جاتے ہیں چہارم اگر وہ شخص بعد ادای نماز ظہر کے قضا کر جائے تو شہادت کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے +

صلوٰۃ العصر۔ سب سے پہلے عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی تھی۔ اس کا مفصل حال تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے۔ مگر اس جگہ راقم آثم حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر حال قلمبند کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہے مواہب علیہ میں سورۂ یونس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت یونسؑ

علیہ السلام چالیس دن کے بعد بمراد دریافت حال اپنی قوم کے شہر نینوا کی طرف متوجہ ہوئے جب شہر مذکور کے نزدیک پہونچے اور صورت واقعہ سے مطلع ہوئے اور اپنی قوم کے خوشحال اور مالامال ہونیکا حال معلوم کر کے ایک قسم کا ملال اُن کی طبیعت پر مستولی ہوا اور اپنے دل میں سوچا کہ میں اپنی قوم کو ہر روز عذاب الٰہی سے ڈراتا اور دھمکاتا تھا اور اب میں بظاہر دیکھتا ہوں کہ وہ موعود عذاب رحمت سے مبدل ہو گیا۔ اگر میں اس شہر میں جاؤنگا تو نہایت شرمندگی اُٹھاؤنگا اور عام و خاص کے آگے چڑھ جاؤنگا۔ یہ خیال کر کے جنگل کی طرف تشریف لیگئے۔ معالم میں سورۂ والصّافات کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام جب دریا کے کنارے پہونچے۔ یکایک دریا جوش میں آیا اور اُسکی موج یونسؑ کی عورت اور بڑے لڑکے کو بہا لیگئی اور اسی اثنا میں ایک خونی بھیڑیا نمودار ہوا اور اُس کے چھوٹے بیٹے کو خورد برد کر گیا اور حضرت یونسؑ تنہا دریا کے کنارے پر حیران و پریشان کھڑے رہگئے اور نیز معالم اور مواہب علیہ میں سورۂ والصّافات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اسوقت تاجروں کی ایک قوم کشتی میں چڑھ رہی تھی۔ حضرت یونسؑ بھی اُن کی شمولیت میں کشتی پر سوار ہو گئے جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو حکم الٰہی سے بغیر لنگر پھینکنے کے کھڑی ہو گئی ہر چند ملاحوں نے ہاتھ پاؤں مارے مگر ؎

خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد	وگر ناخدا جامہ بر تن درد

کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ملاحوں نے متفق ہو کر کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بندہ اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہماری کشتی میں ہے۔ اسی لئے کشتی نہیں چلتی ہے۔ اور اُس قوم کی عادت قدیمہ تھی کہ جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگا ہوا کشتی میں سوار معلوم ہو جاتا تو جب تک اُس کو دریا میں نہیں ڈالتے تھے کشتی نہیں چلتی تھی۔ حضرت یونسؑ نے ملاحوں کی یہ کلام سُنکر فرمایا۔ کہ اے بھائی ملاحو! اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا بندہ میں ہوں۔ جو بغیر اپنے مالک کے فرمان کے اپنی قوم سے بھاگ آیا ہوں۔ کشتی والوں نے کہا معاذ اللہ تو غلام نہیں تیری پیشانی سے انوار شرافت و نجابت چمک رہی ہیں۔ اور تیرے بشرہ سے آثار صلاحیت کے ٹپکتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے بار بار اس بات پر اصرار کر کے فرمایا کہ بیشک اپنے خداوند سے بھاگا ہوا بندہ سوا میرے دوسرا نہیں قوم نے از روئے ادب اس بات کو تسلیم نہ کیا پھر حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ اگر تمکو میرے کہنے پر یقین ہے تو آؤ سب ملکر قرعہ ڈالتے ہیں۔ چور۔ شاہ۔ غلام۔ آزاد۔ کھرا۔ کھوٹا معلوم ہو جائیگا جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر ہی واقعہ ہوا جب کشتی والوں نے

بامرلاچاری حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں پھینکنے کا ارادہ کیا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُس دریا کی ایک مچھلی کو الہاماً ارشاد فرمایا کہ اے میری مخلوق مچھلی تو اس کشتی کے نزدیک جاکر اپنے مُنہ کے دروازہ کو کھولکر حاضر رہو مچھلی نے بفرمان لم یزلی اپنا مُنہ کھول کر اُس کشتی کے پاس کھڑی ہوئی۔ ملاح اُس مچھلی دہن کشادہ کو دیکھ کر یونسؑ کو دوسری طرف لیگئے وہ مچھلی جو حکم ازلی کا نمونہ تھا وہاں بھی نمودار ہوگئی حضرت یونس علیہ السلام نے بلا تامل اپنے وجود کو اُس بحر مواج میں پھینکا دریا میں گرتے ہی یونس اندر دہان ماہی شد اور اپنے مبارک نفس کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ اے میرے نفس تو نے اپنی قوم کی بجائے بہتری کے بدی کیوں چاہی اور اُسکی رفاقت کو چھوڑ کر کیوں بھاگا اگر تو اپنی قوم میں رہ کر اور اُس کے جور وجفا سہکر اُنہیں میں پڑا رہتا تو یہ ذلت اور خواری ہرگز نہ دیکھتا اور تیرا مالک بھی تیرے پر راضی رہتا ؎

حاصل نشود رضائے سلطان	تا خاطر بندگان نجوئے

فرمان الٰہی مچھلی کو پہنچا کہ اے مچھلی میں نے اپنے بندہ کو تیرا طعمہ بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ بلکہ تیرے بطن کو اسکی سنر کے لئے ایک جیلخانہ مقرر کیا ہے۔ خبردار اس کیساتھ تم کو ایسا سلوک کرنا چاہیئے کہ اُسکے وجود کی ترکیب میں کسی طرح کا خلل عاید نہو جائے مچھلی بحکم ازلی حضرت یونس علیہ السلام کی حفاظت اور اُسکے وجود کی نگہداشت میں مادرانہ سلوک اور رعایت کرتی تھی۔ چنانچہ اُسکی ہواخوری کے لئے اپنا سر پانی سے باہر نکالے رکھتی تھی اور حضرت یونس اُس کے پیٹ میں بقولے چار ساعت اور بروائتے ایکدن یا تین دن یا ہفتہ یا بیست روز یا چالیس روز یا چھ ماہ و بقولے سات برس تک باآسانی دم لیتے رہے اور بلا تکلیف زندگانی بسر کرتے رہے اور وہ مچھلی دُنیا کے سات سمندروں میں پھرتی رہی اور حق سبحانہ وتعالیٰ قادر مطلق نے اسکا پوست اور گوشت ایسا شفاف آئینہ کی طرح بنا دیا تھا کہ جو دریاؤں کے عجائب اور غرائب تھے بالکلیہ حضرت یونسؑ کو مشاہدہ ہوتے تھے معالم میں سورۂ انبیا کی تفسیر میں مذکور ہے کہ وہ مچھلی حضرت یونسؑ کو چھ ہزار سال کی مسافت تک لیگئی تھی۔ اور اُسکو ساتوں زمینوں کا سیر کرایا۔ اور دریائے مخلوقات کا عالم دکھایا اور حضرت یونس علیہ السلام اِس حال میں اپنے خدائے ذوالجلال کی یاد میں اشتغال رکھتے تھے اور چار تاریکیوں کے جبس خانہ میں مقید ہوکر تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہتے تھے اور اکثر اوقات اس آیت بابرکات سے متبرک ہوتے تھے کما ورد قولہ تعالیٰ فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پس پکارا یونس نے تاریکیوں میں یعنے ایک دریا دوسرے مچھلی کے پیٹ تیسرے رات

کی تاریکی چوتھے ذلت کے اندھیرے میں اسطرح یونسؑ پکارے کہ کوئی معبود نہیں مگر تو پاک ہے اس سے کہ کسی چیز میں کہ تو عاجز ہو بیشک ہو نمیں اسمیں اپنے پر ظلم کرنیوالوں میں سے کہ اپنی قوم سے جُدا ہونے میں اسمیں اپنے پر ظلم کرنیوالوں میں سے کہ اپنی قوم سے جُدا ہونے میں ہیں بڑے جلدی کی انوار میں حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ جو کوئی شخص سختی اور کرب میں پھنسا ہو اور خدا کو اس دعا کیساتھ پکارے تو خدا اُسکی دعا قبول ہی فرماتا ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۔ تو ہمنے مچھلی کو حکم دیا اور اُس نے دریا کے کنارے یُونس کو اُگلدیا اور جسطرح اُسے ہمنے نجات دی اُسیطرح نجات دیتے ہیں ہم ایمان والوں کو الحاصل جب حضرت یونسؑ علیہ السلام نے چار مذکورہ تاریکیوں سے نجات پائی تو اُسکی شکر گذاری کے لئے چار رکعت نماز دیگر گذاری حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس عبادت کو بدرجۂ اجابت مقرون فرمایا اور اپنے حبیبؐ کی اُمّت پر اُس نماز کی فرضیّت کا پیغام پہنچایا۔ اور شرف محمّدی کی طفیل اس نماز کے صلہ میں اُن کو اپنی چار عطاؤں سے موعود بنایا ایک تو ہر ایک مومن موحد نماز گذار کو لشکر ابلیس اور اُسکے اعوان کی شرارتوں سے بچایا دُوسرا اُنکو اپنی پناہ اور حفاظت میں داخل فرمایا تیسرا اُن کو کرامت کا تاج پہنا کر ساری مخلوقات کا اشرف بنایا۔ چوتھا جو گناہ اُس سے مابین عصر اور ظہر کے صادر ہوئے ہونگے سب کو معاف فرمایا؛

امّا صلوٰۃ المغرب۔ سب سے پہلے نماز مغرب جناب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے پڑھی تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب وہ پاک سرشت پاک طینت نطفہ بے پدر وجود میں آیا۔ ماں کے پیٹ میں توریت اور انجیل پڑھتے تھے اور جھولے میں اکثر اوقات باتیں کرتے تھے۔ اُس کے خاص وعام خصوصًا بیت المقدس کے مدار المہام اس خورد سال کا کلام سُنکر متعجب اور حیران ہوتے تھے اور نامناسب باتیں اور ناحق تہمتیں ازروئے ضلالت اور بطالت کے حضرت بیوی مریمؑ کو لگاتے تھے اور قادر مطلق کی قدرت پر ایمان نہ لاتے تھے۔ اور بے پدر بچہ کے پیدا ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور ان معنوں کو نہیں سمجھتے تھے ؎

بے پدر فرزند پیدا او کند ‏— طفل را در مہد گویا او کند

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے تولد کا عجیب قصہ اگرچہ تفسیروں میں مفصل مذکور ہے مگر آثمّ واسطے آگاہ کرنے احباب کے روایات معتبرہ احادیث صحیحہ سے استنباط کرکے حاضرین مجلس کی خدمت میں بطور مختصر پیش کرتا ہے چنانچہ تفسیر تیسیر اور انوار التنزیل اور بحر المواج میں سورۂ

آل عمران کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب مریم علیہما السلام نو برس کی ہوئی۔ تو از روئے عبادت اور حسن سیرت کے بیت المقدس کے عالموں اور عابدوں سے بڑھ گئی اور علی الدوام اپنے رب الارباب کی یادگاری کے لئے مسجد کے محراب میں بیٹھی رہتی تھی۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس برگزیدہ عالم عورات کو حیض ونفاس کے اوناس سے بالکلیہ پاک اور صاف کردیا مگر تفسیر مواہب علیہ میں سورۂ مریم کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ بیوی مریم بحالت عذرا اپنی خالہ کے گھر چلی جاتی تھیں اور جب ایام عذر گذر جاتے تھے تو غسل کر کے پھر مسجد میں حاضر ہو جاتی تھی اور معالم میں لکھا ہے کہ جب حضرت مریم کی عمر بیست سال کو پہونچی تو غسل کی حاجت ہوئی۔ بیت المقدس کے مشرق کی طرف فاصلہ پر ایک مکان آفتاب رو نہ تلاش کر کے پردہ میں بیٹھکر غسل فرمایا اور پاک پوشاک سے اپنا بدن چھپایا۔ اچانک بحکم رب الجلیل حضرت جبرئیل بصورت انسانی اگر یوسف علیہ السلام اس صورت کو دیکھتے تو مجنون ہو جاتے آوارد ہوئے مریم اس صورت کو اجنبی مرد سمجھ کے ڈر گئی اور اپنے خدا کی طرف جھک کر فرمایا۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا۔ کہا مریم نے بیشک میں پناہ مانگتی ہوں خدا بڑی بخشش کرنیوالے کی تیرے شر سے اگر ہے تو پرہیزگار اپنی پاکدامنی میں کمال درجہ کا مبالغہ ہے اگر تو متقی ہے اور پرہیزگار تو بھی تجھ سے پرہیز کرتی ہوں اور خدا کی پناہ مانگتی ہوں پھر تو اگر ایسا نہو تو کیونکر نہ پرہیز کروں اور پناہ نہ مانگوں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس زمانے میں ایک شریر مرد عورتوں سے متعرض ہوا کرتا تھا اُسکا نام تقی تھا۔ اور حضرت مریمؑ نے اُسکا قصہ سُنا تھا۔ گمان کیا کہ وہی شریر ہے۔ اسواسطے حقتعالیٰ کی پناہ مانگی جب جبرئیلؑ نے حضرت مریمؑ کا اضطراب دیکھا تو کہا کما ورد قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ سوا اس کے نہیں کہ میں بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا جس سے تو پناہ مانگتی ہے مجھے اسواسطے بھیجا تاکہ بخشوں تجھے خدا کے حکم سے بیٹا پاک اور اچھا۔ مولوی معنوی علیہ الرحمۃ نے اسی باب میں ارشاد فرمایا ہے

چونکہ مریم مضطرب شد یک زمان	ہمچنان کہ بر زمین بر ماہیان	بانگ بر وے زد نمودار کرم
کہ امین حضرتم از من مرم	از سرفرازان عزت سرکش	از چنین خوش مہربان رم در مکش

حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا کیونکر ہوگا میرے بیٹا اور مجھے نہیں چھوا ہے آدمی نے یعنی مباشرت کے طور پر اب تک کسی کا ہاتھ مجھ تک نہیں پہونچا۔ اور میں زناکار بھی نہیں ہوں اور خرابی اور برائی ڈھونڈنے والی بھی نہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا ایسا ہی ہے جیسا تم کہتی

ہو کہ کسی نے نکاح اور سفاح کے طور پر تمہیں ہاتھ نہیں لگایا۔ مگر فرمایا کہ تیرے پروردگار نے کہا کہ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ یہ کام یعنی بے باپ کے بیٹا دینا مجھپر آسان ہے ہم تجھے بیٹا دیتے ہیں تاکہ تو اسکو سبب سے میری قدرت کاملہ پر دلیل کرے اور اسکو لوگوں کیواسطے نشانی کریں کہ عام و خاص اُس کے حال پر غور کر کے میری قدرت پہچانیں۔ اور ہم اسے رحمت کریں اُن لوگوں کیواسطے جو اُسپر ایمان لاویں اور ہے اُسکا بے باپ ہونا کام حکم کیا گیا یعنی مقدّر اور مقرر اور لوح محفوظ میں تحریر ہو چکا ہے۔ پھر جبرئیل امین حضرت مریم رض کے پاس آئے اور انکی آستین یا گریبان یا مُنہ پھونکا تو مریم رضی اللہ عنہا حاملہ ہو گئیں۔ اور اُسی دم عیسےٰ علیہ السلام اُن کے حمل میں آئے تفسیر بحر المواج میں لکھا ہے کہ ذکریا علیہ السلام اپنی عادت کے بموجب حضرت مریمؑ کے مقام پر تشریف لائے اور مریم کی ہئیت اور صورت پر آثار حمل کے نمودار پائے اور اتہام عوام کا اندیشہ کر کے اپنی زوجہ کے پاس جا کر کہا مریم معصومہ بار دار معلوم ہوتی ہے ہمارے ننگ و ناموس کے شیشہ پر پتھر لگگئے اور کسطرح یہ ناگہانی بلا ہمارے سر پر گری ذکریا کی عورت نے کہا کہ یہ مریم وہی بتول ہے کہ ہمنے کسی زمانہ میں سُنا تھا کہ عیسےٰؑ پیغمبر کو بغیر باپ کے جنے گی آپ ادھر اُدھر کے وساوس کو دل سے نکال دیجئے اور اُس معصومہ کو میرے پاس بھیجدیجئے جب مریمؑ ذکریاؑ کے گھر میں تشریف لائیں۔ تو اُنہیں دنوں میں زکریاؑ کی عورت بھی حاملہ تھیں اور یحییٰ علیہ السلام اُن کے پیٹ میں تھا مریم کو کہا وہ فرزند جو میرے پیٹ میں ہے اُس فرزند کو جو تیرے پیٹ میں ہے سجدہ کرتا ہے۔ اے مریم تجکو ہزار ہزار مبارک ہو کہ تو سب عورتوں کی سرواہے تو پاک عورت مظہر قدرت خدا ہے اور ہر حال مورد عطا ہے۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب مریمؑ حاملہ ہوئی تو عیسےٰ علیہ السلام کو پیٹ میں لیکر ایک مکان میں جو شہر سے دور تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ پورب کی طرف پہاڑ پر گئیں۔ یا بیت لحم کے میدان میں کہ شہر ایلیا سے چھ میل دور تھا چلی گئیں اور معالم میں لکھا ہے۔ کہ نو یا سات مہینے کے بعد وضع حمل ہوا یعنی عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ حمل رہنا اور عیسےٰ علیہ السلام کا پیدا ہونا ایک ہی ساعت میں واقع ہوا۔ اور زاد المنیر میں لکھا ہے کہ نو ساعت میں یہ سارا کام تمام ہوا۔ اور مقاتل رحمۃ اللہ نے کہا کہ ایک ساعت میں لوتھڑا ہوا۔ ایک ساعت میں صورت بنی ایک ساعت میں ولادت ہوئی بہر تقدیر جب وضع حمل کا وقت قریب پہنچا تو حضرت مریم نے کھجور کا ایک خشک درخت دیکھا کہ اُسکی شاخیں کٹ گئی ہیں ٹونٹھ کھڑا ہے اور درد زہ کا آناً فاناً بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ اُس درخت کے تنہ سے پلیٹھ

لگا کر کہا قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا کہا مریم علیہا السلام نے کہ کاش میں مرجاتی اس حال سے پہلے اور ہوجاتی چھوڑی اور بھولی ہوئی۔ یعنی کوئی مجھے حساب میں نہ لاتا اور نہ کوئی مجھے جانتا اور کیسا غضب ہے کہ بیت المقدس کے عابد وزاہد مجھے جانتے ہیں اور میں اُن کے امام کی لڑکی ہُوں اور حضرت ذکریا علیہ السلام کی کفالت میں ہوں۔ اور اب تک کنواری ہوں اور شوہر مینے کیا نہیں اور لڑکا جننی ہوں اور اس امر کی ندامت سے نہیں جانتی ہوں کہ کیا کرونگی ؎

مبادا کس بخون آغشتہ چون من		میانِ خلق رسوا گشتہ چون من	
مرا اے کاشکے مادر نمے زاد۔		وگر میزاد کس شیرم نے داد	
ہر چند بروئے کار دگرمے نگرم	بیت	محنت زدۂ چو خود نمے بینم من	

مارے رشک کے اُسیوقت ایک لڑکا جس کے چہرہ کی تاب سے مہتاب بھی زیر حجاب ہوُا جاتا تھا تولد ہوا اور خرما کا خشک درخت جس کے نیچے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوُئے تھے۔ اُنکی برکت سے سبز ہوکر پھلدار ہوگیا اور اُس کے نیچے سے ایک چشمہ جاری ہوُا پس عیسےٰ علیہ السلام یا فرشتہ نے آواز دی کہ اے مریم غمگین اور اندوہگین نہو اور موت کی تمنا نہ کرو۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا یقیناً پیدا کی اور جاری کردی تیرے ربنے تیرے قدم کے نیچے نہر پانی کی کہ اسمیں سے پیو اور اس کے پانی سے طہارت کرو اور خرمے سُوکھے درخت کے ٹونٹھ کو ہلاؤ اور اپنی طرف جھکاؤ تاکہ وُہ درخت گرائے تجھپر خرمے بے بہارے تروتازہ پھر کہا تر خرمے اور پی پانی اور روشن کر آنکھ اپنی فرزند سے یا خوش ہو سوکھے درخت کے ہرا ہونے اور پھل دینے سے کہ تیرے حال سے بہُت مناسبت رکھتا ہے اسواسطے کہ جو اسباب پر قادر ہے کہ خشک درخت سے خرمے پیدا کرے وُہ یہ بھی قدرت رکھتا ہے کہ ماں سے بے باپ کے لڑکا پیدا کر دے۔ پھر حقتعالیٰ نے ملائکہ کو بھیجا۔ اور وہ حضرت مریمؑ کے گرد آئے اور جب عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوُئے تو ملائکہ نے اُنہیں اُٹھالیا اور نہلایا اور جنت کے حریر میں لپیٹ کر مریمؑ کی گود میں دیدیا اسوقت غیب سے آواز آئی فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا پھر اگر دیکھے تو آدمیوں میں سے کسی کو اور لوگ تجھ سے پوچھیں کہ یہ لڑکا کہاں سے آیا فَقُوْلِیْ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا تو کہہ دے اے مریم میں نے نذر کیا ہے خدا بڑے مہربان کیواسطے روزہ اور اُن لوگوں کا روزہ یہ تھا کہ کھانا اور بات کرنا چھوڑ دیتے تھے۔ تو میں ہرگز بات نہ کرونگی کسی آدمی سے بلکہ ملائکہ سے میں باتیں کرتی ہوں اور خدا سے مناجات کر رہی ہُوں اور اتنی بات کہدینا نذر کی خبر کرنا تھا یا اشارہ سے یہ بات کہکر نذر جتائی۔

العلم عند اللہ مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ مسجد اقصےٰ کے لوگوں نے مریمؑ کو جب محراب میں نہ پایا تو انہیں ڈھونڈھنا شروع کیا ہر جگہ ڈھونڈتے اور ہر ایک سے پوچھتے یہانتک کہ کسی نے اُن لوگوں کو خبر دی کہ حضرت مریمؑ کو میں نے بیت لحم میں دیکھا ہے پس حضرت مریم کی قوم وہاں پہونچی جب حضرت مریم علیہا السلام نے انہیں دیکھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو گود میں لیکر اُنکی طرف متوجہ ہوئیں جب اس گروہ کی نگاہ اُنپر یعنے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر پڑی تو قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا۔ بولے وہ لوگ کہ اے مریم یقینی لائی تو چیز عجب دلانیوالی یا بُری کہ تیرے گھر والوں میں سے ایسا امر نہوا تھا اے بہن ہارون کی کہتے ہیں کہ اُن کے ایک بھائی کا ہارون نام تھا یا یہ کہ بنی اسرائیل میں ہارُون ایک مرد صالح تھا کہ صلاحیّت اور نیک بختی ان سے مثال دیتے یا کوئی مرد فاسق فاسقوں کیواسطے ضرب المثل تھا۔ تو لوگوں نے حضرت مریم سے یہ بات کہی کہ ہارون ایسی عفت اور پرہیزگاری میں یا ہارون کی مثل گنہگاری میں تیرا باپ عمران بدکار آدمی نہ تھا بلکہ مسجد اقصیٰ کا امام اور عابدوں میں بہت شریف عالی مقام تھا اور تیری ماں ناقو کی بیٹی زناکار اور گنہگار نہ تھی ایسے ماں باپ کی بیٹی ہوکر بے باپ کا لڑکا کہاں سے جن لائی ہے حضرت مریمؑ نے عیسےٰ علیہ السّلام کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس سے بات کرو اور جواب لو قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قوم کے لوگوں نے کہا کہ ہم کیونکر اس سے بات کریں جو ہے گہوارے میں یعنی گہوارے کے قابل بچہ کہ نہ بات سمجھ سکتا ہے نہ جواب دے سکتا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اُس وقت دُودھ پی رہے تھے۔ جب لوگوں کی یہ بات سُنی تو پستان چھوڑکر قوم کیطرف متوجہ ہُوئے اور زبان فصیح سے قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ کہا بیشک میں بندہ اللہ کا ہوں دی ہے اُس نے مجھے کتاب یعنی مجھے انجیل دینے کا حکم ازل میں کرچکا ہے۔ امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تفسیر کی ہے کہ ماں کے پیٹ میں مجھے انجیل تعلیم فرماچُکا ہے۔ اور کیا مجکو پیغمبر اُسی حال میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیغمبر تھے اور معجزے کے طور پر بات کرتے تھے۔ اور اللہ تم نے مجھے برکت اور منفعت والا کیا جہاں میں رہوں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا۔ جبتک کہ میں زندہ رہوں اور کیا مجھے بھلائی کرنیوالا میری ماں کیساتھ اور اسپر مہربان اور نہیں کیا مجکو سرکش متکبر کہ خلق کیساتھ تکبر کروں اور انہیں رنج دُوں اور خدا نے مجھ کو بدبخت پیدا نہیں کیا کہ میں اُسکا حکم نہ مانوں جب قوم نے یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دیکھا سب کے سب قادر مطلق اور خدائے برحق کی قدرت سے حیران رہگئے ۝

اے ہمہ جان وجہان حیران تو — صد ہزاران عقل سرگردان تو
طفل راہ در مہد تہذیب کنی — وزہمہ سبر انش ما تغبیر کنی۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَیْنِهِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ پھر اختلاف کیا گروہوں نے آپس میں یعنے یہود اور نصارے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باب میں اختلاف کیا یہود نے انہیں حد سے زیادہ گھٹایا اور نصارےٰ نے حد سے زیادہ بڑھایا حتے کہ خدا کا بیٹا بنایا بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ عیسےٰ علیہ السّلام کے باب میں نصارے کے تین گروہ ہو گئے نسطوریہ نے تو عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا اور فرقہ یعقوبیہ نے خود اللہ ہی تصور کیا اور فرقہ ملکانیہ نے تین خداؤں میں سے تیسرا خدا کہا فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ الخ تو وائے بر حال اُن کے جو کافر ہوئے اور تعجب میں رہے حاضر ہونیسے بڑے دن میں کہ وہ قیامت کا دن ہوگا۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے عیسےٰؑ تیری قوم تیری نسبت ایسے واہیات کلمات مُنہ سے نکالتی ہے جس کے سُننے سے زمین کے طبقات کانپ جاتے ہیں اور زمین وآسمان کا خالق اس پریشان اور بیہودہ جماعت کی زٹل سے پاک اور منزّہ ہے لکھا ہے کہ وُہ وقت نماز شام کا وقت تھا حضرت عیسےٰؑ نے اُٹھکر وضو کیا اور اپنے خالق وعلا سے معافی اور رحمت مانگی اور تین رکعت نماز ادا کی ایک رکعت تو واسطے اظہار عبودیت اپنی کے کہ خداوندا تو ہی خداوند خداوند بزرگوار ہے اور میں تیرا ایک بندہ گنہگار ہوں اور دُوسری رکعت اپنی والدہ کی الوہیّت کی نفی کرنے کیوجہ سے یعنے اے اللہ تو ہی خُدائے جبّار ہی اور میری ماں تیری ایک کنیزک پرستار ہی تیسری رکعت خدائے برحق کی وحدانیت کے اقرار کیوجہ سے حق سبحانہ وتعالےٰ کو حضرت عیسےٰؑ کی یہ نماز بانیاز پسند آئی اور اپنی جناب میں قبول فرمائی اور اپنے حبیب محمدؐ الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر اس نماز کے ایجاب کی مُہر لگائی اور ان تین رکعت کے صلہ میں انکو تین کرامتوں سے مخصوص فرمایا اوّل ثواب حج اور عمرہ کا اسکے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے دوم ملائکہ کو حکم ہوتا ہے کہ اس نمازی کیلئے بہشت میں اعلےٰ درجہ کا مکان تیار کرو۔ اور سوم اگر بقضائے الٰہی نماز خفتن کے پہلے قضا کر جائے۔ تو شہدائے کربلا کے زمرہ میں اُٹھایا جاویگا۔

امّا صلوٰۃ العشاء عشاء کی نماز سب سے پہلے حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام نے پڑھی تھی۔ جب حضرت مُوسےٰ علیہ السلام کو چار واقعہ ہولناک سے نجات حاصل ہوئی اُسوقت اُس نے چار رکعت نماز بارگاہ ایزدی میں گذاری ان چار واقعات کی تفصیل اگرچہ تفسیروں میں مفصل مذکور

ہے مگر اس مختصر میں بطور اختصار بیان کیا جاتا ہے تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السّلام کی بکریاں چرانے کی شبانی اختیار کی تو حضرت شعیب ؑ نے بطور نصیحت فرمایا کہ اے مُوسےٰ ان بکریوں کے گلہ کو فلاں جنگل میں نہ لیجانا۔ اس لئے کہ اُس جنگل میں ایک بڑا اژدہا رہتا ہے وُہ تم کو اور میری بکریوں کو ضائع کردیگا * بیت

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہانِ اژدرھا

حضرت مُوسےٰ علیہ السلام بموجب فرمان شعیب علیہ السلام کے بکریوں کے گلّے کو چرانے کے لئے شہر سے باہر لے نکلے بکریوں نے جنگل میں داخل ہوتے ہی اُس وادی کیطرف جہاں وہ اژدہا رہتا تھا مُنہ رکھکر دوڑ پڑیں ہر چند مُوسےٰ علیہ السّلام نے اُن کے روکنے میں کوشش کی مگر وہ بیشمار گلّے بکریوں کے اُس جنگل میں جا پہونچے اور چرنے میں مشغول ہُوئے حضرت مُوسےٰ علیہ السلام حیران ہوکر ایک ٹیلے پر جا بیٹھے اچانک نیند نے حضرت مُوسےٰ پر غلبہ کیا اپنا عصا اپنے پہلو کیساتھ رکھکر سوگئے ابھی کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وُہ خونخوار اژدہا غار سے نکل آیا اور بکریونکی طرف دَوڑا حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام کا عصا اُس اژدہا کو دیکھکر اُس سے بڑھ کر اژدہا بنگیا اور اُس اژدہا کو ایک لمحہ میں مار ڈالا جب حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام خواب سے بیدار ہوئے دیکھا کہ ایک بڑا اژدہا جنگل میں مرا پڑا ہے اُس کے دیکھنے سے خوش ہُوئے۔ اور عصا کی کرامت سے متعجب ہُوئے۔ جب گھر میں تشریف لائے تو حضرت شعیب علیہ السّلام کو اُس اژدہا کے حال سے اعلام کیا انہوں نے سمجھا کہ یہ کام جو عصا سے وجود میں آیا ہے یہ حضرت مُوسےٰ علیہ السّلام کی برکت کا نتیجہ ہے یہ ہر کسی سے نہیں ہوسکتا ہے

ہر کسے را این تمنّا کَے رسد	مُوسےٰ باید کہ اژدرہا کشد۔

نقل ہے کہ جب حضرت شعیب علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے مُوسےٰ اب کے سال میں میری بکریاں بزغالے جنیں گی وُہ تیری ملک میں ہونگی اور توہی اُن کا مالک ہوگا۔ خدا کی قدرت سے اُس سال میں سب بکریوں سے نر بزغالے پیدا ہُوئے۔ دسویں سال میں حضرت شعیب علیہ السّلام نے مُوسےٰ کی حُسن خدمت اور حُسن خلق سے خوشحال ہوکر فرمایا کہ اے مُوسےٰ اب کے میری بکریاں جسقدر بچھوریاں جنینگی وُہ سب تیری ہی ملک میں ہونگی اُس سال میں بھی سب بکریوں نے بچھوریاں ہی جنیں گیارھویں سال کہا کہ اب کے سال جسقدر سیاہ برّے پیدا ہونگے وُہ سب تجھ کو ہی دیئے جائیں گے اُس سال سب کے سب سیاہ برّے ہی پیدا ہُوئے بارھویں سال فرمایا کہ اے مُوسےٰ ابکے

سال جتنے سفید برے پیدا ہونگے تو ہی اُن کا مالک ہوگا اُس سال میں سب برے سفید ہی پیدا ہوئے پھر فرمایا کہ اب کے سال جسقدر ابلق برے پیدا ہونگے وہ بھی تیری ملک میں ہونگے اور ہر سال ایفائے وعدہ فرماتے رہے موسےٰ علیہ السلام کی بکریوں کی تعداد شعیب علیہ السلام کی گوسفندوں سے بڑھ گئی وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ إِذْ رَأَىٰ نَارًا کیا تمہارے پاس اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خبر موسیٰ بن عمران کی اور انکا قصہ معلوم ہوا تو سختیوں پر صبر کرنے میں اُنکا اقتدا کر جب دیکھی موسےٰ علیہ السلام نے آگ معالم التنزیل میں سورۂ طٰہٰ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسےٰ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو محبت وطنی نے جوش مارا اور اپنے والدین کی زیارت اور اقارب کے شوق نے اُس کے دل کو مدین سے اُٹھایا اپنے آقائے نعمت یعنی حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت کی درخواست کی حضرت شعیبؑ نے ان کو مال مویشی معہ عیال وغیرہ اشیا دیکر رخصت کیا جب موسےٰ وادی ایمن کے قریب پہونچے تو بباعث اندھیری رات کے راستہ بھول گیا اور چارونطرف سے بادلوں نے چڑھائی کی اور ہوا سرد چلنے لگی اور بجلی کی کڑک سے جنگلی حیوانوں کے کلیجے پھٹنے لگے اور برفانی بارش کی وہ طغیانی تھی کہ کہیں کھڑا ہونیکی جگہ میسر نہ ہوتی تھی اور مال مویشی وغیرہ مارے خوف کے تتر بتر ہو گئے۔ اور حضرت موسےٰؑ کی بیوی صفورا جو حاملہ تھی اُسکو درد زہ نے گھیر لیا اور اُسیوقت اُس بیچاری نے لڑکا جنا آگ کی حاجت پڑی موسےٰ علیہ السلام نے ہرچند کوشش کی چقمق پتھر سے آگ نہ نکلی ناگاہ دُور سے آگ چمکتی ہوئی دیکھی فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى موسےٰؑ علیہ السلام نے کہا اپنے اہل و عیال اور اپنے نوکروں خادموں سے کہ تم ٹھیرو اس جگہ بیشک میں نے دیکھی ہے آگ شاید لاؤں تمہارے واسطے اُس آگ میں سے لکڑی جسکا کنارہ سلگتا ہو یا اپنی بتی جلا لاؤں یا انگارے لے آؤں یا شاید پاؤں آگ پر راہ کہ مجھے دُہرے پر لگادے تو حضرت موسےٰؑ اپنے عیال و اطفال کو چھوڑکر آگ کیطرف چلے فَلَمَّا أَتَاهَا پھر جب آئے اُس آگ کے پاس تو سفید آگ سبز درخت میں جلتی دیکھی کہ وہ درخت عناب یا عوسج کا تھا اور اُس کے گرد کوئی نہ تھا تو متحیر ہوئے اور آگ روشنی اور درخت کی سبزی سے متعجب تھے۔ نُودِيَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ ندا کئے گئے کہ اے موسےٰؑ میں ہوں میں تیرا رب۔ اسمتکلم کی ضمیر کا مکرر لانا تاکید اور تحقیق کیواسطے ہے یعنی اے موسےٰ کچھ شک نہ کر اور یقین جان کہ میں تیرا رب ہوں) فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ پس اُتار ڈال اپنے پاؤں سے دونوں جوتیاں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ جوتیاں نجس تھیں گدھے

کے بے دباغت کئے ہوئے چمڑے کی اور بہت صحیح یہ بات ہے کہ جوتیاں گائے کے چمڑے کی پاک تھیں مگر حقتعالیٰ نے اُنہیں اُتارنیکا حکم دیا کہ حضرت موسےٰ کا قدم ارض مقدسہ کی خاک کو چھو جائے۔ اور اس مکان کی برکت اُن کے پاؤں میں پہونچے اور محققوں نے کہا ہے کہ یہ تواضع اور ادب کی تعلیم ہے اس واسطے کہ بادشاہوں کے فرش پر جوتا پہنے نہیں جاسکتے اور اسی واسطے اگلے بزرگوں کے ایک گروہ نے مثل حضرت بشر حافی وغیرہ قدس سرہم کے ننگے پاؤں سیر کی ہے

گنجے کہ زمین و آسمان طالب اوست	چون در نگری برہنہ پایان دارند

اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ جو حکم ہوا کہ جوتیاں اُتار اس کے یہ معنے ہیں کہ اپنا دل جورو لڑکوں کے فکر سے فارغ رکھ۔ امام قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دونوں جوتیاں اُتار ڈال یہ اسطرف اشارہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی فکر اپنے دل سے نکال ڈال یعنے عالم تجرید میں دونوں جہان پر لات مار اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ بیشک تو اے موسےٰ پاکیزہ برکت والے تعریف کئے ہوئے میدان میں ہے وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحىٰ اور میں نے برگزیدہ کر لیا تجکو نبوت کیواسطے تو سُن وُہ چیز جو وحی کیجاوے اور وہ وحی یعنی میرا پیغام یہ ہے۔ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ بیشک میں ہوں خدا تیرا نہیں خدا سوا میرے تو میری عبادت کر اور یہ وحی مقصود تھی توحید مقرر کرنے پر کہ تنہائی علم ہے اور عبادت کے حکم پر کہ کمال عمل ہے پھر اقسام عبادت سے نماز کی تخصیص کر کے فرمایا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اور قائم رکھ نماز اسواسطے کہ تو ہمیں مجھے یاد کرتا کہ میں تجھے ثنا کے ساتھ یاد کروں موجعلنا الی المقصد الغرض موسےٰ علیہ السلام کو چار غم دامنگیر تھے ایک اندھیری رات میں راستے کا بھول جانا دوسرا بجلی کا کڑکنا اور بادل کا برسنا اور رعد کا گرجنا تیسرا بھیڑیے کا بکریوں کے گلوں پر ہجوم لانا۔ چوتھا اُسکی بیوی صفورا کا دردِ زِہ میں مبتلا ہو جانا۔ اس حالت پُر ملالت میں جب جناب قدس الٰہی سے معرفت کا نور مشاہد کیا اور خطاب مستطاب اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا سُنا تو اس کے دل سے سارے غم و الم رفع ہوئے اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں چار رکعت نماز ادا کی اور حضرت عزت نے اس عمل کو پسند فرما کر اپنے حبیب کی اُمت پر اس نماز کا ادا کرنا واجب فرمایا اور اس کے صلہ ان کو چار دولتیں عطا فرمائیں۔ پہلی جو شخص اسکو حضور دل سے ادا کرتا ہے ہر رکعت ساٹھ غلاموں کے فی سبیل اللہ آزاد کرنیکا ثواب پاتا ہے۔ دوسرا اُس کے سب گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ تیسرا دوزخ کی آگ سے نجات پاتا ہے۔ چوتھا اگر صبح تک قضا کر جائے تو شہیدوں کے زمرہ میں ملجاتا ہے۔

پس جو شخص ان پانچ نمازوں کو ان پانچ وقتوں میں ادا کرتا ہے تو قیامت کے دن یہ بزرگوار انبیاءؑ اُسکے شفیع ہوجائینگے اور ان کے ثواب سے کامل نصیبہ پائیگا۔ وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان

اشارت ثالثہ نماز کے وقت کی تعیین میں۔ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلی امتوں پر پچاس وقتوں کی نماز فرض تھی۔ اور اسیطرح جب جناب مستطاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں قرب ایزدی حاصل ہوا تو اُن کے لئے بھی پانچ ہی نمازوں کی تعیین ہوئی پھر آپ کی شفاعت سے اسکا عشر مقرر ہوا لیکن بموجب اس کلام فیض التیام مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا کے ان پانچ نمازوں کے ثواب نے پچاس وقت کی نمازوں تک ترقی پائی +

اشارت رابعہ۔ روایات معتبرہ میں وارد ہے کہ کعبہ شریف کی بنا پانچ پہاڑوں یعنے طور سینا اور طور زیتا اور کوہ لبنان اور کوہ جودی اور کوہ جود کے پتھروں سے قایم ہوئی۔ نماز کے لئے بھی پانچ وقت مقرر ہوئے تاکہ جو کوئی ایک دن میں پانچ دفعہ اس پانچ پہاڑوں سے بنے ہوئے گھر کیطرف مُنہ کرکے نماز بانیاز پڑھے۔ حضرت جلال احدیت ان پانچ پہاڑوں کے وزن کے برابر ثواب اس نماز کے اعمالنامہ میں ثابت کردیتا ہے +

اشارت خامسہ۔ اہل اشارت نے کہا ہے کہ بجملگی قبلہ پانچ ہیں۔ چنانچہ عنقریب اُنکی تفصیل پانچویں شرط میں بیان کیجائیگی۔ جب قبلے پانچ مقرر ہوئے تو اُسکی مناسبت کی وجہ سے نماز نے بھی پانچ وقتوں میں قرار پایا +

اشارت سادسہ۔ یہ ہے کہ بموجب اس حدیث بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ اسلام کے ارکان پانچ ہیں اس لئے نماز کے ادا کرنیکے لئے پانچ وقت معین ہوئے۔ دَلَالَۃً عَلَی ارْتِفَاعِ شَانِ الصَّلٰوۃِ +

اشارت سابعہ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عالم دنیا چھ جہتوں پر منحصر ہے یعنی دایاں بایاں یمین یسار۔ قدام آگا۔ خلف پیچھا۔ فوق اوپر۔ تحت نیچے۔ ان چھ جہتوں سے ایک جہت حضرت جلال احدیت کے استیلا سے تعلق رکھتی ہے۔ کما ورد وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ یعنے بِالْقُدْرَۃِ لَا بِالْمَکَانِ لِاَنَّہٗ تَعَالٰی مُنَزَّہٌ عَنِ الْمَکَانِ ہ آدمی کا یمین یعنے دایاں نفس کے ہاتھ میں ماخوذ ہے اور یسار ہوا اور حرص کے پنجہ میں گرفتار۔ اور اُس کا قدام شیطان کا مقید کہ انسان کو گمراہ کرنیکے واسطے آگے آگے چلتا ہے اور اُس کا خلف دنیا سے باندھا ہوا ہے۔ یعنی دنیا کے تعلقات انسان کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور اُسکا تحت

عفاریت سے منسوب ہے اور اُسکا فوق حق سبحانہ وتعالیٰ کی اطلاع سے متعلق ہے +

اے میرے بھائیو نفس ہر دم وہر آن انسان ضعیف البنیان کو شہوت اور لالچ کیطرف کھینچتا ہے اور ہوا گناہونکی طرف برانگیختہ کرتی ہے۔ اور ابلیس وساوس ڈالنے اور اسلام کے دائرہ سے باہر نکالنے کے واسطے انسان کے آگے چلتا ہے اور گمراہی اور ضلالت کیطرف دلالت کرتا ہے اور دُنیا کے تعلقات آخرت کو دل سے نکالدیتے ہیں اور عفاریت بدعت اور ضلالت کی طرف بلاتی ہے۔ اور حق تعالیٰ اپنے بندوں کو جنت اور مغفرت اور اپنی رحمت کیطرف بلاتا ہے۔ کما ورد قال اللہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ یعنی سب لوگ تجکو دوزخ کیطرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمکو بہشت اور مغفرت کیطرف بُلاتا ہے۔ گویا کہ اللہ تم ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بندو اگر تم ان چیزوں کے مکروں سے بچنا چاہتے ہو تو ان پانچ وقتوں کی نمازیں ادا کر لیا کرو۔ کہ یہ پانچ نمازیں تمہارے وجود کی پانچ حدود کی نگہبانی کرینگی بلکہ تمہاری ہر ایک نماز ان پانچ نمازوں سے پانچ جہتونکی حفاظت کیلئے کافی ہے کہ اکثر دین میں فساد کا واقعہ ہونا اور راہ یقین کا قطع ہو جانا انہیں پانچ جہتوں سے انسان کے وجود میں متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور یہی نماز کا سپہ سالار تمکو پانچ جہتوں کے لشکر فجار کی شرارتوں سے بچاتا ہے مثلاً جب تو تکبیر تحریمہ کیلئے اپنا ہاتھ اُٹھاتا ہے گویا دُنیا ومافیہا کو ہاتھ سے اُٹھا کر پُشت کے پیچھے پھینکدیتا ہے اور جب تو قبلہ شریف کیطرف متوجہ ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو اپنے آگے کیطرف غیر محدود کو شیطان مردود کے لشکروں سے خالی کر دیتا ہے اور جب تو اپنی نورانی پیشانی معبود برحق کو سجدہ کرنے کیواسطے زمین پر رکھتا ہے اور اُس کا جلال مدنظر رکھکر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى دل اور زبان سے کہتا ہے ساری زمین کی بدعت اور ضلالت سے باہر نکلکر توحید اور معرفت کی تاج سے سرفراز ہو جاتا ہے اور جب تو دائیں بائیں سلام پھیرتا ہے نفس اور ہوا کے لشکروں کو تتر بتر کر ڈالتا ہے۔ اے میرے بندے جب تونے ایک دن میں پانچ بار اپنے نازنین بدن کو اس خدمت میں لگایا اور اپنے دل کو ان پانچ جہتوں کے پنجہ کے شکنجہ سے سلامت نکالکر میری رضا اور لقائے کے قابل گیا +

ترتیب اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ گویا یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے جب تُونے باوجود ضعف بشریت کے اپنے وجود ضعیف کے قصر کو پانچ جہتوں کے سخت دشمنوں سے ان پانچ نمازوں کے پاسبان کے ذریعہ سے بچالیا میری ذات مقدس باکمال ربوبیت کی تیری جہت فوقانیت کی محافظت نہ کرے؟ بلکہ میں بموجب صفت عطا ومنع کے جو میری ذاتی صفت ہے

جہت فوقانیت سے تیرے ساتھ دو باتوں کی رعایت کرونگا ایک یہ کہ کوئی بلا اور آفت آسمانی
تیرے پر نازل نہوگی اور دوسرا یہ کہ ہر ساعت میری لطف اور رحمت کے بادلوں سے تیرے پر
غفران اور رضوان کی اتنی بارش برسیگی کہ تیرے وجود کی زمین متین سے کشف کے پھول اور شہود
کے ریاحین اوگا دونگا ۔

سحابِ عشق چو بارانِ شوق مے بارد	عجب مدار کہ از خاک بشگفد گلہا

الشرط الخامس استقبال القبلہ

تفسیروں میں لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں جب تلک رونق افروز
رہے کعبہ شریف کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حکم الٰہی پہنچا۔ کہ
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھو یہود لوگ اس بات سے خوش
ہو کر کہتے تھے کہ یہ شخص اور اس کے اصحاب قبلہ کی راہ نہیں پاتے اور جب تک ہماری نماز انہوں
نے نہیں دیکھی انہیں قبلہ کا رُخ نہ دریافت ہوا اس بات سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کا مبارک دل رنجیدہ ہوا اور حکم الٰہی صادر ہوا کہ اے محمد بیت المقدس کیطرف سے کعبہ کیطرف
منہ پھیر لو یہود اور منافق لوگوں نے قبلہ پھیر دینے کے بعد زبان طعن کھولی حقتعالیٰ اُنکے حال سے
اسطرح قرآن مجید میں خبر دیتا ہے۔ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ
الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قریب ہے کہ کہیں کم عقل لوگوں میں سے یعنی مدینہ کے یہود اور منافق کس چیز
نے پھیر دیا مسلمانوں کو قبلہ سے اُنکے وہ قبلہ کہ تھے اوپر اسکے یعنی بیت المقدس قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ
وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ کہدو تم اے محمد کہ خدا ہی کیواسطے
ہیں سب طرفیں مشرق بھی کہ خانہ کعبہ اُسطرف ہے اور مغرب بھی کہ بیت المقدس اُس جانب ہے
راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف کہ وہ دین اسلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا قبلہ ہے جب رسول مقبول صلعم نے کعبہ شریف کیطرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کی تو مدینہ
کے یہود قبلہ کے امر میں ہر لحظہ عوام کے دلوں میں شبہے ڈالتے تھے چنانچہ اُنکا ایک شبہ یہ تھا۔ کہ
یہود کہنے لگے کہ اگر کعبہ کیطرف قبلہ حق ہے تو صحابہ میں جسنے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھی اور
تحویل قبلہ کے قبل وفات پائی جیسے سعد بن زراہ اور براء بن معدوہ رضی اللہ عنہما وہ ضلالت
اور گمراہی میں مرے ہونگے حقتعالیٰ نے اُنکے شبہات کی تردید فرمائی اور یہ ارشاد فرمایا۔ وَمَا

کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیۡعَ اِیۡمَانَکُمۡ نہیں ہے خدائے کریم کہ ضائع کردے نمازیں تمہاری جس طرف کہ تم نے پڑھیں یا تمہارے کو اسواسطے تباہ کردے کہ تم نے بیت المقدس کی طرف منہ رکھا ہے اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۔ بیشک اللہ لوگوں پر ضرور مہربان ہے۔ ان کے کاموں کی درستی فروگذاشت نہیں کرتا اور بخشش کرنیوالا ہے کہ انکی محنت ضائع نہیں کریگا۔ قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡہِکَ فِی السَّمَآءِ بیشک ہم دیکھتے ہیں تیرا منہ پھیرنا طرف آسمان کی وحی کے انتظار میں یہ آیت تحویل قبلہ کے امر میں ہے یہود یہ جو کہتے تھے کہ محمدؐ ہمارے قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہیں اس بات سے جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ملول ہوئے اور تمنا کی کہ کعبہ ان کا قبلہ ہو جائے جو ابراہیمؑ کا قبلہ اور دونوں قبلوں سے مقدم ہے اور اس باب میں جناب نے حضرت جبرائیل امین سے کچھ بات کہی وہ اپنے مقام سدرۃ المنتہیٰ کیطرف متوجہ ہوئے اور رسول اکرم سیّد کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ اُن کے جانیکے بعد ہر گھڑی ہر آن آسمان کیطرف دیکھتے اور وحی کے منتظر تھے حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام پھر تشریف فرما کر یہ آیت لائے کہ اے محمدؐ ہم آسمان کیطرف دیکھتے اور وحی کے منتظر تھے حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام پھر تشریف فرما کر یہ آیت لائے کہ اے محمدؐ ہم آسمان کیطرف تمہارا متوجہ ہونا دیکھتے گئے فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبۡلَۃً تَرۡضٰہَا تو البتہ متوجہ کردیا ہمنے تمکو اُس قبلہ کیطرف جو تم چاہتے ہو اور جسے تم پسند کرتے ہو فَوَلِّ وَجۡہَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ پس پھیر لو تم مُنہ اپنا اس سے تمام بدن مُراد ہے کہ طرف مسجد حرام کی کہ خانہ کعبہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ معالم بیضاوی اور حسینی میں مرقوم ہے کہ ہجرت کے دوسرے برس رجب کے نصف مہینے میں دوشنبہ کے دن بنی سلمہ کی مسجد میں حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کی دو رکعتیں پڑھی تھیں کہ حکم محکم نازل ہوا۔ نماز کیحالت میں اپنے صخرہ کی طرف سے مُنہ پھیر کر کعبہ کے پرنالے کیطرف رُوئے مبارک کیا وہ مسجد مسجد القبلتین یعنے دو قبلہ والی مشہور ہوئی حقتعالیٰ نے رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف بالتخصیص خطاب فرما کر تصریح کیواسطے حکم عام کرنے کیساتھ انکی امت کو فرماتا ہے۔ جہاں کہیں تم خشکی میں یا تری میں زمین پر پہاڑ پر مشرق مغرب میں جب نماز ظہر پڑھا چاہو تو پھیرو تم اپنے منہ کو طرف مسجد مذکور کی اور حضرات علماء نے شرط خامس یعنے استقبال قبلہ کے بیان میں بہت سے لطائف اپنی تصنیفوں میں لکھے ہیں اس مختصر میں انکا ذکر بتمامہ کرنا موجب تطویل ہے اسیواسطے دو لطیفوں پر اکتفا کیا گیا

لطیفہ عارفانہ۔ اہل بصیرت نے کہا ہے کہ ہمگی و تمامی پانچ ہی قبلے ہیں۔ بیت المقدس کعبہ۔ بیت المعمور۔ عرش۔ حضرت جلال احدیت رب العرش سبحانہ بیت المقدس یہودیوں اور

اور نصرانیوں کا قبلہ ہے اور کعبہ شریف مومنوں مسلمانونکا قبلہ ہی اور بیت المعمور عوام فرشتونکا قبلہ ہی اور عرش معلّٰی حاملان عرش کا قبلہ ہی اور حضرت خداوند جل وعلا عارفوں کا قبلہ ہے اے میرے بھائیو تم ترسا اور یہود نہیں ہو تمکو بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونیسے سروکار نہیں اور تم ملائکہ کے گروہ میں سے بھی نہیں ہو کہ تمکو بیت المعمور کیطرف توجہ کرنیکی ضرورت پڑے اور حاملان عرش کی جنس سے بھی نہیں کہ عرش کیطرف منہ کرنا پڑے تم بظاہر مومن مسلمان بندے ہو تمہارا ظاہری بدن خدمت اور عبادت میں شاغل اور تمہارا باطن اُسکی محبت میں مائل تمہارا ظاہری قبلہ بیت الحرام اور تمہارا باطنی قبلہ ملک العلام چاہئے کما قال اَبُو عَبْدُ اللّٰہِ سَمِعْتُ بَعْضَ الْکُبَرَآءِ یَقُولُ کُنْتُ یَوْمًا جَالِسًا بِحِذَآءِ جِدَارِ الْکَعْبَۃِ فَسَمِعْتُ اَنِیْنًا مِّنَ الْبَیْتِ یَا جِدَارُ تُنَحِّیْ عَنْ طَرِیْقِ اَحِبَّائِیْ فَمَنْ زَارَکَ یُطَافُ حَوْلَکَ وَمَنْ زَارَنِیْ یُطَافُ عِنْدِیْ یعنی اے مٹی پانی کے کعبہ اور اے کیچڑ اور پتھروں سے بنے ہوئے کوٹھے میرے دوستوں اور عاشقوں کے راستہ سے اُٹھ جا جو کوئی تیری زیارت کے لئے آیا ہے وہ تیرے ہی اردگرد پھریگا اور جو کوئی ہماری طلب کے واسطے آیا ہے۔ وہ ہمارے بساط قربت پر بیٹھیگا اے آب و گل کے بنے ہوئے کعبہ تو آب و گل کے بنے ہوئے وجودوں کا قبلہ ہے اور جو لوگ پانی کیچڑ سے پیدا ہوئے ہیں وہی لوگ تیری زیارت کے لئے آتے ہیں تو اسی پر قناعت کر اور ان اجسام کے دلوں کو ہمارے حوالے کردے کہ اُن کا قبلہ میری ذات مقدس ہے غزل

اے بمن پنہان چو جان از جان سلامت میکنم	تو کعبہ ہر جا مے روم قصد مقامت میکنم
ہر جا کہ ہستی حاضری از دور در ما ناظری	شب خانہ روشن میشود چوں یاد قامت میکنم
گہ ہمچو باز آشنا بر دست تو بنشستہ ام	گہ چون کبوتر ہر زمان آہنگ بامت میکنم
دوری ز تن لیک از دلم در پیش رویت وزنی است	زان روزنہ در دیدہ من اے ماہ پیامت میکنم

لطیفہ ثانیہ فقہیہ شرعیہ۔ سنو اے میرے دینی بھائیو! حضرات علمائے فرمایا ہے کہ کعبہ کی جہت سے بلا عذر انحراف بمقدار ادائے ایک رکن کے مفسد نماز کا ہی یعنے جو شخص نماز کیحالت میں بغیر کسی عذر شرعی کے ایک رکن کے مقدار قبلہ کیطرف سے منہ پھیر لیوے تو اُس شخص کی نماز فاسد ہو جاتی ہے حضرات عارفوں کا قول ہے کہ دل کو یاد حق سے ایک لمحہ بیعذر یا باعذر پھیر لینا محبط ایمان اور مزیل ایقان ہے۔ کما ورد کُلُّ ذَنْبٍ لَّکَ مَغْفُوْرٌ سِوَی الْاِعْرَاضِ عَنِّیْ وَلِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ۰ اور ہر گروہ کیواسطے خداپرستوں میں سے یا انبیاؤں میں سے جو صاحب شریعت ہیں یا ہر متوجہ کیواسطے ایک جہت اور قبلہ ہی کہ وہ اسطرف منہ رکھتا ہے یا ضمیر کا

کا مرجع خدا ہے یا خدا نے اُسکا مُنہ اُدھر پھیر دیا ہے۔ تو اے مسلمانو آگے بڑھ جاؤ دُوسری قوموں پر نیکیوں میں کہ ان نیکیوں میں سے ایک نیکی کعبہ کیطرف مُنہ کرنا ہے۔ اہل تحقیق اس بات پر متفق ہیں۔ کہ ہر ایک نہاد سے ایک چیز سرزد ہوتی ہے اور ہر ایک سویدا سے سودا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہی قبلہ ہے اور ہر ایک اپنے اپنے قبلے کیطرف متوجہ ہو کر قبلۂ حقیقی کی جانب متوجّہ ہونے سے محروم رہتا ہے مگر جو حضرات حریم تجرید کے محرم اور حرم تفرید کے مُحرم ہیں وُہ قبلہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ سے مُنہ نہیں پھیرتے۔ قال المولوی المعنوی فی المثنوی قدس سرہ فی الخفی والجلی۔ **نظم**

قبلۂ شاہان بود تاج و کمر	قبلۂ ارباب دُنیا سیم و زر	قبلۂ صُورت پرستان آب و گل
قبلۂ معنی شناسان جان و دل	قبلۂ زہاد محراب قبول	قبلۂ بد سیرتان کارِ فضول
قبلۂ تن پروران خواب و خورش	قبلۂ انسان بدانش پرورش	قبلۂ عاشق وصال بیزوال
قبلۂ عارف جمال ذی الجلال	قبلۂ اصحاب منصب مال و جاہ	قبلۂ اہل سلوک اسباب راہ
قبلۂ حرص و امل باشد ہوا۔	قبلۂ قانع توکل بر خدا	

صاحب حقائق نے فرمایا ہے کہ انسان کی ہر ایک چیز کا ایک قبلہ ہے کہ وُہ چیز اُس قبلہ کیطرف توجہ رکھتی ہے۔ بدن کا قبلہ کھانے پینے سُننے دیکھنے وغیرہ کی چیزیں ہیں جن سے حواس خمسہ لذت پاتے ہیں اور نفس کا قبلہ دُنیائے غدّار اور زینتِ متاع ناپائدار ہے۔ دِل کا قبلہ آخرت۔ رُوح کا قبلہ قرب اور ذوق و شوق محبّت ہے۔ قبلہ سر توحید اور معرفت ربّانی ہے ؛

اور کشف حقائق اور اطّلاع معانی اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ ہر شخص ایک ایک طرف متوجہ ہے اے موحّدو تم ہمارے واسطے ہو اور ہم سے مُنہ نہ پھیرو قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ اُنکے باب میں شاہد ہے پھر حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا جہاں کہیں تم ہو اور جس قبلہ کیطرف مُنہ کرو تم اور اہل کتاب یَأْتِ بِکُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا لائیگا خدا تم سب کو اور قیامت کے دن حق اور باطل والوں میں امتیاز کرنیکے واسطے تم سب کو جمع کریگا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تحقیق اللہ تعالیٰ حاضر کرنے اور تمیز کر دینے پر قادر ہے اور اُس کے آگے کسی کا بھید چھپا نہیں رہیگا۔ اور حضرات علمائے نے قبلہ کی تعیین میں بہت حکمتیں لکھی ہیں ازانجملہ ایک یہ حکمت ہے کہ انسان جب تک اپنے مٹی کے بنے ہوئے منہ کو سب جہتوں سے پھیر کر کعبہ کیطرف نہ لا سکے تب تک دل کے کعبہ کیطرف اپنا مُنہ نہ لا سکیگا۔ کذالک اے میرے بھائیو! جب تک تم اپنے دل کو غیر حق اور ماسوی اللہ اور تعلقات دُنیاویہ سے خالی نہ کرو گے۔ تب تک درگاہ ایزدی میں تمہاری قبولیت نہ ہوگی ؛ **بیت**

تعلق حجاب است وبیحاصلی
چو پیوندہا بگسلی واصلی

تو آنگہ ز خود خبر یابی کہ از خود بے خبر گردی
تو آنگہ روئے او بینی کہ از خود رو بہ گردانی
بشب در آب نتوان دید عکس انجم گردون
ولے در روز ننماید ز تاب مہر نورانی
ازین معنے حقیقت بین نظر بر ہر چہ اندازی
ہمہ نور خدا بینی نہ بینی صورت فانی

عاشقان خدا کہتے ہیں کہ ہر چیز کے لئے ایک قبلہ مقرر ہے یا بصورت یا بمعنی مگر عشق کا کوئی قبلہ مقرر نہیں اسلئے کہ عاشق کی توجہ عالم بے جہتی کیطرف ہی اور انہیں کی شان میں خدا تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اور واسطے اللہ کے ہو آفتاب نکلنے کی جگہ اور آفتاب غروب ہونے کی جگہ۔ لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکریوں کے ایک گروہ نے ایک رات ابر و تاریکی کیوجہ سے قبلہ کی سمت میں اختلاف کیا ہر ایک نے خوب غور اور فکر کرکے اپنے واسطے ایک ایک محراب بنائی جب روشنی ہوئی تو ان کے محرابوں کے رخ قبلہ کیطرف سے پھرے ہوئے تھے وہ لوگ جب مدینہ منورہ میں پہونچے تو انہوں نے نماز قضا کرنیکے واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوے چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ جب غور و فکر کر چکے ہو تو نماز اعادہ کرنیکی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ حقیقت میں سب طرفیں خدا ہی کی ہیں پھر جدھر منہ کرو تم وہیں منہ خدا کا ہے یعنی وہی عبادت کا رخ ہے اور محققوں نے اس آیت میں نکتہ لکھا ہی کہ زبان عالی بیان سے حضرت حقائق تربیت ولایت منقبت ان ابیات میں اس نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں ۔ اشعار

از بتے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا خوان
تاحق بند کنیش بگذارے
ہیچ جا را نہ کرد استثنار
کہ بہر سوئے دیدہ بکشاید
ثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ اش ہمتم وان
وجہ حق کان بود حقیقت او
پس بود عین حق میان آنجا
ببیند آنجا جمال حق پیدا
یعنے آن سو کہ روئی کہ قصد آرہی
باشد آنجا بسوئے او کن رو
عارف حق شناس را باید
نگسلد از جمال حق قطعا

اگر بہ معنی یعنے ظہور نور حق اگر بتکدہ میں ظہور پاوے تو عارف صادق اسی کی طرف متوجہ ہو جائے اور بت کو اسکا مظہر سمجھکر اپنا قبلہ بناوے ۔ تمنے سنا ہوگا کہ آدم علیہ السلام ملائکہ کا قبلہ تھا اور خدا مسجود اس جگہ بت قبلہ ہی اور ذات حق معبود عاشق صادق جمال محبوب کے مشاہدے کے وقت بت کو آدم سے اور کنشت کو حرم سے جدا نہیں کر سکتا ۔ ص

کعبہ و بتخانہ حجاب اند و بس
قبلہ بدل گشت درین راہ مرا
این دو نخواہم رخ دلدار کو
خیز و بگو قبلۂ کفار کو

اَے میرے ظاہر بین بھائیو میں اسوقت میں ایسی ایسی باتیں کہہ رہا ہوں کہ تمہارے دلوں میں میرے اسلام کی بابت کئی طرح کے خلجان گذرتے ہونگے مگر میں اس کلام کو یہاں چھوڑ کر اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ شاید تمنے کسی عالم سے سُنا ہوگا کہ جب خطاب مستطاب قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا نازل ہوا مکہ کے سارے بُت ظہور نور حق کی بشارت سے مُنہ کے بل گر پڑے وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۔ رُباعی

	رُوئے بُت و بتگران ہمہ سوئے تو شُد	تا قبلۂ عشاقِ جہان روئے تو شُد	
	انگشت برآورد یکے کُوئے تو شُد	رُہبان چو سر زلف چو چوگانِ تو دید	

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَلشَّرْطُ السَّادِسُ النِّيَّةُ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَالْاِخْلَاصُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِالنِّيَّةِ قَالَ الْاِمَامُ حُجَّةُ الْاِسْلَامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْعَمَلُ بِغَيْرِ نِيَّةٍ عَنَآءٌ وَّالنِّيَّةُ بِغَيْرِ اِخْلَاصٍ رِيَآءٌ وَّالْاِخْلَاصُ مِنْ غَيْرِ صِدْقٍ هَبَآءٌ ۔ واضح ہو کہ نیت کی شرط ہونے میں یہ حکمت ہے کہ نماز کے افعال بدوں نیت کے دو احتمال رکھتے ہیں ایک بطور عادت کے دوم علیٰ طریق العبادت مثلاً قیام ممکن ہے کہ بطور عادت کے ہووے ۔ نہ بطور عبادت یہی قیام جبتک مقرون بہ نیت نہووے عبادت میں نہیں شمار کیا جاویگا چند مسئلے نیت کے باب میں لکھے جاتے ہیں ۔ چھٹی شرط نماز کی نیت یعنی پختہ ارادہ ہے بدلیل اجماع و اتفاق کے یعنی اشتراط نیت کی دلیل اجماع ہے یہ مرقومہ بالا اسواسطے کہ عبادت سے توحید مراد ہے تو یہ اخلاص یعنے خلوص ارادہ و نیت اس آیت مذکورہ سے توحید میں پایا گیا نہ عبادت میں اور یہ حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اسواسطے کہ اس میں تو نیت کا ثواب مراد ہے اور صحت سے تعرض نہیں م اور نیت ارادہ ہے ترجیح دینے والا ایک چیز کا دو برابر چیزوں سے ۔ دو چیزیں برابر چنانچہ کرنا اور نہ کرنا افعال اختیاریہ کا مثلاً نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں کہ بذات خود نہ فعل اسکا لازم اور محال ہے نہ ترک اسکا پھر جبکہ ارادہ متعلق ہؤا تو نماز واقع ہوئی تو ترجیح فعل کی ترک پر صرف ارادہ سے ہوئی اسی ارادہ مرجحہ کو نیت کہتے ہیں م یعنی نماز کا ارادہ خالص اللہ کے لئے یعنے اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو شریک نہ کرے عبادت میں نہ شرک جلی مشرکوں کی مانند نہ شرک خفی ریاکاروں

کے طور نیت عبادت ہی ارادہ مذکور سے نہ مطلق دانست سے صحیح تر قول میں کیا تم نہیں دیکھتے کہ
جس نے کفر کو جانا وہ کافر نہیں ہوتا ہے اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جاتا ہے اور نیت میں معتبر
دل کا عمل ہے جسکو ارادہ لازم ہے تو کچھ اعتبار نہیں زبان کے ذکر کا اگرچہ وہ دل کے مخالف
ہو اسواسطے کہ زبانی ذکر ہے نیت نہیں ہی جب عمل دل کا معتبر ہوا نہ عمل زبان تو اگر زبان نے
خطا کی تو کچھ ضرر نہیں مثلاً دلمیں ارادہ ہو ظہر کا اور زبان سی عصر نکلا تو نیت صحیح ہے اور عدد رکعات
میں خطا قلبی مضرت نہیں کرتی اسواسطے کہ تعیین عدد شرط نہیں تو اسکی خطا بھی مضر نہیں کذا
فی الاشباہ مگر جبکہ آدمی عاجز ہو دل کے حاضر کرنیسے اذکار اور تشویشات کے لاحق ہونے سی
تو اس حالت میں اسکو زبان کا عمل بجائے دل کے کفایت کرتا ہے اور عمل دل کا یہ ہے کہ جانے
آدمی نماز کے وقت فوراً بدون غور اور تامل کے کونسی نماز پڑھتا ہے سو اگر نہ جانے مگر تامل کرنیسے
تو نماز جائز نہیں اور استحضار فقط نیت کے وقت شرط ہے تمام نماز میں حضور شرط نہیں اور اثنا
نماز میں نہو گا تو کچھ حرج نہیں اور اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں کذا فی الطحاوی وجاز
تقدیمہا علی التکبیر او قبل الوقت اور جائز ہے مقدم کرنا نیت کا تکبیر تحریمہ پر اگرچہ تقدم نیت کی
نماز کے وقت سی پہلے ہو اور بدائع میں ہے کہ ایک شخص نکلا اپنے گھر سے جماعت کی نماز کے
قصد سے پھر جب امام تک پہنچا تو اسنے تکبیر تحریمہ کی اور نیت اقتدا کی اسکو اسوقت حاضر نہوئی۔
تو جائز ہے اور بدائع کی اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ نیت اقتدا کی بھی تقدیم جائز ہے تو اسکو
یاد رکھنا چاہئے کہ تقدیم نیت کی جائز ہے جب تک کہ نیت اور نماز کے درمیان کوئی عمل قطع کرنے
والا نیت کا جو نماز کے مناسب نہیں ہے پایا نہ جاوے اور عمل قاطع نیت چنانچہ کھانا اور پینا اور
لکڑی خریدنا وغیرہ مثلاً کسی شخص نے وضو کرنیکے وقت کسی نماز کی نیت کی زان بعد وہ کسی فعل
میں جو منافی اور قاطع نماز کا نہیں ہے مشغول ہوا اس فعل کی مشغولی اسکی نیت کے منافی
نہیں ہے کما ہو الاصح اور پھر وہ شخص بغیر نیت مجدد کے نماز میں مشغول ہوا اسکی نماز اسی
سابقہ نیت کیساتھ جائز ہے۔ اس مسئلہ سے بڑھکر مسئلہ سنو!

لطیفہ اے میرے بھائیو جس مومن کا جان اور دل خدائے برحق کی توحید اور ایمان
کے بیکنار دریا میں ڈوبا ہوا ہے اور اسکی نیت میں بھی یہی رہے کہ اگر میں ہزار سال جیتا رہونگا
تو اس دین متین سے ایک لمحہ بھی عدول نہ کرونگا۔ اور اس مومن سے عمر بھر میں کوئی ایسا امر
جو مخالف ایمان اور منافی اسلام کے ہو اس سے سرزد نہووے بلکہ اس کے دل میں اس امر کا خیال

بھی نہ گذرے اور وہ اسی صراط مستقیم پر چلتا رہے اور قضا الٰہی سے اجل اُس کے سر پر وارد ہووے۔ اس نازک حالت میں بسبب تکلیف مالا یطاق اور سختیوں اور محنتوں کے جو اُسپر وارد ہو رہی ہیں کلمۂ شہادت کی تجدید کی فرصت نہ پائی یا مرگ مفاجات اس کو اُڑالے گئی اور کلمہ مجدد پڑھنے تک مہلت نہ ملی اس مسئلہ فقہیہ کے بموجب اُس شخص کے ایمان کی نماز درست ہے اور وہ بیشک کامل مومن ہے۔ بعینہ یہی سوال ایک شخص نے حضرتنا و امامنا الاعظم یعنے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا فرمایا کہ حضرت ربوبیت جل وعلا کی عبودیّت اور محبت کے عقد کا قیاس زوجیت کے عقد کا سا ہے جب زوجین کے درمیان ازدواج کا عقد منعقد ہو گیا۔ اگر سو سال آپس میں ٹکے رہیں جب تک کوئی امر مفسد کا ظہور نہ پائے تب تک وہ عقد بدستور قائم اور باقی رہتا ہے محتاج تجدید کا نہیں اسیطرح مومن بندہ جو اپنی پیاری عمر ستّر سال تک اپنے رب المنان کے آستان فیض نشان کی غلامی سے افتخار حاصل کرتا رہا۔ اور رات دن اس عقد کے فسخ اور اس نعمت عظمیٰ کے زوال سے بچتا رہا اور اپنے جان و دل کو حضرت الٰہی کے عشق اور محبت کے سمندر میں تیرتا رہا اگر دم آخر میں جو ہزاروں آفتیں دنیویہ اور لاکھوں قضیۂ اُخرویہ اور مشاہدہ مہابت اور صلابت ملکوتیہ کے دیکھنے سے اگر اُسکی زبان اور دل سے تجدید کلمہ شہادت کی نہ ہو سکی۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس بیچارے کو اپنے قرب کے میدان سے نہیں نکالیگا۔ بلکہ اس کو اپنی مقدس جناب میں بلائے اور بخت و دولت کے تخت پر بٹھاوے تو اُس کے فضل و کرم سے کچھ بعید نہیں ہوگا

مسئلہ لطیفہ۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یکتفی فی النیۃ قصد القلب عندنا وان ذکو بلسانہ کان افضل اگر کوئی شخص نماز کو شروع کرے مگر اُسکو اتنی فرصت نہ ملے کہ وہ زبان سے نیت کے الفاظ نکالے قصد قلبی اُسکا کس مرتبہ کا ہونا چاہئے کہ نماز اُس کی درست ہو جائے۔ محمد بن سلمہ نے اس مسئلہ میں فرمایا کہ نماز شروع کرنے کے وقت اُسکا قصد قلبی اسقدر ہونا ضروری ہے کہ اگر اُس سے پوچھا جائے کہ تو کونسی نماز پڑھتا ہے تو فی البدیہہ بے تامل کہدے کہ میں فلان نماز پڑھتا ہوں۔ تو نیت اُسکی درست ہے۔ والا فلا +

اے میرے بھائیو اس عمدہ مسئلہ پر قیاس کرکے عرض کرتا ہوں سُنو۔ جب مومن بندہ موت کے وقت سے پہلے ایمان کی نماز تحریمہ باندھتا ہے اور قبر کے عبادت خانہ میں راز کے قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اُسوقت دو مقرب اُس کے دل اور اسکی جان ناتوان کا صدق اور اخلاص دریافت کرنے کے لئے اُسکے پاس آکر اُس کو بستر خشوع اور خضوع سے اُٹھا کر بڑی ہیبت

اور سطوت کیساتھ پوچھتے ہیں کہ مَنْ رَّبُّکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ وَمَا دِیْنُکَ اور وُہ بندہ بے درنگ بے تامل
بیدھڑک جواب باصواب اَللّٰہُ رَبِّیْ وَخَالِقِیْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّیْ وَشَفِیْعِیْ وَ
اَلْاِسْلَامُ دِیْنِیْ ادا کرتا ہے بارگاہ عالی اور سراوقات عزت جل جلالہ سے خطاب مستطاب پہنچتا ہے کہ
صَدَقَ عَبْدِیْ عَاشَ عَلٰی ھٰذَا اُس کے ایمان کی صحت کا حکم جاری ہوجاتا ہی اور اُس کو قبول کی
مسند پر بٹھا دیتے ہیں اگر کسی بندہ سے ایسا جواب نہیں بن پڑتا ہے تو اُس کو قرب الٰہی کے میدان
سے عیاذاً باللہ استغنا کے صاعقہ سے دور پھینکدیتے ہیں اور پھر ابد الآباد تک اُس کی خبرگیری
نہیں کرتے ہیں + **اما الفرائض الداخلیۃ** احدھا تکبیر الافتتاح قال اللہ تعالیٰ وَ
رَبَّکَ فَکَبِّرْ والمراد بتکبیر الافتتاح فرمایا صاحب دُرالمختار نے من فرائضہا التی لاتصلح
بدونہا التحریمۃ قائما نماز کے ان فرضوں میں جن کے بدوں نماز درست نہیں ہوتی ایک تکبیر
تحریمہ ہے حالت قیام میں۔ مترجم تحریمہ سے مراد ذکر خالص ہے مثل اللہ اکبر۔ تحریم کے معنے
ہیں کسی چیز کا حرام کرنا چونکہ تحریمہ کے بعد نمازی پر کلام وغیرہ مباح چیزیں حرام ہوجاتی ہیں
اس لئے اسکا نام تحریمہ ہوا اور فرائض ہیں یہ قید جو شارح نے لگائی کہ جن کے بغیر نماز
درست نہیں ہوتی یہ ظاہر کرنیوالی صفت ہے۔ کیونکہ فرضوں میں ایسی کوئی صفت نہیں جسکے
بدوں نماز صحیح ہوتی ہو اور تحریمہ حالت قیام ہیں چاہئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو رکوع میں
پایا اور اللہ اکبر کہا تو اگر کھڑا ہونے کے قریب تھا تب نماز صحیح ہوگی اور جُھکے ہُوئے کہیگا تو درست
نہوگی اور اسکو پہلی شرطوں کیساتھ اسلئے ذکر نہ کیا کہ تحریمہ نماز کیساتھ ایسی ملی ہے کہ جیسے دروازہ
گھر سے کذافی شامی اور تکبیر تحریمہ میں علما کا اختلاف ہے حضرات ائمہ حنفیہ کہتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ
نماز کی شرط اور نفس نماز سے خارج ہے اور حضرت امام شافعی رح کے نزدیک تحریمہ نماز کا رکن اور داخل
نماز ہے اور اس اختلاف کا ثمرہ اس جگہ ظاہر ہوتا ہی کہ حنفیوں کے نزدیک نفل کی بنا فرض کے
تحریمہ پر جایز ہے اور شافعیہ کے نزدیک جایز نہیں اسلئے کہ ہمارے مذہب میں تحریمہ شرط ہی جس
طرح کسی شخص نے واسطے ادائے فرض کے وضو کیا اس وضو کے ساتھ نفل بھی پڑھ سکتے ہیں
اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہے تو ادائے فرض کا رکن سے جایز نہیں۔ اگرچہ تکبیر تحریمہ نماز کی
شرط اور نماز سے خارج ہے مگر بدوں اس کے نماز شروع نہیں ہوتی اور وُہ اس طور پر ہے کہ
جو شخص نماز پڑھنی شروع کرے تو اللہ اکبر کہے مگر اللہ کے ہمزہ پر اور اکبر کے ہمزہ اور اکبر کی با پر
مد نہ کرے اسواسطے کہ اگر دونو ہمزہ میں سے کسی پر مد واقع ہوگی تو نماز میں داخل نہو گا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر

یہ مدات نماز میں پہنچگی تکبیروں میں آجاوینگی اگر کوئی قاری قصداً مد کھینچیگا تو کافر ہوگا اسواسطے کہ اب معنے اس لفظ کے استفہام کے ہو جائینگے اور مقتضا استفہام کا شک ہوتا ہے اللہ کی بڑائی اور بزرگی میں اور محمد بن مقاتل کہتا ہے کہ اگر وہ شخص مد اور بے مد میں کچھ تمیز نہیں کرتا ہے نماز میں داخل تو ہو جاتا ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی اگر مد نماز میں بیچ کی تکبیروں میں آجائے اور باقی استفہام تو اسمیں یہ احتمال ہے کہ تقریر کے لئے ہو مگر پہلی روایت صحیح تر ہے اس لئے کہ ایسی جہالت قابل عذر کے نہیں اور استفہام جو تقریر کے لئے ہو تو اُس سے یہ مراد ہے کہ مخاطب کو اپنے معلومات کا مقر کردے اور انسان اس کام کا نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کرے کہ اللہ بڑا ہے اگر مد اکبر کی با پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار باؔ اور رؔا کے بیچ میں الف بڑھا کر کہے تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر مد نماز میں بیچ کی تکبیروں میں آجاوے اسواسطے کہ اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ نام شیطان کے ناموں میں سے ہے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اکبار کبر بفتحتین کی جمع ہے طبل کو کہتے ہیں۔ پس نمازی کو چاہیئے کہ تکبیر تحریمہ کے لفظ جو خاص ذکر اللہ کا ہے نہایت صحت کیساتھ مُنہ سے نکالے۔ **تنبیہ** اے میرے دینی بھائیو تم سمجھو کہ نماز کی بنا اسی تکبیر تحریمہ پر موقوف ہے اس کے ظاہر لفظ کی طرف خیال رکھنا ضروری ہے۔ مگر اسمیں نہاتی معانی بھی درج ہیں ان معنوں کیطرف دلکو متوجہ کرنا ضروریات سے ہے اول جب نمازی زبان سے اللہ اکبر کہے چاہئے کہ اُسکا دل اُسکی زبان کی تصدیق کرے یعنی حضرت سبحانہ وتعالیٰ اسکے غیر سے بزرگتر سمجھے اور ماسوی اللہ سے ادبار اور اعراض کر کے اُسکی جناب میں اقبال کرے اور اسوقت اپنے دل سے خیال تعلقات دنیاویہ بالکلیہ نکال کر اور اُس کے جلال کمال میں ایسا محو ہو جائے کہ اپنے آس پاس والونکی بھی اُسکو کچھ خبر نہ رہے۔ بلکہ اپنے وجود کی بھی خبر نہ رہے بلکہ اپنے وجود کی بھی سُرت نہ رہے اگر نماز کے تحریمہ کیوقت حضور قلبی نہ ہو تو حضرت خداوندی جل جلالہ بذات مقدس خود اُسکی تکذیب کرتا ہے اور فرماتا ہے او جھوٹے تو زبان سے اللہ اکبر کہتا ہے اور دل میں اُسکا اثر بالکل نہیں کما قال بعض العارفین اذا قال العبد عند التحریمۃ اللہ اکبر وقلبہ مشغول بشئ غیر اللہ یتوجہ الخطاب الیہ انک لکاذب ای لیس قلبک مع لسانک موافقا اور اس بات کی تحقیق خشوع کے باب میں گذر چکی ہے اب میں تکبیر تحریمہ کے فضائل میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں سنو نقل ہے کہ ایک جماعت بقصد زیارت خدمت میں جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے مسافت بعیدہ سے حاضر ہوئی اور جب مدینہ شریف

میں مشرف ہوئے تو ان کے آنیسے تین روز پہلے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس دار ناپائدار سے رحلت فرما کر عالم عقبےٰ میں سدھار گئے تھے اُس جماعت نے جب یہ خبر ملالت اثر سُنی تو خلفائے راشدین کی خدمت میں حاضر ہو کر بعد ادائے مراسم تعزیت کے عرض کی کہ ہم بدنصیب اتنے دُور دراز سفر سے محض قدمبوسی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے تھے مگر اپنی کم بختی کے سبب آپ کے دیدار فیض بار سے مشرف نہوئے اگر آپ صاحبان میں سے جسکو جناب کے کلمات طیّبات سے کوئی کلام نصیحت آمیز یا کوئی حکم عبرت انگیز یاد ہو تو ہم طالبوں کو سُنا کر مرہون احسان فرماویں تو ہم لوگ دل و جان سے اس حکم کی تعمیل کر کے سعادت دارین حاصل کریں پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو کوئی صبح کی نماز پڑھکر جا نماز پر بدستور بیٹھا رہے اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مشغول رہے جو کلمہ اُسکی زبان سے نکلیگا اور جو لفظ قرآن کا اُسکی زبان پر گذریگا ہر ایک لفظ کے بدلے پچاس ہزار نیکیاں اُسکے اعمالنامہ میں درج کر دیتے ہیں اور پچاس ہزار بدیاں اُسکے اعمالنامہ سے مٹا دیتے ہیں اور پچاس ہزار درجہ اُس کے لئے بہشت میں بلند کرتے ہیں پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو یہ بات میسّر ہو جائے کہ تمام کتب سماویہ کو میں صبح کی نماز کے بعد پڑھوں جسقدر ثواب مجھ کو ان کتابوں کی تلاوت سے حاصل ہووے پچاس ہزار گنا ثواب تکبیر اولیٰ کے پڑھنے سے پاتے ہیں ازاں بعد امیر المومنین عمرؓ نے کہا۔ سنو میرے بھائیو میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قربانی کرے اور جتنے بال اُس جانور کے بدن پر ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے ستّر ہزار حسنہ اُسکے اعمالنامہ میں لکھتے ہیں اور ستّر ہزار بدیاں اُسکی محو کرتے ہیں اور بہشت میں ستّر ہزار درجہ اُسکے لئے بلند کرتے ہیں پھر فرمایا اگر خدا تعالیٰ مجکو توفیق دے تو میں تمام اُمتوں کے ہر فرد کیجانب سے قربانیاں کروں جسقدر ثواب مجھ کو ان قربانیوں کے کرنے سے حاصل ہوگا ستّر ہزار گنا بڑھکر ثواب تکبیر تحریمہ کا پاتا ہوں۔ پھر حضرت امیر المومنین عثمانؓ بن عفانؓ نے کہا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایک دینار اپنے مولیٰ کی راہ میں نفقہ کرے اُس ایک دینار کے بدلے نوّے ہزار نیکی فرشتے اُس کے اعمالنامہ میں لکھتے ہیں اور نوّے ہزار بدی اُس کے اعمالنامہ سے دُور کر دیتے ہیں اور نوّے ہزار درجہ اُسکے لئے بہشت میں بلند کر دیتے ہیں اگر ساری دُنیا کے روپیوں اور اشرفیوں کا نفقہ میرے ہی وجود سے وجود میں آوے تو جسقدر ثواب خدا کی درگاہ سے ملے اُس سے نوّے ہزار گنا بڑھکر ثواب ایک تکبیر کے کہنے سے ملتا ہے سب سے پیچھے جناب مستطاب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علیؓ ابن

ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ رسول مقبول سید الکائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایک کافر دشمن خدا کو مار ڈالے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکے اعمالنامہ میں ہزار ہزار حسنہ درج کردیتا ہے اور ہزار ہزار گناہ اُس کے اعمالنامہ سے مٹا دیتا ہے اگر روئے زمین کے سب کافروں کا ابتدائے عالم سے قیامت تک مار ڈالنا اور اُن کا نام ونشان صفحۂ عالم سے مٹا دینا میرے ہی ہاتھ سے ظہور میں آوے اُسی ثواب کے برابر مجھ کو ایک تکبیر اولیٰ کے کہنے سے حاصل ہوجاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔ **سوال** کیا حکمت ہے کہ نماز کا افتتاح تکبیر سے اوراس کا اختتام تسلیم سے مقرر ہوا۔ کما قال علیہ السلام تَحْرِیْمُهَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ **جواب** افضل طاعات دو چیزیں ہیں کما ورد اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفْقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ اسی لئے نماز کی ابتدا خدا کی تعظیم پر رکھی گئی اور اُسکا اختتام خلقت پر شفقت کرنے پر مقرر ہوا تاکہ نماز کی جامعیت پر سب طاعات اور خیرات اور مبرات پر دلیل قایم ہوجائے۔ **سوال** تکبیر اُولیٰ کے وقت ہاتھوں کے اُٹھانے میں کیا حکمت ہے؟ **جواب** پہلی تکبیر میں رفض اور قبض دونوں پائے جاتے ہیں جو کچھ جناب قدس کے لائق نہیں اُس کو ہاتھوں سے رفض کرتا ہے اور جو کچھ اُس جناب کے لائق اور پسندیدہ ہے اُس کو ہاتھ میں قبض کرکے قبول کرتا ہے۔ **سوال** کیا حکمت ہے کہ مردوں کے لئے کانوں تک ہاتھ اُٹھانا اور عورتوں کے لئے سینہ تک مسنون ہے۔ **جواب** مردوں کو اظہار اور عورتوں کو اپنے بدن کا اخفا مناسب ہے **میں** کہتا ہوں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود مردود نے آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا اور آپ کے بدن مبارک کو آہنی زنجیروں سے جکڑ دیا۔ پاؤں سے لیکر کانوں تک زنجیریں پہنچ گئیں جب آگ میں پھینک گئے تو سارے زنجیروں کو آگ نے جلا دیا اور سارہ بیچارہ کو بھی پکڑ کر اُسکے سب کپڑے بدن سے اُتار دئے اور برہنہ کرکے آگ میں ڈلوا دئے۔ اُسوقت سارہ نے نہایت شرم وحیا سے اپنے دونوں ہاتھ سینے تک رکھ لئے اور اپنے سینے کو غیر محرموں سے چھپا لیا آگ نے سارہ کو نہایت ادب سے اُٹھا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہونچا دیا اور اُسی آتش میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہؓ کا عقد نکاح منعقد ہوا۔ امام فاریابی رحؒ نے اسولہ اور اجوبہ کے درمیان لکھا ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھایا کریں تاکہ جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آتش سے نجات پائی تھی ویسا ہی اُس کے جلتے دوزخ کی آگ سے آزاد ہوجائیں اور جو عورتیں تحریمہ کے وقت سینہ تک ہاتھ اُٹھائینگی

خاتون سارہؓ کی طرح قیامت کی بیکنار آگ سے نجات پائیں گی ❖

الفرض الثانی من الفرائض الداخلیۃ القیام قال اللہ تعالیٰ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ای مطیعین۔ ایک فرض نماز کا جس کے بدوں نماز نہیں ہوتی قیام یعنی کھڑا ہونا ہے اور مقدار قیام کے فرض اور واجب اور مسنون اور مستحب ہونے کے منحصر ہے اسکے اندر قرأت کے مقدار پہ یعنے قیام مقدار ایک آیت کے فرض ہے اور بقدر سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت یا تین چھوٹی آیتوں کے واجب ہے اور وتر میں اتنا قیام جس میں سورۂ اعلےٰ اور کافروں اور اخلاص پڑھی جاوے مسنون ہے اور صبح میں طوال مفصّل کے پڑھنے کی قدر مستحب ہے غرض کہ نماز میں جسقدر فرض یا واجب وغیرہ ہے اُسیقدر قیام بھی فرض اور واجب وغیرہ ہے اور قیام کے بقیہ مسئلے فقہ کی کتابوں میں درج ہیں حسب ضرورت علماء وقت سے جسکو فقہ میں مہارت کلی ہو پوچھ لینے چاہئیں اب میں اصلی مطلب کیطرف رجوع کرکے قیام کے رکوع اور سجود پر مقدم کیوجہ لطور سوال وجواب کے بیان کرتا ہوں۔ سوال رکوع پر قیام کی تقدیم میں کیا حکمت ہے جواب سمجھنا چاہئے کہ ہر ایک چیز میں ادنےٰ سے اعلےٰ مرتبہ پر ترقی کرنی انسب ہے خصوصاً نماز میں کہ خداوند حقیقی کی تعظیم وتکریم ہے کہ اول قیام ہے کہ یہ قیام ایسی تعظیم ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کو بھی جایز ہے مثلاً باپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوجانا عند الشرع جایز ہے الحاصل قیام نماز میں تعظیم کے ادنیٰ مراتب میں سے ہے اس سے بڑھکر تعظیم حقتعالیٰ کی رکوع میں پائی جاتی ہے اسلئے کہ سوائے پروردگار عالم کے کوئی اعلےٰ ادنیٰ مستحق اس تعظیم کا نہیں اور یہ تعظیم بہ نسبت قیام کے زیادہ ہے اور اس سے بھی بڑھکر تعظیم سجدہ کرنا ہے اور یہ تعظیم حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات مقدس کے سوا کسی کو جایز نہیں یا اس سوال کا جواب دوسرے طور پر دیتا ہوں کہ جب قیامت کا دن قائم ہوگا اور خلقت اپنی قبروں سے اُٹھیگی اور بحواس ہوکر کھڑے رہجائینگے کما ورد فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ تو اسوقت وہ ٹھیرے ہونگے اپنی قبروں کے کنارے دیکھتے ہونگے بھوتوں کیطرح یا اس انتظار میں ہونگے کہ دیکھئے اب ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ اور اسوقت روشن ہوجائیگی زمین محشر کی بِنُوْرِ رَبِّهَا اپنے رب کے نور سے یعنی اُس نور سے جو نور خدا اُس زمین پیدا کردیگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ نور سے عدل کی روشنی مراد ہے کہ اُس روشنی سے خلائق اور خالق کے حق ظاہر ہوجائیں گے اور ظلم کی ظلمت جاتی رہیگی وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھے جائینگے نوشتے یعنی اعمالنامے داہنے اور بائیں میں وَجِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ اور لائیں گے پیغمبروں کو اُمتوں پر یہ دعویٰ کرنے کو کہ ہمنے

انہیں حکم پہنچا دئے وَالشُّهَدَآءِ اور گواہوں کو پیغمبروں کے دعوے صحیح اور ثابت کرنیکے واسطے
ان گواہوں سے اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ شہدائے سے
شہید لوگ مراد ہیں جنہوں نے صفِ جہاد میں شربتِ شہادت پیا یعنی شہیدوں کو حاضر کر کے
پیغمبروں کا رفیق کرینگے اُن کے شرف اور بزرگی کی جہت سے وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ
اور حکم کیا جائیگا بندوں کے درمیان حق حق سچائی اور عدل کے ساتھ اور وہ ظلم نہ کئے جائینگے ثواب
کم ہونے اور عذاب بڑھنے کیوجہ سے وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ اور
پوری دیجاویگی ہر نفس کو جزا اُسکی جو اُسنے کیا ہے اور خدا خوب جانتا ہے وہ جو کچھ مخلوق کرتی ہے
اور اُسکی مناسب جزا دیگا * رجعنا الی المقصود ع کجا بود اشہب کجا تاختم * جب مخلوق
عرصات کے میدان میں آویگی سب لوگ اپنے اعمال قبیحہ اور افعال شنیعہ کی شرمساری کی گرانباری
سے کھڑے ہو جائینگے - کما ورد وَلَوْ تَرٰی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ اور اگر دیکھے تو اے
دیکھنے والے جب مشرک لوگ حشر کے دن جھکائے ہونگے اپنے سر سے یعنی کمال مرتبہ اور ندامت
کی وجہ سے اپنے سر آگے جھکا لینگے عِنْدَ رَبِّهِمْ اپنے رب کے پاس عرض کے محل اور موقف میں
تو البتہ دیکھیگا تو ہول بھرے کام اور اسوقت وہ کہینگے کہ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا اے ہمارے
پروردگار دیکھا ہمنے جو کچھ تونے وعدہ کیا تھا اور سُنی ہمنے تجھ سے پیغمبروں کی تصدیق یا قیامت
کے دن کی ہول ہمنے دیکھی اور صور کی آواز سُنی فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا پھر پھیر دے یعنی پھر بھیجدے
ہمیں دنیا میں تا کہ کریں ہم کام اچھے اِنَّا مُوْقِنُوْنَ بیشک ہم یقین کرنیوالے ہیں اُوپر آخرت کے
اسواسطے کہ اب ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا اور اب ہمیں شُبہ نہیں رہا پس حق تعالیٰ فرمائیگا وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا
كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا - اگر چاہتے ہم البتہ دیتے ہم دُنیا میں ہر ایک کو وہ چیز جس سے وہ راہ پاتا ایمان اور
نیک کام کیطرف وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور مگر
ثابت ہوا ہے یہ حکم مجھسے ضرور ضرور بھر دینگے ہم دوزخ کو کافر جن اور آدمی سب سے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ
لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا پس چکھو تم عذاب بسبب اس کے کہ بھول گئے یعنی چھوڑ بیٹھے اپنا یہ دن دیکھنے کو یعنی
تم اس روز کی ملاقات کا ایمان نہ لائے اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ بیشک ہمنے بھی ترک کیا تم کو اور عذاب میں
چھوڑ دیا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور چکھو تم عذاب ہمیشہ بسبب اسکے کہ تھے تم
عمل کرتے - اے میرے بھائیو حضرت جلال احدیت جب ارادہ کریں گے کہ مومن اور موافق اور کافر اور
منافق کے درمیان امتیاز ہو جائے تو ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ہمارا حکم عرصات کے لوگوں کو سُنا دو کما ورد

وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۔ جدا ہو جاؤ آج اے مشرکو موحدوں سے اور اے منافقو! مخلصوں سے اسواسطے کہ تمکو دشمنوں نکے قیدخانہ میں ہنکاتے ہیں اور انہیں دوستوں کے باغ میں بلاتے ہیں ۔ پھر حکم باری عز اسمہ اسطرح جاری ہوگا کہ اے میرے بندو تم سب اسوقت سجدہ میں پڑجاؤ مومن موحد اپنی قدیمی عادت کے موجب حسب الحکم سجدہ میں چلے جائینگے اور منافق ویسے ہی کھڑے رہجائیں گے ہرچند اپنے تئیں جھکائیں گے ۔ مگر اُن کا بدن ہرگز نہیں جھکیگا کما ورد قال اللہ تعالیٰ یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّیُدۡعَوۡنَ اِلَی السُّجُوۡدِ تم لاناؔ اُن شریکوں کو اُسدن کہ اُٹھایا جاویگا پردہ ہول بھرے کام یا امر صعب اور مہم سخت سے یا کھلجائیگی اور دکھائی دیگی ساق عرش یا تجلے فرمائیگا حقتعالیٰ اور پکارے جائیں گے لوگ خدا کو سجدہ کرنے کے لئے ۔ لباب میں حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقتعالیٰ اُسدن بڑا نور دکھائیگا اور خلقت اُس نور کو دیکھکر سجدہ میں گر پڑیگی ۔ معالم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول سید المرسلین حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ واہل بیتہ اجمعین نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار ساق عرش سے نور کھولدیگا اور ہر ایک مومن مرد اور مومن عورت اُسکو سجدہ کریگی اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جنہوں نے دُنیا میں دکھلانے سُنانے کو سجدہ کیا ہوگا تو جب ریاکار سجدہ کرنا چاہیگا تو اُسکی پیٹھ تختہ ہو جائے گی ۔ اور وُہ سجدہ نہ کرسکیگا ۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ کافر اور منافق کی پیٹھ ایک ڈال ہو جائیگی فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تو سجدہ نہ کرسکینگے بہت نیچے ہونگی اُنکی آنکھیں یعنے آنکھوں والے سر جھکائے ہوئے شرمندہ ہونگے ۔ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ پکڑلیگی اُن کو ذلّت اور خواری اور نگونساری وَقَدۡ كَانُوۡا يُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ وَهُمۡ سَالِمُوۡنَ اور تحقیق تھے دُنیا میں کہ پکارے جاتے تھے خدا کو سجدہ کرنے کی طرف اور وہ چنگے بھلے ہٹے کٹے تھے اور اُسپر قادر تھے جب فرصت کا وقت اُنہوں نے فوت کیا تو اُس حشر کے دن حسرت اور ندامت کے سوا اُنہیں کچھ حاصل نہیں ✤ قطعہ

مدہ فرصت از دست گر بایدت	کہ گوئے سعادت ز میدان بری
کہ فرصت عزیز ست گر فوت شد	بسے دست حسرت بدندان بری

اے میرے دینی بھائیو! پروردگار جل جلالہ نے تمہارے وجودوں کو نماز کیواسطے نماز کی ہیئت پر پیدا کیا ہے اور نماز کے ارکان کو بھی اسی ترتیب پر وضع فرمایا ہے اگر اس نماز کو اپنے

دلی حضور کیساتھ ادا کرو گے اور اُس کے ارکان کو اپنے اپنے محل میں بجا لاؤ گے تو قیامت کے دن اُس کے اہوال کی ع۰امت سے اسی نماز کی برکت کی طفیل بچ جاؤ گے۔ وباللہ التوفیق +

الرکن الثالث فی القراءت قال اللہ تبارک وتعالیٰ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ پڑھو تم جو کچھ میسّر اور آسان ہو قرآن میں سے۔ اور یہ حکم بطور فرضیت کے ہے یعنی نماز میں قرآن پڑھنا۔ اور بعضوں نے کہا ہے قرآن پڑھو نماز کے باہر اور یہ حکم بطریق مندوب اور مستحب ہونیکے ہے جس مقدار قرآن پڑھنا مندوب اور مستحب ہے اُسمیں اختلاف کیا ہے اور وُہ تین آئتیں ہیں یا سو یا دوسو یا ہر مہینے میں ختم + حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حکم کیا کہ ہر مہینے میں ختم قرآن کرا اُنہوں نے عرض کی کہ مجھے زیادہ قوت ہے یعنی میں جلدی پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا کہ بیس راتوں میں ختم کرو پھر عرض کی کہ یا رسُول اللہ میں اپنے وجود میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں یعنی میں جلدی کر کے پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا کہ سات دن میں پڑھو اور اس سے زیادہ جلدی نہ کرو صاحب معالم رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے اُستاد کیساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایک دن یا رات میں پچاس آیتیں پڑھے تو اُسے غافلوں میں نہیں لکھتے۔ اور اگر سو آیتیں پڑھے تو اُسے فرمانبرداروں میں لکھتے ہیں اور اگر دوسو آیتیں پڑھے تو اُس کیساتھ قرآن قیامت کے دن دعویٰ اور خصومت نہیں کریگا اور اگر پانسو آیتیں پڑھا کرے تو اُس کیواسطے ایک قنطار ثواب لکھتے ہیں۔ قرأت اور اُس کی کیفیت اور کمیت کے باب میں فقہاء کے مختار اقوال اور روایات فقہ کی کتابوں میں مندرج ہیں یہ مختصر اسکی متحمل نہیں۔ راقم آثم اس مقام میں ایک لطیفہ معہ چند سوالات ضروریہ کے جوابات پر اکتفا کرتا ہے +

لطیفہ علماء نے قراءت کی فرضیت میں یہ حکمت لکھی ہے کہ نماز فی ذاتہٖ قاضی الحاجات کی جناب مستطاب میں بحکم المصلی یناجی ربہ ایک مناجات ہو اور نمازی محب اپنے محبوب کی تلقین کے بموجب محبوب کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے اور اپنے مطالب دینی اور مقاصد دنیوی پیش کرتا ہے اے میرے بھائیو تم نہیں جانتے ہو کہ ہمارے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں جب منصب قاب قوسین کا پایا تو جو ملہم حقیقی نے آپکے باطن اقدس پر بطور الہام القا فرمایا تھا جناب نے بھی انہیں لفظوں سے اپنے مطالب اور مقاصد جناب باری میں پیش کئے تھے اور اسیطرح

حضرت کی اُمت مرحومہ کو بموجب اس حدیث کے کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ایکدن میں پانچ بار معراج حاصل ہوتا ہے اور اس نماز کے معراج میں حقتعالیٰ کی فرمائی ہوئی کلام یعنے قرأت کے ذریعہ سے اپنے راز کو پیش کرتے ہیں۔ **سوال** فاتحۃ الکتاب کی تخصیص میں کیا حکمت تھی۔ کہ اکثر علماء اس کے وجوب کے قائل ہیں اور بعضے اسکی فرضیت پر مائل ہیں **جواب** اس لئے کہ سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف امّ القرآن ہے جو شخص اسکو نہایت صحت اور حضور دل سے پڑھتا ہے گویا اُس نے تمام قرآن شریف کو پڑھکر ختم کر لیا اُسکے فضائل کی تفصیل احادیث اور تفاسیر کی کتابوں میں مذکور ہے اُن کا اسجگہ بیان کرنا موجب تطویل ہے مگر یہ عاصی اسجگہ روایت مجملاً بیان کرتا ہے ذرا دل کے کانوں سے سُنو۔ حضرت امام فاریابی فرماتے ہیں کہ تمام قرآن شریف اظہار ربوبیت اور اسرار عبودیت کو شامل ہے اور یہ دونوں امر سورۂ فاتحہ میں مندرج ہیں پس جس شخص نے سورۂ فاتحہ کو ایکبار پڑھا گویا اُس نے تمام قرآن مجید پڑھ لیا اور دوم اسکی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حق سبحٰنہ وتعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس نعمت عظمےٰ کے عطا کا احسان جتلا کر فرمایا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ اور یہ خصوصیت علم الٰہی جل وعلےٰ اور وحی خداوندی سے متعلق ہے۔ **سوال** قرأت کے جہر اور مخافت میں کیا حکمت ہے کہ بعضی نمازوں میں باآواز بلند اور بعض میں خفی قرأت پڑھتے ہیں **جواب** ابتداء اسلام میں کفار اشرار جب نماز میں قرأت قرآن کی آواز سُنتے تھے۔ بعض تو نزدیک آکر شور وغل مچاتے تھے اور بعض لغویات اور ہزلیات میں مشغول ہوتے تھے اور بعض موذی بیچارے نمازیوں کو ایذا پہونچاتے تھے دن کی نمازوں کے لئے جو کفار اشرار کے انتشار اور آمد ورفت کا وقت تھا آہستہ قرأت پڑھنے کا حکم صادر ہوا اور رات کے وقت جو موذیوں کے اشتغال اور متفرق اور ایکدوسرے سے انفصال کا وقت تھا جہری نماز کا حکم ہوا۔ مگر جُمعہ کی نماز جو جامع الجماعات اور اہل اسلام کے اجتماع کا موقع ہے اور جماعت اہل اسلام کی جمعیت اور اژدہام دیکھکر تتر بتر ہوجاتے تھے اُسکی قرأت جہری ہی ثابت رہی۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔ اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جُمعہ کے دن گاؤں اور مصافات کے رہنے والے اہل اسلام واسطے ادائے جمعہ اور سُننے کلام الٰہی کے بکثرت حاضر ہوتے تھے تو اسواسطے جمعہ کی قرأت جہری مقرر ہوئی تاکہ یہ لوگ جو اطراف وجوانب سے آئے ہوئے ہیں اس دولت سے محروم نہ رہجائیں۔

الفرض الخامس فی الرکوع وما یتعلق بہ من الاحکام۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور قائم رکھو نماز مسلمانوں کیساتھ جس طور پر وہ ادا کرتے ہیں اور دو زکوٰۃ مال کی اہل اسلام کے طریقہ پر اور نماز ادا کرو ساتھ رکوع کرنیوالوں کے یعنی مسلمانوں کی جماعت کیساتھ اس آیت سے رکوع کی فرضیت ثابت ہے اور سمجھنا چاہئے کہ رکوع بعض موادمیں قائمقام سجدے کے ہوجاتا ہے۔ جیساکہ سجدہ تلاوت میں۔ اگر کسی شخص پر سجدہ تلاوت کا لازم ہو اگر وہ بہ نیت ادائے سجدہ تلاوت اتنا جھک جائے کہ حد رکوع کو پہنچ جائے تو اس رکوع کرنے سے سجدہ اُس کے ذمہ سے ادا ہوجاتا ہے۔ اسیواسطے حضرات علمائے کسی مخلوق کی تعظیم لیئے سوائے قیام کے اور اتنا جھکنا جو حد رکوع کو نہ پہونچے جواز کا فتوےٰ دیا ہے اور کسی اعلےٰ درجہ کی مخلوق کی تعظیم کے لئے رکوع کی حد تک جھک جانیکو منع فرمایا ہے کیونکہ رکوع قائمقام سجدہ کے ہے جس طرح سجدہ سوائے معبود حقیقی کے دوسرے کا حق نہیں۔ کذلک الرکوع **نقل** ہے کہ کسی بادشاہ نے کسی طرف چڑھائی کا ارادہ کیا۔ خزانچی کو بلاکر دریافت کیا کہ شاہی خزانہ میں کسقدر جمعیت موجود ہے۔ عرض کیا کہ اب بیس ہزار اشرفی حضور کے خزانہ میں موجود ہے۔ خلیفہ نے فرمایا خُذ ھٰذا معک یعنے تو یہ روپیہ اپنے ساتھ اُٹھالے۔ خزانچی نے اس گمان سے کہ خلیفہ نے فرمایا ہے خذ ھٰذا لک۔ یعنی اپنے واسطے اُٹھالے اس عطیہ کے شکریہ میں ادباً و تسلیماً تواضعاً و تعظیماً ایسا جھک گیا کہ منحنی ہوکر رکوع کی حد کو پہنچگیا خلیفہ نے جھٹ پٹ وزیراعظم کو بلاکر فرمایا کہ ہمکو اس سفر کیواسطے کسیقدر خرچ کی ضرورت ہے بطور قرضہ دیجئے اور بوقت وصول ارتفاع لیجئے وزیر نے عرض کیا کہ قبلہ اسوقت آپکے خزانہ میں بیست ہزار دینار موجود ہے اگر اس سے زیادہ مطلوب ہے تو بندہ حاضر ہے خلیفہ نے فرمایا۔ کہ آپکے بُلانیسے پہلے خازن سے پوچھا گیا تھا کہ خزانہ میں کسقدر روپیہ موجود ہے اُس نے بھی کہا تھا کہ بیست ہزار دینار ہیں میں نے کہا خذ ھٰذا معک اُسنے سمجھا کہ بادشاہ نے خذ ھٰذا لک فرمایا یعنے تو اپنے لئے اُٹھالے اب ہمکو اس روپیہ سے کچھ سروکار نہیں وزیر نے کہا قبلہ عالم اس شخص کے گمان فاسد پر اتنا مال اسکو دیدینا خلاف عقل معلوم ہوتا ہے خلیفہ نے فرمایا کہ اس گمان کے شکریہ میں وہ میرے سامنے ایسا جھک گیا کہ رکوع کی حد کو پہنچ گیا اگر اب اس سے مال واپس لیا جاوے شاید وہ یہ بات کہدے اور میرے پر یہ دعوےٰ جماوے کہ حضور نے اپنا مال واپس کرلیا ہے تو میرا رکوع مجھ کو ملنا چاہئے۔ اور یہ بات خلافت کے مناسب اور سلطنت کی شان کے شایان نہیں

کہ بادشاہ عالیجاہ ایک ادنیٰ نوکر خازن کے سامنے تواضعاً جھکے یا خلیفہ ہوکر خازن کے سامنے رکوع کرے حاشا وکلّا کہ میں اس حطام بے اعتبار دنیویہ کے بدلے سوائے اپنے معبود حقیقی کے کسی غیر کے آگے رکوع کروں عیاذاً باللہ۔ اے میرے بھائیو تم سمجھو کہ میں تمکو کیا کہہ رہا ہوں۔ اور کیا عمدہ لطیفہ تمکو سُنا رہا ہوں کہ ایک رکوع خادم خازن نے جو سہواً اپنے بادشاہ کو تعظیماً کیا اور بادشاہ نے اپنے مال موجودہ کو اُس پر مباح کیا باوجودیکہ اسکی بادشاہ کو اشد ضرورت تھی اور اس مال سے بالکلیہ دست بردار ہوکر وزیر سے استقراض کرتا ہے۔ بندہ مومن جو اپنی عمر کے سال ہر سال کے تین سو ساٹھ دن اور ہر دن میں کئی بار رکوع اور سجود اپنے معبود کی خدمت میں پیش کرتا ہے اگر ہمارا خدا جل وعلا باوجود غنی اور بے نیاز ہونیکے ایمان کے نقد اور اپنے عرفان کے گوہر کو جو کہ ہر ایک مومن کو عطا فرمایا گیا ہے۔ پھر واپس نہ لیوے بلکہ اپنے لطف اور کرم کے خزانہ سے ہزار طرح کی نعمتیں ہر ایک مومن کو عطا فرماوے تو اُس بادشاہ کی شان سے بعید نہیں۔ اللّٰھم ارزقنا!

الفرض السادس السجود وھی وضع الجبھۃ علی الارض او ما یتصل بھا۔ یعنے سجدہ رکھنا پیشانی کا زمین پر یا جو قائم مقام زمین کے ہو اُسپر بھی سجدہ کرنا جایزہ ہے اور کامل سجدہ جب ہوتا ہے کہ پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین پر رکھی جاویں کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ عَظَائِمَ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ اسواسطے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے مجکو حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ پیشانی پر۔ دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔ اور ناک پیشانی میں داخل ہے اسلئے کہ ہڈی دونوں کی ایک ہے اگر کسی نے پیشانی تو رکھدی اور ناک نہ رکھی تو جایز ہے مگر مکروہ بشرطیکہ اگر بعذر ہے اور ایسا ہی اگر ناک رکھدی اور پیشانی نہ رکھی تو ہمارے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جایز ہے۔ مگر مکروہ اگر بعذر ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک جایز نہیں مگر اُس صورت میں کہ اُسکی پیشانی میں ایسا عُذر ہو کہ سجدہ نہ کر سکے اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کا رکھنا فرض نہیں ہے۔ بلکہ وہ سُنت ہے۔ مگر امام قدوری اور کرخی اور خصاف رحمہم اللہ نے فرمایا کہ دونوں قدموں کا زمین پر رکھنا وقت سجدہ کے فرض ہے حتے کہ اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں یا ایک پاؤں زمین پر نہ رکھا۔ بلکہ دونوں پاؤں زمین سے اُٹھالئے تو اُس کا سجدہ جایز نہیں ہے

اگر ایک پاؤں زمین پر ٹکا دیا تو جائز ہے مگر کراہت سے خالی نہیں اور امام تمرتاشی کہتا ہے کہ دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر ٹکانا عدم فرضیّت میں برابر ہے ۔ اور اکمل الدین نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ حق یعنی سچی بات یہی ہے ۔ اور کبیری شرح مُنیہ میں یُوں مذکور ہے کہ یہ بات حق سے بعید ہے اور مراد دونوں پاؤں کے رکھنے سے علی ماذکر فی الخلاصۃ دونوں پاؤں کی انگلیوں کا زمین پر رکھنا اور انگلیوں کے ٹکانے سے اُنکا قبلہ کیطرف متوجہ کرنا ہے تاکہ انہیں پر زور پڑے حتےٰ کہ اگر دونوں پاؤں کی پشت رکھدے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں یا ایک پاؤں کی انگلیاں کعبے کیطرف متوجہ نہ کرے تو اُس کا سجدہ درست نہیں ہے ❊ اے میرے نمازی بھائیو ھذا مما یجب حفظہ واکثر الناس عنہ غافلون ❊ مسئلہ اگر سجدے کی جگہ پاؤں کی جگہ سے بقدر نصف ہاتھ کے اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو تو جائز نہیں اور اگر پگڑی کے پیچ پر سجدہ کیا اگر وہ پیچ پیشانی سے متصل ہے اور موٹا نہیں ہے ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہے تو جائز ہے ۔ لیکن کراہت سے خالی نہیں اور اگر پیشانی سے متصل نہیں ۔ بلکہ پیشانی سے اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ زمین کی سختی معلوم نہیں ہوتی تو اس صُورت میں سجدہ جائز نہیں اور ایسا ہی سجدہ ایسی شے پر جائز نہیں جسمیں سختی زمین کی محسوس نہ ہو جیسے دُھنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطے کہ پیشانی زمین یا جو قائم مقام زمین کے ہے نہیں ٹھیرتی ۔ اور اگر لٹکے ہوئے کپڑے پر گُدڑی بچھا کر اُس پر سجدہ کیا تو اُس کے جواز میں کچھ تکرار نہیں ہے اور اگر تکرار ہے تو کراہت میں ہے اور صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں کہنا دوی اس لئے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ آپ نے کعبہ شریف میں نماز پڑھی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نے کہا کہ یہ جائز نہیں ہے امام نے پُوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اُس نے کہا کہ خوارزم کا ۔ پھر امامؒ نے کہا سُبحان اللہ جاء التکبیر من ورائی پیچھے سے تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنے لگے حضرت کی اس کلام سے مراد یہ ہے کہ تم ہم سے سیکھ کر پھر ہم کو سکھاتے ہو بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم اپنے ملک میں بڑے گھانس پر نماز جائز رکھتے ہو یا نہیں اُس شخص نے کہا ہاں جائز رکھتے ہیں پھر امامؒ نے کہا تم گھاس پر نماز جائز رکھتے ہو اور خرقہ پر جائز نہیں رکھتے ۔ قال اللہ تعالیٰ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سمجھنا چاہئے کہ سجدہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی نہایت تواضع اور خشوع سے زمین پر سر رکھے چونکہ وجود انسانی کے سب اعضاء سے پیشانی احسن عضو ہے اور احسن اعضا کا اوّل اشیاء پر جو خاک ہی رکھنا نہایت تواضع کی دلیل اور قطع مادۂ تکبیر کی حجّت ہے اسیواسطے بندہ جب اپنے آپ کو نہایت مذلت اور انکسار کیساتھ اپنے

پروردگار کے آگے پیش کرتا ہے حقتعالیٰ اُس کو نہایت درجہ کے تقرب سے مقرب کردیتا ہے کما ورد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ اِذَا سَجَدَ یعنے کبھی بندہ حق تعم کا ایسا تقرب حاصل نہیں کرتا ہے جیسا کہ سجدے کیوقت اُس کو قرب حاصل ہوتا ہے اور نیز ایک حدیث میں ہے کہ بندہ جسوقت سجدہ میں ہوتا ہے اُسوقت خدا سے بہت قریب ہوتا ہے۔ ھ۔ اس واسطے کہ قرب دو قسم ہے ظاہری و باطنی قرب ظاہری جیسا قرب مکانی اور قرب سببی اور قرب نسبی ان قربوں کی نسبت خلائق کائنات کیطرف غیر ممکن ہے اور قرب باطنی جیسے خادم کا قرب اپنے مخدوم سے یا عابد کا قرب اپنے معبود سے اور یہی قرب یعنی قرب باطنی اس جگہ مراد ہے لیکن یہ قرب کبھی عبادت قلبی سے حاصل ہوتا ہے جیسے نیت اور تعظیم اور محبت اور گاہے عبادت بدنی سے جیسے اعمال مرضیہ اور افعال پسندیدہ اور گاہے عبادت لسانی سے ہوا کرتا ہے جیسے ذکر الٰہی اور تسبیح اور یہ مجموعہ سجدہ میں متحقق ہے اسیواسطے سجدہ کرنے والے کو سجدہ کے وقت نہایت ہی درجہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور وہ خدا کی بارگاہ کا مقرب بن جاتا ہے + فقیہانہ دلیل سُنو مثلاً ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں نماز نہیں پڑھونگا اُسنے وضو کیا اور نیت نماز کی باندھکر تکبیر کہی اور نماز میں شروع ہوا اور قیام قرأت اور رکوع بجالایا جب تک وُہ سجدہ نہ کرے تب تک وہ حانث نہیں ہوتا اور جب اُس نے سجدہ کیا پیشانی کا زمین پر رکھنے اور سجدہ کرکے سر کو اُٹھانیسے کما ہو خلاف الروایات حانث ہو جاتا ہے اور کسی رکن کی شرعیت بغیر انضمام سجدہ کے عند الشرع معتبر نہیں سمجھی جاتی اس لئے کہ مثلاً قیام اور رکوع غیر حق کو بھی ممکن ہے اور مستلزم کفر نہیں بخلاف سجدہ کے اگر سوائے خداتعالیٰ کے کسی کو سجدہ کیا جاوے تو کافر ہو جاتا ہے پس اس دلیل سے ثابت ہوا کہ سجدہ کی شرافت نماز کی بزرگی کے برابر ہے چنانچہ صوم اور صلوٰۃ کے کفارہ ایک نماز کے بدلے دو سیر گندم اور واسطے کفارہ سجدہ تلاوت کے بھی دو سیر گندم شارع نے مقرر کیا ہے غرضیکہ سجدہ نماز کے ارکان میں سے بڑھکر رکن ہے اور اسی کے ذریعہ سے انسان خدا کا مقرب بنجاتا ہے تو خداتعالیٰ اُسکو دین اور دُنیا کی آفتوں سے بچا لیتا ہے حضرات مفسرین نے آیت مرقومۃ الصدر یعنی وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ کے شان نزول میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب سید المرسلین خاتم النبیین حرم شریف کے میدان میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اُدھر سے شقاوت شعار مستحق ویل ابو جہل لعنۃ اللہ وہاں آنکلا اور حضرت کو نماز کی حالت میں دیکھکر اُسکا ظاہر و باطن جلکر کوئلہ ہوگیا اور بڑے غصے سے حضرت پر حملہ آور ہوا ہنوز راستہ ہی میں تھا کہ اُسکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اس شیر میدان رسالت کو دیکھتے ہی گیدڑ کیطرح پیچھے ہٹ گیا اُس کے

چہرے کا رنگ اُڑا ہوا اعضا پر لرزہ ہوا نظر آیا لوگوں نے پوچھا اے ابوالحکم تجھ کو کیا ہوا بولا کہ میں نے اپنے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی ایک خندق دیکھی اور ایک اژدہا منہ پھیلائے ہوئے میری طرف آرہا ہے اور پرند جانور پر سے پر ملائے ہوئے ہیں اسواسطے میں ڈر کر واپس چلا آیا ہوں تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ جب یہ خبر حضرتؐ کو پہنچی فرمایا کہ اگر وہ میری طرف آتا فرشتے اُس کا ایک ایک عضو اُڑا لیجاتے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جب آدمی حضور قلبی سے اپنے مسجود حقیقی کا ساجد ہوتا ہے تو اُسکا معبود اُس کے قریب ہو جاتا ہے اور اُس کو دُنیا کی آفتوں سے بچا لیتا ہے بلکہ اپنی رضامندی کے مکان میں جو بہشت ہے بڑی عزت اور آبرو سے بٹھا دیتا ہے ازاں بعد حسب وعدہ اپنا دیدار بھی دکھا دیتا ہے * **مؤلف** اے میرے بھائیو ہم تم دُنیا داروں کے لئے جو پانچ وقت نماز مقرر ہے اُس کے ادا کرنیمیں بھی دل چُراتے ہیں جب کسی طرح کا ضرر لاحق ہو جاوے یا کوئی دُنیاوی کام پیش آجاوے یا تنگی مفلسی ناداری کی بیقراری دامنگیر ہو جائے تو طاعت الٰہی سے دست بردار ہو کر دُنیا کی تباہی میں پڑ جاتے ہیں اُسوقت نماز بالکل بھول جاتی ہے مگر وہی لوگ جنہوں نے نماز کو اپنا دین و ایمان اور اپنے مولٰے کا فرمان سمجھا ہوا ہے وہی لوگ نماز کو ہر حالتمیں قائم رکھتے ہیں کما ورد۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا بیشک آدمی پیدا کیا گیا حریص فانی مال جمع کرنے پر اور بخیل حقوق ربانی ادا کرنے پر۔ لباب میں مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہلوع ایک جانور ہے کوہ قاف کے پیچھے کہ ہر روز سات میدان گھاس کے خالی اور صاف کر دیتا ہے یعنی اُن میدانوں کے گھاس پات کانٹے تنکے کھا جاتا ہے اور سات دریاؤں کا پانی پی جاتا ہے اور نہ گرمی میں صبر کرتا ہے نہ سردی میں اور ہر شب اسی خیال اور اندیشہ میں رہتا ہے کہ کل میں کیا کھاؤں گا تو حق تعالیٰ آدمی کو بے صبری اور روزی کی فکر میں اس چارپائے سے تشبیہ دیتا ہے اشعار

جانورے راکہ بجز آدمی ست	معدہ چو پر سبب بیغمی ست
آدمی است آنکہ بسیری بود	بر سر سیری غم روزی خورد
خورد ہمہ عمر چہ پیش و چہ غم	روزی ہر روزہ از خوان کرم
در رہ حرص و لش ہمچنان	ہیچ غمے نیست بجز فکر نان

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا جب پہنچتا ہے اُسے کچھ ضرر جیسے محتاجی مفلسی تو بے صبری کرنیوالا ہوتا ہے اور چیختا اور چلاتا ہے وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اور جب پہنچتی ہے اُسے بھلائی جیسے تندرستی اور مالداری تو روکنے والا ہوتا ہے اپنے نفس کو اطاعت سے یعنی نماز وغیرہ عبادت کو چھوڑ دیتا

ہے اور مال کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے۔ اور سب آدمی اسی حال پر مخلوق ہوتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ
اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ۔ مگر نماز پڑھنیوالے وہ اپنی نماز پر ہمیشگی کرنیوالے
ہیں یعنے کسی شغل کے سبب سے نماز سے باز نہیں رہتے اور بعض نے یہ معنی کئے ہیں کہ نماز ادا کرنے
کے وقت میں ساکن ہیں یعنے دائیں بائیں التفات نہیں کرتے اور اپنی نماز کے فرائض ادا کرنیمیں محو
ہو جاتے ہیں وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ اور وہ لوگ جن کے مالوں
میں حق ہے جانا ہوا جیسے زکوٰۃ کہ اندازکی ہوئی ہے اور صدقات جو معمولی ہیں فقیر سوال کرنیوالے
کیواسطے اور اُس محتاج کیواسطے جو سوال نہ کرے وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ اور اُن
لوگوں کیواسطے جنہوں نے تصدیق کی ہے روز جزا واقع ہونے کی یعنے قیامت کے دن اعمال
کی جزا پانے کی تصدیق کی ہے اور قیامت کی تصدیق کی نشانی اطاعت اور عبادت میں مشغول
ہونا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور وہ لوگ جو عذاب سے اپنے رب کے ڈرنیوالے
ہیں اور عذاب الٰہی سے ڈرنے کی علامت ممنوعات شرعی سے بچنا ہے اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ
مَاْمُوْنٍ بیشک اُن کے رب کا عذاب امن دیا گیا نہیں ہے۔ یعنی اُس سے بیخوف نہیں ہو سکتے
کہ البتہ گنہگاروں کو وہ عذاب پہونچیگا وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے ہیں اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ
غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ مگر اپنی عورتوں پر یا اُس پر کہ جسکے مالک ہوئے ہیں اُن کے ہاتھ یعنی لونڈیاں کہ ہاتھ نہ
ہونیکے سبب سے اُنمیں تصرف کرسکتے ہیں پس تحقیق کہ وہ نہیں ملامت کئے ہوئے اپنی شرمگاہوں
کی حفاظت نہ کرنے پر اپنی جوروں اور لونڈیونکی نسبت فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْعٰدُوْنَ پھر جو کوئی ڈھونڈے اسمیں دخول کرنیکی جگہ سوا اسکے جو کہا گیا یعنے اپنی لونڈی
اور جورو کے سوا تو وہ لوگ حد سے گذرنیوالے ہیں یعنے مردوں اور جانوروں سے وطی کرنیوالے
ہیں اور بعض کے قول پر جلق لگانا بھی حد سے گذرنے میں داخل ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ
وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کے اور عہد و پیمان کی رعایت کرنیوالے ہیں۔
امانت اور عہد خالق کا ہو یا مخلوق کا سب کی حفاظت کرنی چاہئے۔ اور امانت ادا کرنا اور عہد
پورا کرنا نہ چھوڑنا چاہیئے۔

اگر مے باید از آتش امانت	فرو مگذار قانونِ امانت
بہر عہدے کہ می بندی وفا کن	رسوم حق گذاری را ادا کن

وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِشَھَادَاتِھِمْ قَائِمُوْنَ اور وہ لوگ جو اپنی گواہیوں پر قائم ہیں یا گواہی دیتی ہیں۔ اُس چیز میں جو بندوں کے حقوق وہ جانتے ہیں وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ہ اور وہ لوگ جو اپنی نماز پر محافظت کرتے ہیں یعنے آداب اور شرائط کیساتھ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں نماز کا ذکر آیتوں کے شروع اور خاتمہ میں مکرر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ نماز سب عبادتوں سے افضل ہے اور لبعضوں نے کہا ہے کہ ہمیشہ پڑھنا فرض نمازوں سے تعلق رکھتا ہے اور محافظت کرنا نفلوں سے متعلق ہے ÷ اُولٰٓئِکَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ جو لوگ ان صفتوں سے موصوف ہیں وہ جنتوں میں ہونگے قیامت کے دن بزرگی دئے گئے ثواب ابدی اور جزائے سرمدی کے سبب سے۔ اور سورۂ مومنون کے شروع میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے نماز پڑھنے والوں کی نجات کے لئے ارشاد فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خٰشِعُوْنَ بیشک چھٹکارا پایا اور اپنے مقصد کو پہونچے ایمان والے جو اپنی نماز میں ڈرنیوالے ہیں آنکھ تو سجدہ کی جگہ سے لڑاتے ہیں اور دل سے درگاہ الٰہی میں حاضر اور مناجات کرتے ہیں لکھا ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پہلے جب نماز پڑھتے تھے تو آسمان کیطرف نظر کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنے لگے۔ لباب میں لکھا ہے کہ نماز میں جب قیام کرے تو سجدہ کی جگہ کو دیکھتا رہے مگر مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کو دیکھنا چاہئے اور نیز کہا ہے کہ خشوع یہ ہے کہ نماز پڑھنیوالا یہ نہ جانے کہ اُس کے دائیں بائیں کون ہے واسطی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خشوع للہ فی اللہ نماز پڑھنا ہے کہ کوئی غرض درمیان نہ ہو اور کچھ عوض کی خواہش نہ رکھے۔ اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ ظاہر میں خشوع اس کا نام ہے کہ نماز پڑھنیوالا سر جھکائے اور دائیں بائیں نظر نہ کرے اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر دل کی حضوری کیساتھ قرائت کرے اور باطن میں خشوع اُسکا نام ہے کہ خطرے اور وسوسے روکے اور دل سے مراقب حق رہے اور شہود کے دریا میں مستغرق ہو کر انوار جلال وجمال کے آثار ظہور کی مشعلوں سے گداختہ ہو۔ ایک محقق نے فرمایا ہے کہ نماز سے پہلے تو اپنے سے بیزار ہونا چاہیئے پھر قرب یار کا خواستگار ہونا چاہئے۔ ؎

یار بیزار است از تو تا توئی خرقۂ تسبیح را زنار کن	اول از خود خویش را بیزار کن خود بہ ترکِ ہر دو عالم گیر ورد	گر ز تو یک ذرہ باقیماندہ است ذرہ مندیش چون عطار کن۔

سعدی	کہ تا با خودی ناخدا راہ نیست تعلق حجاب است وبیحاصلی	وزین نکتہ جز بیخود آگاہ نیست چو پیوند ہا بگسلی واصلی۔	علیہ الرحمۃ

اما اللطائف فی السجود - حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب ملائکہ علیہم السلام نے بموجب فرمان حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضرت آدم صفی اللہ کو سجدہ کیا اور ابلیس پُرتلبیس سجدہ کرنے سے انکاری ہوا فوراً ملائکہ کی صفوں سے نکالا گیا اور اُس کے کھڑا ہونیکی جگہ خالی ہوگئی حضرت جبرائیل علیہ السلام اُس مقام میں جہاں وہ مردود خلائق کھڑا تھا آکر اور داخل جماعت ہوکر سجدہ بجالایا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل کیا باعث ہے کہ تونے باوجود عدم ماموری کے اس مقام پر آکر آدم کو سجدہ کیا عرض کیا کہ یا الہٰی "اظہاراً لعظمتک" مجکو گوارا نہ ہوا کہ یہ مکان جس سے شیطان نکالا گیا ہے تیرے سجدے سے خالی رہجائے میں ہی مستفید ہوجاؤں حق سبحانہ وتعالیٰ کو جبرئیل کا یہ فعل پسند آیا۔ فرمایا کہ اے جبرئیل میں نے تجکو اس ایک سجدہ کے بدلے اتنا ثواب عطا کیا جتنا سب فرشتوں کو ثواب ملا + لکھا ہے کہ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب سید الکائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس واقعہ بالا کی تقریر بیان فرمائی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سنکر تعجب کیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ جسوقت جناب باری عز اسمہ نے مجھ نیازمند کو اس کرامت سے مخصوص فرمایا تو مجکو بھی آپ کی طرح تعجب آیا تھا۔ علام الغیوب مالک الملک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل آخری زمانہ میں میرے حبیب کی جو امت ہوگی اگر انہیں سے کوئی شخص نیت ادائے نماز مسجد میں آویگا اور امام کو سجدہ میں پاویگا اور وہ شخص بے تامل جھٹ پٹ سجدہ میں اُسکا اقتدا کریگا باوجودیکہ یہ سجدہ اُسکی نماز میں محسوب نہیں ہوگا فانی عطیتہ یاجبرائیل ما اعطیتک وملئکتی اے جبریل میں اُس بندہ کو جسنے امام کو سجدہ میں پایا ہے اسقدر ثواب دونگا جسقدر تمکو اور تمام فرشتوں کو دیا ہے۔ اللھم ارزقنا !!!!

اللطیفۃ الثانیۃ فی ثواب السجدۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا ماثواب من سجد للہ تعالیٰ فرمایا اگر تم ثواب سجدہ معلوم کرنا چاہو تو اُسکی ضد کیطرف دیکھ لو جو آدمی سوائے معبود حقیقی کے کسی بُت کے سامنے اپنا مُنہ زمین پر رکھے۔ یعنی بُت کو سجدہ کرے عیاذاً باللہ وُہ کافر ہوجاتا ہے۔ بندہ مومن جو ازروئے نیاز مقام زار میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ بجالائے بالضرور اُس کے کرم نامتناہی کے بموجب وُہ بندہ مومن ہوجاتا ہے۔ اور بہشت میں مقام جاودانی جو مقام رضا ربانی ہے پاتا ہے اور بہشت عنبر سرشت میں بدولت ابدی اور سعادت سرمدی میں پہنچکر اُسکی رضا اور لقا سے مشرف

ہو جاتا ہے۔ **اللطیفۃ الثالثۃ** ایک بزرگ سے پوچھا گیا۔ کہ ایک سجدہ کا ثواب کس قدر ہو سکتا ہے فرمایا ایک سجدے کا ثواب ایک لاکھ بست ہزار سال کی عبادت کے برابر ہے حاضرین مجلس نے تعجب کیا فرمایا کہ میں اس مسئلہ کو دلیل سے ثابت کر دکھاتا ہوں۔ سُنو کہ ابلیس پر تلبیس ملائکہ عُبّاد کے جملہ میں سے تھا۔ چنانچہ چالیس ہزار سال وُہ خائن بہشت کا خازن رہا۔ اور چالیس ہزار سال وہ جاہل ملائکہ کا معلم رہا۔ اور چہل ہزار سال فرشتوں کی فوج جرار ہمراہ لیکر ساکنان زمین جو توحید رب العالمین کے منکر تھے۔ اُن کیساتھ لڑتا رہا اور زمین و آسمان کے میدانوں میں بالشت بھر زمین باقی نہیں رہ گئی تھی۔ جو اُس نے اُسپر سجدہ نہ کیا ہو۔ باوجود اسقدر سرمایہ مال حسنہ کے ایک سجدہ نہ کرنے کے بدلے اُس بار مآل کے سارے اعمال حبط بلکہ ھَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ہو گئے اور وُہ ملعون ابدی ہو گیا اور ہر ایک خاص و عام کا ملام بنگیا **سعدیؒ**

	عزیزے کہ از درگہش سر بتافت	بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت	

پس مومن بندہ جو حق سبحانہ وتعالیٰ کو از رُوئے تحقیق سچے دل سے سجدہ کرے اگر اس مقدار عمل ابلیس بدکردار کے نہ سجدہ کرنیسے حبط اور محو ہو گئے اُس عابد ساجد کو عطا ہو جاویں تو اُس کے کرم اور فضل سے کیا بعید ہے ٭ **اللطیفۃ الرّابعۃ** روایت ہے کہ ایک روز ابلیس لعین حضرت موسےٰ علیہ السلام کی ملاقات کیواسطے حاضر ہوا۔ اثنائے گفتگو میں کہا یا موسیٰ بئس ما فعلت اذما امتثلت امر ربی اے موسےٰؑ میں نے بہت بُرا کام کیا جو اپنے پروردگار کی فرمانبرداری سے انکار کیا اب آپ سے استیشاراً التماس کرتا ہوں کہ آپ کے ذریعہ سے میرا پروردگار میری توبہ قبول کرے اور مجکو مقام اول پر بھیجدیوے تو میں تائب ہو جاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے ملک العلام کی بارگاہ میں مناجات کی خطاب ہوا اے موسےٰ اگر یہ مردود میرے خلیفہ آدم کی قبر پر جاکر سجدہ کرے تو میں اُس کے گناہ کو بخشدونگا۔ اور اُسکی توبہ قبول کرونگا۔ اگرچہ تقصیر اُس لعین بے تدبیر سے سرزد ہوئی حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے پیغام الٰہی سے اُس مردود کو اطلاع دی تو اُس نے کہا اے موسےٰؑ جب وُہ یعنی حضرت آدم علیہ السّلام زندہ اور طرح طرح کی کرامتوں سے مخصوص تھا تب میں نے اُس کو سجدہ نہ کیا اب کہ اُس کا وجود بوسیدہ اور ریزیدہ خاک کیساتھ مل گیا ہے۔ اُسکو سجدہ کرنا پسند کرتا ہوں ٭ اے میرے بھائیو اہل اشارات نے کہا ہے کہ کلام الٰہی میں کسیطرحکا شک اور شبہ نہیں ہوا کرتا ہے۔ اور وعدے الٰہی سچے ہیں اگر ابلیس آدم علیہ السلام کی خاک کو سجدہ کرتا تو بیشک دولتِ قبول سے مشرف ہو جاتا

اور یہ امر ظاہر اور مقرر ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو جو زندہ اور قائم اور پائندہ اور دائم ہے سجدہ کرنا آدم مردہ بوسیدہ فرسودہ کی خاک کو سجدہ کرنے سے لاکھ مرتبہ فاضلتر ہے جب ہماری مہربان خالق کی رحمت اسقدر وسیع ہے کہ ابلیس جیسے غلیظ ترین کافر کو صرف آدمؑ مردہ کو سجدہ کرنے کے بدلے بخشنے پر تیار ہے اور اُس کے کفر سے درگذر کرنے پر مستعد ہے۔ اگر مومن بندوں کو جو ہر روز چونسٹھ بار اپنے پروردگار کو از رُوئے صدق اور اخلاص کے سجدہ کرتے ہیں اُن کے قصور معاف کردے اور مستحق قبولیت کا بنادے اور اپنے تقرب کی مسند پر بٹھا دے تو اُسکے کرم اور فضل سے بعید اور دُور نہیں + **اللطیفۃ الخامسۃ بالاشارۃ القرآنیۃ**

قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔ تفسیر حسینی وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حکم الٰہی کے موافق زمین شام سے حضرت ام المومنین ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو مکہ معظمہ کے کوہستان میں لائے اور حضرت اسمٰعیل نے وہاں ہی پرورش پائی۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو دیکھنے آئے تھے تین رات برابر خواب میں یہ حکم سنا کہ اے ابراہیم اپنے فرزند کو راہِ خدا اور اسکی رضا کے لئے قربانی کر۔ بقر عید کا دن تھا انوار التنزیل اور مدارک میں لکھا ہے کہ اُسوقت حضرت اسمٰعیل کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نو سال اور بعض کے نزدیک سات سال کے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے علی الصباح عید الضحیٰ کے دن فرمایا کہ اے ہاجرہ میرے لختِ جگر اسمٰعیل کو نہلا اور اس کی عنبریں زلفوں کو مشک اور عبیر اور زعفران سے معنبر کر کے شانہ کر اور نرگسین آنکھوں میں سرمہ لگا اور اُس کے نازنین بدن کو اچھی پوشاک پہنا کہ میں آج ایک دوست کے ہاں بطور مہمان کے جاتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کارد اور رسا بغل میں دبا کر اور حضرت اسمٰعیلؑ کو ساتھ لیکر منا کی طرف روانہ ہوئے + **روایت ہے** کہ اثنائے راہ میں ابلیس پر تلبیس نے حضرت اسمٰعیل کے نزدیک ہو کر چپکے سے کہا کہ تیرا باپ تجھے مار ڈالنے کے لئے جنگل میں لئے جاتا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے کہا او بوڑھے کوئی باپ کیسا ہی بے رحم ہو اپنے بیٹے کو نہیں مارتا ہے۔ پھر اُس لعین نے کہا اُسکو خدا تعالےٰ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے کہا ؂

اگرچہ کودک و طفل و جوانم	بفرمانش دو صد جان برفشانم
چو قربانم برائے کردگار است	ترا ای لعنتی با من چہ کار است

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھے تو حضرت اسمٰعیل نے کہا اے باپ تو مجھے کہاں

لیئے جاتا ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى پھر جب پہونچے حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمٰعیل کیساتھ مقام سعی میں یعنے صفا اور مروہ کے درمیان اور بعضوں نے کہا ہے کہ سعی سے ہمراہ میں چلنا مراد ہے کہا اے میرے پیارے چھوٹے بیٹے (یا صغیر ترحم یا پیار کے واسطے یا شفقت کے لئے ہے) میں دیکھتا ہوں برابر خواب میں یہ کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں یعنے برابر خواب میں بھی یہی حکم سنتا ہوں کہا اے ابراہیم اپنے بیٹے کو ذبح کر تو تو بھی دیکھ اس کام میں کہ تو کیا دیکھتا ہے اور تیری رائے میں کیا بات آتی ہے۔ حضرت اسمٰعیل نے جواباً التماس کی۔ کہ اے باپ خدا کے دوست رات کو نہیں سویا کرتے اور تو اسکی دوستی کا دعوے کرتا ہے اگر آپ رات کو اسکی محبت اور یادگاری میں گذارتے اور اپنے محبوب سے غافل ہو کر نہ سوتے تو یہ وحشت ناک خواب نہ دیکھتے **مثنوی**

	خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار چشمہای عاشقان را خواب نیست	چشم او چون شمع باشد آشکار یک نفس آن چشمہا بی آب نیست	

لیکن يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ اے میرے باپ کر جو کچھ تو حکم دیا گیا ہے اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہے قریب ہے کہ پائیگا تو مجھے انشاءاللہ صبر کرنیوالوں میں سے ذبح ہونے پر حکم قضا پر فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ پھر جب گردن جھکا دی حکم خدا کے سامنے دونوں نے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام تو بیٹے کے فدا کرنے پر آمادہ ہو گئے اور حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے قربان کرنے کی اجازت دی اور واقع ہوا جو کچھ واقع ہونا تھا وَتَلَّهٗ اور گرایا ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو لِلْجَبِيْنِ پیشانی کے بل یعنے انکی خواہش کے موافق انکی پیشانی زمین پر رکھی۔ معالم میں لکھا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اسمٰعیلؑ نے تین وصیتیں کیں ایک یہ کہ اے والد میرے ہاتھ پاؤں مضبوط باندھئے تاکہ میں نہ تڑپوں اسواسطے کہ ایسا نہو کہ تڑپتے وقت آپکے کپڑے خون آلود ہو جائیں اور میں اس بے ادبی کیوجہ سے گنہگار اور بدنام ہو جاؤں اور مجھے روبکاری کیوقت جناب باری سے ندامت اور خسارت حاصل ہو۔ **ع**

اگر خونم بریزی غم ندارم زان ہمی ترسم	کہ ناگہ دامن پاکت شود از خونم آلودہ

دوسری وصیّت یہ کہ اے باپ جب آپ اس کار خیر سے فراغت پا کر گھر میں تشریف لیجائیگا تو میری پیاری والدہ دلخستہ کو میرا سلام پہونچا کر میرا کُرتہ اُنھیں حوالہ فرمائیگا۔ تاکہ اس کرتہ کے سبب سے

اُس بیچاری کو تسلی رہے۔ تیسری وصیت یہ کہ میرا مُنہ زمین کی طرف کیجئے کہ ذبح کرتے وقت آپ کی نظر میرے چہرہ پر پڑنے نہ پائے اور شفقت جوش میں نہ آئے مبادا کہ حکم الٰہی کی تعمیل میں تاخیر اور تقصیر واقع ہو جائے پس حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے اپنا دل مضبوط کر کے بیٹے کے ہاتھ پاؤں باندھے اور چھری اُس کے حلق پر رکھی اور ہاتھ کا زور دیا مگر چھری نے کچھ اثر نہ کیا اُسوقت حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا اے باپ شاید آپ چھری کی پشت میرے حلق پر ملتے ہیں۔ اور محبت پدری کے دغدغہ سے اپنے دلکو بھرتے ہیں واللہ میں اپنے اللہ کے نام پر قربان ہونے کو دل وجان سے راضی اور خوش ہوں ؎

ازین بہتر چہ باشد در جہانم	کہ قربان خداوند است جانم

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پتھروں پر تیز کر کے بڑے زور سے اسمٰعیلؑ کی گردن پر چلائی پھر بھی بال بھر اثر معلوم نہوا حضرت اسمٰعیل نے کہا اے باپ کارد کے سر کو میری گردن پر رکھ کر چبھو دو شاید میرے حلق تک پہنچ جاوے ابراہیمؑ نے کارد کو سر کے بل رکھکر زور دیا جتنا کتنا چھری کا پھل تھا لکڑی کے دستہ میں گھس گیا۔ تب ابراہیمؑ نے غضب میں آکر کارد کو زمین پر پھینکدیا کارد نے عرض کیا کہ اے ابراہیم تجھ کو ایکبار حکم ہوا کہ اپنے فرزند کو قربانی کر اور مجھکو جناب باری سے ستر بار حکم ہوا ہے کہ خبردار اسمٰعیلؑ کا ایک بال بھی کٹنا نہ پائے۔ کشاف میں لکھا ہے کہ حقتعالیٰ نے تانبے کا پترہ حلقہ کی شکل پر حضرت اسمٰعیلؑ کے حلق پر پیدا کر دیا تھا۔ کہ اُس نے چھری کو کاٹنے سے روکدیا تھا۔ اور بعض علماء کا قول ہے کہ اُنکی گردن کٹ جاتی تھی اور پھر درست ہو جاتی تھی۔ حقتعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا یہ کام پسند فرمایا اور ارشاد کیا وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اور پکارا ہمنے اُسے کہ اے ابراہیم بیشک سچ کیا تو نے خواب اپنا۔ وسیط میں لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے فرزند کو قتل کرتا ہوں مگر خون کا اثر نہیں دیکھا تھا جاگتے میں بھی وہی صورت واقع ہوئی۔ قال اللہ تعالیٰ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور فدیہ دیا ہمنے اسمٰعیلؑ کو بڑا مینڈھا یعنے فربہ اور سینگوں والا چالیس برس بہشت میں چرا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ مینڈھا تھا جسے ہابیل نے قربان کیا تھا اور حق تعالےٰ نے اُن سے قبول کر لیا تھا۔ یا ایک بکرا ثبیر کے پہاڑوں سے اُترا تھا پھر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آکھڑا ہوا۔ اور بہت مشہور روایت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے پر لائے تھے اور قربانیوں کے مسئلے اور قصے معہ دیگر متعلقات کے قصوں اور تفسیروں خصوصاً جواہر التفسیر میں مذکور ہیں

اشارت اے میرے دینی بھائیو خدا تعالیٰ تمکو اور مجکو ہدایت کرے اور اس اشارت کی سمجھ عنایت کرے سُنو کہ گویا حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ اسمٰعیل نے ایک بار اپنا منہ میری رضا کی خاطر زمین پر رکھا ہے میری ذات مقدس کو یہ شایان نہیں اور میری عظمت کا یہ تقاضا نہیں کہ میں اسکو ذبح کے امتحان میں ڈالوں بلکہ میں اُس کو اس تہلکہ سے نجات دیکر اُسکے بدلہ میں ایک قربانی بھیجتا ہوں علےٰ ہذا القیاس جو ہمارا بندہ مومن موحّد جو ہر روز پانچوقت نہایت عاجزی اور انکساری کیساتھ اپنا چہرہ ہماری خدمتگاری میں ایک دن چونسٹھ بار زمین پر رکھے اگر ہم اُسکو عذاب برزخ دوزخ سے نجات بخشدیں اور اس کا فدیہ کافروں کو دوزخ میں بھیجدیں تو ہمارے کرم اور رحم سے عجیب اور غریب نہیں ہوگا ،، **اللطیفۃ السادسۃ** یہ لطیفہ مسائل فقہیہ کے متعلق ہے دل کے کانوں سُنو۔ مثلاً ایک آدمی نے قندیل مسجد میں لٹکائی چند روز گذرنے کے بعد اگر وہ شخص محتاج ہؤا اگر وہ اُس قندیل کو بیچکر اُسکی قیمت اپنے مصرف میں صرف کرے تو عند الشرع جایز ہے اور اگر بوریا یا کوئی فرش مسجد میں ڈلوایا اور عام وخاص نے اس فرش پر نمازیں پڑھیں اُس فراش کو اُس فرش کے فروخت کرنیکی ولایت باقی نہیں رہتی علے المومن بندہ جو ستر سال اپنے پروردگار ذوالجلال کے آگے سجدہ کرتا ہے اگر اُسکو پھر عذاب کے بازار میں نہ بیچ ڈالے اور اپنے کرم عام کی نگاہ اُسکی طرف سے نہ پھیر لے تو اسکے فضل سے بعید نہیں ❊ **اللطیفۃ السابعۃ** سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز شہسوار میدان شجاعت اسد اللہ الغالب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مسجد نبوی علیہ السلام میں یاد خدا میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے مسجد شریف میں آکر ایک پتھر پر نماز گذاری اور رکوع وسجود کے شرائط بجا نہ لایا۔ جب نماز سے فارغ ہوا حضرت امیر المومنین نے پوچھا ماھذا یا رجل یہ کیسی نماز ہے جو تونے ادا کی۔ اُس بیباک آدمی نے کہا یہ وہ نماز ہے اگر تیرا باپ ابوطالب ویسا ہی ایک سجدہ بجالاتا تو دوزخ کی آگ سے نجات پاجاتا۔ حضرت امیر المومنین رضہ اس کڑی بات سنکر دم بخود ہوکر خاموش ہوگئے اور کچھ جواب نہ دیا ❊

اللطیفۃ الثامنۃ ایک روز گبروں کی ایک جماعت حضرت ابراہیم ؑ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئی اور کھانا کھانے کی درخواست کی اور باہم متفق ہوکر یہ شرط ٹھیرائی تھی۔ اگر ابراہیم ؑ ہم کو دین اسلام کی طرف بُلائے تو کوئی شخص ہمارے میں سے اُس کا دین قبول نہ کرے ماسوا اس کے جو حکم فرمائے ہر ایک آدمی اُس کے فرمان کو بجالائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

بطور مہمان نوازی کے دستر خوان بچھایا اور ان کو بڑی تعظیم سے فرش پر بٹھایا ہر ایک کے آگے کھانا رکھکر ارشاد فرمایا کہ بھائیو شرط یہ ہے کہ جو میرے اللہ کی توحید کا ایمان اپنے دل وجان سے لائے وہ یہ طیب اور پاک کھانا کھائے۔ گبروں نے عرض کیا کہ اے ابراہیمؑ جو کچھ آپ فرماؤ ہم کو دل وجان سے منظور ہے مگر ہم سے اپنے آبائی دین کا چھوڑنا اور اپنی مقررہ رسومات سے منہ موڑنا ہرگز ہرگز ممکن الوقوع نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بھلا ایک کام کرو تم سب کے سب میرے رب کو ایک سجدہ کردو انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ اتنی بات پر اگر ابراہیم کا دل خوش ہوجاتا ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے یہ امر تو بہت آسان ہے ہم اپنے معبودوں کو سجدہ کریں گے اور ابراہیمؑ بظاہر یہ سمجھیگا کہ میرے خدا کو سجدہ کرتے ہیں یہ بات باہم مقرر کرکے ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ ہم اتنی بات آپکی منظور کرسکتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھانا کھانے کی اجازت دی جب سب لوگ کھانا کھاچکے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس جماعت کو ساتھ لیکر جنگل میں چلے گئے اور اُن اغیار کی ایک قطار سیدھی کھڑی کرکے فرمایا کہ جب میں اپنے معبود کے سجود میں چلا جاؤں تو تم بھی میری متابعت کیوجہ سے سجدہ کردینا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سجدہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرکے عرض کی کہ اے میرے سچے خداوند اس سے زیادہ یہ بندہ اس جماعت پراگندہ میں تصرف کا اختیار نہیں رکھ سکتا ہے میں نے حکمت عملی اور توفیق لم یزلی کی مدد سے اُن کو تیری بارگاہ میں پیش کردیا ہے تُو اپنے فضل وکرم سے اُن کے باطن کے مُنہ پر دل کا دروازہ کھولدے اور انکو راہ ہدایت کی دکھادے لکھا ہے کہ جب اُس قوم نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو سب مسلمان ہوگئے نکتہ اے میرے بھائیو غور کرنیکا مقام ہے اُن کافروں نے بُت کے ارادہ پر محض حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کی متابعت اور اُس کے خوش کرنیکی وجہ سے سجدہ کیا حق تعالیٰ نے سب کو ایمان کرامت فرمایا وہ مومن موحدؐ جو ساٹھ ستر سال صدق اور اخلاص اور نیت درست سے واسطے متابعت خواجہ ہر دوسرا شفیع روز جزا مخصوص بفضل لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق سبحانہ وتعالیٰ کو سجدہ کرتے رہیں اگر ان بیچارونکو ایمان کرامت اور عطا فرماکر اپنے قرب سے جدا نہ کرے اور ہر سجدہ میں ہزار در ہزار موتی معانی اور معارف اور حقائق کے اپنے لطائف اور دقائق کے دریا سے اُن کے سروں پر نثار کرے تو اُسکی سخاوت کے دریا سے کیا کم ہوجاتا ہے۔

اللھم ارزقنا۔ **سوال**۔ سات عضووں پر وضع ہونے میں کیا حکمت ہے کما ورد فی الحدیث

قال النبی علیہ السلام خُلِقتُم مِّن سَبعٍ وَرُزِقتُم مِّن سَبعٍ فَاسجُدُوا لِلّٰہِ علٰی سَبعٍ **الجواب** علٰی سبعۃ وجوہ **وجہ اول** سمجھنا چاہئے کہ سجدہ کمال تواضع ہے اور اُسکا نتیجہ کمال ترفع ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنے سات عضووں سے سجدہ کیا کرے تاکہ حقتعالیٰ اُس کے ساتوں اعضا کو عذاب کی خواری اور قیامت کے احوال کی اضطراری سے محفوظ رکھے **وجہ دوم** آیت اور حدیث میں وارد ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ کَفَّارَۃُ الذُّنُوبِ خُصُوصًا السَّجدَۃُ پس سجدہ سات عضووں پر اسلئے مقرر ہوا **وجہ سوم** دوزخ کے سات طبقے ہیں کما ورد لھا سبعۃ ابواب سجدہ کیواسطے بھی سات عضو معین ہوئے تاکہ ان سات اعضا کے سجدہ کی برکت سے دوزخ کے ساتوں دروازے بند ہوجاویں۔ **وجہ چہارم** روایات صحیحہ میں وارد ہے کہ ابلیس پلید نے سات لاکھ برس عبادت کی تھی بباعث ایک سجدہ نہ کرنے کے اُس مردود کی کئی لاکھ سالوں کی عبادت نابود ہوگئی تو گویا حقتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے مومن بندو تم اپنے سات اعضا کیساتھ مجکو سجدہ کرو تاکہ میں شیطان کی ناک مٹی میں لتھڑنے کے لئے تمہارے ہر ایک عضو کو لاکھ سال کی عبادت کرامت کردوں **وجہ پنجم**۔ آسمانوں کے طبقات علیٰ ما ورد وَبَنَینَا فَوقَکُم سَبعًا شِدَادًا سات ہیں اور زمینوں کے طبقے بحکم وَمِنَ الاَرضِ مِثلَھُنَّ بھی سات ہیں اور ہمنے بندوں کو ساتوں اعضا کیساتھ سجدہ کرنیکا حکم فرمایا اور سجدہ مکرر مقرر ہوا تاکہ ان چودہ طبقات کے رہنیوالوں کی عبادت کے برابر ثواب عطا کریں * **وجہ ششم** سات اعضا کیساتھ سجدہ کرنا ساجدوں کی کثرت اور ثواب کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے مگر اس بات کا سمجھنا ایک مقدمہ پر موقوف ہے جبتک اسکی تفصیل بیان نہ کیجائے تب تک ساجدوں کی کثرت اور ثواب کی زیادتی کا حال نہیں سمجھا جاتا واضح ہو کہ سات کے عدد میں ایک قسم کی کثرت ہے اس لئے کہ اسمیں جفت اور وتر بکثرت ہیں اسواسطے کہ اقل مرتبہ کثرت کا تین ہے اور سات میں تین شفعے اور تین وتر ہیں چنانچہ دو اور چار اور چھ شفعے ہیں تین اور پانچ اور سات یہ تین وتر ہیں۔ اور ایک اُصل اعداد نہیں پس ایسا عدد اقل جو کثرت کے درجہ کو پہنچ جائے وہ سات کا ہی عدد ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب تعداد ساجد کی بکثرت ہوگی تو اُسکا ثواب بھی بکثرت ہوگا **وجہ ہفتم** تفسیروں میں لکھا ہے کہ قیامت کے عذاب اور نکال اور سلاسل و اغلال انہیں سات اعضا کی طرف عیاذاً باللہ متوجہ ہوگا چنانچہ خاص و عوام کے اقدام پلصراط پر گذرنیکے وقت پھسل جاوینگے جیساکہ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کو اس عذاب سے بچانے کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی اللھم ثبت قدمی علے الصراط یوم تزلزل فیہ اقدام المنافقین ای میرے

اللہ! میری امت کے اقدام پلصراط پر قایم رکھ اُس روز کہ منافقوں کے اقدام اُس پُل پر
سے پھسل جاویں گے۔ **مؤلف** اے میرے دینی بھائیو جو شخص دنیا میں راہ راست پر رہیگا
وُہ آخرت کو پلصراط پر سبکسار یعنی ہلکا ہوگا اور نجات پاویگا۔ اور جو دُنیا میں سیدھا رہنے سے
عدول کریگا اور گناہوں سے اُسکی پیٹھ بھاری ہوگی وہ پُلصراط کے پہلے ہی قدم میں لغزش
کھاکر ہلاک ہوجائیگا پس آپ سوچو جب تم اپنا ایک پاؤں اُسپر رکھوگے اور اُسکی تیزی تمہارے
پاؤں کو معلوم ہوگی اور دوسرا پاؤں اٹھانیکے لئے مجبور ہوگے اور تمہارے سامنے لوگ
پھسل پھسل کر گرتے ہونگے اور دوزخ کے فرشتے کانٹوں اور انکڑوں سے اُنکو اٹھاتے ہونگے۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر کہتے ہونگے الٰہی بچالے الٰہی بچالے میری امت کو اور تمہارا
کیا حال ہوگا اگر تمہارا پاؤں پھسل گیا اُس وقت کی پشیمانی کام نہ آئے گی۔ بھائیو پلصراط کے
اہوال اور مصائب بہت ہیں اُن کا بہت ہی فکر کرنا چاہئے اس لئے کہ قیامت کے صدموں سے
زیادہ تر وہی شخص بچیگا جو دُنیا میں اُسکا فکر زیادہ کریگا۔ اور جو کوئی ان اہوال سے دُنیا میں ڈریگا
وہ آخرت میں ان سے مامون رہیگا۔ ہماری غرض خوف دلانیسے یہ نہیں کہ عورتونکی طرح سُننے
کے وقت دِل پر رقّت ہوئی اور آنکھوں سے چند قطرے آنسوؤں کے بہالئے اور پھر جلدی سے
بھول بھال لہو لعب میں مشغول ہوگئے۔ اتنا ڈرنا اور رو پڑنا خوف میں داخل نہیں بلکہ جو
شخص ڈرا کرتا ہے اُس ڈروالی شے سے بھاگا کرتا ہے۔ اور جس چیز کی امید کرتا ہے اُسکی طلب
کیا کرتا ہے اس صُورت میں وہی خوف اُس روز نجات دیگا جس کے باعث آدمی خدا تعالیٰ
کی نافرمانی سے باز رہے اور اسکی اطاعت پر آمادہ رہے آج کل یعنی بیوقوف آدمی قیامت کے
اہوال کو سنتے ہیں فوراً زبان سے استعاذہ نکالتے ہیں کوئی کہتا ہے استعیذ باللہ کوئی
کہتا ہے نعوذ باللہ کوئی کہتا ہے لاحول ولاقوۃ کوئی کہتا ہے خدا کی پناہ الٰہی بچائیو باوجود اسکے
اُن گناہوں پر برابر اصرار کرتے چلے جاتے ہیں جو انکی ہلاکت کا باعث ہے حضرت امام غزالیؒ احیاء العلوم
میں فرماتے ہیں کہ ایسے شخصوں کے پناہ مانگنے سے شیطان ہنستا ہے جیسے اوس
شخص پر ہنسا کرتے ہیں جس پر جنگل میں کوئی درندہ حملہ کرے اور اوسکے پیچھے ایک قلعہ
یا گڑھی مضبوط ہو تو جب وہ اوس درندے کے دانت اور اوسکے حملے کو دور سے
دیکھتا ہے تو زبان سے کہنے لگتا ہے کہ پناہ ہے اوس قلعہ کی اور دہائی اسکی سخت عمارت
اور مضبوط دیواروں کی اور یہ بکواس زبان ہی سے کرے اور اپنی جگہ سے نہ ہلے تو

ان باتوں سے درندہ تھوڑا ہی ہٹا جاتا ہے اسیطرح میرے بھائیو آخرت کے احوال کی گڑھی اور قیامت کے صدمات سے بچنے کے لئے محکم قلعہ بجز لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اور کوئی چیز نہیں یہی ہمکو اور تمکو اس بیکنار سمندر سے پار کریگا مگر اسکا صرف زبانی کہنا کارآمد نہیں بلکہ اُسکا سچ جاننا اور دل وجان سے ماننا بھی ضرور ہے اور اس کا سچ جاننا اسطرح ہے کہ آدمی کا کوئی مقصود سوائے خدا یتعالیٰ کے نہو اور نہ کوئی معبود اُس کے سوا۔ اور جو شخص اپنی خواہش کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہو تو وہ توحید الٰہی کے راستہ سے ابھی بہت دور ہے اور اس کا معاملہ خود خطرناک ہے پس اگر آدمی سے یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت کرے اور انکی سنت کی بزرگی بجالاوے اور آپ کی اُمت کے نیکبختوں کی دلداری کرے اور انکی دعاؤں سے برکت حاصل کرے شاید اسی جہت سے آپ کی شفاعت یا اُن صلحا کی شفاعت نصیب ہو اگر اپنے پاس سرمایہ نہو تو حضرات صلحا کی شفاعت سے نجات ملجاویگی آدمی کو لازم ہے کہ کسی بزرگ کی صُحبت میں رہکر اپنے لئے کوئی وسیلہ نجات کا سوچ رکھے چنانچہ مولٰنا معنوی نے مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ **مثنوی**

رَو بجو یاری خدائے را تو زود	چون چنین کردی خدا یار تو بود	کم زخاکی چونکہ خاکی بار یافت
از بہاری صد ہزار انوار یافت	لوح محفوظست پیشانئے یار	راز کونینش نماید آشکار
اہل دین را باز دان از اہل کین	ہمنشینے حق بجو با او نشین	ہمنشین اہل معنے باش تا
ہم عطا یابی وہم باشی فتا	ہمنشین مُقبلان چون کیمیاست	چون نظر شان کیمیائے خود کجاست
ہمرہے را چون کزو یابے مدد	ہم دل وہمدرد جویان احد	لیک ہر گمراہ را ہمراہ مدان
غافلان خفتہ را آگاہ مدان	ہست سُنت رہ جماعت چُون رفیق	بے رہ و یار افتی در مضیق
ہر خری کز کاروان تنہا رود	بے رے آن راہ از تعب دِہ تو بود	مر ترا گویند آن خر خوش شنو
گرنہ خر ہمچنان تنہا مرو	زان جلیس اللہ گشت آن نیکبخت	کہ بہ پہلوی سعیدی بر درخت

آمدیم برسر مطلب۔ قیامت کے بعضے لوگ مارے ہیبت کے گھٹنوں کے بل چلینگے کما ورد فی الحدیث لَا یَبْقٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَحَدٌ اِلَّا یَجِیْءُ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ اور گنہگاروں کے ہاتھ زنجیروں سے کڑے جائیں گے کما ورد قال اللہ تعالیٰ غُلَّتْ اَیْدِیْھِمْ اور اکثر لوگوں کے مُنہ قیامت کے دن سیاہ ہو جائیں گے کما ورد وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ پس جو شخص ان سات اعضا کیساتھ اپنے سچے معبود کے آگے سجدہ کریگا سجدہ کی برکت سے اُسکے پاؤں پلصراط پر نہیں

پھسلیں گے اور اُس کے زانو عذاب کے وبال سے محفوظ ہونگے اور اُس کے ہاتھ زنجیروں کے عذاب سے چھوٹ جائیں گے اور اُن کے چہرے عذاب کی سیاہی سے ساتھ لطف الٰہی کے بچ رہینگے جب مومن بندہ واسطے ادائے نماز کے کھڑا ہوتا ہے تو جناب الٰہی میں یہ کہتا ہے کہ الٰہی! میں اپنے اعضا اور جوارح کو تیری فرمانبرداری کے مقام میں حاضر کرتا ہوں میرے دونوں قدم کہ اشرار کی مجلسوں میں پرکار کیطرح اُن کے ارد گرد پھرتے تھے اب میں نے اُنکو تیری خدمت کے دائرہ کا مرکز بنا دیا ہے اور میرے زانو جو بخت اور کامرانی کے تخت پر محبوب جانی کے ہمزانو رہتے تھے اب میں نے انکو ہیبت اور خوف کے مقام میں لا لٹکایا ہے اور میرا ہاتھ جو ساری عمر میں پیالہ اور نوالہ سے خالی نہیں رہتا تھا میں نے ماسوا اللہ سے کوتاہ کرکے تہیدست تیری بارگاہ میں حاضر کیا ہے اور میرا منہ جو دنیا کے بڑے بڑے رُو شناس دولت شناس ہر دم و ہر آن میرے پاس آکر میری مُنہ کیطرف دیکھتے تھے اب میں نے اُسکو ساتھ سو طرح کی خواری کے شرمساری کی خاک پر بطور خدمتگذاری کے رکھا ہے اور آنکھوں کو دیدار اغیار کے مشاہدہ سے میں نے بند کیا ہے اور کانوں کو خلقت کی کلام سُننے سے ہٹا رکھا ہے الٰہی تیری کرامت اور رحمت سے مجکو امید ہے کہ تیری ذات مقدس میرے پاؤں کو بساط قرب پر چلنے کی طاقت عطا فرماویگی اور میرے زانوؤں کو عزت کے تخت پر رضا کا ہمزانو کریگی۔ اور میرے ہاتھوں کو اپنی جُود اور عطا کے خوانچہ سے مالا مال کردیگی اور میرے مُنہ کو نہایت نصرت کیساتھ اپنی بارگاہ کبریا کیطرف متوجہ کردیگی اور میرے کانوں کو کلام الٰہی کے سُننے کیوقت مرحبا اور سلام سُننے کے قابل بنا دیگی اور میری آنکھوں کو جو مدت العمر تیرے دیدار کے لئے ترستی رہی ہیں مشاہدہ کیوقت اپنے دیدار سے مشرف اور اپنے وصال اور لقاء کے نُور سے منور کردیگی + رباعی

یارب ہمہ راز عیش خورم گردان تن را بہ عطار سان و دل را برضا	باشاہد بزم قدس محرم گردان جانرا بلقای خویشش ہمدم گردان

سوال کیا حکمت ہے کہ سجدے دو مقرر ہوئے اور رکوع ایک **جواب** میرے بھائیو! اس حکمت میں حضرات اہل اشارت نے بڑی لمبی گفتگو کی ہے اسکی تفصیل بڑی بڑی کتابوں جیسے بحر الدر میں موجود ہی ہم اس جگہ چندراں اشاروں پر اکتفا کرتے ہیں وَبِاللہِ التَّوفیق۔ **اشارہ اول**۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ابلیس کو ایک سجدے کا حکم دیا تھا اور اُس مردود ازلی نے انکار کیا اور ہم بندوں کو دو سجدوں کا ارشاد ہوا تا ہم اپنے مالک کی فرمانبرداری کرکے اپنی مرتبہ میں ترقی کریں اور مقام قربت میں پہنچکر شیطان کے علاقہ کی مناسبت کو بالکلیہ

اپنے سے منقطع کردیں **دوم** حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ گویا ہماری طرف دوام متوجہ ہوئے ہم بھی دو امروں کی جہت سے دو سجدے ہی بجا لاتے ہیں۔ پہلا سجدہ خدمت کے لئے اور دوسرا قربت کیواسطے **سوم** جب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے آدم تو قبول توبہ کے لئے مجھ کو سجدہ کر اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے سجدہ کیا اور اسیوقت قبولیت کے آثار نمودار ہونے لگے تو قبول توبہ کے شکریہ میں دوسرا سجدہ بجا لایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی متابعت کیواسطے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ہم سب اہل اسلام پر ہر ایک رکعت میں دو سجدے فرضاً مقرر فرمائے **چہارم** جب روز قیامت برپا ہوگا اور خلائق اولین و آخرین میدان قیامت میں کھڑے کئے جائیں گے اور حجاب بھی اُٹھ جائینگے اور کسیطرح کا پردہ ایک دوسرے کے درمیان حائل نہوگا اور حق سبحانہ وتعالیٰ تمام مومنوں کو اپنے سجدہ کا خطاب فرمائیگا کما قال يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ سب مومن مخلص فوراً سجدہ میں پڑ جائیں گے اور منافقین ویسے ہی کھڑے رہجائینگے ہر چند کوشش کریں گے مگر ہر گز انسے سجدہ نہ کیا جاسکیگا جب مومن سجدے سے سر اٹھائینگے تو منافقوں کی پیشانیاں اور پیٹھ بیل کی طرح یک لخت ہو جائیگی اور مومن اس حال کو دیکھکر اپنی سلامتی کے شکریہ میں دوسرا سجدہ بجا لائیں گے آج دار دنیا میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہم مومنوں کو دو سجدوں کے ارشاد سے اسواسطے مامور فرمایا ہے کہ میرے مومن بندے اس امر کے حاوی ہو کر قیامت کے دن اس دولت سے محروم نہ رہیں **پنجم** لکھا ہے کہ جب ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو سو سال تک سجدہ میں پڑے رہے جب ملک العلام کے حکم سے ملائکہ نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو ابلیس لعین کی صورت کو مسخ ہوا پایا اور اس مردود کو قرب کے میدان سے مطرود اپنی خداداد توفیق کے شکریہ میں دوسرا سجدہ بجا لائے اس لئے دو سجدے ہمارے پر فرض ہوئے **ششم** اس روز کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی تعلیم فرماتے تھے حدیثوں سے ثابت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام بر سم امامت اُٹھے اور رسول مقبول علیہ السلام بطور مقتدی کے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سجدہ میں بہت دیر لگائی خواجہ علیہ السلام نے اس گمان سے کہ جبرئیل علیہ السلام نے سر سجدہ سے اُٹھا لیا ہے اپنا سر مبارک سجدے سے اُٹھا لیا دیکھا کہ جبرائیل ہنوز سر بسجدہ ہے پھر حضرت نے اپنا سر مبارک زمین پر رکھا حضرت کا دوبارہ سجدہ کرنا حق سبحانہ وتعالیٰ کو نہایت پسند ہوا اسی لئے آپ کی امت ہر جو مہ پر دو سجدے فرض کئے۔ **ہفتم** رکوع کرنا راکع کی عبودیت کا دعوے ہے اور دو سجدے اُس کے صدق دعوے پر دو شاہد ہیں **ہشتم** قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

وَفِیھَا نُعِیدُ کُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْریٰ پہلا سجدہ گویا ساجد اشارہ کر رہا ہی کہ الٰہی تو نے مجکو زمین سے پیدا کیا جب سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو گویا اشارتاً کہتا ہی کہ الٰہی تو نے مجکو زمین سے پیدا کر کے نشو ونما کی کرامت فرمائی اور جب دوسرے سجدہ میں جا پڑتا ہے تو کہتا ہے کہ الٰہی تو پھر مجکو زمین میں لیجائیگا اور جب دوسرے سجدہ سے سر اُٹھاتا ہے تو گویا اشارہ کرتا ہی کہ خدایا تو پھر مجکو قیامت کے دن خاک سے جس ہیئت وصورت میں داخل گیا تھا ویسا ہی اُٹھاویگا الٰہی تو نے جس کو اپنے سجدہ کی توفیق کرامت فرمائی ہے اسکو اپنی رحمت عامہ سے قیامت کی خجالت سے امان بخشیو نہم پہلا غفران معاصی اور عذاب دوزخ سے خلاصی پانے کے لئے ہے اور دوسرا قبول طاعات اور وصول درجات جنّات کیواسطے ہے۔ دہم پہلا سجدہ ازل کیطرف اشارہ ہی اور دوسرا ابد کیطرف کنایہ ہے والارتفاع بینھما اشارۃ الی الحیوۃ الدنیویۃ جب بندہ حضرت احدیت جل و عُلا کی ازلیت اور ابدیت کو ثابت کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے اُس کے مابین کی کفایت فرماویگا۔ یازدہم سجدہ اولیٰ دنیا کو آخرت میں فنا کر دینے سے اشارت ہے اور دوسرا سجدہ آخرت کو حضرت ذوالجلال کے جمال وجلال کے نور میں فنا کر دینے سے مراد ہی۔ دوازدہم سجدۂ اولیٰ فناء کل فی اللہ سے اور سجدہ ثانیہ بقاء کل باللہ سے اشارہ ہی سیزدہم سجدۂ اولیٰ جو کچھ انسان کو ذات وصفات باری تعالیٰ کی معرفت سے حاصل ہوا ہے اُس کے شکریہ سے مراد ہے دوسرا سجدہ جو چیزیں انسان کے ادراک سے باہر ہیں اُس کے عجز کی طرف اشارہ ہے چہاردہم سجدہ اولیٰ خدمت کا سجدہ ہے اور دوسرا مشاہدہ کا کانہ سبحانہ وتعالیٰ یقول یا عبدی سجد فان السجدۃ ادناک منی ثم السجدۃ الثانیۃ ادنانی منک لیظھر لک سرّ ادلی فتدلی اے دنی عبداً فتدلی فرداً ادنی ملکاً فتدلی ملکیاً ادنی فرشیاً فتدلی عرشیاً دنی مجاھداً فتدلی مشاھداً ادنی طالباً فتدلی واصلاً دنی محباً فتدلی محبوباً دنی شاکراً فتدلی مشکوراً۔ پانزدہم پہلا سجدہ مقام عبودیت کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا ربوبیت کی طرف کنایہ ہی تو گویا حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو سجدہ کی حالت میں جسقدر اپنی عبودیت کو ہماری بارگاہ میں ظاہر کروگے اُسیقدر دوسرے سجدہ میں ہم اظہار ربوبیت کا تمہاری نسبت کرینگے پہلا سجدہ تمہارے پر موقوف ہی اور دوسرا ہماری ذات مقدس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اے میرے بندے تو سجدہ اولیٰ میں اپنی بندگی کی داد دے تو دوسرے سجدہ میں اپنی خداوندی کے بموجب داد دونگا اے میرے بندے تو پہلے سجدہ میں میری خدمت اور

مجتنا میں کوشش کر دوسرے سجدہ میں تیری ہمت منتہا کے مطابق ہم اپنے لطف اور کرم اور جود اور نعم کے موافق تیرے ساتھ سلوک کریں گے۔ از معین مسکین بشنو

ہر کسے را بخت و دولت میرسد
آنکہ در خدمت کمر بربستہ است
بندگی مسکین کہ تا سلطان شوی
گر برین درگاہ خاکِ در شوی
چونکہ در خدمت در آمد آب و خاک
ہم زخود نورِ شہود خویش دید
او آدم بود کو مسجود بود۔
تا ببیند عکس نورِ پاک را۔
پیش آدم گر ملک یک سجدہ برد
سجدۂ آخر ہیئے در جام کرد
سجدۂ اول نشان بندگیست
سجدۂ آخر زحق بشنو تو راز
سجدۂ اول زہستی شو برون
سجدۂ آخر رسیدن در شہود
سجدۂ اول زخود یک گشتن
نسبتش آخر بخود گردی درست
از وفاداری و خدمت مے رسد
گر نمیدانی کئی یا کیستی ؟
جان فشان در عشق تا جانان شوی
گر نہ گردی زیر پا ہا گرد تو۔
صیقلے خورد از ریاضت گشت پاک
خاک چون پاک آمد از خود جملگی
بلکہ او آئینہ معبود بود
آنکہ در آدم ملائک دیدہ بود
نزد حق آدم یکے را دو سپرد
آدم آنجا چون دو سجدہ پیش راند
وان دگر طغرائش دل زندگیست
سجدۂ اول فنا فی اللہ دان
سجدۂ آخر بہ ہستی شو درون
سجدۂ اول زخود بگسستن است
سجدۂ آخر تمامی اوشدن
چون نفخت فیہ من روحی توئی
بر سرِ ہر سلطنت بنشستہ است
این قدر دانی کہ بندہ کیستی
بر سرِ کون و مکان افسر شوی
در رہِ مردان نگردی سرد تو
چون بمرآتِ وجودِ خویش دید۔
میکند آدم ملک را قبلگی۔
سجدہ کے آرد ملک کی خاک را
آدم ار دیدے بخود کردی سجود
سجدۂ اول ادائے وام کرد
در نماز اکنون ہمہ سنت نماند
سجدۂ اول بحق بردی نیاز
سجدۂ آخر بقا باللہ دان۔
سجدۂ اول رہیدن از وجود
سجدۂ آخر بحق پیوستن است
سجدہ میکردی خدا در نخست
گلبنی از باغ سبوحی توئی۔

گوش بکشا چون درخت موسوی
تا زحق انی انا اللہ بشنوی

الفرض السادس فی القعدۃ الاخیرۃ۔ چھٹا فرض نماز کے فرائض سے قعدہ اخیرہ ہے برابر ہے کہ اس قعدہ سے پہلے بھی قعدہ ہو جیسے رباعی نماز میں یا نہ ہو جیسے ثنائی نماز میں اور اسمیں مقدار فرض کی اتنی ہے جسمیں عبدہ و رسولہ تک پڑھ لیا جاوے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لابن مسعود حین علمہ التشہد اذا قلت ھذا او فعلت ھذا فقد تمت صلوتک اس واسطے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن مسعود سے تشہد سکھاتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو یہ پڑھ چکا یا یہ کر چکا تیری نماز بیشک پوری ہو گئی۔ کیونکہ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکھا تشہد پڑھے یا نہ پڑھے اسواسطے کہ معنی اِذَا قُلْتَ ھٰذَا کے یہ ہیں کہ پڑھا تو نے تشہد کو بیٹھکر اس لئے کہ تشہد کا پڑھنا بجز قعود کے مشروع نہیں ہے اور معنی اِذَا فَعَلْتَ ھٰذَا کے یہ ہیں کہ تو بیٹھ گیا اور پڑھا کچھ نہیں پس اختیار قول میں ہے فعل میں نہیں ہے اسواسطے کہ فعل دونوں حالتوں میں ثابت ہے اور جو امر شرط پر موقوف ہوتا ہے وہ شرط سے پہلے ہی موجود نہیں ہوتا ہے اور ایک اور وجہ ہے کہ نماز متناہی ہے اور تناہی بدون تمامی کے نہیں ہوتی اور تمامی تمام کئے بدون نہیں ہوتی اور تمام کرنا بدون قول شارع کے معلوم نہیں ہوتا سو شارع نے قعدہ بتا دیا پس فرض ہو گیا۔ اگر کوئی کہے فرضیت خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ جب خبر واحد سے ابتدا ثابت کریں اور وہ صورت جو ابتدا ثابت نہ کرے بلکہ خبر واحد سے بیان اجمال کا کریں تو فرضیت ثابت ہو جاتی ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ عین نماز تو قرآن سے ثابت ہے اور تمامی نماز کی اسمیں داخل ہے پس اتمام کا بھی ثبوت قرآن سے لازم آیا اور اس خبر نے کیفیت اتمام کی بیان کر دی سوئی فرض ہوا اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل میں ظاہر ہوتا ہے چنانچہ اُن مسائل میں سے **پہلا مسئلہ** یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھیں اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا اور چوتھی رکعت پر قعدہ نہ کیا تو اُسکی نماز کی فرضیت باطل ہو کر امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک نفل ہو جاتی ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک فرضیت باطل ہو کر نماز ہی نہیں رہتی اور ایسا ہی اگر مغرب میں تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نہ کرے تو اُسکی نماز باطل ہو جاتی ہے ❊ **دوسرا مسئلہ** اُن مسائل میں سے یہ ہے کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی قضا نماز میں بنے تو اسکا اقتدا صحیح نہیں اسواسطے کہ بیچ کا قعدہ مسافر کے حق میں فرض ہے اور مقیم کے حق میں فرض نہیں اب اُس کا اقتدا ایسا ہو گیا جیسے فرض پڑھنیوالا نفل پڑھنیوالے کا مقتدی ہو جاوے اور یہ اقتدا ہمارے مذہب میں جایز نہیں ہے۔ مسافر کو اس لئے کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کے وقت میں رباعی ہو جاتی ہے وقت کے بعد نہیں ہوتی **تیسرا مسئلہ** اُن مسائل میں سے یہ ہے کہ مصلّی کو بعد تشہد کے آخر نماز میں اگر سجدہ تلاوت یاد آیا اور اُس نے وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہو گیا یہانتک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کے بقدر تشہد قعدہ نہ کریگا تو اسکی نماز بسبب فوت ہو جانے ایک رکن یعنی قعدہ اخیر کے فاسد ہو جاویگی **چوتھا مسئلہ** اُن مسائل میں سے یہ ہے کہ اگر مصلّی تمام قعدہ اخیر میں سوتا رہا تو جب وہ جاگے اُسپر فرض ہے کہ بقدر تشہد کے قعدہ کرے اگر نہیں کریگا تو نماز فاسد ہو جاویگی اسواسطے کہ جو افعال نماز میں

سوتے ہوئے ادا ہوئے ہیں اُنکا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ بلا اختیار ہوئے ہیں اُنکا ہونا نہونا برابر ہے اور اس قسم کے مسئلے اکثر واقع ہوتے ہیں خاصکر تراویح ہیں اور وہ بھی علی الخصوص گرمیوں کی شب میں ہوتے ہیں لیکن لوگ اس سے غافل ہیں بیتسر نا اللہ تعالیٰ عملا موافقا لرضائہ بلطفہ وکرمہ اور سمجھنا چاہیئے کہ قعدہ اخیرہ میں سنت یہ ہے کہ پاؤں کی پشت کو زمین پر بچھا کر اُس کے بطن پر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے اُسکی انگلیوں کو قبلہ کیطرف متوجہ کرے اور دونوں ہاتھوں کی تلیوں کو رانو پر اسطرح رکھے کہ اُسکی انگلیوں کے سرے زانو کے سر کے ساتھ برابر ہو جائیں۔ **سوال** بائیں پاؤں پر بیٹھنے میں کیا حکمت ہے **جواب** دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر فضیلت ہے اسواسطے کہ اُس کا بچھانا اور اُس کا کھڑا کرنا نہایت مناسب ہے **نکتہ** اے میرے بھائیو جب صاحب شریعت عالم دنیا میں تیرے بائیں پاؤں پر جو راستی کے لباس سے آراستہ ہے۔ بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا ہے تو حق جل وعلا تمہارے سچے دلوں پر قیامت کا بوجھ ڈالنا کب پسند کریگا۔ **لطیفہ عجیبہ** عالم دنیا عالم عقبےٰ کا عکس ہے اور وعدہ الٰہی اپنے بندوں کو مقعد صدق میں بٹھانیکا قیامت کے دن ظہور پائے گا تو حق سبحانہ وتعالیٰ گویا ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے اگر تو قیامت کے دن ہماری دائیں طرف بیٹھنا چاہتا ہے تو آج دنیا میں تو نماز کی حالت میں ہمارے ملائکہ کی طرف بیٹھ۔ **سوال** دائیں پاؤں کے کھڑا کرنے میں کیا حکمت ہے **جواب** بادشاہوں کی بارگاہ میں عرض ونیاز کرنیکا طریق ادب یہ ہے کہ نہایت ادب سے مثلث ہو کر اپنے قدموں پر بیٹھ جائے اور یہ تصور کرے کہ اگرچہ میں بظاہر بیٹھا ہوا ہوں مگر حقیقت میں اپنے مالک کے حضور میں کھڑا ہوا ہوں اور شارع نے دونوں پاؤں پر بیٹھنے کے لئے حکم نہیں فرمایا اس لئے کہ ہمارا مالک کریم اور بندہ نواز اور رحیم اور کارساز ہے۔ **غزل ناتمام**

تو ناز نین جہانی بحسن خویش مناز	کہ پیش ناز تو میرم بصد ہزار نیاز
دلم غریب ہوائے دیار تست بیا	دمے بحال غریب دیار خود پرداز
گرم بروضۂ صدر جنان برند چہ سود	کہ جان بجانب کوئے تو میکند پرواز

لطیفہ شریفہ جامع اوصاف وارکان نماز اے میرے بھائیو نماز طاعات الٰہی کی محلات کی دہلیز ہے اور عبادات عظمیٰ کی دستاویز۔ صاحب راز عارفوں کا خلوتخانہ۔ صاحب ناز محبوبوں کے جمال کا کاشانہ۔ دوستان خدا کا بوستان۔ عارفوں کا گلستان ہے۔ نماز اسرار کی کشت زار ہے۔ جس کا بیج ایمان ہے اور اُس کا پانی زعفران کی نہر ہے۔ اور اسکی زمین وجود انسان

ہے اُس کے درخت عرفان ہے۔ اور اُس کے اوراق قرآن ہے۔ اور اُسکی شاخیں احسان ہے اور اُسکی جڑ نور ایقان ہے۔ اور اُس کا پھول اتقان ہے اور اُس کا میٹھا پھل وجدان ہے۔ اور اُسکی حلاوت کی لذت مشاہدۂ جمال رب المنان ہے ❊ اس سے بہتر سُنو۔ نماز ایسا دانا حکیم حاذق ہے کہ درویشوں کے دل کے زخموں کو رحمت اور مغفرت کی مرہم سے علاج کرتا ہے اور ایسا پردہ پوش ہے کہ بندونکی بدئیں اور قباحتیں ساتھ لباس محاسن اور نکویوں کے چھپا دیتا ہے نماز عشق کا ایک ایسا مصقلہ ہے کہ محبوب حقیقی کے جمال کو دل کے آئینہ سے ساتھ صقالت ظہور اور جلاء حضور کے عیان کر دیتا ہے۔ نماز ایک ایسی خاصیت رکھتی ہو کہ عالم ظاہر کی عناصر کا کام عالم دل و جان کی تربیت اور تقویت کر دیتی ہے۔ نماز ایسا پانی پُر تاثیر ہے کہ انسان سینہ بے کینہ کو محبت کے پھولوں اور عرفان کے شگوفوں کا باغ بنا دیتی ہے۔ نماز ایک ایسی زمین ہے کہ اعمال کے بیج کو باران خشوع کی تربیت اور آفتاب خضوع کی تقویت سے ایک کو سو بلکہ ایک سے ہزار تک بڑھاتی ہے۔ نماز ایک ایسی آگ ہو کہ عاشقوں کے دلوں کو عشق کی شراروں کی تابش اور شوق کے شعلوں کی تپش سے روشن اور مجلّی کر دیتی ہے۔ نماز ایک ایسی نسیم ہے کہ مہجوروں کے پژمردہ دلوں کے غنچوں کو نفحات ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات سے طاعات کی باغات اور عبادات کی گلزار میں شگفتہ اور خندان کر دیتی ہے۔ نہیں نہیں نماز ایک مشاطہ ہو کہ محبوب ازلی کے باجمال باکمال کو حسن عمل کے زیورات سے آراستہ و پیراستہ کر کے مشاقوں کے دلوں کے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ نماز ایک دلالہ ہے کہ عاشقان دور افتادہ کی جان ناتوان کو جانان کی بزم بارزم کے طریق کا حریف بنا دیتی ہے۔ اور نماز اسرار کا ایک ایسا بارونق بازار ہے کہ جانبازوں کی چوک اور امتحان کی دوکان میں عاشقوں کی جانوں کا نرخ ارزان کر دیتی ہے ❊ اے میرے بھائیو تم سمجھو اور دل کے کانوں سے سُنو کہ نماز ایسا جام جہان نما ہے کہ ہر ہر آن میں اور ہر ہر رکن اور انتقال میں بندے کو اپنے پروردگار کے حسن و جمال کا جلوہ دکھاتی ہے۔ جب نمازی نماز نیاز سے فراغت پا کر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو محبوبین کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ جو اپنے مطالب دینی و دُنیاوی کی بابت درخواست کرتا ہے تو پروردگار عالم اُسکی سب حاجتیں بر لاتا ہے پہلے مغفرت کا بادل اُس کے سر پر برساتا ہے اور محبت کا آفتاب اُس کے دل میں چمکا دیتا ہے۔ اور اُس کے ذوق کے جام میں شوق کی شراب ڈالدیتا ہے۔ اور اپنی ذات و صفات کی تجلی اُس سرست لایعقل کے دل پر وارد کر دیتا ہی پھر اُسکو مجلس قوس سراسر انس میں مستونکی مانند غلطان کر دیتا ہی غزل

وقت آن شد کہ مئے ناب دہی مستان را
خاصۃً من بیدل شوریدہ و سرگردان را

شیشہ خالی و حریفان ہمہ مخمور انند
مگر از ساقی جان واطلبم تاوان را

در میخانہ بہ بستند بدر جا جنبند -
تا بہم در شکنم این در و دربان را

کُلَّ یَوۡمٍ ھُوَ فِیۡ شَاۡنٍ صفت سلطانی است
گر شوی واقف اسرار بدانی شان را

جان من کشتہ آن غمزہ مستانہ ادای است
چہ محل باشد در حضرت جانان جان را

المناجات فی حضرت قاضی الحاجات

اَے دانا احد اور اَے توانا صمد اولو الالباب کے عقول سرّ ہی مقدس صمدیّت کی کنہ اور حقیقت کے احاطہ سے حیران اور اہل اعتبار کی بصیرت کی آنکھیں تیری احدیت کے ادراک سے سرگرداں ہیں ؎

در بادیۂ عشق تو سرگردانم
در وادی جستجوئی تو حیرانم

در عشق تو تا بجان من فرقی نیست
جانم ہمہ عشق گشت عشقت جانم

میں اُس خداوند کے نام کا غلام ہوں جو بیان کے صحیفہ کا فاتحہ اُسکی توحید کی سورۂ اخلاص کیساتھ مقرون ہے اور اہل سخن کے سینہ بے کینہ کی دار الضرب میں جو نقود جیود موجود ہیں۔ اُسکی تحمید اور تمجید کے سکّہ سے مسلوک ہیں اور صبح شادمانی کی تباشیر اُسکے مطلع انوار فضل ربانی کے بغیر نہیں چمکتی۔ اور امن امان کی مناشیر اُس کے لطف سُبحانی کے سوا چہرہ نما نہیں ہوتی۔ اور معقولات کے جواہر جو معادن ضمائر سے حاصل ہوتے ہیں وہ اُس ذات مقدس کی الوہیت کے اسرار کی تحقیق کا ثمرہ ہے اور منقولات کے زواہر جو خواطر کے مکامن سے ظاہر ہوتے ہیں اُسکی ربوبیت کی تصدیق اور اقرار کا نتیجہ ہے۔ ؎

ہر قطرہ بکنہ در دریا نرسد
ہر ذرّہ با آفتاب والا نرسد

در راہِ تو جملہ را قدمہا برسید
تا ہیچ کسے در تو رسد یا نرسد

حضرت سلطان ربّانی یعنے خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یا شیخ عام و خاص کہتے ہیں کہ آپ پانی کے دریا پر چلتے ہیں۔ اور آپ کا قدم مبارک نہیں بھیگتا ہے شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ پانی پر چلنے سے انسان انسانیت کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔ تم دیکھتے ہوگے کہ مرغابیاں پانی پر تیرتی ہیں پھر لوگوں نے کہا کہ یا شیخ ہم نے سُنا ہے کہ آپ ہوا میں اُڑتے ہیں۔ فرمایا کہ مور و ملخ بھی ہوا کے جوف میں پرواز کرتے ہیں یہ سارے کام مردان خدا کے مردوں کے

نہیں۔لوگوں نے عرض کیا کہ یا شیخ مردانِ خدا کا کیا کام ہوا کرتا ہے فرمایا کہ مردانِ خدا کا کام ہوا کرتا ہے کہ اُنکے دل اور زبان بلکہ ان کے وجود کا ایک ایک ذرہ ہر دم وہر آن میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے۔ **قطعہ**

درضمیرِ مانمی گنجد بغیر از دوست کس	ہر دو عالم را بدشمن دِہ کہ مارا دوست بس
خاطرم وقتِ ہوس کردی کہ بیند باغ وگل	تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت ہوس
مرمرا از عسس گر شب خیالی در دل است	من چنانم از خیالم باز بشناسد عسس

الٰہی بحرمت شہبازان روزگار عزت جنہوں نے اپنے باطن کی آنکھیں غیریت کی رویت سے ساتھ رشتہ غیرت کے سی ڈالی ہیں۔الٰہی بحرمت عندلیبان جو گلستان لاہوتی کے میدان میں تیری حمد وثنا کے نغمے گا رہی ہیں۔الٰہی بحرمت ان مردوں کے جنہوں نے تیری ہویّت کی طلب میں اپنی ہواپرستی کو بالکلیہ اپنے سے پھینک ڈالا ہے الٰہی بحرمت اوعزت مقامران کارخانہ تجرید کے جنہوں نے شاہد توحید کے شہود میں دونوں جہان کے حاصل اور محصول کو ہار دیا ہے۔مجھ فقیر پر تقصیر دل شکستہ کے دل مجروں کو اور میرے سب اقارب اور اباعد وغیرہ کو اپنے فضل اور رحمت سے مبتہج اور خوش کردے اور تمام راستکاروں نزرستکاروراستگان کی لڑی میں منسلک کردے اور ہمارے گناہوں کے دفاتر کو ندامات کے رشحات سے زلات اور ہفوات کی کدورتوں سے پاک کردے اور ہمارے دلوں کے صحن کو چون وچرا کے خس وخاشاک سے پاک کردے۔ **الٰہی!** تونے فرمایا ہے کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا یعنے تم اپنا حساب کرلو۔ **الٰہی!** احساب کرنیکے لئے کوئی پُرحوصلہ دل چاہئے۔کہ حساب کا فکر کرے اور کوئی چاہئے کہ گن سکے۔اور کوئی ایسا ہاتھ چاہئے کہ عقود کو پکڑ سکے۔ **الٰہی** ہمارا دل اور ہاتھ اور زبان تیرے اس خطاب اور فرمان کی سیاست سے بالکلیہ کام سے رہ چکے ہیں اپنے کمال کرم سے ہمارے حساب سے در گذر کرکے ہمکو بیحساب اور بیعذاب مراتب اور درجات علّیہ پر پہنچادے۔ **الٰہی!** حضرت یوسف صدیق علیہ السّلام کے لئے تین قیدیں تھیں یعنے حضرت یوسف علیہ السلام کو تونے تین حبسوں میں قید کیا تھا پہلے عالم طفولیّت میں کنوئیں میں گرائے گئے۔دوم زلیخا کے حبس خانہ میں محبوس ہو گئے۔سوم مصر کے جیلخانہ میں بارہ برس قید رہے۔ **الٰہی!** تیرا فضل ہر ایک حبس خانہ میں ان کے شامل حال رہا۔چنانچہ کنوئیں کے حبس میں جبرائیل کو اُنکا مونس بنایا گیا۔کما قال اللّٰہ تعالیٰ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کو جنگل میں لے گئے تو اُنکے ساتھ کیا جو کچھ کیا اور والد بزرگوار کی نصیحتوں کو بالائے طاق رکھکر یوسف علیہ السلام کو زمین پر دے مارا اور طعن شروع کر کے کہنے لگے کہ او جھوٹا خواب بیان کرنیوالے وُہ ستارے کہاں ہیں جنہوں نے تجھے سجدہ کیا تھا اب آکر ہمارے ہاتھ سے تجھے چھڑالیں یوسفؑ بولے کہ بھائیو تمہیں کیا ہوگیا ہے ذرا پیر کنعان کا حال یاد کرو اور میری بے چینی اور کم طاقت ہونے پر رحم کرو۔ بیت

یاری دہید از پدرم دور گشتہ ام	رحمی کنید کز غم او زار ماندہ ام

القصہ یُوسف علیہ السلام کی باتوں پر بھائیوں نے کچھ التفات نہ کی اور اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا اور مٹی اور خرابی میں بھوکا پیاسا مُنہ کے بل کھینچتے تھے۔ کہ یوسفؑ ہلاک ہونیکے قریب پہونچا۔ یہوداؑ نے یہ حال دیکھکر یوسفؑ کو اپنے دامن حمایت کے نیچے لے لیا۔ اور بھائیوں سے کہا کہ دست تعدّی روکو کیا تم نے مجھ سے عہد نہیں کیا ہی کہ اسے قتل کرنیکا قصد ہم نہیں کریں گے اُن بھائیوں کا غصہ فرو ہوا۔ اور یوسفؑ کو گھسیٹکر مار ڈالنے سے باز آئے۔ اور جمع ہو کر اپنی رائے مستحکم کرلی ساتھ اسباط کے کہ ڈالدیں اُسے کنوئیں کے گڑھے میں اور وہ ایک کنواں کنعان سے تین کوس دور بیت المقدس کے قریب تھا یا زمین اُردن میں تھا کنوئیں کا مُنہ چھوٹا سا تھا اور کول بہت پھیلا ہوا اور ستر گز اُس کا گڑھا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یُوسف علیہ السلام کو کنوئیں کے مُنہ پر لائے۔ حضرت یُوسف علیہ السلام نے جب سُنا کہ مجھے کنوئیں میں ڈالتے ہیں تو ہر ایک کو لپٹنے لگے اور ہر ایک کا دامن پکڑتے تھے بھائیوں نے اُن کے ہاتھ بھی باندھ دیئے اور ان کی کمر میں رسّی مضبوط باندھکر کنوئیں میں لٹکا دیا۔ یُوسف علیہ السلام کے پیراہن کا دامن اُس پتھر سے اٹکا جو کنوئیں کے مُنہ پر تھا پیراہن بھی اُن کے بدن سے کھینچ لیا۔ جب کنوئیں کے بیچ میں حضرت یوسفؑ پہونچے تو بھائیوں نے رسّی کاٹ دی اور جناب الٰہی نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا یا جبرائیل ادرک عبدی یوسف اے جبرائیل لے میرے بندے کو حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں کی تہ کو نہ پہونچنے پائے تھے کہ حضرت جبرائیلؑ نے کنوئیں میں پہنچکر حضرت یوسف کو اپنے پنجہ میں لے لیا۔ اور کنوئیں کی تہ پر ایک پتھر تھا اُس پر آرام سے بٹھا دیا۔ اور بہشت کا کھانا پینا اُنہیں دیتے رہے۔ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا کُرتہ جو تعویذ کیطرح اُن کے بازوں پر باندھا ہوا تھا کھول کر انہیں پہنا دیا وَ اَوحَینَآ اِلَیہِ اور وحی

بھیجی ہمنے اُسکی طرف جبرائیل کے ذریعہ سے یا ہمنے الہام کیا اُسے کہ اے یوسفؑ غمگین نہو عنقریب تجھے چاہ سے نکال کر مسند جاہ پر ہم پہنچاتے ہیں اور تیرے بھائیوں کو حاجتمند اور محتاج مستمند بنا کر تیرے پاس بُلاتے ہیں لَتُنَبِّئَنَّهُمْ البتہ خبر دیگا تو انہیں بِاَمْرِهِمْ هٰذَا ساتھ اس کام کے جو اُنھوں نے تیرے ساتھ کیا اور یہ رنج جو تجھے دیا ہے وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ حالانکہ وہ نہ جانینگے کہ تو یوسف ہے تیرا مرتبہ عالی اور درجہ بلند ہونے کی وجہ سے ؀ **دوسرے جلس کا بیان** تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر اٹھارہ بقولے بیس برس کی ہوئی تو اُس کے عشق کے بادشاہ نے زلیخا کے خانۂ دل میں دخل کیا اور اُس کے حُسن کے لشکر نے اُس کے صبر وسکون کی متاع کو لُوٹ لیا ؎

	زلیخا چون بروئش دیدہ بکشاد زلطفِ صورت و حسن و شمائل		بیک دیدارش افتاد آنچہ افتاد اسیرش شد بیکدل نے بصددل

جب عشق کمال کو پہونچا اور شوق نہایت درجہ بڑھا اور اس کے اختیار کی باگ ہاتھ سے نکل گئی تب زلیخا نے اپنا حال یوسف علیہ السلام سے ظاہر کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ اور چاہا یوسف علیہ السلام کو اُس عورت نے کہ یوسفؑ جس کے گھر میں تھے یعنی زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے اپنی نفسانی خواہش ظاہر کی اُس کے نفس سے یعنی اپنا مطلب یوسف علیہ السلام سے چاہا اور اُسے اُس محل میں لیگئی جسمیں سات گھر ایک کے بعد ایک بنائے تھے۔ اور اُن کے دروازے بند کر لئے۔ کما ور وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ اور بولی کہ جلدی کر اور میرے آگے آ میں تیرے واسطے ہوں اگر تو آج میرے مطلب کو پورا نہ کریگا۔ تو میں تیرے رُوبرو اپنی جان کا خون کر دونگی اور اسی خنجر کیساتھ اپنی گردن کو تن سے جدا کر دونگی ؎

بعشرت دستم اندر گردن آویز نیاری دست اگر در گردنِ من		وگرنہ برکشم از خنجر تیز شود خون منت حائے بگردن

اور جب میرا شوہر عزیز مجکو تیرے سامنے مری پڑی دیکھیگا تو بیشک تجکو بھی جان سے مار ڈالیگا قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے زلیخا پناہ لیتا ہوں میں خدا کی پناہ تحقیق خدا ہی میرا رب ہی بہت اچھی بنائی ہے خدا نے جگہ میری بارگاہ قرب کے پاس یعنی مجکو خدا نے اپنا مقرب بنایا ہے میرے سے تیرا مطلب اسوقت کبھی حاصل نہیں ہوگا یا عزیز

میرا سردار ہے اور تجھ سے مجھے اچھیطرح رکھنے کا حکم کیا ہے تو میں اُسکی حرمت اور اُسکی نعمت کے حق کی رعایت کرکے اُسکے حرم میں خیانت کے ساتھ دست درازی نہیں کرسکتا ہوں اِنَّہٗ لَایُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ تحقیق چھٹکارا نہیں پاتے ظالم یعنی جو لوگ کہ حق کو نہیں پہچاننے والے جو نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں یا جو لوگ کہ زنا کرتے ہیں اسواسطے کہ زنا سب ظلموں سے بدتر ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام زبان حال سے زلیخا کیساتھ جو خطاب فرماتے ازان جملہ یہ ہے ؎

	زہے خجلت کہ در روز قیامت		چو افتد بر زنا کاران علامت	
	جزائے آن جفا کیشان نویسند		مرا سر دفتر ایشان نویسند	

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا اور بیشک قصد کیا اُس عورت یعنی زلیخا نے یوسف علیہ السلام کیساتھ اختلاط کرنیکا زنا سے اور قصد کیا یوسف علیہ السلام نے اُسے رفع کرنیکا بھاگنے کی راہ سے لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اگر نہ دیکھتا یوسف دلیل اپنے رب کی تو البتہ اُس کے ساتھ اختلاط کا قصد کرتا اور دلیل اصح پر عصمت الہٰی کا نور اور نبوت یوسفی کی روشنی تھی کہ یوسف علیہ السلام اور اُس بُرے کام کی درمیان حائل ہوگئی بحر المواج میں لکھا ہے کہ اُس وقت جبرائیل علیہ السلام بصورت یعقوب علیہ السلام نمودار ہوئے اور اپنی انگلی مُنہ میں لیکر کہا کہ یعقوب زادہ زنا نہیں کیا کرتا ہے اور یہ بھی کہا یَابُنَیَّ اِسْمُكَ مَكْتُوْبٌ فِی الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتَ تَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَهَاءِ ای میرے پیارے بیٹے ؎

	ہرکس مناسب گہر خود گرفت یار		بلبل بباغ رفت زغن سوئے خار زار	

اور نیز بحر المواج میں مرقوم ہے کہ حضرت یوسف ؑ نے اس حبس خانہ کی چھت کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو سقف کی چھت گری سطح پر نقش وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا کا لکھا ہوا دیکھا اس نہی کی ہیبت سے کانپ گئے اور وہاںسے نظر اُٹھا کر دیوار کیطرف توجہ فرمائی اُسپر بھی وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ تقدیر کے قلم کا لکھا ہوا دیکھا پھر وہاں سے نظر اُٹھا کر دوسری دیوار کیطرف نظر پھیری تو اُسپر بھی اما وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ کا ثابت پایا پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے چوتھی دیوار کیطرف التفات فرمائی وہاں بھی فرمان يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ کا لکھا ہوا پایا یعنے حق سبحانہ وتعالی تمہاری آنکھوں کی خیانت اور جو کچھ تم اپنے سینوں میں چھپائے رکھتے ہو سب کچھ دیکھتا ہے اور جانتا ہے تمہارا کوئی کام اُس سے چھپا ہوا نہیں بلکہ تمہاری ضمائر کے اسرار کو بھی جانتا ہے ؎

	ہرچہ دانستی است در دو جہان		نیست از علم شاملش پنہان	

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے سطح فوق سے نظر اُٹھا کر اور حیران اور متفکر ہوکر زمین کی طرف دیکھا

تو کلام قصص التیام اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی لکھا دیکھا اسی اثنا میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس مکان میں ایک پردہ زرّین لٹکا ہوا دیکھا اور پوچھا کہ یہ پردہ کس غرض سے لٹکایا گیا ہے اور پردہ نشین کون ہے زلیخا نے کہا کہ اس پردے کے اندر میرا معبود جس کا سونے کا وجود ہے رکھا ہوا ہے اور گاہے ماہے میں اسکی پوجا کیا کرتی ہوں۔ اب میں نے اسپر پردہ اسواسطے ڈال رکھا ہے تاکہ وہ میری اس بے ادبی کو نہ دیکھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے میری مخدومہ جب تو اس بے حس و حرکت اور بے ادراک بُت سے شرم کرتی ہے تو مجکو اپنے خدا حیّ القیّوم دیکھنے سُننے والے سے بطریق اولےٰ شرم کرنی چاہئے ؛ بیت

توازروی سنگی شدی شرمناک	مرا شرم ناید زیزدان پاک

پھر بتقدیر حضرت یوسف علیہ السلام اُس مقام سے بھاگ نکلے اور قوّت نبوّت خداداد اور اپنے اجداد کی فتوت کی برکت سے اس حال میں اپنے تئیں بچا رکھا کما ورد کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ اسیطرح اُسکو ثابت رکھا ہم نے عصمت اور عفت پر تاکہ پھیر دیں ہم اُس سے بُرائی یعنی عزیز کے حرم میں خیانت کو اور بُرے کام یعنی زنا کو بیشک وُہ ہمارے خالص بندوں میں سے ہے یعنی جو باتیں کہ کرنیکے لائق نہیں اُنسے پاک کیا گیا۔ لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس سے بھاگے جس بند دروازے کے پاس پہنچتے تھے مفتح الابواب جل شانہ کے حکم سے کھلجاتا۔ مؤلف کہتا ہے اے میرے بھائیو دیکھو اس دوسری حبس میں جو حضرت یوسف علیہ السلام پھنس گئے تھے حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت اُن کے شامل حال رہی اور اُنکو زنا کی بُرائی سے بچا لیا حضرت دروازہ بیرونی تک پہونچے تو زلیخا نے دوڑ کر اُن کو پکڑ لیا اور ایسا کھینچا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کُرتہ پھاڑ ڈالا اور دونوں طالب و مطلوب آپسمیں جھگڑ رہے تھے کہ اتفاقاً عزیز مصر آن پہنچا اور دونوں کو مضطرب دیکھا تو سمجھا کہ کوئی ایسی صُورت ہوئی ہے کہ یہ دونوں آشفتہ ہیں عزیز کے تحقیق کرنیسے پہلے زلیخا نے دلیروں کی طرح بولکر کہا قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کیا سزا ہے اُس شخص کی جو تیرے گھر والونکی ساتھ برائی کا ارادہ کرے اور اسبات سی اُسنے چاہا کہ میں اپنے گناہ سے بری الذمہ ہو جاؤں اور ایسا ظاہر کروں کہ یہ یوسفؑ کا جرم ہے پھر بولی کہ جو تیرے حرم کیساتھ قصد کرے اُسکی سزا کیا ہو سکتی ہے مگر یہ کہ قید خانہ میں بھیجدیا جاوے یعنی اُسکی سزا قید ہی یا عذاب دردناک یعنی کوڑے مارنا جب یوسف علیہ السلام نے یہ بات سنی کہ قید اور عذاب سے دھمکاتی ہے۔ تو

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي کہا یوسف علیہ السلام نے کہ اُسنے درخواست کی مجھ سے میرے وجود کی اور میں نے تن دہی نہیں کی اور اس سے بھاگ گیا اور عزیز مصر نے کہا کہ اے یوسف میں نے تجھکو اپنا فرزند بنایا تھا اور جو جو احسان میں نے تیرے ساتھ کئے اُن کا بدلہ یہی تھا کہ تو میرے حرموں میں خیانت کریگا۔ پہلے تو میرے کُل خزانے تیری قیمت میں خالی ہو گئے پھر تجھ کو اعزاز و اکرام اور توقیر و احترام کیساتھ پرورش کیا اور اپنے مال و دولت پر مختار اور خازن کر دیا اور اپنے عیال اور اہلوں پر تجھکو امین بنایا ان سب نکویوں کا بدلہ یہی تھا کہ تجھ سے ظہور میں آیا۔ ہائے افسوس ؎

نہ دستورِ خرد بود این کہ کردی		عفاک اللہ چہ بود این کہ کردی	
زراہِ حق گذاری رخت بستی		نمک خوردی نمکدان را شکستی	

اے یوسف تو میرے حرم پر یہ اتہام لگاتا ہے مگر میں کیونکر جانوں کہ تیری یہ بات سچ ہے یوسف نے کہا میں اپنی بریت پر گواہ دیتا ہوں اتفاقاً اُس مکان میں چار مہینے کا لڑکا ایک عورت گود میں لئے کھڑی تھی حضرت یوسفؑ نے کہا اے عزیز اس شیرخوار بچہ سے استفسار فرمایئے یہ لڑکا میری بریّت کی گواہی دیگا عزیز بولا کہ چار مہینے کا بچہ کیا جانے اور کیونکر بات کریگا تو میرے ساتھ مہمل بات اور مسخراپن کرتا ہے یوسفؑ نے کہا کہ میرا خدا اسبات پر قادر ہے کہ اُسکو باتیں کرنیوالا کر دے اور وُہ میری بیگناہی پر گواہی دے لطائف سبعین میں لکھا ہے کہ عزیز نے اُس بچہ خورد سال سے اس حال کا سوال کیا اور وُہ لڑکا خدا کی قدرت سے بولنے لگا اور یہ بات کہی کہ اے عزیز میں غماز اور چغل خور نہیں ہوں تو خود قیاس کر لے کہ یوسفؑ کے پیراہن کا شگاف کسطرف ہے۔ **نکتۂ عجیبہ** اے میرے بھائیو وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا زلیخا کے قبیلہ سے وُہ لڑکا تھا جس نے یوسفؑ کی سچائی اور راستی کی گواہی دی اور وہ یوسف علیہ السلام کے وزیروں سے ہو گیا تھا۔ اور اُسکی سب تکلیفیں دینی و دنیوی رفع ہو گئیں تھیں۔ جو شخص اپنی تمام عمر میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی وحدانیّت پر دلی اخلاص سے گواہی دیتا رہے اگر وہ اُس کے مقربوں سے ہو جائے اور اُس کے بہشت میں پہنچ جائے تو کچھ عجب نہیں **حدیث** حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا پانچ لڑکوں نے گہوارے کی حالت میں باتیں کی ہیں۔ ایک حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ شریفہ کی پاکدامنی پر گواہی دی اور یہ بات خاص و عام مشہور ہے انکا قصہ معلوم ہے اسکی تفصیل کی حاجت نہیں **دوم** فرعون علیہ اللعنۃ کی مشاطہ کا لڑکا **نقل** ہے کہ فرعون کی دختر کی ایک مشاطہ خدمتگارہ تھی وہ بیچاری باوجود ظلم ظالم فرعون کے اُسکا ظاہر نور ایمان سے منور اور اُسکا باطن روشنی

ایقان سے مشرف تھا اور اُس نے جہالت کی اندھیری رات میں معرفت کا دن دیکھا ہوا تھا ایکروز بندگی اور طاعت کے موقف میں کھڑی ہوکر بارگاہ الٰہی میں مناجات میں مشغول تھی اور اس شریر کے تیر سے بچنے کیلئے ملک قدیر کی پناہ لیتی تھی فرعون کی دختر بداختر نے اس حال سے آگاہ ہوکر اُس مشاطہ سے پوچھا کہ اے دایہ یہ عرض حاجات کس کے آگے کررہی تھی کہا اُس پاک ذات سے جس نے تیرے باپ کو بادشاہی کے تخت پر بٹھایا ہے اور جس نے مقام آرام سماک تا سماک اور مرکز خاک سے محدبِ افلاک تک اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اُسکی فرمانبردار ہیں۔
بداختر دختر فرعون نے جو کچھ اس مشاطہ سے سنا تھا اپنے باپ کو سنا دیا فرعون نے جھٹ مشاطہ کو بلاکر کہا کہ وہ بات جو تو نے کل رات کو گوشہ میں چھپ کر کہی تھی میں نے سُن لی ہے ذرہ میرے روبرو اُسکا اعادہ کر اُس عورت نے بے دہشت ہوکر فرعون کی کچہری میں بڑی دلیری سے اُس بات کو مکرّر سہ کرر بیان کیا فرعون نے ہرچند اسکو تہدیدات قبیحہ اور معتقدات صحیحہ سے پھیرنا چاہا مگر وہ صادقہ اُس کذاب کے دھمکانے ڈرانے سے اپنے عقیدہ سے باز نہ آئی پھر ملعون نے حکم دیا کہ اس کے پاؤں کو آہنی میخوں سے باندھ دو اور ایک آتش کا بھرا ہوا طاش اُس کے سینہ پر رکھدو اُس مردانہ دل عورت نے باوجود اسقدر عذاب اور استخفاف کے فرعون بے عون کی الوہیّت کا اقرار نہ کیا پھر اُسکی تعذیب کے لئے ایک تنور آہنگروں کی بھٹی کیطرح ایسا تپایا جس کا دھوآں عاشقوں کی آہ آتش فشاں کی مانند آسمان کے گنبد تک متصاعد ہوتا تھا۔ اور اُسکی زبان اژدہائے فلک کے دہان میں آتشی ثعبان کی طرح پیچ وتاب کھاتی تھی اور اُس کے زرّین زبانہ کے جھنڈے کالے دھوئیں سے پرچم لگایا ہوا اور اُس کے دھوئیں کے نیلے پرند شراروں کے پڑنے سے منقّش معلوم ہوتی تھے۔ رباعی

ازفرق زبانہ ہائے آتش	چون تیغ شدہ ہوائے منقش
برکنگرہ ہائے دُود رفرف	برروئے ہوا شرار صف صف

اور وہ مشاطہ ایک نوزاد لڑکا تین مہینے کا رکھتی تھی اُس طاغی باغی نے طیش میں آکر اُس معصوم بچےّ کو اُس نیک عورت بلاکش کے رُوبرو اُس سرکش آتش میں ڈالدیا وہ نارسیدہ لڑکا آگ میں جلتا تھا اور اپنی بلاکشیدہ ماں کو ادب کا طریق سکھاتا تھا اور کہتا تھا اصبری اماہ فقد وصلت الی اللہ ونلت رضاہ ولیس بینک وبین الجنۃ الاخطوۃ او خطوتین یعنے اے میری ماں تیرے سے نجات اور بہشت کے درجات میں صرف ایک دو قدم کا فرق اور تفاوت ہے صبر کا دامن ہمت کے ہاتھ سے نہ چھوڑیو اور دین حق اور اپنے خالق مطلق سے منہ نہ موڑیو ماں لڑکے کی باتیں سُنکر

ہنسنے لگی فرعون نے اُسکو دیکھکر کہا اے عورت اس رونے کیوقت میں تیرا ہنسنا کیا فائدہ دیتا ہے اُس مردانہ عورت نے کہا۔ **فرد**

خوبرویان چو پردہ برگیرند	عاشقان پیش شان چنان میرند

تیسرے لڑکے کا بیان۔ روایت ہے کہ شام کے ملک میں ایک زاہد جریح نام رہتا تھا اور دین میسحائی اور ملت ابراہیمی کا معتقد تھا اور اپنے اہل بیت کے موافق دین مسیحی کی بشارتیں دیتا تھا۔ اور باطل قول ثالث ثلثۃ کا کہنا اور اسپر اقرار رکھنے سے احتراز فرماتا تھا اور وہ سب لوگ اُس کی طرف سچی ارادت رکھتے تھے اور اس کے قول کو قابل اعتبار جانکر اُسکی متابعت کرتے تھے لیکن نصرانیوں کی ایک قوم جو تثلیث کو اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں انکار کے مقام میں ہوکر اُسکی تکذیب کرتی تھی اور اسکی عداوت کا درخت ان کے دلوں میں جما ہؤا تھا اُسکو دشمنی اور حسد کے پانی سے پلتے تھے اور شب وروز کوئی ایسا بہانہ تلاش کرتے تھے کہ اسکی طہارت کے جُبّہ کو ریاضت اور عفّت اور فتوّت کے چشمہ سے دُھلا ہؤا تھا کسی تہمت کی نجاست سے ملوّث کردیں بہُت تلاش سے ایک فاحشہ عورت کو جسنے فعل حرام سے لڑکا جنا ہؤا تھا اپنے پاس بُلایا اور اسکو قدرے مال دیکر اپنے فریب میں لے آئے وہ نابکار عورت اُسی وقت شہر کے والی کے پاس حاضر ہوکر کہنے لگی کہ قبلہ عالم میری فریاد کی داد دیجئے کچھ عرصہ گذرا ہے کہ جریح زاہد نے مجکو بلاکر میرے ساتھ مباشرت کی تھی اور یہ لڑکا جو میری گود میں ہے اُسی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے حضور اس کو بلاکر لڑکا اُسکے حوالہ کرادیں کہ مجھ گدا اور بینوا عورت سے اس لڑکے کی پرورش نہیں ہوسکتی حضارِ مجلس اس بات کو سُنکر ہکّے بکّے رہ گئے۔ مگر اُس ولایت کے علماء اور عظمائنے جو اس زاہد کو چالیس سال سے سجادہ نشین اور استقامت صراط مستقیم پر دیکھتے تھے اس بات کو تسلیم نہ کیا والی شہر نے راہب کے احضار کا حکم کیا۔ جریح نے حاضر ہوکر ولایت کے اضاغر واکابر کو مجتمع دیکھ کر تعجب کیا اور مضطرب ہوکر مجلس میں بیٹھ گیا والی شہر نے قصہ حال کی تقریر کی زاہد نے ہر چند انکار کیا مگر اُسکا انکار قابل اعتبار نہ ہوا زاہد نے سمجھا کہ اس مجلس میں سوائے میرے خالق کے کوئی شخص میری بریّت کی گواہی دینے والا نہیں اُسی وقت اپنی معبود کی بارگاہ میں سر بسجود ہوکر عرض کی اور مناجات کی کہ الٰہی اس جماعت کی تہمت اور اس بندی گنہگار کی طہارت کی کیفیت کا حال تجکو بخوبی معلوم ہے میں اپنی پاکدامنی پر تیری ذات مقدّس کے سوا کوئی گواہ نہیں رکھتا ہوں سروش غیبی نے اُسکو آواز دی کہ اے زاہد تو اس لڑکے کو اپنا گواہ پیش کردے وُہ تیری بریّت کی گواہی دیگا زاہد نے سجدہ سے سر اٹھا کر کہا اے نوزاد لڑکے

تجکو حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوّت اور حضرت مریم کی عصمت کی قسم ہے تو صریح اور سچ بتلا دے کہ تیرا باپ کون ہے اور کس کے نطفہ سے پیدا ہوا اُس بیچارہ طفل شیرخوارہ نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان سے اپنی زبان کھولی اور کہا کہ فلاں راعی یعنے گڈریہ جو اس دیار کے مرغزار میں نصرانیوں قطوریوں کے بیل اور مویشی چرایا کرتا ہے وہی میرا باپ ہے اور اُسی کے نطفہ سے پیدا ہوا شہر کے والی نے اُس ایالی کو طلب کیا اور اس واقعہ کی کیفیت پوچھی اُسنے عرض کیا کہ بیشک یہ عورت چند روز میری خلوت میں بیٹھی رہی ہے شاید اس کو میرے سے حمل ٹھیر گیا ہوگا اور یہ لڑکا میرا ہی فرزند ہوگا۔ والی شہر نے اُس سفیہ عیارہ کو جس نے زاہد بیچارے پر جھوٹا بہتان اور افترا باندھا تھا حاکمانہ پوری پوری سزا دی اور زاہد کو بڑی عزّت اور حرمت کیساتھ رخصت کیا۔ روایت ہے اس عجیب واقعہ کے بعد خاص وعام نے اُس کے اعزاز واکرام کے لئے ایک عبادتخانہ خاص نقرہ خام سے تعمیر کرایا اور اس زاہد کو اسمیں بڑی توقیر سے بٹھایا **چوتھے لڑکے کا بیان**۔ جس نے گہوارہ میں بات کی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر شہادت دی ہے۔ روایت ہے کہ حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت مشرکہ تھی جو ہمیشہ خاندان رسالت کی ایذا میں تضیع اوقات کرتی رہتی تھی جب کبھی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ملتی تھی نامناسب باتیں کہکر حضرت کی خاطر شریف کو ستایا کرتی تھی ایک دفعہ وہ عورت دو مہینے کا لڑکا اُٹھائے ہوئے راستہ میں جاتی تھی اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور اپنی معہودہ عادت کے موافق واہی تباہی باتیں کہنی شروع کیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس لڑکے نوزاد کی طرف دیکھا تو اُس لڑکے نے فصیح زبان سے کہا السلام علیک یا رسول اللہ یا محمد ابن عبد اللہ وہ اپنے بچے کی کلام سُنکر حیران ہو گئی اور واہی تباہی بکواس کرنے سے تھم گئی رسول مقبول نے اُس نوزاد لڑکے سے پوچھا کہ اے نوزاد لڑکے تو نے کسطرح جانا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اور عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم کا بیٹا ہوں لڑکے نے بڑے ادب سے التماس کی کہ علمنیہ رب العلمین والروح الامین مجکو خدا تعالیٰ نے سکھایا اور جبرائیل اور روح الامین نے اطلاع دی ہے لکھا ہے کہ اُس وقت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کمربستہ کھڑے تھے فرمایا یا رسول اللہ اس لڑکے سے استفسار فرمائیے کہ روح الامین کون ہے لڑکے نے کہا ھو رسول رب العلمین جل جلالہ وہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے جو رسول برحق کی طرف پیغام لاتا ہے اور دیکھئے آپ کے سر پر کھڑا ہوا ہے اور میری طرف شفقت کی نظر سے دیکھ رہا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے اُس لڑکے سے پوچھا کہ ما اسمک یا غلام اے لڑکے تیرا نام کیا ہے کہا اسمی عبدالعزےٰ والعزیٰ اسم للصنم میرا نام عبدالعزےٰ ہے اور عزےٰ ایک بُت کا نام ہے اس لئے کہ میں کافر ہوں یارسول اللہ آپ میرا نام بدل دیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت عبداللہ و اسمک عبداللہ تو خدا کا بندہ ہے اور تیرا نام بھی عبداللہ ہے لڑکے نے عرض کیا یارسول اللہ میری لئے دعا فرمائیے کہ خدا تعالیٰ مجکو آپکے خادموں سے کرکے بہشت میں پہنچادے ۔ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا یارسول اللہ اس نونہال خوردسال کے حق میں دعائے خیر کرو حضرت رسالت پناہ نے اُس کے لئے دعا فرمائی لڑکے نے کہا یارسول اللہ سعد من اٰمن بک وشقی من کفر بک یہ بات کہکر لڑکے نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ اُس کیساتھ ہی جان بحق تسلیم ہوگیا اُس لڑکے کی ماں نے جب یہ حال دیکھا تو آپکے سامنے ادب سے کھڑی ہوکر نہایت عجز سے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گنہگار مدت دراز سے ازروی جہالت اور ضلالت شامت اعمال سے آپ کی تکذیب کرتی رہی اور ناشائستہ کلمات آپکی نسبت جلے مُنہ سے بکتی رہی اب میں سب سے پشیمان ہوکر تیرے ساتھ ایمان لائی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ کلمہ شہادت دل وجان سے ادا کرکے کہا یا اسفا علی ما فاتنی منک حضرت رسالت پناہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عورت تو خوش ہو میں تجھے بشارت دیتا ہوں اور اپنے خدا کی جسنے مجکو اپنے الہام کا مورد اور اپنے پیغام کا مصدر اور اپنے نور ذات کا مظہر بنایا قسم کھاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ملائکہ تیرے لئے بہشتی کفن اور حنوط لئے آسمان سے آتے ہیں ۔ راوی اس حدیث کا کہتا ہے کہ وہ ضعیفہ ہنوز گھر تک نہیں پہنچی تھی کہ اپنے خدائے برحق کے پاس جا پہونچی ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ماں بیٹوں پر جنازہ کی نماز پڑھی اور دونوں کو اپنی دعا اور استغفار سے مشرف اور سرفراز فرمایا ✦ **پانچویں لڑکے کا بیان** ۔ پانچواں وہی لڑکا ہے جس نے عہد طفولیت میں فرمان ربوبیت سے حضرت یوسف علیہ السلام کے سچا ہونیکی بابت شہادت دی تھی جیسا کہ مجملاً مرقوم ہوچکا ہے ✦ **نقل** ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہی کے درجہ کو پہنچ گئے ۔ اور مصر کی سلطنت کی مسند پر بیٹھ گئے تو اُن کو واسطے سرانجام مملکت داری اور طریق مہم گذاری کے ایک وزیر باتدبیر کی جو عام وخاص مہمات کی کفایت پر قیام کرسکے ۔ اور انصاف اور عدل کے دروازے اہل فریاد کے موہنوں پر کھولکر ہر ایک کو داد دے سکے حاجت پڑی ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ ملک العلام سے پیغام لیکر وارد ہوا کہ اے یوسف ملک تعالیٰ شانہٗ

ارشاد فرماتا ہے کہ تو اپنی امداد کے لئے کوئی وزیر مقرر کر جو مملکت اور بادشاہت کے کاموں میں تیری مددگاری کرنے کے لائق اور تیری خیر خواہی میں سب سے فائق ہو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبرائیلؑ میں بھی اسی فکر میں ہوں لیکن ایسا آدمی جو اس امر خطیرہ کا استحقاق رکھتا ہو میری معلومات میں نہیں جبرائیلؑ نے فرمایا کل صبح جب زرّیں بال خروس صبح کا اپنے نورانی پروں کو پھر کائیگا۔ اور ستاروں کے دانے آسمان کے نقرہ گون طبق سے اپنی کرنوں کی منقار سے چُن لیگا تو آپ اپنے دولتخانہ سے باہر تشریف ارزانی فرمایئے پہلے جو شخص آپ کی کیمیا مثال نظر میں منظور ہووے اُسکو اپنی وزارت کی مسند پر مستفید فرمایئے حضرت یوسف علیہ السلام بموجب فرمان ملک العلام کے علی الصباح اپنے دولت سرا سے جنگل کی طرف تشریف لے گئے شہر کی فصیل سے باہر نکلتے ہی ایک جوان نہایت ضعیف زرد رخسار بدن کا نحیف لکڑیوں کا گٹھا پشت پر اُٹھائے ہُوئے آپ کی نظر شریف میں پڑا حضرت یوسفؑ نے اُسکی صورت ہیئت دیکھکر اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسے ضعیف البدن اور نحیف الجثہ آدمی کو میری وزارت کا بھاری بوجھ اُٹھانے کی کب طاقت ہے اور اس امر خطیر کے تعہد کی کب لیاقت رکھتا ہے۔ اُس سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا ہنوز قدم مبارک نہیں اٹھایا تھا کہ حضرت جبرائیل آپہونچے اور کہا کہ اے یوسف اس مکان سے آگے مت بڑھو اور اسی شخص کو اپنا مصاحب بنالو حضرت یوسفؑ نے فرمایا اے اخی جبرائیل یہ جوان نہایت حقیر ہے اور بدن ضعیف اور جسم نحیف رکھتا ہے وزارت کا کام کسطرح سرانجام کر سکیگا۔ جبرائیلؑ نے کہا اے یوسفؑ اگرچہ یہ جوان ضعیف الحال اور نحیف الجسم ہے لیکن عقل کی متانت اور طبیعت کی ذکاوت میں بے نظیر ہے اس کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ پھر ایسا شخص ہاتھ نہیں آئیگا۔ شاید آپ اس جوان کو نہیں پہچانتے ہیں فرمایا میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں حضرت جبرائیل نے کہا یہ جوان وہی لڑکا ہے جس نے عالم طفولیّت اور شیر خوارگی کی حالت میں آپ کی عصمت اور پاکدامنی پر گواہی دی تھی۔ پس جس شخص نے عالم طفولیت میں تیری عفت اور پاکی پر گواہی دی ہو حکم الہیٰ ہے کہ تو اپنی وزارت کا منصب اُسی کو دیوے تاکہ اُسکی خدمت کا صلہ اسکو پہنچ جاوے ✤

نکتہ۔ اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہے جس شخص نے ایام طفولیّت میں ایک مخلوق کی طہارت اور پاکدامنی کی ایک بار گواہی دی ہو حقتعالیٰ اُسکی گواہی کو ضائع نہیں کرتا ہے۔ اور اُس کو مشہود لہ کی وزارت کی مسند پر بٹھاتا ہے۔ تمہارا اُس مومن کی نسبت کیا خیال ہے جس نے مہد سے لحد تک حق سبحانہ وتعالیٰ کی تنزیہہ اور تقدیس کی لاکھ بار گواہی دی ہو اگر اُس کو

ممالک جنت کا بادشاہ بنادے تو اُس کے کرم سے عجیب وغریب نہیں۔ اے میرے بھائیو مالک الملک کی بادشاہت میں تسبیحیں پڑھنیوالے بکثرت ہیں۔ لیکن پروردگار کے دیدار کے وقت وہ وہی انتظار کے قدموں پر کھڑے رہیں گے اور مومن نیکوکار حضرت پروردگار کے دیدار سے مستفید ہوجائینگے۔ اُسمیں حکمت یہ ہے واللہ اعلم بحالہ۔ کہ مرنے کے بعد جب ملائکہ اُن سے پوچھتے ہیں من ربک وما دینک ومن نبیک تو مومنوں ہی کا کام ہے جو لحد کے وحشت خانہ میں اپنے اللہ واحد کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ گویا اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو جو شخص سختیوں اور مصیبت کی حالت میں ہماری وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور اپنے ایمان کی بنیاد کو قائم رکھتا ہے وہی بہشت کے گلشن سرا میں ہمارے حال کا مشاہدہ کریگا۔ **غزل ناتمام**

اے آنکہ بارِ محنتِ غمِ ما کشیدۂ	امروز نزدِ حضرتِ ما برگزیدۂ
شب ہائے تار در غمِ ما سوختی چو شمع	تا عاقبت بنور وصالم رسیدۂ
ازبسکہ در وصال زحم میگریستی	آخر بکام خویش جمالم ندیدۂ

آمدیم برسر مطلب۔ اُس نوزاد لڑکے کے کہنے سے عزیز نے یوسف علیہ السلام کا کُرتہ دیکھا۔ تو پیچھے سے پھٹا ہوا پایا تو زلیخا کی طرف توجہ لایا اور غصہ میں آکر کہا کہ بیشک یہ عورتوں کے مکر اور حیلہ سے ہے اور تمہارا مکر بھی سب مکروں سے بڑا ہے جلدی دل میں آجاتا ہے اور نفس میں تاثیر کرجاتا ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور عذرخواہی کے طور پر کہا یُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اے یوسف درگذر کر اور مُنہ پھیر اس کام سے اور اسکو اپنے دل میں چھپائے رکھ اور پھر زلیخا کو کہا وَاسْتَغْفِرِیْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ۔ اے زلیخا تو اپنے گناہ کی بخشش مانگ تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اے زلیخا تو یوسف علیہ السلام کی عذرخواہی کرکہ وہ مسافر ہے اور اُسکو تونے آزردہ کیا بیشک تو تھی گنہگاروں میں سے۔ اس صیغہ کا مذکر لانا تغلب کیواسطے ہے۔ لکھا ہے کہ عزیز نے اگرچہ اس قصہ کو مٹایا اور اس قضیہ کو چھپایا۔ مگر حضرت عشق کی بات کب چھپتی ہے۔ یہ ماجرا کچھ لوگوں کی زبانوں پر آیا اور مونہوں سے نکلنے لگا اور مصر کی بعض بیبیاں زلیخا کو ملامت کرنے لگیں اور البتہ عشق کو ملامت کا غوغا درکار ہے۔ سودائے سلامت ناسازدار ہے ؎

نسازد عشق را کوئے سلامت	خوشا رسوائیِ کوئے ملامت
غمِ عشق از ملامت تازہ گردد	وزین غوغا بلند آوازہ گردد

یوسف علیہ السلام کے تیسرے حبس کا بیان وَقَالَ نِسْوَۃٌ اور کہا عورتوں کے ایک گروہ نے کشاف میں لکھا ہے کہ پانچ عورتیں ملک ریّان کی خواصیں تھیں پاس بیٹھکر کہنے لگیں فی المدینۃ شہر مصر کے ایک موضع میں کہ اُسے عین الشمس کہتے ہیں اور انکی تقریر کا مضمون یہ تھا کہ امرأت العزیز تراود فتٰھا عن نفسہٖ عزیز کی عورت یعنی زلیخا نے چاہا ہے اپنے غلام کو اُس کے نفس سے یعنی غلام سے درخواست کی ہے کہ اُسکا کام دے اور اُس کے نفسانی مطلب براری کرے بیشک پھاڑا ہے غلام نے اُس کا دل کا پردہ محبت کی جہت سے یعنی یوسف علیہ السلام کی محبت اُس کے دل میں سما گئی ہے اور یہ اُسکی بڑی بیوقوفی بلکہ گمراہی اور ظاہری خطا ہے - کہ عزیز جیسے معزز خاوند کے موجود ہوتے ہوئے اپنے زر خرید غلام پر فریفتہ ہوئی - غرضکہ مصر کی اکثر بیبیاں باہم بیٹھ کر کوئی ازراہ تعجب اور کوئی ازروئے تمسخر باتیں ملاتی رہتی تھیں - فلمّا سمعت بمکرھنّ ارسلت الیھنّ واعتدت لھنّ متّکأ واٰتت کلّ واحدۃٍ منھنّ سکّینًا پھر جب سنا بی بی زلیخا نے مکر اُن عورتوں کا یعنی وہ باتیں جو خفیہ کہتی تھیں بھیجا اُن کیطرف ایک آدمی اور یہ درخواست کی اُن کے بُلانے سے چلی آئیں * لکھا ہے کہ بی بی زلیخا نے چالیس عورتیں بلائیں اُن میں وہ پانچ عورتیں بھی تھیں - جنہوں نے اپنی جگہ پر زلیخا کو ملامت کی تھی - جب یہ سب عورتیں زلیخا کے گھر آئیں تو اُنکے ساتھ تعظیم کی رسمیں ادا کیں اور ہر ایک کے لئے دیبا اور حریر کی جائے نشست مقرر کر کے لطیف تکیوں سے حسب مراتب مسندیں بچھائیں اور پاکیزہ کھانا اُن کے آگے رکھوا دیا - اور ہر ایک کو ان عورتوں میں سے ایک چھُری دی کہ گوشت کو کاٹ کاٹ کر نوش کریں - اور بعض تفسیروں میں لکھا ہے - کہ زلیخا نے ہر ایک عورت کے لئے ایک آبدار کارد اور ایک خوشگوار ترنج طبق میں رکھکر حاضر کیا اور یوسف ؑ کے پاس آکر اُس کو لباس فاخرہ پہنایا اور تاج مرصّع اُن کے سر مبارک پر رکھا اور کہا قالت اخرج علیھنّ کہا زلیخا نے اے یوسف ؑ آج میری ایک بات مان اور میری حاجت پوری کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے میری مخدومہ سوائے معصیت اور گنہگاری کے آپ کی فرمانبرداری مجھ پر لازم ہے زلیخا نے عورتوں کی ملامت کی کیفیت کا حال سُنایا - یوسف ؑ کا دل اُسکی منت اور سماجت سے نرم ہوا - غرضیکہ زلیخا بہر حال یوسف ؑ کو لے آئی - جامی رح

زخلوتخانہ آن گنج نہفتہ	بروں آمد چو گلزارِ شگفتہ
زنانِ مصر کان گلزار دیدند	زگلزارش گل گلزار چیدند

بیک دیدار کار از دستِ شان رفت	زمامِ اختیار از دستِ شان رفت
وز زیبا شکلِ او حیران بماندند	ز حیرت چون تن بیجان بماندند

قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا رَاَیْنَہٗۤ اَکْبَرْنَہٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَہُنَّ جب دیکھا اُن عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بڑا پایا اُسے جمال اور حُسن میں اور یکبارگی سب عورتیں اُنکے دیدار کی شیفتہ ہو کر آپے سے باہر ہو گئیں اور اپنے تئیں بھول گئیں اور سب نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور اُس کا درد محسوس نہ ہوا۔ حقائق سلمی میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اس آیت سے اپنی محبت کا دعویٰ کرنیوالوں کو ملامت کرتا ہے۔ اے میری محبت کا دعوے کرنیوالو۔ تم دیکھو کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق کے دیدار سے اس حال کو پہنچ جاتا ہے کہ ہاتھ کاٹ ڈالنے کے درد کی تمیز نہیں کرتا۔ تمکو بھی اپنے خالق کے جمال کا پرتو دیکھنے میں اگر کوئی بلا اور تکلیف پہونچے تو اپنا درد وتم کو ہرگز محسوس نہ ہونا چاہئے۔ بیت

گر با تو دمے دست در آغوش توان کرد	بیداد تو سہل است فراموش توان کرد

القصہ مصر کی عورتیں بے خودی کی عالم سے جب ہوش میں آئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کرنے لگیں۔ کما ورد وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا ھٰذَا بَشَرًا کہنے لگیں پاک ہے ذات اللہ کی صفت عجز سے ایسا مخلوق پیدا کرنے میں مَا ھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ نہیں ہے یہ غلام آدمی اسواسطے کہ ایسا حسن وجمال آدمی کا نہیں ہوتا اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا

تو از سلا السفلی ز آب خاک زادی	کہ از قبیلۂ روحانیان حور نزادی

نہیں ہے یہ شخص مگر فرشتہ بزرگ خدا کے نزدیک اسواسطے کہ جمال اس زیبائی کے ساتھ کمال رعنائی کیساتھ اور اس درجہ کی عصمت خاصہ ملکیت ہے ؎

چو دیدندش کہ جز والا گہر نیست	برآمد بانگ ز ایشان کین بشر نیست
نہ چون آدم ز آب و گل سرشت است	ز بالا آمدہ قدسی فرشتست

اے میرے بھائیو اس میرے بیان سے کسی صاحب کے دلمیں یہ خلجان نہ گذرے اور یہ خیال نکرے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے از روئے حسن وجمال کے افضل تھے نہیں نہیں بلکہ ہمارے حضرت افضل الانبیاء بہ نسبت دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہر ایک صفت میں افضل تھے۔ اگر حضرت علیہ السلام کے حسن وجمال کے باب میں لکھوں تو یہ کتاب ایک بڑا دفتر ہو جائے مگر میں تھوڑی سی تقریر اسجگہ اس باب میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں چنانچہ

صاحب وسیط اپنے اسناد سے جابر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ اجمعین نے فرمایا کہ ایک روز جبرائیل ؑ میرے پاس نازل ہوئے اور یہ بات کہی کہ حق سبحانہ وتعالےٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے حبیب کریم علیک الصلوٰۃ والتسلیم میں نے یوسف علیہ السلام کے چہرے کا حُسن کرسی کے نُور سے ظہور دیا ہے اور تیرے حسن کا جلوہ نور عرش سے معزز کیا ہے وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحْسَنَ مِنْكَ حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال تھا اور سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال تھا یوسف علیہ السلام کے جمال کو دیکھنے سے ہاتھ کٹ گئے اور کمال محمدی کے ظہور پر زناریں کٹ گئیں ؎

از حُسن روئے یوسف دستِ بریدہ سہل است | در پائے دلبر ما سرہا بریدہ باشند

مترجم کہتا ہے یہ امر یقینی ہے کہ حضرت یوسف ؑ سے جناب حبیب رب العلمین صلے اللہ علیہ وآلہ اجمعین بہت حسین تھے۔ اسواسطے کہ آپ نے خود فرمایا ہے۔ کہ میرا بھائی یوسف پھیکا تھا اور میں نمکین ہوں اور ظاہر ہے کہ پھیکے حسن اور نمکین حسن میں کسقدر فرق ہوتا ہے اور حضرت یُوسف علیہ السلام کو مصر کی عورتیں بے نقاب اور آراستہ دیکھکر آپے سے بیخود اور ہوش سے بیہوش ہوگئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ جناب حبیب کریم علیہ التسلیم ہنوز نقاب پدری میں تھے بے دیکھے آپکے مکہ کی بہت عورتوں نے اپنے گلے کاٹ ڈالے۔ یعنی نور محمدی صلعم کی بدولت حضرت عبداللہ جناب والد ماجد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے حسین تھے کہ جب مکہ کی عورتیں وصال سے مایوس ہوئیں تو بہت عورتوں نے اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کیا۔ چنانچہ فاطمہ بنت مر کی حکایت مشہور ہے۔ کہ اُس نے پہلے تو حضرت عبداللہ سے مواصلت کی تمنا کی اور انہوں نے پوری کی جب آپنے اپنی بی بی آمنہ کو سرفراز فرمایا اور نور محمدی رحم آمنہ میں منتقل ہو آیا تو حضرت عبداللہ کو فاطمہ بنت مر کی طرف رغبت پیدا ہوئی۔ اور اُس نے بے توجہی کرکے صاف کہدیا کہ اے عبداللہ میں نے اپنے علم کے زور سے پہچانا تھا کہ نور نبی آخر الزمان ؐ تیری پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ اُسکی تمنا میں میں نے تجھ سے آرزوئے وصال کی تھی آج وُہ تیری پیشانی میں تاباں نہیں اسوجہ سے مجھے تمہارے وصال کا ارمان نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مکہ کی عورتوں کو حضرت عبداللہ سے جو فرط محبت تھی وہ نور محمدی کی بدولت تھی اور حضرت عبداللہ کے وصال سے مایوس ہوکر جن عورتوں نے اپنے تئیں ہلاک کیا۔ درحقیقت نور محمدی کے شوق میں اپنے تئیں ہلاک کیا وزیر شاعر لکھنوی نے اس مضمونکو کیا خوب موزوں کیا ہے ؎

اپنے یوسف ؑ کو مرے یوسف ؐ سے تو نسبت نہ دے | اے زلیخا اسپہ سر کٹتے ہیں اُس پر اُنگلیاں

حسن یوسف سے فزوں تر ہے رسول اللہ کا	وہ ہے نورِ چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
یا صاحب الجمال و یا سید البشر لا یمکن الثناء کما کان حقہ	من وجھک المنیر لقد نور القمر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اُمّ المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ آپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اور تعریف میں یہ شعر فرمایا ہے

لواحی زلیخا لو رأین جبینہ	لآثرن بالقطع القلوب علی الید
زنانِ مصر بہنگام جلوۂ یوسف مقرر است کہ دل پارہ پارہ میکردند	زروی بیخودی از دست خویش پیر بدند اگر جمال تو اے نور دیدہ می دیدند

اے میرے بھائیو! میں کہاں تھا اور کہاں جا پڑا۔ ع کجا بود اشہب کجا تاختم۔ **شعر پنجابی**

واگ دلیدی ہتھ نہ میرے کیونکر محمل ٹھلاں	جتوں عشق اٹھائے واگاں ہو بیعذری چلاں

رجعنا الی المقصود۔ القصہ جب زلیخا نے عورتوں کی حیرت اور شیفتگی دیکھ لی تو کہا کما ورد قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي کہا زلیخا نے کہ یہ وہ شخص ہے کہ تمنے لُمْتُنَّنِي فِيهِ ملامت کی مجھے اسکی محبت میں اب تم نے جانا کہ میری محبت سچی اور حق بجانب ہے۔ لَقَدْ رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ بیشک میں نے چاہا کہ میری آرزو پوری کرے پس اُسنے اپنے تئیں بچالیا اور مجھ پر نہ جھکا وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ اور اگر وہ ایسا نہ کریگا جو کچھ میں اُسے حکم کرتی ہوں۔ کہ میری مراد پوری کرے تو ضرور ضرور قید کیا جائیگا اور البتہ ہوگا ذلیل ہونیوالوں میں سے یعنی قید خانہ میں داخل ہوگا۔ یوسف نے جب یہ کلام سُنی تو اس جلسہ سے مُنہ پھیرا اور عورتیں اُن کے پیچھے باہر گئیں اس حیلہ سے کہ ہم جا کر اُسے فہمایش کرتی ہیں اور وہاں ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ اپنی طرف بلایا اور ہر ایک جُدا جُدا خواہشمند ہوئی۔ یوسف علیہ السلام نے اُنکی باتوں سے تنگ آکر قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ کہا اے رب میرے قید بہت دوست ہے مجھے اُس چیز سے جسکی طرف بلاتی ہیں مجھے کہ میں زلیخا کو خوش کروں یا انکی طرف مائل ہوں ؎

عجب درمانده ام در کار ایشان بہ ار صد سال در زندان نشینم	مرا زندان بہ از دیدار ایشان کہ یکدم طلعت ایشان بہ بینم

اے میرے اللہ اگر تو مجکو ان عورتوں کے مکر اور فریب سے نہ بچائیگا اور اپنی عصمت کی پناہ میں لیگا تو شاید میرا نفس بھی اُن کی طرف میلان کر جائیگا۔ اور میں جاہلوں کے زمرہ سے ہو جاؤنگا فَاسْتَجَابَ

لَہٗ رَبُّہٗ فَصَرَفَ عَنْہُ کَیْدَھُنَّ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پس قبول کر لی دعا اوسکی اوسکے رب نے۔ پھر پھیر دیا اوس سے کَیْدَھُنَّ مکر اُن کا بیشک وہ سننے والا ہے اوسکی دعا جو اوسکی پناہ لے جاننے والا ہے اوس کا حال جو سب سے دور بھاگے۔ لکھا ہے کہ جب عورتیں یوسف علیہ السلام سے مایوس ہوئیں تو زلیخا سے بولیں کہ صلاح یہ ہے کہ اسے دو تین دن قید کیا جائے شاید کہ تکلیف کے سبب سے یہ رمیدہ رم خوردہ آہو رام ہو جائے اور راحت اور نعمت کی قدر جان کر تیرا کہا مان لے ؎

چو کورہ ساز زنداں را بد و گرم	بود زاں کورہ گردد آہنش نرم

زلیخا نے یہ بات مان لی اور عزیز کے پاس آکر کہنے لگی کہ اس عبری غلام کے سبب سے میں بدنام ہوئی ہوں اور میری طبیعت کو اوس سے خدمت لینے سے نفرت ہو گئی ہے صلاح یہ ہے کہ اسے قید خانہ میں بھیجدے تاکہ لوگ یہ گمان کریں کہ وہ گنہگار ہے اور میں ملامت سے بچوں۔ عزیز نے یہ بات قبول کر لی حکم کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں لیجاؤ۔ لوگ لے گئے اور زنداں کو اس سرو قامت گلرخسار کے سبب رشک گلستان بنایا ؎

چو آں زندہ در زنداں در آمد	بجسم مردہ گوئی جاں در آمد
در آں محنت سرا افتادہ جوشے	بر آمد زاں گرفتاراں خروشے

وَدَخَلَ مَعَہُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ اور اتفاقاً جس روز حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں بھیجے گئے تھے۔ اسی روز دو جوان ایک ساقی اور دوسرا باورچی بادشاہ ریان کے ملازموں میں سے بعلت زہر خورانی کے قید خانہ میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں قیدیوں کی خبر گیری کرتے اور ان کی خوابوں کی تعبیر کرتے۔ یہاں تک کہ ایک دن ان دونوں قیدیوں نے بھی خواب دیکھی بعض کہتے ہیں کہ ساقی نے خواب دیکھا اور باورچی نے نہیں۔ یا ہر دو میں سے کسی نے خواب نہیں دیکھا۔ فقط یوسف علیہ السلام کے امتحان کرنے کو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے ساقی تو تین دن اور قید رہکر چھوٹ جائیگا اور اپنا اصلی عہدہ اور منصب پاکر اپنے مربی کو شراب پلائیگا۔ دوسرے کو کہا اے باورچی تو سولی پر لٹکایا جائیگا اور تیرے بدن کا گوشت چرند و پرند کھائینگے جب دونوں نے خواب کی تعبیر سنی تو آپس میں کہا کہ ہم نے جھوٹ کہا تھا اور کچھ بھی خواب نہیں دیکھا گیا تھا۔ صرف آپ کا امتحان ہی تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کما ورد قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیٰنِ حکم کر دیا گیا ہے اور محکم کر دیا گیا۔ کام اس خواب کا کہ تم نے اس میں تاویل پوچھی۔ اور جو کچھ میں نے کہدیا ہے اس میں ہرگز خلاف نہ ہوگا۔ وَقَالَ

اور کہا یوسف علیہ السلام نے لِلَّذِی ظَنَّ اُس شخص کیواسطے جسے جانا کہ اِنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا۔ وُہ قتل اور قید سے نجات پالیگا۔ ان دونوں میں سے یعنی ساقی سے اُذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ یاد کرنا مجھ اپنے مربّی کے پاس یعنے میری بے گناہی کا حال بادشاہ سے عرض کرنا کہ مجھ اس تکلیف سے چھوڑائے ۵

بگوہست اندر آن زندان غریبے چنینش بگینہ مپسند رنجور		زعدلِ شاہ دوران بے نصیبے کہ ہست این از طریق معدلت دور	

تفسیروں میں لکھاہے کہ جب تین روز گذرے تو بادشاہ نے ایک آدمی بھیجا کہ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ باورچی خطا کار ہے۔ اور اُسکی خیانت ثابت ہوئی ہے۔ اس واسطے اُسکو سولی دی گئی اور جانور اُس کے کاسہ سر سے آنکھیں لیگئے۔ اور ساقی کی بیجرمی اور امانت ثابت ہوئی اسواسطے اُس کو وہی منصب عنایت کیا گیا۔ مگر ساقی جب منصب تقرّب پر پہونچا اور جاہ و دولت کے ساغر سے سرمست ہوا۔ تو حضرت یُوسف علیہ السّلام کے حال سے بالکل غافل ہوگیا۔ کہا ورد فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ۔ پس بھلادیا اُسے شیطان نے یوسف علیہ السلام کو اپنے مربّی کے سامنے یاد کرنا تو رہا یوسف قید خانہ میں کئی برس۔ بضع ایک عدد مبہم ہے تین اور نو کے درمیان۔ مفسّرین کا قول ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت یوسفؑ قید خانہ میں سات برس رہے اور یہ مشہور بات ہے کہ اول سے آخر تک بارہ برس قید میں رہے معالم التنزیل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیلؑ قید خانہ میں آئے تو یوسف علیہ السلام نے اُنہیں پہچانا اور کہا کہ اے بھائی کیا ہے آج کہ میں تمکو گنہگاروں کے گھر میں دیکھتا ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے طاہروں کے طاہر حضرت رب العالمین تجھے سلام پہنچاتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم کو شرم نہیں آئی کہ آدمی کو اپنی خلاصی کا سبب جانتے ہو اور اُس سے سفارش چاہتے ہو۔ مجکو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تجھے کئی برس قید میں رکھونگا۔ نظم

یاری از من جونہ از خیل و سپاہ ہر کرا دور افگنم ابتر شود	راز بامن گو و نے از میر و شاہ پس جزای آنکہ دیدار او معین	ہر کرا یاری کنم برتر شود ماند یُوسف حبس در بضع سنین
گرچہ تقصیر آمد از بحر و سحاب	تا تو یاری خواہی از ریگ و سراب	

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اخی جبرائیل میرا خدا میرے اس حال میں مجھ سے راضی ہے یا نہیں

جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں تجھ سے راضی ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اذاً لا ابالی یعنے اب کہ وہ مجھ سے راضی ہے تو میں کچھ باک نہیں رکھتا۔ مگر جب تکلیف کی مدت تمام ہوئی تو بادشاہ ریان نے ایک مہیب خواب دیکھی اس خواب کا قصہ قرآن مجید کی تفسیروں میں موجود اور عام و خاص کو معلوم ہے اس بیان سے یہ مختصر بڑھ جاتی ہے اسواسطے اس کلام کو یہاں ہی چھوڑ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے نجات پانیکی طرف توجہ کرتا ہوں اور اپنے اصلی مطلب کو لکھتا ہوں قال اللہ تعالیٰ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي اور کہا مصر کے بادشاہ نے کہ لاؤ یوسف کو میرے پاس تاکہ خاص کروں میں اُسے اپنے ہی لئے اور ملک کے کاموں کا اُسے حکم کردوں۔ تیسیر میں لکھا ہے کہ ستر چوبدار اور ستر آراستہ سواریوں اور ستر بادشاہانہ لباس اور تاجوں سمیت قید خانہ میں بھیجے وہ کمال درجہ کی تعظیم کیساتھ حضرت یوسفؑ کو بارگاہ سلطانی میں لیگئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ یوسف علیہ السلام جب قید خانہ سے باہر چلے تو قیدی جو اُن کے دیدار سے خوش تھے چیخیں مار مار کر رونے لگے یوسفؑ نے اُنکی دلنوازی کرکے اُنکے حق میں دعا فرمائی اللھم اعطف علیھم قلوب الاخیار و قصر علیھم المنکر جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے پاس پہونچے تو بادشاہ نے اُن کا اعزاز و اکرام کر کے استقبال کیا

	زقرب مقدمش چون شہ خبر یافت کشیدش در کنار خویشتن تنگ بہ پہلوئی خودش برتخت بنشاند		باستقبال او چون بخت بشتافت چو سرو گل رخ و شمشاد گلرنگ بپرسشہائی خوش باوی سخن راند

فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ پھر جب بادشاہ نے اُسنے بات کی اور اپنی خواب کی تعبیر پوچھی اور جواب دلپذیر پایا تو بادشاہ نے کہا کہ اے یوسفؑ آج کے دن ہمارے پاس صاحب جاہ و قدر یعنی مرتبے والا امین جانا گیا ہے۔ سب چیزوں پر منصبوں میں سے جس منصب کی خواہش ہو مانگو جو کچھ آرزو تمہارے دل میں ہو کہو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے بادشاہ مجھے زمین مصر کے خزانوں پر حاکم کر دے۔ یعنی ولایت مصر سے جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوتا ہے مجھے اُسکا خازن بنادے۔ انشاء اللہ میں اُسکا حفاظت کرنیوالا اور احتیاط سے رکھنیوالے ہونگا۔ کوئی اسمیں سے ضایع اور بیوجہ خرچ نہ کرونگا اور میں ملک کی مصلحت تدبیر جاننے والا ہوں اور ملکی انتظام اصلاح سے خالی نہو گا اور علم سیاق میں کامل مہارت رکھتا ہوں اور جس زبان کا آدمی ہو میں اُسکی زبان سمجھنے والا ہوں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ بادشاہ

نے سونے کا ایک تخت جسمیں انواع واقسام کے جواہر لگے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے واسطے مقرر کرکے تاج جواہر سے چمکتا ہؤا اُن کے سر پر رکھا۔ اور کنجیاں خزانوں کی اُنکو دیں اور سلطنت کا مختار کردیا ❊

رجعنا الی المقصود۔ اے ہمارے اللہ ہم عاجز بندوں کے لئے بھی تین حبس مقرر ہیں ایک تو ماں کے پیٹ کا حبس جسمیں نو مہینے تک ہر انسان کو محبوس رہنا پڑتا ہے۔ دوم گہوارونکا حبس سوم قبر کی اندھیری کوٹھڑی کا حبس ماں کے پیٹ میں تیرے احسن الخالقین کی صفت سے بحکم وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ حُسنِ صُورت کی خلقت پاکر اس دار میں نمودار ہوئے اور گہوارگی کے حبس میں بمقتضائے وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ عمدہ غذائیں کھاکر تربیت پائی الٰہی اگر لحد کے تنگ جیلخانہ میں بحکم فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ آسایش اور آرام اور راحت پائیں تو تیرے کرم اور فضل سے بعید نہیں ❊

نقل ہے کہ شیخ بو علی رودباری نے عالم دُنیا سے سفر کرنیکے وقت آنکھ کھولکر اپنے مریدونکی طرف دیکھا۔ مریدوں نے شیخ سے پُوچھا کہ اس نازک حالت میں آپ کس حال میں ہیں۔ فرمایا کہ آٹھوں بہشت کے دروازے میرے داخل ہونے کے لئے کھول رکھے ہیں اور بہشت کی حُوریں بہشتی لباس ہاتھ میں لیکر میری خدمت کیلئے منتظر کھڑی ہیں۔ مریدوں نے عرض کی یا شیخ آپنے اُن کو کیا کہا۔ فرمایا میں نے اُن کو کہدیا ہے کہ تم سب اپنا اپنا کام دیکھو کہ میں روزہ دار آدمی ہوں جب تک عید کے چاند کی رُویت نہ ہوئیگی تب تک میں روزہ نہیں افطار کرونگا۔ مریدوں نے کہا کہ اے شیخ آپ کی عید کب ہوگی۔ فرمایا کہ جب اپنے پیارے دوست کا وصال پاؤنگا اور اسکی رضا اور لقا کی سعادت سے مشرف ہو جاؤنگا۔ الٰہی اپنے کمال کرم سے مجھ گنہگار بدکردار اور میرے احباب کو بھی اس بے انتہا دولت پر فائز کرکے اپنے وصال کے مائدہ پر بٹھادے اور اپنے جمال کا مشاہدہ دکھادے۔ **مولنا معنوی کی مثنوی سے المناجات**۔

یاغیاث المستغیثین اھدنا	لا افتخار بالعلوم والغنا
لا تزغ قلبًا ھدیت بالکرم	واصرف السوء الذی خط القلم
بگذران از جانِ ما سوء القضا	وامبر مارا ز اخوانِ صفا۔
تلخ تر از فرقتِ تو ہیچ نیست	بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست۔
رحم بر دے کن کہ روئے تو بدید	فرقتِ تلخ تو چون خواہد کشید۔

صد ہزاران مرگِ تلخ اے خوب رُو — نیست مانندِ فراق رُوئے تو
یاالٰہی سکرت ابصارنا — فاعف عنا اثقلت اوزارنا
یاخفیا قد بلات الخافقین — قد علوت فوق نورالمشرقین
انت سر کاشف اسرارنا — انت فجر مفجر انھارنا
یاخفی الذات محسوس العطا — انت کالماء ونحن کالرحا
انت کالریح ونحن کالغبار — یختفی الریح وغبرھا جہار
تو بہاری ماچو باغِ سبز خوش — او نہان و آشکارا بخشش
تو چو جانی ما مثالِ دست وپا — قبض وبسطِ دست ازجان شد روا
تو چو عقلی ما مثال این زبان — این زبان از عقل دارد این بیان
اے برون از وہم وقال وقیل من — خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من
ربنا اِنا ظلمنا سہو رفت — رحمتے کن اے رحیمہات رفت
دستگیر از دستِ ما مار ابخر — پردہ را بردار و پردۂ ما مدر
منگر اندر ما مکن در ما نظر — اندر اکرام وسخائے خود نگر
چون عنایاتت بود با با مقیم — کے بود بیمے از آن دیوِ رجیم

اے عظیم از ما گناہانِ عظیم!
تو توانی عفو کردن در جریم

تمام شد کتاب

فخر الواعظین حصہ اوّل

بقلم ولی شاہ کاتب الہوی - لاہور دروازہ شیر انوالہ

حصّہ دوم

رکن سوم

المجلس الثانی

من الارکان الخمسۃ فی فضیلۃ الرمضان المبارک و رعایۃ حقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الاول فی الفاظ الحدیث اما بعد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفی روایۃ ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جہنم وصفدت الشیاطین فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھلجاتے ہیں اور ایک روایت میں جنت کے دروازے اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور سب شیاطین قید ہوجاتے ہیں۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے اور راوی اس حدیث کا ابوہریرہؓ ہے۔ **ف** اس حدیث سے اگر ظاہر معنے مراد لیویں تو کچھ بڑا فائدہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ انسان جب تک دنیا میں ہے۔ اسکو آسمان پر چڑھنا میسر نہیں ہوسکتا۔ اور نہ بہشت اور دوزخ میں داخل ہوسکتا ہے پھر دروازوں کے کھلنے اور بند ہونیسے انسان کو کیا فائدہ ہوا ہاں اگر یوں کہیں کہ جو شخص صلحا ایمان والونسے مرجاتا ہے تو جب دروازے جنت کے اسکے لئے کھلجاتے ہیں تو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ دروازے کھلنے سے پہلے آتی تھی اور جب کوئی گنہگار مرجاتا ہے تو اگر دروازے دوزخ کے بند ہوتے ہیں تو اس کو اس کی گرمی اور لپٹ اتنی نہیں آتی جتنی گرمی اور لپٹ بند ہونیسے پہلے آتی تھی۔ تو یہ معنی بعید ہیں۔ اس واسطے کہ یہہ مضمون صرف واسطے آدمیوں کی ترغیب کے ہے جو ان کو حکم ہوا ہے ماہ رمضان کے روزوں کا

اور اُن کو حرص دلانی کس وجہ سے ہے تاکہ روزے کیواسطے تیار ہو جاویں اور گویا جنّت کے دروازے اُنکے لئے کھل گئے اور دوزخ کے دروازے اُن کے اُوپر بند ہو گئے اب کوئی تاویل ایسی کرنی چاہئے کہ حدیث کے معنی ٹھیک ہو جائیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ کھلنا آسمان کے دروازوں کا اشارہ ہو رحمت کے پے در پے آنیکا۔ اور پے در پے عبادت کے اُوپر چڑھنے کا اسواسطے کہ جب دروازہ کھلجاتا ہے تو جو اُس کے اندر ہے نکل آتا ہے اور جو باہر ہوتا ہے وُہ فوراً داخل ہو جاتا ہے اور اس حدیث کی تاویل کے لئے وُہ حدیث کافی ہے جو ایک روایت میں آیا ہے وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ کھلجاتے ہیں دروازے رحمت کے وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ اُن امور کے حاصل ہونی کیطرف اشارہ ہے جو جنت میں پہنچا دیں یعنے ہر قسم کی عبادتیں۔ اور بند ہونا دوزخ کے دروازہ کا اشارہ ہے اُن اُمور کے دُور ہونیکا جو دوزخ میں داخل کر دیتے ہیں یعنی ہر قسم کے گناہ اسواسطے کہ روزہ دار ایسے کبائر گناہوں سے بچتا ہے جنکے اندر اصرار یعنی اَڑ کرنی صغیرہ گناہوں کی بھی داخل ہے۔ سو روزہ کی برکت سے اُس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کما ورد فی الحدیث قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّلٰوةُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُکَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَھُنَّ اِنِ اجْتَنَبَتِ الْکَبَآئِرَ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک بیچ کے گناہونکو ہٹا دیتی ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیجائے۔ اور شیاطین کے قید ہونیسے مراد وہی ظاہری کے معنے پر محمول ہے کہ شیاطین واسطے تعظیم اس مہینہ کے قید ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے عقلی دلیل یہ ہے کہ اکثر لوگ گناہوں میں کھبے ہُوئے اس مہینے میں گناہوں اور بدیوں سے بچنے لگتے ہیں باوجودیکہ گناہوں کے بڑے حریص ہوتے ہیں اور اکثر بے نماز نماز پڑھنی شروع کر دیتے ہیں۔ باوجودیکہ نماز میں کمال سستی کرتے تھے اور وعظ و نصیحت سننے اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض فاسق جو اس مبارک مہینے میں اپنے فسق سے ذرہ باز نہیں آتے بلکہ یہانتک گناہوں میں پھنسے رہتے ہیں کہ اگر ایک قسم کے گناہ کی ترک کرتے ہیں تو دوسری قسم میں شروع ہو جاتے ہیں سو یہ اثر اس خباثت کا ہی جو اُن کے دلوں میں وساوس شیطانی باقی ہیں۔ اور بعض علما نے کہا ہے کہ یہ مجاز ہے اصل روزہ داروں کے دل شیطانی وسوسہ قبول کرنے سے باز رہتے ہیں۔ اسواسطے کہ جب رمضان آتا ہے تو آدمی روزہ میں مشغول ہو جاتے ہیں تب اُنکی قوت جنونی اور طاقت بہیمی جو باعث شہوت اور غضب کی ہوکر

ہر قسم کے فسق اور فجور کیطرف لیجاتی تھی ضعیف ہو جاتی ہے اور انکی قوت عقلیہ پیدا ہو کر طاعات کی طرف بُلاتی ہے اور منکرات سے منع کرتی ہے پھر اُن کو روزمرہ کی مقررہ عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کے منکرات سے بیزار کر دیتی ہے پھر وہ ایسے ہو جاتے ہیں گویا اُن کے لئے بہشت کے دروانے کُھل گئے اور دوزخ کے دروازے بند ہو گئے۔ اور اُن پر شیطانوں کا اصلاً تسلّط اور غلبہ باقی نرہا اور وُہ آزادوں میں ہو گئے۔ کما ورد عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ فِیْهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ۔ الحدیث جیسا کہ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید ہو جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو کر کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا۔ اور دروازے بہشت کے کُھلجاتے ہیں سوانمیں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا۔ پھر منادی پکارتا ہے کہ اے طالب خیر کے ادھر آؤ۔ اور اے حد سے بڑھنیوالے شر کے بس کر اور رمضان اللہ کے آزاد کئے آگ سے بہت ہیں اور یہ ندا ہر شب میں ہوتی ہے۔ **ف** اگرچہ اس حدیث کی تاویل معلوم ہو گئی تھی۔ لیکن اسمیں کچھ لفظ زیادہ ہیں اُن کے معنو کا بیان کرنا بھی ضرور چاہئے۔ وُہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں پکارتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اے خیر کے طالب یہاں آؤ ثواب لو۔ یہ ایسا شریف وقت ہے کہ تھوڑی سی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہو گا۔ اور اے شر کے طالب بدی سے باز آ کیونکہ رمضان میں معصیّت کا عذاب بڑا سخت ہے اور اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بہت بندے روزہ دار آگ سے آزاد کرتا ہے اور اُن کے پچھلے گناہ اس کے مہینے کی برکت سے معاف کرتا ہے۔ کما ورد مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔ جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہُوا جس نے رمضان کے روزے رکھے واسطے ایمان اور ثواب کے تو اُس کے تمام گناہ معاف ہوئے ۔

مؤلف۔ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے رمضان کے روزے اُسکی حقیت اور فضیلت تصدیق کر کے اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنے کے لئے رکھے نہ کسی شخص کے خوف سے اور نہ کسی کے حیالاج سے تو اُس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہونگے۔ اور یہ پکار رمضان کی راتوں میں سے ہر ہر رات کو ہوتی ہے۔ وایضاً رُوی عن ابی امامۃ الباھلی انہ علیہ السلام قال

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اور ابو امامہ باہلی سے روایت ہو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک روز واسطے خدا کے روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اُسکے بیچ میں ایسی چوڑی خندق کر دیگا جیسے بیچ آسمان اور زمین کے تفاوت ہے۔ اور ایک حدیث میں وارد ہے عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ مِنَ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا۔ روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک دن کا روزہ واسطے اللہ کے رکھا تو اللہ اُس کے چہرہ کو آگ کی ستّر برس کی راہ پر دُور کر دے گا ❊ **مؤلف** اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے ایک دن کا روزہ واسطے اللہ کے اور اُسکی رضامندی کے لئے رکھا۔ اُسکو اللہ تعالیٰ آگ سے نجات بخشیگا۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں بُعد یعنی دُوری کو بطور تمثیل کے بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووے اسواسطے کہ جو شخص ایک چیز سے اسقدر دُور مسافت پر ہو تو وُہ چیز اُس تک ہرگز نہیں پہونچیگی اور خریف سے مراد سال ہے۔ جزو کو ذکر کیا اور کُل مراد لیا۔ اور فصول وغیرہ کو چھوڑ کر خریف کیساتھ اسواسطے بیان فرمایا کہ اُسوقت میں پھل پکتے اور عیش فراخ ہوتاہے ❊

وایضاً عن ابی ہریرۃ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ حَسَنَةً بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قال اللہ تعالیٰ اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فان سابہ احدا وقاتلہ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُءٌ صَائِمٌ۔ روایت ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر ایک بنی آدم کے حسنات دس گنے بڑھتے ہیں اور دس سے سات سَو گنا تک اللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ روزہ کے سوا کیونکہ روزہ میرے واسطے ہے۔ مَیں ہی اُسکا بدلہ ہوں اُسکی جزا جانتا ہوں بذات خود دُونگا۔ اور غیر اپنے کی طرف اُسکو نہ سونپونگا کیونکہ وُہ اپنی شہوت کھانا پینا میرے واسطے ترک کرتاہے یعنی بسبب امر میرے کے اور بقصد رضامندی میری کے ❊ **مؤلف** یعنے ہر ایک عبادات اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کے ہو تو

کم ازکم اُسکا اجر عبادت کرنیوالے کو دس گنا عطا ہوگا۔ کما ورد مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے جو لاوے بھلائی اُس کے واسطے ہی اُس سے دس گُنا اور کبھی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑھجاتی ہے۔ کما ورد فی قولہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ جیساکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مثال اُنکی قرآن شریف میں جو خرچ کرتے ہیں اپنے اللہ کی راہ میں یعنے غازیوں اور مجاہدوں اور مسکینوں اور یتیموں کی امداد کرتے ہیں اُسکی مثال ایک دانہ کی ہے کہ اچھی زمین میں اُسے بوئیں اور وہ زمین دانہ اُگائے سات بالیاں اسطرح کہ سات شاخیں اُسکی جڑ سے پھوٹیں اور ہر ہر شاخ پر ایک بالی ہو بیچ ہر بالی کے سو دانے کہ ایک سے سو دانے حاصل ہوتے ہوں اور اللہ زیادہ کرتا ہے اس سات سو کو ساتھ سات ہزار کے بلکہ اور بہت بخشنے والا ہے کہ ایک سے سات سو اور زیادہ دیتا ہے اور جاننے والا ہے خرچ والوں کو اور اُن کے قصد اور نیتوں کو۔ اس مثال سے زیادتی کی صورت بناتا ہے اور تصدق کے دینے والوں کو رغبت دلاتا ہے۔ کہ جب اجر کا خیال کریں کہ ایک کا بدلہ سات سو ہی تو ہمیشہ صدقہ دینے میں مشغول رہیں ؎

آنکہ بشارت بجودت مے دہد	دانہ یکے ہفتصدت مے دہد
دانہ بابنازئی شیطان مکار	تازیکے ہفتصد آید بہار

اے میرے بھائیو! روزہ کے ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں۔ کیونکہ روزہ بدوں صبر کے پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ صبر کرنیوالوں کو ملتا ہی اُن کا اجر بے گنت پھر صبر اگرچہ سوا روزہ کے اَور عبادات میں بھی ہوتا ہے لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہے جو اور عبادات میں ہوتا ہے اس لئے کہ صبر تین طرح ہے ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر دُوسرا صبر اللہ تعالیٰ کے محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں تینوں قسموں کا صبر موجود ہے اسواسطے کہ روزہ میں صبر ہے اُن طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہے مثلاً تراویحوں کا پڑھنا اور ہذیانات اور ہفوات سے زبان کو بند کرنا وغیرہ اُن شہوتوں کو۔ جو اُس پر حرام ہیں اور اس الم پر جسم ہے جو بھوک لگتی ہے اور پیاس کی گرمی ہوتی ہے اور بدن ناتوان ہوتا ہے۔ کیونکہ روزہ دار کا بدن بسبب فاقہ کے دُبلا اور کمزور ہوجاتا ہے اور واسطے طلبگاری مرضی الٰہی کے ہلاکت میں پڑتا ہے۔ اور اسی کیطرف اشارہ ہے جو حدیث میں مذکور ہے کہ اپنی شہوت اور کھانا میرے لئے چھوڑ دیتا ہی

اور یہ بھی ہے کہ روزہ دار اپنی جان کو کھانے اور پینے اور جماع سے روک کر خوگیر صفات الٰہی کا ہو جاتا
ہے کیونکہ اللہ ان سب امور سے پاک ہے اور چونکہ روزہ میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے روزہ
کو اپنی ذات پاک سے خاص کیا اور روزہ کے ثواب کا اپنی ذات سے ذمہ دار ہوا اور کسی کے حوالہ نہ کیا
پھر روزہ دار کو اپنی درگاہ سے اتنا اجر عطا کیا جسکی انتہا اور شمار نہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ
روزہ ایک راز ہے اللہ اور بندے کے بیچ میں کہ بندہ نے اُسکو خالص واسطے اللہ کے اور واسطے
اُسکی رضامندی کے ادا کیا ہے اس کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ اور نیت اور امساک کا
نام ہی یہاں تک راز کی بات ہے کہ کہتے ہیں کہ کراما کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اُسکو لکھتے ہیں بخلاف
دیگر عبادات کے اس لئے کہ اَور عبادات کو وہ بھی سوا اللہ تعالیٰ کے جان جاتے ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر
سوائے اللہ تعالیٰ کے اَور کو نہیں ہوتی اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی مقدس ذات سے خاص
کرلیا اور آپ ہی اُس کے ثواب کا ذمہ دار ہوا کسی دوسرے کے حوالہ نہ کیا گویا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا
کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَلَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ غَیْرِیْ روزہ میرے لئے ہے سوا میرے اَور کوئی مطلع نہیں ہوتا تو اب
مَیں ہی اُس کے ثواب کا ذمہ دار ہوں اور کسی دوسرے پر حوالہ نہیں کرتا ہوں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ
سخی جب یہ کہے کہ میں آپ اُس کے ثواب کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہے کہ وہ عوض نہایت عظیم اور کثیر ہو
ایسا کہ گنتی اور شمار میں نہ آوے اور نہ حساب میں سماوے قولہ علیہ السلام وَلِلصَّائِمِیْنَ فَرْحَتَانِ
الخ یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ
کھولتے ہوئے اور ایک خوشی خدا کے دیدار کے وقت۔ اور مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو دو دفعہ سرور ہوتا
ہے۔ کیونکہ لفظ فرحۃ کا ایکبار کے معنوں میں فرح سے مشتق ہے اور فرح سرور کو کہتے ہیں اور سرور
پروردگار کی ملاقات پر اس بات کا ہے کہ ثواب روزہ کا دفعۃً جمع کیا ہوا اللہ تعالیٰ کے پاس سے پاویگا
اس لئے کہ جسنے اپنا کھانا پینا اور شہوت اپنے خدا کی فرمانبرداری اور رضامندی کے لئے چھوڑ دئے
تو خدا تعالیٰ اُسے عوض بہتر عطا کریگا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ
عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ط جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے واسطے
کوئی نیکی اُس کو پاؤ گے اللہ کے پاس سے بہتر اُس سے ۰

روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن دسترخوان عرش کے تلے چُنا جاویگا
اُسپر بیٹھ کر نعمائے الٰہی نوش جان فرمائیں گے اور دیگر لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہونگے وہ لوگ
جو حساب کی کشمکش میں پھنسے ہوئے ہونگے۔ ان کو دیکھکر یہ کہیں گے یہ کون لوگ ہیں جو کھانا

کھاتے ہیں اور ہم بیچارے حساب ہی میں پکڑے ہوئے ہیں بارگاہ الٰہی سے اُنکو جواب ملیگا۔ یہ لوگ روزہ رکھتے تھے اور ہم روزہ خور تھے اسی کھانے کی طرف مولٰنا معنوی نے مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ہے **نظم**

لب فرو بند از طعام و از شراب
کو خورندہ لقمہ ہائے راز شد
تا غذائے اصل را قابل شوی

سوئے خوان آسمانی کن شتاب
زین خورشہا اندک اندک باز بر
لقمہ ہائے نور را آکل شوی

این دہان بستی دہانے باز شد
کین غذائے خر بود نہ زان خورد
آن طعام اللہ قوتِ خوشگوار

بر خیال دریا چو کشتی شو سوار

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے ایک دروازہ کا نام ریّان ہے اُس دروازے سے خاص روزہ دار ہی داخل ہونگے۔ اور روزہ داروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے بہت رکھتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے جو بھوک پیاس کی شدت اُٹھائی تو ایسے دروازہ سے خاص ہوئے کہ جسمیں تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونے کے پیچھے ہے اور افطار کے وقت سرور اس سبب ہوتا ہے کہ آدمی کا جی بطور عادت کے اپنی مباحات کھانے پینے جماع کی طرف متوجہ رہتا ہے جب اُسکو ان باتوں سے کسی وقت روک دیا جاوے پھر دوسرے وقت میں اُسکو اجازت ملجائے تو پھر وہ خود بخود خوش ہوجاتا ہے۔ خاصکر جب اُسکو بہت حاجت دامنگیر ہووے کیونکہ بھوک لگی ہوئی ہوتی ہے پیاس کا زور ہوتا ہے اور دل کو اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہے کما یشعر بھذا ما روی عن عمرؓ انہ علیہ السلام کان اذا افطر یقول ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ ابن عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام افطار کیوقت فرمایا کرتے تھے پیاس بجھ گئی اور رگیں تازہ ہوگئیں اور ثواب ہوگیا انشاءاللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ روزہ دار پر روزہ کے دن حرام کردیا ہے کہ ان شہوات کو عمل میں لاویں یعنے کھانا پینا جماع وغیرہ شہوات نفسانیہ جو روزہ میں خلل انداز ہیں روزہ دار پر اُن کا عمل حرام کردیا ہے لیکن انکو اجازت ہے کہ رات کیوقت ان مشتہیہ چیزونکو عمل میں لاوے بلکہ رات آتے ہی یعنے سورج کے ڈوبتے ہی جلدی سے افطار کرنا اور سحری کا تاخیر کرکے آخر شب میں کھانا فقہا کے نزدیک مستحب ہے۔ کما روی عن ابی ذرؓ انہ علیہ السلام قال لاتزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر جیسا کہ ابوذرؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت ہمیشہ بھلائی پر رہیگی جب تک سحری کھانے میں تاخیر اور افطار کرنے میں تعجیل کرینگے اور نیز ایک روایت میں وارد ہوا ہے

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ عِبَادِهٖ اِلَيْهِ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا
کہ اللہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے سحری کھانیوالوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور بہت پیارے بندے اللہ کے وُہ ہیں جو روزہ کو جلدی افطار کرتے ہیں۔ حاصل کلام کا یہ ہے کہ روزہ دار اپنی شہوت دن کے وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت کے لئے ترک کرتا ہے اور رات کے وقت اپنی شہوات کو واسطے قربت اور طاعت الٰہی کے عمل میں لاتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کے حکم ہی ترک کرتا ہے اور اسی کے حکم ہی سے اختیار کرتا ہے۔ پس وہ روزہ دار دونوں حال میں اللہ کا فرمانبردار ہے۔ کیونکہ مومن روزہ دار نے جب دیکھا کہ خوشنودی میرے مالک کی شہوات کے ترک کرنے میں ہے تو خوشنودی اپنے صاحب کی اپنی ہوا و ہوس پر مقدم رکھی تو اُسکو واسطے خدا کے شہوات ترک کرنے میں زیادہ لذت ہے بہ نسبت لذت شہوات برتنے کے بلکہ اس کو شہوات کا عمل کرنا خلوت میں زیادہ تر مکروہ معلوم ہوگا بہ نسبت تکلیف کی چوٹ کھانے کے کیونکہ جانتا ہے کہ روزہ میں کھانا میرے مالک کو ناپسند ہے پس اُس کو لذت اُسی بات میں ہوگی جسمیں اُسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وُہ بات اُسکی خواہش کے برخلاف ہو اور اُسکو رنج اور تکلیف اسی بات میں ہوگی جسکو اُسکا مولیٰ ناپسند کرے اگرچہ وُہ بات اُسکی خواہش کے برخلاف ہو اور اسکو رنج و تکلیف اُسی بات میں ہوگی جس کو اُسکا مولیٰ ناپسند کرے اگرچہ وہ بات اُس کے مطلب کی ہو جب مومن کا یہ حال ان محرمات میں ہو کہ روزہ کے سبب سے ممنوع ہیں جیسے کھانا پینا اور جماع تو لائق ہے کہ یہ حالت زیادہ تر ہووے اُن امور میں جو مطلقاً حرام ہیں جیسے زنا اور شراب خواری اور کسی کا مال ناحق لینا اور کسی کی بے آبروئی کرنا کیونکہ یہ تمام اعمال ایسے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُنسے ہر وقت ہر جگہ بیزار رہتا ہے جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے تو ان سبکو چوٹ کھانیکی تکلیف سے بدتر جانتا ہے پھر مومن روزہ دار عین روزہ میں چونکہ یہ حال جانتا ہی کہ میرا رب ہر حال سے خلوت میں بھی خبردار ہے اور میرے اوپر تمام شہوات کا عمل کرنا جنکی طرف دلکو رغبت ہی حرام کر دیا ہے تو یہ اپنے رب کی فرمانبرداری اور اسکے عذاب کے خوف سے اور ثواب کی رغبت سے اُسکے حکم پر عمل کرتا ہے اور نہی سے بچتا ہے جب مومن روزہ دار اس صفت سے موصوف ہوتا ہے تو اسی لئے اُس روزہ دار کا سونا عبادات میں شمار کیا جاتا ہی کما ورد فی الحدیث نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ جیسا کہ حدیث میں وارد ہی کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہی قال ابو العالیۃ الصَّائِمُ فِي الْعِبَادَةِ مَا لَمْ يَغْتَبْ وَاِنْ كَانَ نَائِمًا عَلٰى فِرَاشِهٖ حضرت ابو العالیہ کہتے ہیں کہ روزہ دار جب تک کسی کی غیبت نہ کرے عبادت میں ہی اگرچہ اپنے بچھونے پر سوتا ہے پس اس حدیث نبوی اور ابو العالیہ کے قول سے

صریح ثابت ہوا کہ روزہ دار رات دن عبادت الٰہی میں ہوتا ہے قولہ علیہ السلام لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ البتہ روزہ دار کے مُنہ بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پسندیدہ تر ہے سمجھنا چاہئے کہ خلوف بضم خا معجمہ کے اُس بُو کو کہتے ہیں جو روزہ دار کے مُنہ میں معدہ میں سے بخارات چڑھکر پیدا ہو جاتی ہے جب معدہ کھانے پینے سے خالی ہو جاتا ہی تب یہ بُو روزہ دار کے مُنہ سے پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ وُہ بو آدمیوں کو ناپسند ہو پر اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ تر پسندیدہ ہے اس لئے کہ وُہ بو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پیدا ہوئی تھی اسیواسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں اس بو کا باقی رکھنا مستحب ہے اور مسواک سے اُسکا دُور کرنا مکروہ ہے برخلاف اُس بو کے جو فا میں بدوں روزہ کے پیدا ہو جائے اسواسطے کہ اُسکا دور کرنا مسواک سے لازم ہوتا ہے بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اطاعت بجالائے اور اسکی رضامندی طلب کرے اسمیں اگر کچھ آثار آدمیوں کے خلاف طبع اور ناپسندیدہ پیدا ہو جائیں تو وہ آثار اللہ تعالیٰ کو ناپسند نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور پاکیزہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن آثار کو آخرت میں مشک سے زیادہ تر پاکیزہ کردیگا کیونکہ روزہ جو بندے اور پروردگار میں دنیا کے عالم میں ایک بھید تھا اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس بھید کو ظاہر کریگا۔ حتےٰ کہ سب پر ظاہر ہو جاویگا اور اس اثر فرحت سے تمام خلقت میں مشہور ہو جاویگا کما روی عن انس مرفوعا اِنَّ الصَّائِمِیْنَ یَخْرُجُوْنَ مِنْ قُبُوْرِھِمْ یُعْرَفُوْنَ بِرِیْحِ اَفْوَاھِھِمْ فَاِنَّ رِیْحَ اَفْوَاھِھِمْ اَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ چنانچہ انس سے مرفوعاً مروی ہے کہ روزہ دار جب اپنی قبروں سے اُٹھینگے تو اپنے مُنہ کی خوشبوئی سے پہچانے جاویں گے۔ اس لئے کہ اُسکی مُنہ کی خوشبو کستوری کی بُو سے زیادہ تر خوشگوار ہوگی + مؤلف خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارادہ کیا ہے کہ روزہ کی فضیلت اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماویں تو جو چیز آدمیونکی طبیعت کو ناپسند ہے یعنی منہ کی بدبو اُسکو پاکیزہ تر خوشبو سے تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہے اور واسطے تفریح کے سونگھی جاتی ہے۔ اور غرض اس تشبیہ سے روزہ دار کی ثنا اور تعریف اور اسکا دل خوش کرنا ہے تاکہ روزہ کی مذمت سے جس سے مُنہ میں بُو پیدا ہوتی ہے۔ پیٹھ نہ پھیرے اور روزہ رکھنے میں کاہل نہو جائے اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سے لذت حاصل ہوتی ہے تو آپ عمدہ آثار کو اسپر قیاس کرلیں باوجودیکہ افطار کے وقت روزہ دار کی دُعا قبول ہوتی ہے کما ورد فی الحدیث اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ اِفْطَارِہٖ دَعْوَۃً مُّسْتَجَابَۃً۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دُعا قبول ہے +

اقول لیکن اس شرط سے کہ افطار حلال چیز سے ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزوں سے بند ہو کر روزہ رکھے اور حرام چیز سے افطار کرے تو اُسکی دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی اور نہ روزہ قبول ہوگا۔ کما روی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ اسواسطے کہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور اُسپر عمل کرنا ترک نکرے تو اللہ تعالیٰ کو کیا پرواہ ہے اُسکی کہ وہ اپنا کھانا اور پینا ترک کردے۔ **مؤلف** مُرادیہ ہے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ اُسکا روزہ قبول نہیں کرتا ہے اور نہ اُسکی طرف توجہ کرتا ہے اس لئے کہ جو چیزیں اسکو بدوں روزہ کے مباح تھیں اُنسے تو باز رہا اور جو چیزیں اُس کو ہمیشہ کو حرام تھیں اُنسے باز نہ آیا کیونکہ روزہ سے مقصود صرف بھوک پیاس نہیں ہے بلکہ روزہ سے مقصود وہ چیزیں ہیں جو اُس کے بعد حاصل ہوتی ہیں مثلاً شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مخالف کرنا جب انمیں سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا تو پھر کھانا پینا ترک کرنیسے کیا فائدہ ہی اس میری تقریر کیموافق حاجت کی نفی سے مقبول نہونا روزہ کا مراد ہے جیسے سبب کی نفی سے مسبب کی نفی مراد لیتے ہیں **قولہ** علیہ السلام اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ الخ وھی بضم الجیم الترس فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ ڈھال ہے یعنی روزہ جُنّہ ہے اور جُنّہ جیم کی پیش سے ڈھال کو کہتے ہیں اور روزہ کو اس لئے ڈھال ٹھیرایا ہے کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کے آگ سے بچالیتا ہے اور روزہ دار روزہ کے سبب گناہوں اور شیطانی وسوسہ سے بچ جاتا ہے اسواسطے کہ مسامات خون کے جو شیطان کا رستہ ہوتا ہی بند ہو جاتے ہیں کیونکہ شیطان ابن آدم کے اندر خون کی مثال پھرتا ہے سو روزہ سے شہوت ضعیف ہو جاتی ہے اور غصہ بجھ جاتا ہی لیکن سمجھنا چاہئے کہ ڈھال سے جیسے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جبتک وہ پوری نہ ہو یعنی جب تک ڈھال من کل الوجوہ پوری اور مضبوط اور بے خلل نہ ہو اُس ڈھال سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اسیطرح روزہ سے اوٹ حاصل نہیں ہو سکتی جبتک وہ خطا اور خلل سے صاف محفوظ نہ ہووے تب تک روزہ دار کو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اگر اسمیں یعنے روزہ میں کچھ خلل ہوگا تو اتنا ہی ثواب عمل کا کمتر ہو جاویگا اسی لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ اگر تم سے کوئی شخص کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکا کرے اور نہ چلاوے رفث کی بیہودہ باتیں گالی گلوچ وغیرہ اور جو اُسکی مانند ہو یعنے جماع کے لفظوں سے صاف کہنا اُس لفظ کا جو اشارۃً کہا جاوے اور صخب خاء نقطہ دار سے چیخنا چلانا اور جھگڑنا جھگڑا کروانا مراد ہے مطلب

اس جملہ کا یہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہے کہ تکرار کے وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہے اور نہ بیہودہ پکار کر بولے بلکہ اس کو لازم ہے کہ روزہ کو تمام مناہی سے بند رہے نہ صرف کھانے اور پینے سے پھر اگر کوئی اُسکو گالی دے تو چاہئے کہ واسطے حفاظت روزہ کے اپنی زبان سے گالی دینیوالے کو سُنا کر کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور اسکو گالی کا یہی جواب سمجھ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ روزہ دار اپنے دل میں ہی کہے یعنی خیال کرے کہ میں روزہ دار ہوں تاکہ اُسکا نفس سخن بیہودہ سے باز رہے اور غصہ کو پی جائے اور گالی کے بدلے گالی نہ دے تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہ ہو جاوے اگر وہ بھی فحش بکنے لگیگا تو اُن لوگوں میں ہو جاویگا جن کے حق میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھَرُ بہت لوگ ایسے روزہ دار ہیں کہ اُن کو روزہ میں سے صرف پیاس ہی نصیب ہے اور ثواب میں سے کچھ بھی نہیں ملیگا۔ اور بہت لوگ ایسے نمازی ہیں کہ ان کو رات کی نماز سے سوائے بیداری کے ثواب سے کچھ بھی حصہ نہیں ہے اس لئے کہ خدا کی قربت مناجات کی ترک سے پوری نہیں ہوتی۔ جب تک کہ محرمات کو چھوڑ کر قربت حاصل نہ کرے۔ مثلاً جو شخص روزہ کے دن میں کھانا پینا چھوڑ کر خدا کا حکم بجالایا تو اُسکو چاہئے کہ محرمات میں بھی جو اُسپر دائمی حرام ہیں اور کسی حالت میں حلال نہیں ہو سکتے اُسکا حکم بھی ماننے سو جو کوئی جلدی کر کے محرمات کو زندگی میں برتیگا۔ تو آخرت میں اُسکو یہ عتاب ہوگا کہ اُس شے سے محروم رہیگا اور اس میری تقریر اور دعوے کا شاہد یہ حدیث ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا لَمْ یَشْرَبْہَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَمَنْ لَبِسَ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا لَمْ یَلْبَسْہُ فِی الْاٰخِرَۃِ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے دُنیا میں شراب پی نہیں پیویگا آخرت میں اور جس نے دُنیا میں حریر پہنا آخرت میں نہیں پہنے گا پس اے خُدا کے بندو اور میرے دینی بھائیو اللہ جل جلالہٗ سے ڈرو اور اسکی حدود کو قایم رکھو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ میں اُس راہ و رسم پر چلتے ہیں جو خلقت میں مشہور اور مستعمل ہے اور اُسپر نہیں چلتے جو ایمان کے لائق ہے اللھم ارزقنا الایمان

الباب الثانی فی حکم ایجاب الصوم وفی ھذا الباب ثلثون حکمۃ من اقوال ارباب التحقیق وباللہ التوفیق

پہلی حکمت اے میرے دینی بھائیو جس روز حضرت جلال احدیت جل وعلا نے اپنی کمال صمدیت سے بوجہ اظہار لطیفہ کے آسمان کے چمن اور ملائکہ کی انجمن میں اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا آوازہ دیا ملائکہ نے از روئے استفہام حکمت الٰہیہ کے جملہ استفہامیہ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا کا پیش کیا حضرت حکیم علی الاطلاق

نے اُنکو اِنِّیٓ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ کے جواب سے الزام فرمایا تاکہ اُس جواب کا مصداق اور اس حکمت باصواب کا اظہار اس مشت گنہگار پر ظہور پائے اسیواسطے اُن پر روزہ کا ایجاب فرمایا کہ انکی تحقیق کی مزیّت اور تصدیق کی مشیّت اس کے ضمن میں متحقق ہو جائے گویا حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے ملائکہ تمہارا امساک طعام وشراب سے طبعی ہے اس لئے کہ بنی نوع ملکی کے طبائع اکل وشرب اور جماع اور وقاع کے مقتضی نہیں ہیں تم جب تک اس قسم کے معاملات سے جو بنی آدم کے متعلق ہیں اجتناب نکروگے تب تک تمام مخلوقات پر تمکو ترقی مدارج اور تفوق کا حاصل ہونا ممکن نہیں اس لئے کہ مراتب وصول پر پہنچنا اور مفاخر مناقب پر فائز ہونا مہویات نفسانیہ کی ترک اور مستلذات جسمانیہ کے اجتناب کے مطابق ہے اور تمہارا اکل وشرب سے امساک اور مفطرات سے اجتناب بباعث عدم احتیاج کے حاصل ہے لیکن ہمارے بندے بنی آدم باوجود کمال احتیاج اور ترقّب حیات کے سوائے اکل وشرب کے اُن کا زندہ رہنا محالات میں سے ہے معہذا پھر وُہ بیچارے میری رضامندی اور لقاکی خواہش کیلئے اپنا کھانا پینا وغیرہ ترک کر دیتے ہیں اور بھوک اور پیاس کی آگ میں جلتے ہیں اے میرے ملائکو وُہ بیچارے بہ نسبت تمہارے میری قربت کی دولت اور وصل کی سعادت کیساتھ زیادہ لائق اور مستحق ہیں +

نقل ہے - کہ حضرت شیخ عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جو زمانہ کے یگانہ تھے فرمایا کہ میرا وجود تمام ملائکہ پر حجت ہے اور میری بکری تمام زمانہ کے علما اور فضلا پر حجت ہے حاضرین مجلس جو انکے معاصرین تھے اسبات کو سُنکر متعجب ہوئے اور آرزوئے تحقیق کے - التماس کی فرمایا کہ پہلے میری بکری کا حال دریافت کرو اور دیکھو اور آزماؤ کہ تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز کھاتی ہے یا نہیں حاضرین میں سے اُٹھکر ہر ایک نے وُہ گھاس لیا جس سے بکریوں کو رغبت زیادہ ہوتی ہے اپنے اپنے ہاتھ میں لیکر بکری کے سامنے گیا بکری نے کسی شخص کے گھاس کیطرف التفات نہ کی اُسیوقت شیخ رہ نے تھوڑا سا خس وخاشاک زمین سے اُٹھا کر بکری کے آگے رکھا بکری نے بڑی رغبت اور کمال خواہش سے اُسکو کھانا شروع کیا اُن لوگوں کے دیکھتے ہی سب طب ویابس کھا گئی پھر شیخ نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ اے میرے بھائیو تمنے بچشم خود دیکھ لیا ہے کہ میری بکری اپنے چارہ میں اور گھاس کھانے میں اسقدر احتیاط رکھتی ہے کہ ہمارے زمانہ کے علما اپنے طعام اور شراب میں چنداں احتیاط نہیں رکھتے اور جو کچھ رطب ویابس حلال وحرام اُن کو ملجائے بلا تفتیش اور تحقیق چٹ کر جاتے ہیں - اسیواسطے میں نے کہا کہ میری بکری اُنپر حجت ہے - اور میں نے جو کہا ہے کہ میرا وجود ملائکہ پر حجت ہے - اس لئے کہ یہ گروہ ملائکہ نہیں کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں لیکن اُنکا نہ کھانا اور نہ پینا اسواسطے

ہے کہ یہ گروہ اپنی جبلّی عادت سے ایسے معاملات سے مستغنی ہے اور میں ستّر دن کے بعد اپنی بیری کے دو پتےّ جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے کھاتا ہوں اور اب کئی سال سے اُن کے کھانے سے بھی دست بردار ہو گیا ہوں بیشک میرا وجود ملائکہ پر حجت ہے۔ اور میں ملائکہ کیطرح اللہ کی محبّت اور ذکر اور اطاعت کو ہی اپنی غذا تصوّر کرتا ہوں۔ **مثنوی**

چون ملک تسبیح حق راکن غذا	تا رہی ہمچون ملائک از اذاے
اندکے زین شرب کم کن بہرِ خویش	تاکہ حوضے کوثرے یابی بہ پیش
مائدہ عقلست نے نان وشوا۔	نورِ عقلست ای لپر جانرا غذا
گر خوری یک بار زان ماکولِ نُور	خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور
کارِ دوزخ میکنی و خوردنے	بہر او خودرا تو فربہ مے کُنی
کارِ خود کن روزیٔ حکمت بخور	تا شود فربہ دلے با کرّوفرّ
نفس فرعونیست ہیں سیرش مکن	تا نیارد یادِ زاں کفرِ کہن
گر بگرید ور بنالد زار زار	او نخواہد شد مسلماں ہوشدار

حکمت دوم مکحول شامی رحمۃ نے ایجاب الصوم کی حکمت میں لکھا ہے کہ بندگان خدا معاصی اور زلاّت کے سبب الواث انجاس سے آلودہ ہو رہے تھے اور بہشت جو مکانات طیبہ میں سے ہے وہ پاک لوگوں کے لئے مقرر ہے کہ اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ پس ان بیچاروں آلودوں کی تطہیر ضروریات میں سے تھی اسواسطے کہ جبتک یہ بیچارے گناہوں کی آلودگی سے پاک اور صاف نہو جائیں تب تک پاک لوگوں کے جوار میں نہیں پہونچ سکتے اور چونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت باوجود ضعف نیت ہونیکے ساتھ لباس کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے آراستہ اور پیراستہ تھی اور آتش دوزخ سے اُنکا پاک کرنا اُنکی رفعت شان اور ضعف بنیان کے مناسب نہ تھا اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے علم قدیم لطف عمیم سے جانا کہ میرے حبیب کی اُمت عذاب دوزخ کی صعوبت اور اُس کے حجاب کی عقوبت کی متحمل نہیں تو آج ہی دُنیا میں ان کو بھوک اور پیاس کی آتش میں ڈال کر ان کے وجودوں کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کر ڈال تاکہ وہ کل یعنی قیامت کے دن بیباک اور چالاک ہو کر دوزخ کی آگ سے سلامت باکرامت پار ہو جاویں۔

حکمت سوم تیسری حکمت روزہ کے ایجاب میں یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دار السلام سے اس دار ملام میں بھیجے گئے بھوک اور مجاعت نے ان کو بیطاقت اور ناتوان کر دیا

یہانتک ضعف طاری ہوگیا کہ قدم اٹھانے کی طاقت بدن میں نہ رہی۔ بامر لاچاری بہزار آہ وزاری بدرگاہ باری مناجات گزاری حضرت جبرائیل نے دو دانہ گندم کے بہشت سے لاکر حضرت آدم کے آگے رکھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے تناول کا ارادہ کیا حضرت جبرائیل نے فرمایا اے آدم ابھی ان کے کھانیکا موقع نہیں۔

روایت ہے کہ حضرت جبرائیل نے بحکم ملک العلام بہشت سے تین دانے گیہوں کے ایک خریطہ میں ڈال کر آدم علیہ السلام کے پاس لاکر کہا کہ اے آدم ان تین دانوں میں سے دو تمہارے اور ایک حوا کا حصہ ہے جیسا کہ حاکم حقیقی نے میراث کے باب میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یعنی مرد عورت سے دوگنا حصہ پاتا ہے۔ لکھا ہے کہ ہر ایک دانہ کا وزن ایک لاکھ سات سو اٹھاسی درم کا تھا جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے **بیت**

	صد ہزار و ہفصد و ہشتاد و ہشت آمد درم	دانہ گندم نخست ای صاحب حلم وکرم	

آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے جبریل کیا میں اسکو کام میں لاؤں اور اپنی بہوک کو دفع کروں فرمایا ابھی یہ دانے کھانے کے قابل نہیں مگر تمہاری بھوک انہیں کے ذریعہ سے دفع ہوا کریگی اور تو اسی کے سبب بہشت سے نکالا گیا ہے اور تیری اولاد کی حیاتی اسی پر منحصر ہوگی۔ پھر آدم علیہ السلام نے حسب تجویز جبرائیل کے زمین پر ہل چلانا شروع کیا اور زمین کو پھاڑنے لگا۔ بیچارے بیل جو مدت کثیر بہشت کے پرفضا باغوں میں پرورش یافتہ تھے اور کبھی قلبہ رانی کی مشقت اور ایسی سخت محنت نہ اٹھائی تھی۔ لاٹھی کے نیچے آکر رمتے تھے اور رک رک کر قدم اٹھاتے تھے اور دو چار قدم کے بعد بیطاقت ہوکر ٹھیر جاتے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے بیل کو ایک لاٹھی ماری بیل نے فریاد کی زبان کھولکر کہا کہ اے آدم مجھکو کیوں ستاتا ہے ؎

	ہرگز بمراد دل غمگین مکشاد	درد اکہ گلے امید از باغ مراد	
	فریاد ز درد نامرادی فریاد	افسوس از دست ناامیدی افسوس	

آدم علیہ السلام نے کہا اے حیوان لایعقل تو میری بیفرمانی کرتا ہے۔ بیل نے کہا جو شخص اپنے مالک کی بیفرمانی کرتا ہے وہی ڈانٹا جاتا ہے۔ آدم بیل کی اس کلام سے سمجھ گیا کہ اس بیل نے میری طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی وقت ہل کو چھوڑ کر اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا۔ اسی اثنا میں جبرائیل پیغام الہی لیکر آپہونچا اور کہا اے آدم حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے حال میں میرے سب ملائکہ نے تیری عظمت اور جلال کو دیکھکر نہایت تعظیم وتکریم سے تجکو سجدہ کیا اور آج تیرا یہ حال ہے کہ

حیوان لایعقل تجکو ملزم اور شرمندہ کرتا ہے اور وُہ شان اور درجہ تیرا محض تیری اطاعت اور موافقت کا نتیجہ تھا اور یہ ذلّت اور خواری اور شرمساری تیری مخالفت کا ثمرہ ہے۔ جب آدمؑ اس بشارت سے مبشّر ہوا اور اپنے کردار سے خبردار ہوا تو بیل اپنی گفتار کے دروازہ کو بند کرکے چپ چاپ ہوکر چل پڑا اور آدم نے زمین کو تھوڑے وقت میں قابل زراعت کر دیا۔ اور آدم علیہ السّلام نے وہی تین دانے زمین میں بو دئے۔ آدم کے حصّہ سے گیہوں اور حوّا کے حصّہ سے جَو پیدا ہوئے ؛

روایت ہے کہ جب کھیتی تیار ہوئی تو آدم علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ الٰہی میں نے ایک ہی قسم کا تخم زمین میں بویا تھا اور تیری آب وہوا بھی ایک ہے کیا باعث ہے کہ میرے حصّہ کے دانوں سے گندم اور حوّا کے حصّہ سے جَو پیدا ہوئے۔ فرمان باری عزاسمہ بدین عبارت جاری ہوا کہ اے آدم میرے امر کی مخالفت پہلے حوّا کی جانب سے سرزد ہوئی۔ کہ وُہ شیطان گندم نما جَو فروش کے بہکانے سے بہک گئی اور میرے فرمان کی اطاعت بھول گئی لاچار اپنے اعمال کے موافق جزا پائی۔ **فرد**

در زمین دِل بجز تخم نکوکاری مکار	کاین مثل مشہور باشد ہرچہ کاری بدروی

القصّہ جب آدم علیہ السّلام کی بھوک کی آگ بدرجہ غایت بھڑک اٹھی تو جبرائیلؑ سے کہا کہ میں اب بسر گندم سے بقدر مایحتاج کے کھاؤں۔ جبرائیل نے کہا اے آدم باوجود اسبات کے کہ تو نے اس کھیتی کے بونے جوتنے میں بڑی محنت اُٹھائی ہے ابھی ایسی جلدی مت کرو اور صبر کو ہاتھ سے مت دو کہ ابھی تمکو بڑے بڑے کام درپیش ہیں آدمؑ نے سمجھا کہ یہ سب درد وغم اور مشقت والم میری نافرمانی کے باعث سے ہے صبر کے دامن میں پاؤں رکھکر بیٹھ گیا۔ یہانتک کہ گیہوں کی زراعت کے خوشے پک کر تیار ہوئے زاں بعد آدم علیہ السّلام نے جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم کے بموجب زراعت کو کاٹ کر کھلیان میں کوٹکر دانہ گھاس الگ کیا اور پھر دو پتھروں کے نیچے دانے رکھکر آٹا بنایا اور خمیر کیا زاں بعد ایک مغاک تنور کی صورت میں کھود کر لکڑیوں سے بھر کر تپایا اور خمیر کی روٹیاں بنا کر تنور میں لگائیں۔ جب روٹیاں پک کر تیار ہوگئیں تو آدمؑ کا جی انکو دیکھکر للچایا جبرائیلؑ نے کہا اے آدم قدرے صبر کو بھی کام میں لاؤ جب روٹیاں سرد ہو جائیں پھر مختار ہو آدمؑ نے کہا سبحان اللہ معلوم نہیں کہ یہ لقمہ کتنی مشقت اور محنت کے بعد میرے نصیب ہوگا۔ **مولانا جامی**

کس از من درجہان غمدیدہ تر نیست	دریغا زین زیانکاری دریغا
زداغ ہجر ماتم دیدہ تر نیست	دریغا زین جگر خواری دریغا

روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے فرمایا کہ اے آدم تین ساعتیں دن باقی رہگیا ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جاویگا تو تیرے روزہ کے افطار کا وقت پہنچ جاویگا۔ حضرت آدمؑ نے اُسوقت کے ثواب کی بابت استفسار فرمایا حضرت جبرائیلؑ نے کہا اے آدم حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے آدمؑ اس عمل کے عوض میں میں تجھکو تین دولتیں عطا کرونگا۔ يَغْفِرُ لَكَ وَلَا يُعَذِّبُكَ اَبَدًا ایک تو میں تجھے بخشدونگا اور کبھی عذاب نہ دونگا۔ دوم يَرْضٰى عَنْكَ وَلَا يَغْضِبُ عَلَيْكَ اَبَدًا دوسرا میں تیرے پر ایسا راضی ہونگا کہ کبھی غضب اور غصہ میرے نزدیک نہ آئیگا۔ سوم يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ وَلَا يُخْرِجُكَ اَبَدًا تیسرا میں تجھے بہشت میں داخل کردونگا کہ پھر تم کبھی اُس سے باہر نہ نکلوگے آدمؑ نے کہا یا جبرائیل هٰذَا لِیْ خَاصَّۃً اے جبرائیل یہ دولت میری ہی لئے خاص ہے جبرائیلؑ نے کہا کہ بل لك ولذریتك الی یوم القیمۃ یعنی یہ دولت تیرے لئے اور تیری اولاد کیلئے مخصوص ہے یعنی جو شخص تیری اولاد میں سے ایک دن میری رضامندی کی غرض سے روزہ رکھے اور دن کو مجاعت اور ترک شناعت میں رات کرے ان تینوں عطیوں اور دولتوں سے جو ابدی سعادت ہی مشرف ہوگا۔

حکمت چہارم۔ چوتھی حکمت روزہ کے وجوب میں یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی حکمت ازلی سے اسبات کو پسند فرمایا کہ میرے بندے جب تک بھوک کی مشقت اور پیاس کی محنت کو اپنے وجودوں پر نہ آزمالیں گے تب تک بھوکوں کے حال پر رحم نہ کریں گے اسیواسطے سال بھر میں سے ایک مہینہ روزہ رکھنے کا حکم فرمایا چنانچہ ارباب اشارت حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کے محبوس اور زمرہ غلاموں میں محسوب ہونیکی حکمت میں بھی یہی لکھا ہے کہ یُوسف صدیق علیہ السلام جب خلعت کا دولت کا پہنکر سلطنت اور حکومت کے تخت پر جلوس فرما ہوتے تب اپنی مذلت اور غلامی کی مذلت اور حبس زندان کی مشقت کو یاد میں لاکر عاجزوں مسکینوں کے حال پر رحم فرماتے اور گنہگاروں کے گناہ سے درگذر کرتے ۵

مرہم ریش دل مجروح باش	درتن ہر مردہ دلے روح باش
بر ضعفا رحم چو پیش آورے	از شجر رحم خدا برخورے
چون جگرت ریش شود ازبلا	مرہم ریش تو بسازد خدا۔

نقل ہے۔ کہ قحط کے دنوں میں حضرت یُوسف علیہ السلام صبح وشام سیر ہوکر طعام نہیں کھاتے تھے امرأ اور وزرأ نے التماس کی کہ اے عزیز مصر کے تمام خزانے آپ کے تصرف میں ہیں اگر آپ

ایکدفعہ سیر ہو کر کھانا کھالو تو آپ کا بدن مبارک مجاعت کی شدت سے بچ جائے اور بدن میں طاقت آجائے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے بھائیو اِذَا شَبِعْتُ نَسِیْتُ الْجَائِعَ اگر میں پیٹ بھر کر کھالونگا تو بیچارے بھوکے لوگ میری یاد سے بھول جائیں گے اور اہل کرم کا یہ داب ہے کہ جبتک بھوکے لوگوں کو اپنے خوان اکرم بٹھا کر اُن کی خبر گیری نہیں کر لیتے۔ تب تک اپنے منہ میں لقمہ نہیں ڈالتے +

مؤلف اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام ملک مصر کا بادشاہ تھا اور خزانہ کی کنجیاں اُس کی جیب میں تھیں۔ اہل مصر کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ رکھتا تھا۔ تم اپنے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم جو دین اور دُنیا کے بادشاہ ہیں اور ہشت بہشت کے خزانوں کی کنجیاں اُن کی شفاعت کی جیب میں رکھی ہوئی ہیں کیا گمان کرتے ہو انکا کرم اس امر کا تقاضا کریگا کہ ان کی امت ہم بیچارے شوریدہ حال قیامت کی قحط سالی میں عوامت اور ندامت کی مجاعت میں مبتلا ہوویں ہمارے حضرت علیہ السلام کو بہشت کی نعماء گوارا ہونگی نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ جبتک ہم سب خاکساروں کو نوال ذوالجلال کے مائدہ پر نہ بٹھالینگے تب تک کوئی نوالہ خوان وصال سے اُن کی جان کے مذاق میں لذت بخش نہوگا۔ اے امت محمدی کے خاکسارو اور خوان احمدی کے مہمانو تم ہر حال میں خوشیاں مناؤ اور انکی محبت اور فرمانبرداری کے گیت گاؤ اسلئے کہ **نظم**

ہرچہ محمد زخدا خواستہ	خوانِ کرم بہر تو آراستہ	جان و تن و خشک و تر و گرم و سرد
از شفقت در سرِ کارِ تو کرد	عود صفت از آتش غم سوختہ	تا تو از عطرش شوی افروختہ
زاں شدہ پروردہ صد مکرمت	کہ بتو دارد نظرِ مرحمت	چوں باذل ساختہ کار ابد
رحمت عالم آمد و بر بنگرد	درج طلب راز علو ہمتے	سر نگشادہ بجز از اُمتے

حکمت پنجم پانچویں حکمت یہ ہے کہ بندہ کی اطاعت عند جریان الحکمۃ ثابت اور متحقق ہوجائے اور بندہ ہر وقت میں اپنے مولی کا مطیع اور فرمانبردار بنجائے اُسکا مولی کبھی اپنے بندہ کو فرماتا ہے کُلُوا وَاشْرَبُوا تو بندے اس فرمان کے بجالانیکے لئے کھانا پینا شروع کر دیتے ہیں اور اُن کے روکنے کے لئے حکم صادر کرتا ہے صُومُوا اس محکم حکم کی تعمیل کیواسطے کھانے پینے سے اجتناب کر دیتے ہیں لان اطاعۃ حکم الحبیب واجب علی المحب وتلک دلیل صدق المحبۃ +

حکمت ششم حق سبحانہ وتعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اُس درخت معہود کے کھانے سے منع فرمایا پھر آدم نے اُس درخت منہیہ کے کھانیکی طرف اقدام کیا اُسکی شامت کے سبب

بہشت سے نکالا گیا آخری زمانہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے خاکساروں کو بھی مفطرات سے منع فرمایا اور ان بیچاروں نے اُسکی فرمانبرداری کے لئے کمر باندھی اور اِس امتثال کی برکت سے حق سبحانہ وتعالیٰ کے دار الجلال میں اقبال کی مسند پر حضرت ذو الجلال کے مشاہدہ سے مشرف ہو گئے۔ اے میرے بھائیو اسوقت دو لطیفے جو اس میری تقریر سے ناشی ہوتے ہیں میرے دل کے میدان میں طواف کر رہے ہیں ❊

لطیفہ اول ۔ یہ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو صرف ایک چیز سے منع فرمایا اور امت محمدیہ کے خاکساروں کو ہزاروں چیزوں سے منع فرمایا۔ حضرت آدمؑ باوجود خلیفہ ہونیکے اس ادنےٰ چیز کے کھانیسے اپنے آپ کو بچا نہ سکا اور بہشت سے نکل گیا۔ اور یہ مسکین اپنے رسول اکرم صلعم کی برکت اور فرمانبرداری کی عظمت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں منہیہ چیزوں سے بچ کر بہشت میں داخل ہو گئے ❊

لطیفہ دوم ۔ حضرت آدم علیہ السلام ایک دن بھی صبر نہ کر سکا۔ چنانچہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے صبح کے وقت حضرت آدمؑ اور حواؑ کے نام یہ فرمان واجب الاذعان جاری فرمایا وَقُلْنَا یَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اور کہا ہم نے اپنے کرم سے اے آدمؑ سکونت کر تو اور تیری بیوی یعنے حواؑ جنت میں اور کھایا کرو تم دونوں جنتؔ سے یعنے میوے جھک کر جہاں چاہو اور قریب نہ جانا تم دونوں نے اِس درخت کے یعنی درخت انگور یا درخت انجیر کے اور بہت مشہور گیہوں کا درخت ہی تو ہو جاؤ گے اگر اس درخت کے قریب جاؤ گے ظلم کرنیوالوں سے اپنے نفس پر نافرمانی کے ارتکاب سے انتہیٰ ہنوز دیگر کی نماز کا وقت بھی نہ ہونے پایا تھا کہ آدمؑ نے ایک دانہ کے بدلے بہشت کو خالی کر دیا۔ اور دار السلام سے رخت اقامت کا نکال کر اس دار ملام میں آپہونچا۔ اور امت محمدیہ کے دردمندوں نے تیس دن صبر وتحمل کے مقام میں ہو کر اور توکل کے فراخ جنگل میں قدم رکھکر اطاعت اور فرمانبرداری کے طریق پر چلکر اپنا کھانا پینا وغیرہ جو منافی روزہ کے ہیں بالکلیہ چھوڑ کر بارگاہ کبریا کو اپنا ملجا بنایا اگر جناب قدس وصول کا آوازہ اور قبول کا مژدہ ان بیچاروں کے کان تک پہونچا دیوے اور اس مردود مطرود شیطان کی دھوکہ دہی سے اپنی امان اور حفاظت میں رکھکر اسکی شرارتوں سے بچالیوے تو اُس کے لطف اور کرم سے بعید نہیں ❊ **حکمت ہفتم** ۔ زمان گذشتہ میں سلاطین جہان مطاع اور شہنشاہان واجب الاتباع کا

دستور تھا کہ اپنا حکم چلانے اور تسلط بٹھانے کی غرض سے اپنی رعیّت کو بڑے بڑے دشوار کاموں کی تکلیف دینی اُنکا شعار تھا۔ مثلاً باغات کی عمارات کا بنوانا اور جنگل اور غیر آباد زمینوں کا آباد کرانا جسمیں انکو کسیطرح کا آرام اور حظ پہنچنے کی توقع نہ تھی اور اُن کا مطلب اس تکلیف سے صرف سلطنت کا اظہار اور رعیّت کی اطاعت کا ملاحظہ ہوا کرتا تھا۔ جب رعیّت کے لوگ دل کے خلوص سے اپنے بادشاہ کے فرمان کی اطاعت دل و جان سے کرتے تھے تو یہ بادشاہ اپنی بادشاہی کے لائق اپنی رعیّت کے اصاغر و اکابر کو تشریفات شاہانہ سے ممتاز کرتے تھے۔ اور اُن کا اصلی مطلب رعایا کا امتحان اور اعطاء عطایا اور اہداء ہدایا ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ کوئی فرد رعایا سے اپنے شہنشاہ کی بخشش سے خالی نہیں رہتا تھا۔ کذالک حضرت جلال احدیت جل و علا اپنے بندونکو روزہ کی ریاضت سے اُنکی استطاعت کے بموجب تکلیف دیتا ہے اور انسان کے نفس کو اُس تکلیف میں جو اُس کے لئے ہوہزار تشریف کا مائیہ ہے آزماتا ہے اور مقصود اس تکلیف سے محض سلطنت اور بادشاہی کا اظہار اور کرم شاہی کا اعطاء ہے کما ورد اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ **مثنوی**

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	قصد من از خلق احسان بودہ است
من نکردم امر تا سودے کنم	بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم
من نگردم پاک از تسبیح شاں ۔	پاک ہم ایشاں شود و در فشاں
آفریدم تا ز من سودے کنند	تا ز شہدم دست آلودے کنم

حکمت ہشتم۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ دوزخیوں کی ایک جماعت کو تشنگی اور گرسنگی کے عذاب میں اِس درجہ تک مبتلا کرینگے کہ ان کو دوزخ کے عذابوں کی شدت اور صعوبت بھول جائیگی اور بھوک اور پیاس کا عذاب زمہریر اور جہنم کے عذابوں سے بڑھ جائیگا اے میرے بھائیو حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے آج دنیا ہی میں تمکو چند روز کے لئے امساک کا حکم فرمایا ہے اور بھوک پیاس میں تمہیں آزماتا ہے تاکہ قیامت کے دن اُس عذاب سے جو دوزخ کے سب عذابوں سے بڑھکر ہے بچ جاؤ اور اس عذاب میں نہ پھنس جاؤ٭

حکمت نہم۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی یعنے جس نے خوف الٰہی سے یعنے خدا کے خوف سے ڈر کر اپنے نفس کو ہوائے نفسانی سے بچالیا بہشت اُسی کے لئے ہے۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ وصول جنت کی سعادت انہیں دو خصلتوں پر منحصر ہے ایک تو جل و علا سے

ڈرنا۔ دوم اپنے نفس کو ہوا سے بچانا۔ اور یہ دونوں امر روزے میں متحقق ہیں۔ پس جو شخص اس رفیع المحل عمل پر اقدام کریگا بیشک بہشت میں داخل ہو جائیگا بلکہ جنت الماوٰے کے درجات کو پائیگا۔

حکمت دہم۔ صاحبان مراتب اور مالکان مناصب کی رسم اور سنت اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی غلام اپنے مولیٰ سے یا کوئی نوکر اپنے آقا سے بیفرمان اور اسکی اطاعت کے راستہ سے منحرف ہو جاوے تو اُس کا روزینہ اور طعام اور شراب بند کر دیتے ہیں کہ وُہ سرکش متنبہ ہو کر اپنے مولیٰ کی اطاعت کے مستقیم طریق پر آجاوے۔ اور مخالفت اور خذلان کے دروازے اپنے لئے نہ کھلوائے اس لئے کہا گیا ہے اِنَّ الْعُوْدَ اِذَا اعْوَجَّ اُدْخِلَ فِی النَّارِ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ ترجمہ لکڑی جب ٹیڑھی ہوتی ہے تو اُسکو آگ میں ڈالکر سیدھی کرتے ہیں۔ اور حاضرین مجلس! اسیطرح حضرت جلال احدیت نے اپنے علم ازلی سے ہمارے امّارہ نفس کا اعوجاج یعنے ٹیڑھاپن جان لیا۔ تو اُس تن کی اصلاح اور نفس امّارہ کی استقامت کے لئے اُسکو بھوک اور پیاس کی آگ میں جلانیکا حکم فرمایا۔ یعنی روزہ رکھنے سے فرمان جاری کیا تاکہ یہ سرکش ہماری خدمتگاری کے طریق میں مستقیم رہے اور ہمارے سُنن مرضیہ سے انحراف نہ کرے ❖

حکمت یازدہم یہ ہے کہ گناہ دو قسم کے ہُوا کرتے ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظاہری گُناہ کے لئے نماز پنجگانہ کا نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا کرنا کفارہ ہے۔ کما ورد اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ اور باطنی گناہوں یعنے کبر اور عُجب اور ریا اور دُنیا کی محبّت کے کفارے کیواسطے روزہ کافی ہے۔ جو شخص ایک دن میں پانچبار نماز کو نیاز سے ادا کرے اور ایک سال کے بعد تیس دن رمضان کے روزے رکھے اُمید ہے کہ وُہ ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ اُسکی تطہیر دُنیا ہی میں ہو جاتی ہے اُسکو قیامت کے دن تطہیر کی غرض سے دوزخ میں ڈالنے کی کچھ حاجت نہ پڑیگی ❖

حکمت دوازدہم۔ اے میرے بھائیو! ارباب اتقا اور اصحاب ہدےٰ کا اسبات پر اتفاق ہے کہ حضرت رب الارباب جل وعلا اور بندے کے درمیان دُنیا کی محبّت ہی حجاب ہے جیسا کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

تعلق حجاب است وبیحاصلی	چو پیوندہا بگسلی واصلی

اور دُنیا چار چیزوں سے مراد ہے۔ طعام و شراب اور نیند و جماع کہ یہی چار چیزیں نفس کا لشکر اور ہوا کی معاون ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُس لشکر کے روکنے کیواسطے روزے کے

سپہ سالار کو پیش کیا یعنے روزے کو ہر ایک مومن پر واجب مقرر فرمایا جو آدمی دن میں روزہ رکھے اور رات تسبیح اور تراویح میں گذارے گویا اس چار قسم کے دُنیا کے تعلقات سے بتمامہ اجتناب کر لیا۔ اور حجاب کے رفع کرنے میں کوشش کی اور اسکی برکت سے بحساب ثواب اور بے حجاب دیدار سے مُشرّف ہوگا۔

حکمت سیزدہم۔ اے میرے بھائیو! تمہارے وصُول الی اللہ کے راستہ میں تین دیواریں یعنے تین حجاب ہیں۔ ایک بدن۔ دوسرا دل۔ تیسری جان۔ ہر ایک کا ایک ایک محبوب ہے جسکا وہ ہمیشہ طالب رہتا ہے۔ چنانچہ بدن انسانی کا محبوب کھانا اور پینا اور جماع وغیرہ ہے اور بہشت اور اُس کے درجات دِل کا محبوب ہے۔ اور لقاء ربّی جان کا مطلوب ہے گویا حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے فرمانبردار بندو آج تم دُنیا میں اپنے تن کو اُسکے محبوب سے یعنی کھانے اور پینے سے اُٹھا رکھو تو میں کل یعنے قیامت کے دن تمہارے دل اور جان کو اُنکے محبوب تک پہونچا دوں یعنے دار السلام میں داخل کر کے اپنے دیدار سے مشرف کردوں۔

حکمت چہاردہم۔ خلقت کے اعمال دو ہی طرح پر ہُوا کرتے ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ ظاہری اعمال جیسے نماز اور روزہ وغیرہ اور باطنی اعمال جیسے نماز اور معرفت اور توحید۔ اور ویسے ہی دُشمن بھی دو ہی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ دُشمن ظاہری جیسے مظلوم جنپر تمہارے ہاتھ اور زبان سے کچھ ایذا پہنچ گیا ہوگا اور وُہ قیامت کے دن احکم الحاکمین کے سامنے تمہارے سے بدلہ ظلم کا لے لینگے۔ اور باطنی دُشمن جیسے شیطان اور اُس کے اعوان جو تمکو ہر ہر بات میں وسوسہ میں ڈالتے رہتے ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کمال شفقت سے تیرے احوال پر رحم فرما کر تیری باطنی اعمال کو اپنی ذات مقدس کی طرف نسبت کیا کہ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور نیز اُس کے اعمال ظاہری سے روزہ کو اپنی ذات مقدس کیطرف اضافت فرما کر فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ تاکہ تیرے دُشمن ظاہری قیامت کے دن تعرض کا ہاتھ تمہارے ان اعمال کیطرف نہ بڑھا سکیں۔ اور تو قیامت میں ظاہری اور باطنی اعمال سے مفلس اور تہیدست نہ رہ جائے بلکہ اس ظاہری عمل کے صلہ میں بہشت اعلےٰ اور باطنی عمل کی طفیل اپنے حضرت آفریدگار کا دیدار اعلےٰ پالیگا۔

حکمت پانزدہم۔ جاننا چاہئے کہ نفس انسان کے لئے ایک ایسا حجاب ہے کہ اُس کے سبب سے لطائف روحانیہ سے محجوب رہتا ہے اور نیز خاص رُوح کیواسطے ایک حجاب ہے کہ اُسکی وساطت سے عواطف ربّانیہ سے محروم رہتا ہے اور حجاب نفسانی منجملہ حجب ظلماتی میں سے ہے

اور اس حجاب نفسانیہ کا رفع کرنا بندہ کے کسب اور اجتہاد پر موقوف ہے اور حجاب رُوحانیہ کا اٹھانا اقتدار ربّانی کے قبضہ میں ہے۔ کانّہ سبحانہ وتعالیٰ یقول اے میرے بندے تو نے حجاب نفسانیہ جو حجاب روحانیہ کو مانع ہے۔ یعنی اپنا کھانا پینا اور جماع کو باوجود ضعف نیت کے اپنے سے اُٹھا دیا میری ذات مقدس باوجود قدرت اور رافت کے اگر تیرے حجب روحانی کو جو جناب سبحانی کے وصول کا مانع ہے درمیان سے اُٹھا دے اور تیرا دل و جان میرے انوار سے منوّر ہو جائے تو میرے لطف اور کرم سے کچھ بعید نہیں ٭

حکمت شانزدہم۔ اہل حکمت اور ادب نے گناہوں کو حطب کیساتھ تشبیہ دی ہے کما قال اللہ حمالۃ الحطب بانھا کانت مشاءۃ بالنمیمۃ اور مقولہ ہے کہ تمامی دوسرے گناہ دوزخ کی آگ جلانے بھڑکانیوالی لکڑیاں ہیں۔ جب بندہ قیامت کے دن گناہ یعنی دوزخ کی لکڑیوں کا گٹھا اپنی پشت پر اُٹھائے عرصات کے پُل پر چل پڑیگا تو دوزخ کے کرہ کی آگ جب اس بندے کے گناہوں کی لکڑیوں کو دیکھیگی تو جھٹ اپنی جزو کو اپنی طرف کھینچ لیگی۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آج کے دن تیرے گناہوں کی لکڑیوں کے کھلیان کو بھوک کی آگ میں ڈالکر جلا دینے کا حکم فرمایا کما ورد سُمِّیَتِ الرَّمَضَانُ رَمَضَانًا لِاَنَّھَا تُحْرِقُ الذُّنُوْبَ یعنے رمضان کا نام اسواسطے رمضان رکھا گیا ہے کہ رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے کہ تو قیامت کے دن دوزخ کی سرکش آتش سے بچکر پُل صراط سے سلامت باکرامت گذر جائے وباللہ التوفیق

حکمت ہفدہم۔ ارباب اشارت نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بنی آدمؑ کی دو طبیعتیں ہیں طبیعت حیوانی اور طبیعت روحانی۔ حکیم علے الاطلاق نے اپنے ارادہ ازلی سے چاہا کہ جب ہمارا بندہ گیارہ مہینے حیوانی طبیعت کی تقویت میں مشغول رہتا ہے اُسکو چاہئے کہ کم از کم ایک مہینہ اپنی روحانی طبیعت کی تقویت میں مصروف رہے۔ تاکہ اسکی دونوں طبیعتوں میں کسیطرح کا نقصان عاید نہو جائے۔ اس میری تقریر کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وجود باجود میں دو طرح کی نسبت موجود تھی۔ ایک نسبت مریمیؑ دوسری جبرائیلیؑ۔ کچھ مدت حق مریمی کا استیفا اور ادا کر کے آسمان کی طرف عروج کی کرامت فرمائی کہ حق جبرائیلیؑ بھی پورا ہو جائے ؎

من از اقلیم بالائم سر عالم نمیدارم	نہ از خاکم نہ از آبم سر آدم نمیدارم
منم عیسئے خوش خندہ کہ عالم شد بمن زندہ	ولی نسبت زحق دارم من از مریم نمیدارم

حکمت ہژدہم۔ ارباب حکمت نے کہا ہے کہ انسان کا نفس دو جزو کا مورد ہے ایک جوع یعنی بھوک۔ دوسرے شبع یعنی سیری۔ پہلا تو ملائکہ سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا شیاطین سے نسبت رکھتا ہے اور اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے یہزم الشیطان من الجائع النائم فکیف بالقائم ویجانق الشیطان القائم فکیف بالنائم۔ حضرت جلال احدیت جل جلالہ نے اپنے علم ازلی سے معلوم کیا کہ اگر میرا بندہ ہمیشہ کھانے پینے میں قیام کرتا رہیگا تو اُس کا وجود شیطان کا مورد بنکر اسفل السافلین تک پہنچ جائیگا اپنی کمال حکمت اور وافر رحمت کے مقتضا سے چند روز روزہ مقرر کرکے فرمایا کہ اے میرے بندو تم میرے حکم کی تعمیل کرکے چند روز بھوک و پیاس کی تکلیف اُٹھاتے رہو تاکہ تمہارے وجودوں کے شہر کے شان میں ملائکہ کی آمد و رفت شروع ہو جائے اور تمہارے قالبوں کی ولایت مفسد اوباش طبائع کی تاخت و تاراج اور شیاطین قلاش کی لوٹ مار سے محفوظ اور مامون رہکر دولت ابدی اور سعادت سرمدی کو پہنچ جائے +

حکمت نوزدہم۔ احادیث نبویہ اور آثار صحیحہ سے ثابت ہی کہ بہشت عنبر سرشت میں نعیم مقیم اور مراتب درجات علی التحقیق والتعمیم حد سے زیادہ اور شمار سے بڑھکر مومنوں کے لئے معین اور مقرر ہو چکے ہیں اور ان لطائف کا وصول اور ان عواطف کا حصول لذات فانیہ اور قربات شنیعہ اور نعیم دنیاویہ سے اجتناب کرنے پر موقوف اور مشروط ہے کما ورد المشاهدات ثمرات المجاهدات اسی لئے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن درجات علیہ کے اخذ اور ابلاغ کے لئے چند روز اپنے بندوں کو اکل و شرب سے امساک کرنے پر دلالت فرمائی یعنے اے میرے بندو تم آج اس دار دنیا میں مرغوبات نفسانیہ میں صبر کی تلخی کو اپنے پر گوارا کرو اور بھوک اور پیاس کی مصیبتیں کھینچو تو کل آخرت میں انشاءاللہ مطالب روحانی کے مطالب پر فایز ہو کر مشاہدہ جمال ربانی کی لذتوں سے شیریں کام اور شادکام ہو جاؤ گے۔ اور خوشی اور فرحت کے دروازے تمہارے حالوں پر کھلجاویں گے۔ کما ورد قال علیہ السلام وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَعِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ +

حکمت بستم۔ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ملائکہ علیہم السلام بنی آدم کے معاملات کو دیکھ دیکھکر ہمیشہ باہم ملکر شکائتیں کیا کرتے تھے اور اُن کے کثرت معاصی کے سبب سے اُنسے محترز رہا کرتے تھے اور دائمًا اُن کی طرف بنظر حقارت دیکھتے تھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حضرت بنی آدم کو ایسے کسی عمل سے مکلف کرے تاکہ ملائکہ کی نظر تحقیر جو بنی آدم کی نسبت ہے توقیر

سے بدلجائے اور بجائے شکایت کے انکی شفاعت پر آمادہ ہو جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اُس عمل کیساتھ جو ملائکہ کا محبوب اور خاصہ لازم تھا۔ یعنی روزہ سے مکلف کیا کہ جب فرشتے اُن کا معاصی اور منہیات نفسانیہ سے اجتناب کرنا مشاہدہ کرینگے اور انکا عبادات اور طاعات کیطرف اقدام معائنہ دیکھیں گے تب اُن کا قبض بسط سے مبدل ہو جائیگا۔ اور انکی عداوت محبت سے مبدّل ہو جائیگی ❊

حکمت بست و یکم۔ مثلاً ایک بیمار ہے جس کے باطن میں اخلاط مفسدہ منجمد ہو رہے ہیں اور اُسکی طبیعت بسبب انجماد مواد کے قوائے باطنیہ کی تقویّت سے رہ جاتی ہے۔ حکیم حاذق اُس مریض کو مُسہل دیکر اس کے مواد فاسدہ کا قلع قمع کر دیتا ہے اور اطبّا کا اسبات پر اتفاق ہے کہ مُسہل کا فائدہ بدون پرہیز اور حمیت نہیں ہو سکتا ہے۔ طبیب حاذق جب سمجھتا ہے۔ کہ مریض اب دوا کھانے کے لائق ہو گیا ہے تب اُس کو ایسا دارُو دیتا ہے جس کے استعمال سے اُسکا بدن بالکلیہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اے میرے بھائیو اسیطرح تمام خلائق دین اسلام کے شفاخانہ میں بباعث زلات اور ہفوات نفسانیہ کے بیمار پڑے ہوئے ہیں اور ان کی دوا مسہل عفو اور مغفرت کے سوا دوسری چیز نہیں۔ اسیواسطے حکیم لم یزلی عزّ وجل نے سال بھر میں تیس روز کھانے پینے جماع وغیرہ سے پرہیز کرنے کے لئے حکم فرمایا۔ تاکہ ہماری رحمت اور مغفرت کی دوائی موثر ہو جائے ❊

حکمت بست و دوم۔ جب کوئی عزیز کسی شخص کو اپنا مہمان بنانے اور اپنے خوان احسان پر بٹھانے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اُس کو یہ بات کہدیتا ہے کہ آج آپ کی دعوت میرے یہاں ہے۔ اپنی اشتہا کو صادق کرنا چاہئے اور کوئی چیز اپنے گھر سے نہ کھائیے۔ اس لئے کہ مینے تمہارے لئے طرح طرح کے کھانے تیار کرائے ہیں۔ میرے دسترخوان پر جلوس فرماکر جسقدر آپ کا دل چاہے پیٹ بھر کر کھانا کھالینا۔ کذالک سلطان ازل عزّ وجل نے سب مومنوں کے لئے بہشت کا مہمان خانہ تیار کر کے وَلَكُمْ مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ کے لذیذ کھانے تمہارے لئے آراستہ و پیراستہ کر رکھے ہیں اور بحکم وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ۔ اللہ تم کو اپنی طرف بلاتا ہے لیکن اب دنیا میں تم کو مخاطب کر کے یہ خطاب کرتا ہے کہ اے میرے بندو تم ان ناپاک اور مشتبہ دنیاوی طعاموں سے جو عارفوں کے صاف معدوں کو بگاڑ دیتے ہیں اجتناب کرو۔ اور چند روز کے بعد تم ہمارے مشاہدہ کے مائدہ پر بیٹھکر ہماری رضاء اور

لقاء کیساتھ اپنے روزہ کو افطار کرو کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جُوعوا انفسکم لولیمۃ الفردوس فان اللذۃ علی قدر تجوع النفس یعنے تم اپنے نفسوں کو بھوکا رکھا کرو۔ واسطے مہمانی بہشت کے اس لیئے کہ اُس کے طعام اور شراب کی لذتوں کو پانا تمہارے نفسوں کی بھوک کے مطابق ہوگا ✤ **مثنوی**

ایہا المحبوس فی رہن الطعام	سوف تنجی ان تحملت الفطام
انّ فی الجوع طعاما وافرۃ	افتقدہا وارتج کن نافرۃ
اعتذر بالنور کن مثل البصر	وافق الاملاک یا خیر البشر
چون ملک تسبیح حق را کُن غذا	تارہی ہمچون ملائک از اذے

حکمت بست وسوم۔ ٹیڑھی لکڑی کو سیدھی کرنے کیوقت پہلے آتش میں رکھتے ہیں جب وُہ گرم ہوجاتی ہے اور اُسکی رگوں ریشوں میں آگ کی حرارت سے ایک قسم کی نرمی پیدا ہوجاتی ہو تب اُسکو شکنجہ میں رکھکر ایسا اِدھر اُدھر کھینچتے ہیں کہ اُسکا ٹیڑھا پن دور ہوجاتا ہے۔ اے میرے بھائیو اسیطرح ہمارے تمہارے سرکش نفس جو بحکم اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ ہمکو برائیوں کیطرف کھینچ رہے ہیں اسی واسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کی آگ جلائی اور اس نفس سرکش کو اسمیں ڈالا تاکہ بھوک اور پیاس کے شکنجہ میں آکر اسکی امّارگی کا اعوجاج مطمئنگی کی استقامت کی ساتھ سیدھا اور راست ہوکر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاوے ✤

حکمت بست وچہارم۔ اُستاد زرگر قدرے زر کٹھالی میں رکھکر چند کالے کوئلے اُسپر رکھدیتا ہے اور تھوڑی سی آگ اُن کوئلوں پر رکھکر پھکنی سے پھونکنا شروع کردیتا ہے۔ یہانتک کہ وُہ کالے کوئلے چمک پڑتے ہیں۔ اور وُہ زر پگھل جاتی ہے۔ اور جتنا کتنا کھوٹ اُسکا ہوتا ہے سب کا سب جلجاتا ہے اور وُہ زر ایسی خالص ہوجاتی ہے کہ اُس کو کوئی صرّاف عیب نہیں لگا سکتا ہے۔ اے میرے بھائیو اسی طرح تمہاری رُوح ایک زر تھی کہ زرگر ازلی نے تمہارے بدنوں کے بوتو نمیں رکھی ہے اور طبائع مختلفہ کے چند کالے کوئلے اُسپر رکھے ہوئے ہیں۔ اب اس ازلی زرگر نے بھوک کی آگ تمہارے نفسوں کے کالے کوئلوں پر رکھدی ہے اور مجاہدت کی پھکنی سے اسمیں پھونکنا شروع کیا تاکہ تمہاری طبائع کے کالے کوئلے شریعت کے نور سے روشن اور مجلّی ہوجائیں۔ اور رُوح اُس کے وسیلہ سے کدورت صفات حیوانی سے علیحدہ ہوجائے۔ جب موسم بہار کا آتا ہے تو سمندر کی سیپیاں اپنا مُنہ کھولکر ابر نیسان کا استقبال کرتی ہیں۔ جب قطرہ اُن کے منہ میں پڑجاتا

ہے تو اپنے دہان کو مقفل کر لیتی ہیں۔ یہانتک کہ وُہ قطرہ ایک شاہانہ موتی اور یگانہ جوہر بنجاتا ہے اور کچھ مدت کے بعد اس سیپی کے دہان بستہ کو کھولتے ہیں تو ایک اَور جوہر یگانہ بے بہا اور قیمتی اس سیپی سے باہر نکل آتا ہے۔ اَے میرے بھائیو اسیطرح میثاق کی بہار میں رحمت الہٰی کے بادل اُس کی توحید کے قطرے تمہاری جان کے کام یعنی مُنہ میں پہونچے اور پھر تمکو دُنیا کے دریا میں بھیجدیا اور ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندو! تم چند روز کے لئے اپنے مونہوں کو کھانے پینے وغیرہ سے بند رکھو۔ یہاں تک کہ جب جان کی عید الفطر کا دن آجائیگا۔ اور تیرے دہان کو افطار اجل کی تلوار سے چیر ڈالیں گے تو وہ ازلی توحید کا قطرہ اور تیرے ایمان کا دُرِ گرانمایہ عزت کے تاج پر لگا کر اور وہ تاج پہنا کر تجھ کو دولت ابدی کے تخت پر بٹھا دیں گے اور بساط قرب پر فی مقعد صدق عند ملیکٍ مقتدرٍ جگہ دیں گے +

حکمت بست و ہشتم۔ جب کوئی بادشاہ کسی دُر گراں قیمت کو محفوظ اور مضبوط رکھنا چاہتا ہے۔ تو اُس کو ایک صندوق میں رکھدیتا ہے اور اُس پر ایک مضبوط قفل لگا دیتا ہے تاکہ کوئی سارق یا کوئی طارق اُسپر دست اندازی نہ کرے + **اشارت** اے میرے بھائیو اسیطرح تمہارا دل عالم معنے میں ایک صندوق تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنی معرفت کا دُر گرانمایہ اسمیں بطور ودیعت کے رکھا اور شیطان چور ہمیشہ اُس کے چُرانے کے لئے گھات لگائے رکھتا ہے۔ پس حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اس دل کے صندوق پر روزے کا قفل یعنے تالا لگا دیا ہے۔ تاکہ شیطان چور کا ہاتھ وہاں تک نہ پہونچے۔ اور اس غدّار کی غارت اور دھوکہ دہی سے بچا رہے کما ورد الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ +

حکمت بست و نہم۔ سمجھنا چاہئے کہ روزہ کی صفات کمال اور خواص باستقلال اگرچہ دیگر کتب میں بہت ہیں مگر اس مجلس میں چند فضائل مختصر عبارت نثریہ میں ہدیہ ناظرین ہیں۔ مثلاً روزہ ایک ایسا صیقل ہے جو دل اور جان کے آئینہ کو نور اور حضور کے مصقلہ سے روشن اور مجلّی کردیتا ہے (۲) روزہ ایسا دہقان ہے کہ نفس کے شورستان اور ہوا وہوس کے خارستان کو بیداری اور کم خواری کی ترتیب اور تقویت سے ایک گلشن اور گلزار بنا دیتا ہے۔ (۳) اور روزہ ایسی فرحت افزا صبا ہے کہ ظاہر مُردہ اور باطن پژمردہ کو اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ کی نسیمات سے حیات بخشدیتا ہے (۴) اور روزہ ایک شربت ہے کہ روزہ داروں کے سینہ بے کینہ کو اکل و شرب اندیشہ کی عرض مرض سے نجات بھیجدیتا ہے (۵) اور روزہ ایسا گندی گر ہے

کہ روزہ داروں کے تن کے لباس اور ان کے بدن کی اساس کو جو معاصی اور زلّات کی چرک اور میل سے خراب ہو رہا تھا اِنْ تَصُوْمُوْا کے طشت میں قُوْمُوْا کے بازوؤں کی قوت سے پاک اور مصفّا کر دیتا ہے۔ (۶) اور روزہ ایک عطّار ہے کہ مخالفات کی زہر ہلاہل کو رکوع اور سجود اور تراویح و تسابیح کے شہد سے تریاق بنا دیتا ہے (۷) روزہ ایک حاذق طبیب ہے کہ زاویۂ غفلت کے بارد المزاج بیماروں کے کام میں طاعت الٰہی کے گرم شراب اور مجاعت کی تلخ جوارش ڈال دیتا ہے (۸) روزہ ایسا حکیم ہے کہ بادۂ معصیت کے محرور المزاج مخموروں کو مغفرت الٰہی کا شربت اور رحمت کا جلاب احسان کے پیالہ سے پلا دیتا ہے۔ نیز روزہ ایک ایسا مبارز ہے کہ امساک کا تیر ہلاک کی کمان پر رکھکر سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کا نقارہ اضطرار کے ہاتھ سے بجا دیتا ہے۔ (۹) روزہ ایک ایسا فراش ہے کہ ریاضت کے جھاڑو سے تن اور بدن کے فراخ جنگل کو کدورت معصیت کے خس و خاشاک سے صاف اور جھاڑ دیتا ہے۔ اے میرے بھائیو اس فقرہ سے بہتر فقرہ سنو (۱۰) روزہ ایک مشاطہ ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ کے دل آراستہ کرنیوالے محبوب کو وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ کے فوائح روائح کیساتھ نَحْنُ اَقْرَبُ کے خلوت سرا کیواسطے آراستہ کر دیتا ہے۔ روزہ ایک دلالہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ کے معشوق کو اَلصَّوْمُ لِیْ کے اشارہ اور اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ کے پردہ سے لاوبالی عاشقوں کو دکھا دیتا ہے۔ جیسا کہ مولانائے عارف رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

لب فرو بند از طعام و از شراب	سوئے خوانِ آسمانی کن شتاب
این دہان بستی دہانِ باز شد	کو خورندہ لقمہائے راز شد
در جہان گر لقمہ و گر شربت ست	لذتِ او فرعِ محو لذت است
زین خورشہا اندک اندک باز بر	کین غذائے خر بود نے زانِ حُر
تا غذائے اصل را قابل شوی	لقمہائے نور را آکل شوی
این طعام اللہ قوتِ خوشگوار	بر چنان دریا چو کشتی شو سوار

باب سوم در حکمت ایجاب صوم در رمضان

سمجھنا چاہئے کہ ارباب اشارت نے اس عمل با اخلاص کی ماہ مبارک رمضان کے ساتھ

اختصاص یابی کے باب میں بلاتحدد ولاتحصی حکمتیں اپنی تصانیف میں لکھی ہیں اس مختصر میں اُن سب کا مندرج ہونا گنجایش نہیں رکھتا ہے۔ اور اس سے درگذر کرنا بھی موجب عجز معلوم ہوتا ہے۔ اسواسطے ہم اسجگہ دس اشارتوں پر اختصار اور اکتفا کرتے ہیں ✤

اشارت اوّل۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ عمل یعنے روزہ اَلصَّوْمُ لِی کی اضافت کے قرینہ سے سب سے فاضلتر تھا مناسب یہ ہوا کہ یہ عمل موقّت ایسے وقت میں ہوا کرے کہ وہ وقت سب وقتوں سے افضل ہووے اور رمضان شریف کی فضیلت میں اسقدر کافی ہے کہ سوائے رمضان کے سب مہینے اعضاء کے قائم مقام ہیں۔ اور رمضان شریف انمیں سے بمنزلہ دل کے ہے کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ قَلْبَ السَّنَۃِ الرَّمَضَانُ فَاِذَا سَلِمَ الرَّمَضَانُ سَلِمَ السَّنَۃُ کُلُّھَا۔ یعنی بیشک رمضان شریف کا مہینہ تمام سال کا دل ہے جیسے دلکو فضیلت حاصل ہے کسی دوسرے عضو کو وُہ فضیلت حاصل نہیں۔ کذالک کسی مہینے کو وُہ شرف نہیں جو رمضان کو ہے اگر یہ مبارک مہینہ طاعت سے مجلّٰی اور معصیت سے مبرّا بسلامت گذر جائے تو گویا تمام سال عبادت اور نیک ہی حال میں گذرا اور اس تشبیہ کی ثبوت میں پانچ وجہیں معیّن ہوتی ہیں:۔ **پہلی وجہ**۔ دِل اشرف اعضاء ہے۔ کذالک رمضان اشرف ماہہا ہے ✤ **دوسری وجہ** اگر انسان کے تمام اعضاء گناہوں میں مبتلا ہوجائیں جو انسان کا دل ایمان اور عرفان سے مجلّٰی رہے تو اعضاؤں کے گناہ اس تصدیق قلبی کی برکت سے مغفور ہوجاتے ہیں کذالک اگر انسان گیارہ مہینے کی مُدّت بموجب طبیعت کے معاملات بشریت میں گذارتا ہے یعنی مرتکب صغائر و کبائر کا ہوتا رہے۔ جب اس مہینے مبارک میں اطاعت الٰہی میں مصروف ہوجائے اور اسکے اوامر کو عمل میں لاوے اور اُسکے مناہی سے اجتناب کرے امید ہے کہ اس ماہ مبارک کی برکت سے تدارک مامضٰے کا ہوجائے ✤ **تیسری وجہ** یہ ہے کہ دل کے اعمال جوارح کے اعمال پر راجح ہوتے ہیں۔ اور مزائیت کاملہ رکھتے ہیں۔ کما ورد نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ اس لئے کہ جوارح کے اعمال بغیر عمل دل کے جسکو نیت کہتے ہیں قابل اعتبار نہیں ہوتے اور دل کی نیت بغیر عمل بدن کے منتج دولت اور مثمر سعادت ہے جیساکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہی کہ قیامت کے دن ایک بندے کا اعمالنامہ اس کے ہاتھ میں دیا جاویگا اور اسمیں ایسے ایسے نیک عمل مثبت دیکھیگا کہ ساری عمر میں اُنکی طرف اقدام نہ کیا ہوگا۔ مثلاً حج کا گذارنا اور کافروں سے لڑنا اور عمارات خیر کا بنانا اور مساجد اور معابد تعمیر کرانا اپنے

اعمالنامہ میں لکھے ہوئے دیکھیگا عرض کریگا الٰہی یہ اعمالنامہ میرا نہیں شاید ملائک سہواً مجھ کو دے گئے ہیں کبھی ساری عمر میں نے حج اور جہاد نہیں کیا اور پل اور مسجد نہیں بنائے حکم باری صادر ہوگا کہ اے میرے بندے بھول چوک کا اطلاق تمہاری ذات ہی پر جائز ہے ہماری ذات مقدس ایسے عوارض سے پاک اور مبرا ہے۔ اگرچہ یہ اعمال بیشتر تمنے نہیں کئے۔ لیکن تمہاری نیت میں ہمیشہ یہ بات سمائی رہتی تھی کہ اگر خدا تعالےٰ مجکو اس امر کی توفیق عطا کرے اور اتنی وسعت ملجائے تو میں بھی اچھے اچھے عمل بجالاؤں ہمنے اپنے کمال کرم سے تمہاری نیت کے بموجب تمہارے نہ کئے ہوئے کاموں کو کیا ہوا جان کر اور اس عمل ناممکن کو مشروط بشرط قبول کرکے تمہارے اعمالنامہ میں لکھدیئے اور اس کا ثواب کما یجب وینبغی اپنے کرم پر واجب کرلیا اور روشن ہوا کہ اس شخص کو جو یہ غیر مترصدہ دولت اور غیر مترقبہ سعادت جو بارگاہ الٰہی سے بغیر مقارنت عمل بجوارح اور بغیر مباشرت اعضا کے حاصل ہوگی۔ یہ محض اسکی نیک نیتی اور دلی عمل کا نتیجہ تھا کذالک یعنی اسیطرح نیک اعمال جو رمضان المبارک کے مہینے میں روزہ دار سے وقوع میں آتے ہیں اور مہینوں کے اعمال کی نسبت زیادہ تر فضیلت رکھتے ہیں کما ورد عن سعید المسیب نقلا عن سلمان الفارسی قال خطب رسُول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخرِ یومٍ شعبان یعنے سعید بن المسیب سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر ماہ شعبان میں خطبہ فرمایا اور اس خطبہ کے اثنا میں ارشاد فرمایا کہ:۔ ایُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ اے میری امت کے لوگو بیشک ماہ مبارک اور ماہ بزرگ اور مہینہ بزرگ جسمیں ایک رات جو خیر و برکت میں ہزار مہینوں کی خیر و برکت سے فاضلتر اور اولیٰ تر ہے۔ تمہارے سروں پر سایہ انداز ہوا ہے۔ جو شخص اس مبارک مہینے میں فریضہ ادا کریگا وہ بیشک ستر فریضہ کا ثواب پائیگا۔ اور نیز ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں ایک بار تسبیح پڑھنا دیگر مہینوں کی ہزار تسبیح پڑھنے سے فاضلتر ہے۔ اور ایک صدقہ اسمیں ہزار صدقات سے بڑھکر ہے۔ اور اس ماہ مبارک میں استغفار ایکبار کا پڑھنا دیگر مہینوں کے ہزار استغفار سے اولیٰ تر ہے سلمنا ✤

چوتھی وجہ جسطرح حضرت انسان کا دل سب اعضا میں سے نظرات عنایات الٰہیہ جل وعلا کیساتھ بحکم اِنَّ اللہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ کذالک یہ ماہ مبارک بہ نسبت دیگر شہور کے نظرات لطف و کرم خداوندی سے زیادہ تر

مخصوص ہے کما ورد عن جابر عبداللہ الانصاری جیسا کہ جابر انصاریؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول مقبول علیہ السلام نے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے میری اُمت کو رمضان کے مہینے میں چھ چیزیں کرامت فرمائیں کہ کسی پیغمبر کو میرے سے پہلے نہیں عطا ہوئیں۔ اوّل یہ ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو حق سبحانہ وتعالےٰ میری اُمت کے روزہ داروں کی طرف ایک نظر رحمت کی فرماتا ہے اور جس شخص کی طرف بنظر رحمت دیکھے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اُسکو عذاب میں مبتلا نہیں کریگا۔ دوم یہ کہ روزہ داروں کے مُنہ کی بو روزہ کھولنے کے وقت خدا یتعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے ۔ سوم ماہ رمضان میں ملائکہ علیہم السلام میری اُمت کے بخشانے کے لئے استغفار پڑھنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سب کے سب اوراد وظائف اور تسابیح وتہالیل پڑھکر میری اُمّت کی معافی کے لئے جناب باری سے سوالت کرتے ہیں ۔ چہارم یہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بہشت کو خطاب کرتا ہے کہ اے بہشت تو اپنے وجود کو تمام زینتوں سے آراستہ وپیراستہ کر کہ میرے حبیبؐ کی امت کے روزہ دار جو دُنیا میں رنج ومحنت میں مبتلا ہیں اس گلشن سرا میں آکر آرام سے چین کریں۔ اور اس دار کرامت آثار میں بڑی خوشی اور استراحت کیساتھ ہمیشہ کے لئے اقامت کریں ۔ پنجم جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے خدا یتعالےٰ جل جلالہٗ میری امت کو بخشدیتا ہے اور اُن کے گذشتہ گناہوں کو معاف کردیتا ہے جب آنحضرت علیہ السلام نے یہ حدیث فرمائی تو ایک آدمی نے استفسارًا عرض کی کہ یارسول اللہؐ شاید یہی متبرک رات لیلۃ القدر ہوگی فرمایا شاید تجکو یہ بات معلوم نہیں کہ جب عامل اپنے عمل سے فارغ ہوجاتے ہیں اور اپنے مفوضہ کام بخوبی اتمام تک پہنچاتے ہیں تو اپنے مخدوم سے حق الخدمت مع الانعام پاتے ہیں ۔ ششم یہ کہ جو ہوا کے مرغ اور پہاڑوں کے وحوش اور جنگلوں اور بیابانوں کے چارپائے ہیں ماہ رمضان کے روزہ داروں کے لئے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ اُنکی شفاعت بدرجہ اجابت پہنچ جاتی ہے ۔

پانچویں وجہ۔ ماہ مبارک کی مشابہت دل کیساتھ یہ ہے کہ جسطرح دل کی تفریح موجب زیادتی درجات کی ہے اسیطرح ماہ رمضان المبارک کی تعظیم اور توقیر موجب کرامت اور سعادت کا ہے پہلے کسی دل کی تفریح یعنے کسی شکستہ خاطر کو خوش کرنیکا بیان سنو اور اُس کے بعد ماہ رمضان کی تعظیم او فضایل مبین ہونگے ۔ حضرت رسالت پناہ علیہ السّلام نے فرمایا جو شخص

کسی بندہ کے دل کو خوش کرے حق تعالیٰ ایک فرشتہ ایک مرغ کی صورت کا پیدا کرتا ہے اور اُس فرشتہ کے بازوؤں پر جو پر ہوتے ہیں وُہ یاقوت اور موتیوں سے مکلل اور اس فرشتہ کا سر ساق عرش تک اور اسکے پاؤں تحت الثرا ے پر ہوتے ہیں اور اس فرشتہ کے بدن پر ہزار سر اور ہر ایک سر میں ہزار مُنہ اور ہر مُنہ میں ہزار دہان اور ہر دہان میں ہزار زبان اور ہر زبان میں ہزار نعت اور ساتھ ان سب نعتوں کے حضرت جلال احدیت کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتا ہے اور بعد فراغت کے اوراد و وظائف سے اُس بندہ کے حق میں جو کسی مومن کے دل کو خوش کرتا ہے۔ جناب باری سے آمرزش چاہتا ہے۔ تعظیم ماہ رمضان کے ثواب میں یہ حدیث وارد ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا حق سبحانہ وتعالیٰ رمضان شریف کو خوب ترین طاؤس کی مثل یا عروس کی مانند مبارک رخسارہ فرخ قدم گناہ سوز ملاعت افروز لطیف آواز عاصی نواز آراستہ و پیراستہ کریگا۔ جب اس خوبصورتی کیساتھ بارگاہ احدیت میں مشرف ہوگا اُسی وقت سجدہ میں گر پڑیگا۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا یا رمضان سَلْ حَاجَتَكَ وَخُذْ بِيَدِ مَنْ عَرَفَ حَقَّكَ اے میرے رمضان مانگ جو تو مانگنا چاہتا ہے اور جس نے تیرے حقوق کی رعایت کی ہے اُسکا ہاتھ پکڑ اور اس کی شفاعت بجالا۔ جو شخص ماہ رمضان کے حقوق کو ادا کرتا رہیگا اور یہ ماہ مبارک اُس سے خوش ہو کر گذریگا۔ قیامت کے دن اُس روزہ دار کا ہاتھ پکڑ کر حقتعالیٰ کے حضور میں لیجائیگا۔ خطاب رب الارباب صادر ہوگا کہ اے ماہ مبارک تو کیا چاہتا ہے عرض کریگا ان بندوں نے عالم دنیا میں میرے حقوق کی رعائت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے اب وُہ بیچارے سر سے پاؤں تک برہنہ اپنی اپنی گور کے کنارے کھڑے ہیں اُن کے لئے خلعتیں جو تیری کرامت اور شایان شان ہوں عطا فرما۔ خطاب مستطاب ربّ الارباب ہوگا کہ اے رضوان بہشت کے توشہ خانے میں جو حُلّے ماہ رمضان کے روزہ داروں کے لئے رکھے گئے ہیں اُس کا دروازہ کھولدے۔ رضوان بحکم رب المنان بہشت کے توشہ خانے کا دروازہ جب کھولدیگا تو حُلّے خود بخود عرصات کے میدان کی ہوا میں پرّان ہو کر روزہ داروں کے پاس حاضر ہو جائیں گے اور ہر ایک روزہ دار کو سترؔ سترؔ حلّوں سے کم نہیں پہنیگا۔ پھر فرمان بنام حضرت ماہ رمضان کے صادر ہوگا کہ اے رمضان اگر تجکو کچھ حاجت ہے تو میرے حضور سے مانگ عرض کریگا۔ الٰہی یہ بندے عرصات قیامت میں برہنہ کھڑے ہیں اُن کے سروں پر وقار اور عزت کا تاج رکھ کے معزز اور ممتاز فرما۔ حقتعالیٰ کے حکم سے تاجوں کے خزانے کا دروازہ

کھلجائیگا۔ اور ملائکہ کئی ہزار تاج ایک ایک بندہ کے سر پر رکھیں گے اور اُسکو ستّر ہزار آدمی کا شفیع مقرر کریں گے زاں بعد ہر ایک بندے کو ہزار ہزار حوریں جن کی ستّر ستّر ہزار خادمہ ہونگی۔ دیجائینگی۔ پھر جناب الٰہی سے حکم ہوگا اے رمضان اب بتا کہ میں ان بندوں کیساتھ کیا معاملہ کروں عرض کریگا الٰہی ان بیچاروں کو اپنے پیغمبر محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں جو ساری عمر اُسکی سُنت کی تابعداری میں گذاری ہے جنت الفردوس میں جگہ دے اُسیوقت ملائکہ ان سب روزہ داروں کو تخت مرصّع پر سوار کرکے نہایت تعظیم وتکریم سے جنت الفردوس میں اتار دیں گے۔ پھر حکم ہوگا اے رمضان اگر کوئی اَور آرزو باقی ہے تو ظاہر کر عرض کریگا الٰہی ان عاجزوں کو اپنے کرم اور فضل کے لائق اُس تکلیف کا ثواب عطا فرما۔ حقتعالیٰ ہر ایک بندہ کو ہزار ہزار شہر جو یاقوت اور زبرجد سبز سے مستعمر ہونگے عطا فرمائیگا اور ہر ایک شہر میں ہزار ہزار قصر اور ہر ایک قصر میں اتنی چیزیں ہونگی جو حد وحساب اور وصف سے باہر ہیں کما ورد قولہٗ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ زاں بعد ماہ مبارک رمضان عرش کے ساق پر جاکر بدرگاہ باری عرض کریگا الٰہی جو کچھ تو نے میرے روزہ داروں کو تاج اور ازواج اور قصور اور حور وغیرہ اپنے کرم سے اور میری شفاعت سے عطا فرمایا ہے وہ تو میں نے چشم خود دیکھ سُن لیا۔ سوائے اس کے جو کچھ انکو اپنے عطا کی وجہ سے انعام فرمائیگا اُس سے بھی مجھ نیازمند کو مطلع فرمائیے گا۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا کہ اے میرے رمضان میری ذات مقدس تیرے روزہ داروں کو بغیر سفارش سفارشی کے دو چیزیں عطا فرمائیگی۔ ایک تو میری خوشنودی بے عتاب۔ دوّم میرا دیدار بے حساب ؎

چون تو خوشنود از قضائے حق شوی	عاقبت زاہل رضائے حق شوی۔
در تو چشم از غیر حق پوشیدۂ	در طلبگاریئے او کوشیدۂ!
جائے آن دارد کہ برداری نقاب	پس بہ بینی در جمالش بے حجاب

اشارت دوم۔ رمضان شریف روزوں کے لئے اسواسطے اختیار کیا گیا ہے۔ کہ رمضان کے پانچ حرف ہیں **الراء** اشارۃ رضوان اللہ تعالیٰ من الصائمین **والمیم** اشارۃ الی محبۃ اللہ مع الصائمین **والضاد** اشارۃ الی ضمان اللہ للصائمین **والالف** اشارۃ الی اُلفۃ اللہ مع الصائمین **والنون** اشارۃ من نوال اللہ علی الصائمین کانّ اللہ تعالیٰ۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے حبیب کی اُمت کے لوگو میں نے

یہ رمضان کا مہینہ روزہ کی عبادت کے لئے اسواسطے اختیار کیا ہے اور پسند فرمایا ہے لانہ شہر الرضوان وشہر المحبۃ وشہر الضمان وشہر الالفۃ وشہر النوال ؛

اشارت سوم ۔ قرآن شریف کی تفسیروں سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن سب سے حضرت یُوسف علیہ السلام کو یگانہ اور برگزیدہ پیدا کیا اور حُسن صُورت اور لباس نبوت سے آراستہ کیا لیکن اُس کے بھائیوں نے اُسکی قدردانی نہ کر کے عالم طفولیت میں اٹھارہ کھوٹے درموں کے عوض بیچ ڈالا ۔ کذلک حق تعالیٰ نے اِس مہینہ مبارک کو بمقتضائے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ برگزیدہ کیا اے میرے بھائیو جہانتک ہوسکے اس ماہ مبارک کی قدر اور توقیر کیا کرو اور اُسکو معاصی اور ذلات کے بدلے نہ بیچ ڈالو تاکہ قیامت کے دن اس مہینے کے سامنے حضرت یُوسف علیہ السّلام کے بھائیوں کی طرح تمکو شرمسار اور مارے شرم کے نگونسار نہ ہونا پڑے ؛

روایت ہے کہ جب حضرت یُوسف علیہ السّلام کے بھائی دور دراز سفر سے کئی طرح کی مشقتیں اُٹھا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور میں حاضر ہوئے اور عزیز کی دست بوسی کی سعادت سے مشرف ہُوئے اور بعد تحیّت اور دُعا کے کلمات نیازمندانہ عزیز کی خدمت میں پیش کر کے کہنے لگے کما ورد یاایہا العزیز مسنا واھلنا الضر اے عزیز یعقوب کی آل قحط کی تشویش اور اہل وعیال کی تکثیر سے سختی اور بلا کے پنجہ میں گرفتار ہو رہی ہے اور بضاعت ناتمام اور سرمایہ بے طرحام جو ہم غربا آپ کے لئے لائے ہیں قبول فرما کر اُس کے عوض میں انعام لائق اور اکرام زاید سے ہمکو ممتاز فرما کر وطن مالوفہ کیطرف روانہ کرو ۔ مگر اپنے دل میں نہایت ہی شرمسار ہو کر اپنے کردار سے پچھتاتے تھے ؛ اے میرے بھائیو ! اسجگہ ایک دقیقہ سمجھنے کے قابل ہے ۔ یُوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی قدر نہ جانکر ایسی ایسی تکلیفیں پہنچائیں جس کے لکھنے سے قلم بھی شق ہو جاتا ہے ۔ معہذا جب انہوں نے ایک بار عزیز کے نام سے اُسکو پکارا اور اپنا عجز ظاہر کیا حضرت یُوسف علیہ السّلام نے اُنکی خطاؤں سے درگذر فرما کر فرمایا ۔ کما ورد لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کہ آج تمہارے پر کوئی سرزنش اور ملامت نہیں ۔ اے میرے بھائیو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیونکی تشویر اور خجالت دیکھکر اُنپر کسیطرح کی عقوبت پسند نہ فرمائی بلکہ صرف عزیز کے نام سے پکارنے اور بلانے کے عوض میں اُن کو ملامت اور عداوت سے نجات بخشی اور ما مضے سے درگذر فرما کر اُسکی انتقام اور مکافات

کے برابر انعام اور حرمت اور عزت اور حقوق اخوت کو قایم رکھا بلکہ ان کو دنیوی ملامت اور ندامت سے بری اور امین کر کے اُنکی قیامت کی بہتری کے لئے دُعا فرمائی کما ورد یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ کہ خدا تعالےٰ تمہارے گناہوں سے درگذر کرے اور تمہاری خطائیں بخشدے اور وُہ سب رحم کرنیوالوں سے بڑا رحم کرنیوالا ہے ❊

تقریب - کذالک اگر رمضان المبارک جنہوں نے اُسکی قدر جان کر اُسکی تعظیم اور تکریم کما ینبغی ویجب دل وجان سے کی ہے اور اس کو کسی دُنیاوی غرض کے بدلے فروخت نہیں کیا اور بہما امکن اسکی تعظیم میں کوشش کرتی رہیں اگر یہ ماہ مبارک قیامت کے دن اپنے روزہ داروںکی شفاعت اور ان کے تظلم سے اجتناب کرے تو کچھ بعید نہیں ❊

اشارت چہارم - ماہ رمضان اہل ایمان کا دارالامان ہے جو مومن آدمی اس مبارک مہینے میں عبادت الٰہی میں مصروف اور اُسکی مناہی سے محترز رہے تو انشاء اللہ تم عذاب دارین سے محفوظ اور مامون ہو جائیگا - کما قال الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان جبرائیل امان لاھل السماء ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم امان لاھل الارض وشھر رمضان امان لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما دام جبرائیل علیہ السلام فی السماء فاھل السماء امنؑ وما دام محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض فاھلھا فی امان وما دام شھر رمضان بین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھم یعرفون حقہ فھم فی امان ❊

یواقیت میں یہ حدیث وارد ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا - کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ میری امت کو عذاب دینا چاہتا - تو سورۂ اخلاص اور ماہ رمضان اُنپر نازل نہ فرماتا - بعد ازاں جناب رسالتمآب علیہ التحیۃ والتسلیمات نے اسمیں اعمال کے ثوابوںکی فضیلت بیان فرمائی کہ رمضان شریف کی ایک رات کا قیام شہید اکبر کے ثواب کیساتھ اور اس کے ایکدن کا روزہ پیغمبری کے اور اسمیں قرآن کے ختم کرنے کا ثواب حج مبرور کے اور ایک تسبیح کا ثواب عمرۂ مقبولہ کے اور اسمیں امر معروف کا ثواب جہاد فی سبیل اللہ کے ثواب کی ساتھ برابری کرتا ہے ❊

اشارت پنجم - رمضان رمض سے مشتق ہے اور رمض لغت میں خرق یعنے سوختن سے مراد ہے کما ورد سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - لِمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ قَالَ لِاَنَّہٗ یُرْمِضُ الذُّنُوْبَ فِیْہِ ای یحترق وقیل الرمض ھو مطر یاتی قبل الخریف ویغسل الارض

غسلا فہذا شہر یغسل الابدان من الاثام و یطہر القلب من الالتفات الی غیرہ تعالیٰ وقیل الرمض شدۃ وقع الشمس علی الرمل وغیرہ سمیت بذلک لشدۃ وقع لنور التجلی علی قلوب عبادۃ الصائمین پس اس روایت سے ثابت ہوا کہ اس پسندیدہ عمل یعنے روزہ کے لئے اس ماہ مبارک کا معین ہونا انسب واولیٰ ہے ❊

اشارت ششم - سمجنا چاہئے کہ ماہ مبارک رمضان میں چار چیزیں ماہ رمضان سے بھی بہتر اور فاضلتر ہیں پہلی لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ دوسری اجابت دعوت وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ تیسری نزول قرآن شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ چوتھی سلام ملائکہ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ جیسا کہ بہشت میں چار چیزیں بہشت کے وجود سے بہتر ہیں۔ اوّل انبیا اور اولیاء کی مصاحبت کما ورد حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا دوم رضائے حق سبحانہ وتعالےٰ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ سوم بہشت کا خلود خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا چہارم دیدار حق تعالےٰ لِلّٰهِ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَةٌ ❊

اشارت ہفتم - اس ماہ مبارک میں رحمت الٰہی کے عواطف اور اسکی مغفرت نامتناہی کے لطائف بحکم اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٍ بہ نسبت دیگر مہینوں کے بندوں کے حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس لئے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے بندوں کو اس ماہ مبارک میں اس خاص عمل کے لئے ارشاد فرمایا تاکہ میرے بندے اپنے استحقاق سے اس پائدار دولت پر مشرف ہو جائیں اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الغافلین میں ان عواطف الٰہیہ کے بیان میں ایک حدیث نقل فرمائی راقم اثم بھی اُسی حدیث کو معہ ترجمہ ہدیہ ناظرین کرکے دعا خیر کی استدعا کرتا ہے - **حدیث** اِنَّ الْجَنَّةَ لَتُجَدَّدُ وَتُزَیَّنُ مِنَ الْحَوْلِ اِلَی الْحَوْلِ لِدُخُوْلِ شَھْرِ رَمَضَانَ ۔ ترجمہ حدیث ملائکہ علیہم السلام ہر سال ایک بار واسطے تشریف آوری رمضان شریف کے بہشت کو آراستہ کرتے ہیں اور کئی طرح کی زینتوں سے مزین کرتے ہیں فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے یعنے جب زرین بال سیمرغ آفتاب کا آسمان کے مغرب میں عشق کی مانند عاشقوں کے سینہ میں مخزون ہوتا ہے اور دن کے کافور پاش نور کے شمامہ کافوری کو اُفق کے آبنوسی صندوقچہ اور سندروسی تنق عودی درج میں محفوظ اور مضبوط کر دیتے ہیں اور قدرت کی مشاطہ سنبل اور سوسن اور عنبر اور مشک کا غالیہ رات کی عروس کے جعد مجعد پر لگاتی ہے ھَبَّتْ رِیْحٌ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ یُقَالُ لَھَا الْمُثِیْرَۃُ

رحمت الٰہی کی ہواؤں سے ایک ہوا جس کو حضرت سید الانبیاؐ نے مبشرہ کے نام سے اپنے کلام میں یاد فرمایا ہے عرش مجید کے نیچے سے چلکر جنت کے درختوں کی ٹہنیوں اور بستان سرائے رحمت کے دروازوں کے حلقوں سے گذرنے لگیں - درختوں کے پتوں کی تصفیق نیز تالی اور دروازوں کی تحریک یعنی کھڑکھڑاہٹ سے دلربا نغمتیں اور جان افزا آوازیں نکلنے لگیں۔ بہشت کی حوریں جنہوں نے خلد بریں کے میدان میں کبھی ایسی خوش آوازیں نہیں سُنی تھیں ان خوش آوازوں کے سُننے سے نہایت خوشدل ہو کر جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھا۔ کہا وہ يَا رِضْوَانُ مَا هٰذِهِ اللَّيْلَةُ اے رضوان یہ کیسی رات ہے کہ وصال کی نسیم افضال کیطرف سے چل رہی ہے۔ اور عنبر نسیم کی خوشبوئیں انس کے خلوت سرائے سے قدس میں پھیلی ہوئی ہیں۔ رباعی لا اعلمہ

یارب چہ شب است امشب کز یار پیام آمد
زان جعد عنبر افشان بوئے مشام آمد
در مجلس مخموران از بادہ صلا در داوند
در حلقۂ مہجوران از دوست سلام آمد

حضرت رضوان علیہم السلام بہشت کی حوروں کے جواب میں کہیگا يَا خَيْرَاتِ الْحِسَانِ هٰذِهٖ اَوَّلُ لَيْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ اے بہشت کی خوبصورت حورو آج ماہ مبارک رمضان کی پہلی رات ہے کہ حبیب خدا سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ الاصفیاء کی امت مرحومہ شہر وجود کے چار بازاریں رکوع وسجود کے انور زیوروں اور احسان وجود کے ازہر گوہروں سے اپنے وجود کو آراستہ کرتے ہیں اور اپنے اللہ کی مساجد اور محرابوں کو تسبیح اور تراویح کے چراغوں اور قندیلوں سے مزیّن کرتے ہیں پھر حضرت جلال احدیت فرمائیگا اے رضوان ہشت بہشت کے دروازے میرے حبیبؐ کی امت کے روزہ داروں کے لئے کھولدے اور اے مالک دوزخ کے درکات میرے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے فقیروں پر بند کردے اور اے جبرائیل تم روئے زمین کیطرف تشریف لیجاؤ اور شیاطین مردودہ اور ابالسہ مطرودہ کو اغلال اور سلاسل سے مقید کرکے سمندروں کے گرداب میں ایسا محبوس کردو۔ کہ میرے حبیب کی امت کے صیام اور قیام میں فساد ڈالنے سے مایوس ہو جائیں۔ پھر جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَلٰثَ مَرَّةٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِيَهٗ سُؤْلَهٗ وَهَلْ مِنْ تَائِبٍ فَاَتُوْبَ عَلَيْهِ وَهَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ مَّنْ يُّقْرِضُ الْمَلِيَّ غَيْرَ الْعَدُوْمِ الْوَفِيَّ غَيْرَ الظَّلُوْمِ کہ رمضان شریف کی ہر شب کو حضرت خداوند

جل وعلا بذات مقدس خود تین بار فرماتا ہے کوئی سائل ہے کہ میرے سے اپنے مطالب دینی اور دنیوی مانگے تو میں اُسکو دوں اور اسکی تمنّا کو پورا کروں۔ کوئی تائب ہے جو میری جناب میں حاضر ہوکر توبہ کرے تو میں اُسکی خطاؤں سے درگذر کروں کوئی معافی مانگنے والا ہے کہ وُہ مجھ سے معافی مانگے تو میں اُسکو معافی دُوں کون ہے کہ ایسے دارندہ کو قرضہ دیوے جو کبھی نادار نہیں ہوتا ہے اور ایسے پورا ادا کرنیوالے کو قرضہ دیوے جو ہر گز کسی مہم میں ظلم کاروادار نہیں ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ جو معاملہ کریگا وہ ہمارے بے انتہا کرم کا مشاہدہ کریگا جب روزہ کھولنے کا وقت آتا ہے ہر ہر دن میں ہزار ہزار بندے جو جہنم کی آگ کے مستوجب ہوتے ہیں اُن کو اس ماہ مبارک کی برکت سے آزاد کردیتے ہیں اور جب دن ختم ہوجاتا ہے اُسی مقدار کے بموجب جو شروع ماہ سے بخشے جاتے ہیں ماہ صیام کے اختتام تک اسی طرح بخشے جاتے ہیں اور جب لیلۃ القدر کی مبارک رات ہوتی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خطاب کرکے فرماتا ہے تو جبرائیل ایک مقربین ملائکہ کی جماعت کیساتھ زمین پر آتے ہیں اور آسمان سے ایک لوا یعنی سبز جھنڈا لاتے ہیں اور ایک لوا کو کعبہ شریف پر کھڑا کردیتے ہیں۔ لکھا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساٹھ بازو یعنی پر ہیں از انجملہ دو بال نہائت ہی با اقبال ہیں کہ ان کو اسی لیلۃ القدر کی رات کو کھولتا ہے تو مشرق سے مغرب تک زمین کو ڈھانپ لیتا ہے اور ملائکہ کو دنیا کے اقطار اور عالم کے اکناف میں منتشر کردیتا ہے اور وُہ ملائکہ مومنوں کی مجالس علم اور مساجد اور منازل میں داخل ہوتے ہیں اور ہر ایک قایم اور قاعد اور نمازی اور ذاکر پر محبت کے تحایف اور ہدایت کے لطائف ایثار کرتے ہیں اور انکی دعاؤں کی قبولیت کی آمین کہتے ہیں اور ان کے دینی اور دنیاوی امورات میں امداد اور اعانت کرتے ہیں صبح کے طلوع ہونے تک اُن کا یہی کام ہوتا ہے۔ جب صبح کی روشنی آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بآواز بلند ندا کرتے ہیں یَا مَعْشَرَ الْمَلٰئِکَۃِ اَلرَّحِیْلُ اَلرَّحِیْلُ ملائکہ کہتے ہیں یا جبرائیل حق سبحانہ وتعالیٰ نے آج کی رات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کیساتھ کیا معاملہ کیا ہے جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس امت مرحومہ پر نظر رحمت کی فرمائی اور ان کے سیئات کو حسنات کیساتھ متبدل کیا اور ان سب کو اپنی مغفرت کے خلعت سے مشرف کیا مگر چار شخصوں کو اُن سے مستثنےٰ کرلیا ہے۔ کہ ان کو اس سعادت اور دولت الٰہیہ سے کچھ حظ نہیں ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے التماساً عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چار شخص کون ہیں فرمایا مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَعَاقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ

وَمُشَاحِنٌ شراب کے پینے والا - ماباپ کی بیفرمانی کرنیوالا یعنی عاق - اور قاطع الرحم یعنے اپنو ذی رحم اقارب سے معاملات دینی ودنیاوی میں اُنسے الگ رہنے والا - صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ مشاحن کسکو کہتے ہیں - فرمایا کہ مشاحن ایسے کینہ ور شخص کو کہتے ہیں جو اپنے مسلمان بھائی سے تین روز سے زیادہ کینہ رکھے - زاں بعد جناب سید الانبیاءؐ ارشاد فرمایا کہ جب عید کی رات ہوتی ہے جس کو لیلۃ الجائزہ بھی کہتے ہیں یعنے عطاؤں کی رات تو اس رات میں روزہ داروں کے ثوابوں کی تکمیل ہوتی ہے اور جب عید الفطر کی صبح کو خورشید کے جمشید کا طلیعہ واسطے عید سعید روزہ داروں کے افق کے مطلع سے اپنا جمال دکھاتا ہے اور سیاہ رات کے علم کو صبح کے زرین عمود کے سر پر آسمان محلے کے صحن میں عید کے علم کیطرح مصلّے کے صحن میں کھڑا کر دیتے ہیں آتشین جرم نیر خورشید کی قندیل کو فیروزہ گون آسمان کے محراب کے طاق پر گلسرخ کی مانند جلاتے ہیں آفتاب کا صد برگ پھول توارت بالحجاب کے غنچہ سے طرح طرح کی خوشبویوں کیساتھ عید الفطر کی صبح کو شگفتہ اور خندان باہر نکل آتا ہے کالی رات کا کوا عدم کے نشیمن میں چلا جاتا ہے اور صبح کا ہمایوں بال ہما عالم کی پُر فضا ہوا میں پھڑپھڑا کر پرواز کرتا ہے ؎

چون سپاہ صبح بر دارد علم صبح بر باید بنطع لاجورد	منہزم گردد از وزنگی خشم ششدر انجم از قداح تیز گرد

الحاصل جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ ملائکہ کو ہر ایک شہر میں بھیجدیتا ہے - کہ وہ رستوں میں باواز بلند ندا در ندا کرتے ہیں اور تمام مخلوقات سوائے آدمی اور پری کے اُن کی آواز سُنتی ہے اور انکی ندا کا مضمون یہ ہوتا ہے - کما ورد فَيَقُولُونَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اُخْرُجُوا اِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يُعْطِي الْجَزِيْلَ وَيَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ - اے میرے حبیبؐ کی امت تم اپنے گھروں سے باہر نکلو اور اپنے خدائے کریم کی طرف دوڑو کہ وہ تم کو عطا کے بزرگ دیتا ہے اور تمہارے صغیرہ کبیرہ گناہوں کو بخشدیتا ہے جب بندے اپنے خداوند کے حکم کے بموجب عیدگاہ کو نمیں نماز عید کے لئے جاتے ہیں تو اُسوقت حق جل وعلا فرماتا ہے يَا مَلٰئِكَتِي مَا جَزَاءُ الْاَجِيْرِ اِذَا عَمِلَ لَهُ اے میرے ملائکو کیا اجرت ہے اُس مزدور کی جسنے اپنے کام کو بخوبی انجام تک پہنچایا ہو فَيَقُولُ الْمَلٰئِكَةُ اِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا جَزَاءُهُ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرَهٗ ملائکہ کہتے ہیں جس مزدور نے اپنے کام مفوضہ کو اچھیطرح سے پورا اور تمام کردیا ہو اُس کے لئے مزدوری پوری دینی مناسب ہے پھر حقتعالیٰ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالٰى فَاِنِّي اُشْهِدُكُمْ يَا مَلٰئِكَتِي اِنِّي غَفَرْتُ وَجَعَلْتُ ثَوَابَهُمْ

مِنْ صِیَامِہِمْ شَہْرَ رَمَضَانَ وَقِیَامُہُمْ رِضَائِیْ وَمَغْفِرَتِیْ فرماتا ہے اے میرے فرشتو
میں تمکو شاہد اس امر کا بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندوں کے صیام اور قیام کو منظور اور مقبول
فرماکر ان کو ثواب جزیل عطا فرمایا اور ان کے افعال واقوال پر راضی ہوا اور اپنی مغفرت اور رحمت
کے خلعت سے ان کو مشرف کیا اس کے بعد حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو جنہوں نے ماہ
رمضان کے روزے رکھے ہونگے مخاطب کرکے یہ ارشاد فرماتا ہے فَیَقُوْلُ اللّٰہُ یَا عِبَادِیْ
سَلُوْنِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ شَیْئًا اَلْیَوْمَ لِدِیْنِکُمْ وَدُنْیَاکُمْ اِلَّا اُعْطِیْکُمْ
اے میرے بندے روزہ دارو مانگو جو کچھ مانگتے ہو مجھ سے یعنی جو مراد رکھتے ہو میرے سامنے
پیش کرو مجکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے جتنی کتنی تمہاری مرادیں دینی ودنیوی ہیں میں
اپنے فضل وکرم سے برلاؤنگا اور تمکو درجات علیہ میں پہونچاؤنگا اور اپنے دیدار فیض بار سے
مشرف اور ممتاز فرماؤنگا۔ واللہ الملہم للصواب والیہ المبداء والیہ المآب۔

باب چہارم

در تعیین وبیان حکمت ہائے متعلقہ آں حکمتِ اُولے

سمجھنا چاہئے کہ اصحاب تحقیق وتدقیق نے جو میدان توفیق کے سپہ سالار اور معرکہ ایمان
اور تصدیق کے شہسوار ہیں تیس دن روزہ رکھنے کے ایجاب اور تخصیص کی حکمت میں بیان فرمایا
ہے کہ حقتعالیٰ نے اپنے بندوں کیواسطے بہشت میں مہمانی کے کل سامان ترتیب کر رکھے ہیں اور
ان کو اس دعوت کیطرف بُلایا کما ورد وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ اور اسمیں طرح طرح کے طعام
اور شراب عمدہ قرینہ سے چنکر رکھے ہیں اگرچہ میزبان کتنا ہی کریم ہووے مگر وہی مہمان اُس کے
طعام کو رغبت اور خواہش سے کھاتا ہے جسکی اشتہار کامل ہوتی ہے اور جسکی اشتہار کامل نہووے
اگرچہ صدہا کھانے عمدہ عمدہ خوان پر رکھے ہوں اُس کم اشتہاء آدمی کو کچھ لذت نہیں بخشتے
اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے جو شخص دُنیا کے عالم میں گرسنگی اور تشنگی کا صدمہ زیادہ
اُٹھاتا ہے وہی بہشت کی نعماء کو رغبت اور لذت سے کھائیگا۔ اسیواسطے رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جُوْعُوْا اَنْفُسَکُمْ لِوَلِیْمَۃِ الْفِرْدَوْسِ پس انسان کو اولیٰ اور انسب یہی
تھا کہ اپنی ساری عمر مجاعت میں گذارے تاکہ بہشت کے خوان اور جنت الفردوس کے
ولیمہ سے بڑی لذت کیساتھ نعمائے بہشتی تناول کرے۔ لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے اضعف

وجودوں پر رحم فرماکر ہماری گرسنگی اور تشنگی کے لئے۔ سال بھر میں تیس دن مقرر کئے اور ہر ایک دن کیواسطے دس دس دن کا ثواب بحکم مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اس نظیر سے تین سو روزہ کا ثواب عطا فرمایا جب ان کیساتھ ماہ شوال کے روزے منضم کئے جاویں تو ۶ مضروب ساٹھ ہو کر تین سو ساٹھ روزے ہو جاتے ہیں گویا اس روزہ دار نے سال کے تمام ایام روزہ رکھا۔ بلکہ ایسا ہوا کہ وہ شخص ساری عمر روزہ ہی میں گذارتا ہے اور جنت کے ولیمہ کی دعوت کھانیکے لائق ہوا۔ بعض علمائے اسطرح تقریر کی ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندے جب تو ماہ رمضان کے تیس روزے رکھیگا تو میں تیرے اعمالنامہ میں بحکم مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا تین سو روزے کا ثواب تیرے اعمالنامہ میں لکھونگا۔ اور باقی ماندہ دو ماہ ایک اپنی رحمت سے اور دوسرا اپنے حبیب کی شفاعت سے بخشدونگا اور تجکو صائم الدہر کی صفت سے موصوف کر کے جنت الفردوس کے ولیمہ کے کھانے کے لائق بنا دونگا +

حکمت ثانیہ ۔ قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً یعنے حضرت موسے علیہ السلام تیس روزے رکھنے کیلئے مامور ہوئے۔ اسی لئے مکالمہ کی دولت اور مشاہدہ کی دولت سے مشرف ہوئے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمکو بھی تیس روزے رکھنے کیواسطے ارشاد فرمایا۔ انشاء اللہ ہم امت محمدیہ کے عاجز لوگ اس حکم محکم کی تعمیل سے موسےٰ کلیم کیطرح حق سبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات کی سعادت اور مقالات کی دولت کو پہنچکر حضرت ابراہیم کی مانند انوار تجلیات جمال وجلال کا مطلع بنجائیں گے +

حکمت ثالثہ ۔ ایک جہود خدمت میں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا اور سوال عرض کیا کہ اے محمدؐ تمہارے دین میں تیس روزوں کی تخصیص میں کیا حکمت ہے جناب مستطاب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً کہا کہ اے جہود منہی عنہ درخت کا لقمہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیٹ میں تیس روز ٹھیرا تھا اُسکی اولاد کو بھی تیس روز گرسنگی اور تشنگی کی تکلیف دی گئی تاکہ اس گناہ کی کدورت اور ع امت سے پاک اور صاف ہو جائے اور بہشت سے محروم نہ رہجائے +

حکمت رابعہ ۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قوم نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے مائدہ کی درخواست کی حکم ہوا کہ تم تیس دن روزہ رکھو۔ جب تیس پورے ہو جاویں گے تو تمہارے لئے آسمانی مائدہ بھیجونگا۔ جب اُس قوم نے اس عہد کو پورا کیا۔ تب حقتعالیٰ نے اُن پر مائدہ بھیجا ہمارے

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت مرحومہ کی مغفرت کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ اسے درخواست کی غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ُ خطاب ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم معہ اپنی اُمّت کے ہر سال میں ماہ رمضان کے تیس روزے رکھا کرو تاکہ ہماری ذات مقدس تمہاری اُمّت اُمّت اشرف پر موائد یا عوائد رحمت کے نثار کرے کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ❖

حکمت خامسہ بنی اسرائیلیوں کے درمیان عادت الٰہی اس طرح پر جاری تھی کہ جو شخص تین سو سال عبادت الٰہی میں صرف کرتا تھا۔ اُس کے واسطے بارگاہ الٰہی سے وحی اُترتا تھا پھر وہ شخص نبیوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ جب اس امت مرحومہ کے کوتہ عمروں کی نوبت پہونچی۔ تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُن کے حال پر ازروئے رحمت کے تخفیف کرامت فرمائی اور بجائے تین سو سال کی عبادت کے تیس روزوں کی تکلیف فرمائی تاکہ بنی اسرائیل جو کچھ تین سو سال کی عبادت میں بارگاہ الٰہی سے کرامت پاتے تھے۔ ہمارے حبیب ؐ کی امت بھی بسبب تیس روزے رکھنے کے اس کرامت سے مشرف ہو جائے ❖

حکمت سادسہ۔ ہر ایک دن چوبیس گھنٹوں کا ہوتا ہے اور تیس روزوں کے سات سو بیس گھنٹے ہوتے ہیں اور دو سالوں کے دن بھی سات سو بیس ہوتے ہیں تو گانَّہٗ قِیْلَ مَنْ صَامَ ثَلٰثِیْنَ یَوْمًا غُفِرَ لَهٗ سَنَةً مَاضِيَةً وَّسَنَةً مُّقْبِلَةً تاکہ ہر ایک ساعت روزے کی ایک دن کامل کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے ❖

حکمت سابعہ۔ تیس روزوں کو اگر چوبیس میں ضرب دیا جائے تو تین سو ساٹھ گھنٹے ہوتے ہیں اور آدمی کے بدن میں بقول حکما تین سو ساٹھ رگیں ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تو تین سو ساٹھ ساعتیں اپنے نفس کو ہویات نفسانیہ سے خالی رکھ تاکہ میں تیرے بدن کی تین سو ساٹھ رگوں کو اپنی رحمت اور عنایت کی نظروں سے پاک کرکے تیرے دلکو اپنی رحمت کا منظر اپنے نور کا مطلع اور اپنی معرفت کا مخزن بناؤں ❖

حکمت ثامنہ۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ پُلصراط جو دوزخ کے مُنہ پر رکھا جائیگا دس ہزار برس کا راستہ چڑھائی اور دس ہزار برس کا راستہ اُترائی اور دس ہزار برس کا راستہ ہموار۔ مجموع اُسکا تیس ہزار سال کا راستہ ہوگا اور یہ امر ظاہر ہے کہ گراں باروں کا اس پُل پر سے گذرنا دشوار ہے۔ اسیواسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُمّت محمدیہ علیہ الصّلوٰۃ والتحیّۃ پر اپنی عامہ رحمت سے تیس روز روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ تاکہ یہ امت مرحومہ بیداری اور کمخوری

کی برکت سے سبک روح ہو کر یہہ تیس ہزار سال کا راستہ روزوں کی شفقوں شفقات ۔ ریاضت اور مجاہدت کے یمن سے باسانی طے کر جائے ؛

حکمت تاسعہ ۔ جب قیامت کا دن آئیگا تو آفتاب کے زریں اعلام کو اصحاب انساب کے عمامہ کیطرح لپیٹ دینگے ۔ اور اجرام فلکی کے قبوّں کو استغنا کے میدان میں بے نیازی کے پتھر سے توڑ دینگے ۔ اور ستاروں کے دنانیر جو زریں مسامیر کیطرح افلاک کے تختوں پر جڑے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ قدرت کے ہتھوڑوں سے الگ کر دیئے جائیں گے ۔ بلند پہاڑوں کی بختیاں عرصات کے بساط پر شطرنج کے بیجان پیلہ کی مانند روانہ کر دیجائیں گی ۔ جو شخص اس دار دُنیا میں راستی کا قدم صدق کے میدان میں رکھکر اس منزل کو طے کرتا ہے ۔ وُہی شخص موت معنوی کی مات سے بچتا ہے ۔ اُسی کو بہشت کے صدر میں بٹھاتے ہیں اور جو شخص زمانہ ناہنجار کی بساط پر فرزین کیطرح گھیر اگیا ہے سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ کے پیادے اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ کا گلگون گھوڑا سبقت کے میدان میں اُس فرزین مقیّد کے زرد رُخ پر دوڑاتی ہیں ۔ اسحالت پُر ملالت میں اور اُس پُرسوز روز میں ایک جماعت کو جہنم کے پُل پر حاضر کرینگے جب وُہ لوگ پُلصراط پر قدم رکھیں گے تو جس طرح جاڑے کے موسم میں خزان کے آسیب سے درختوں کی شاخیں کانپتی ہیں اور شاخوں سے پتّے جھڑتے ہیں اسیطرح جہنّم کے قعر سے ایک آندھی اُٹھتی ہے اور پلصراط کی محدود سڑک پر چلتی ہے اور خلایق کو درخت کے پتّوں کیطرح قعر جہنم میں گراتی ہے اسی اثنا میں ایک متحیّر بیچارہ بندہ کھڑا ہوا ہے جب اوپر کیطرف دیکھتا ہے تو ایک راستہ باریک اور تاریک نظر آتا ہے ۔ جب نیچے دیکھتا ہے تو دوزخ بھڑکتا ہوا دکھائی دیتا ہے وُہ شخص اس حال کو دیکھتے ہی اپنی آنکھوں کے چشمہ سے پانی جاری کر دیگا ۔ جناب باری عز اسمہٗ سے حکم ہو گا کہ اے میرے بندے تو بے کھٹکے اس راستہ کو طے کر کے پار ہو جا ۔ تیرے نزدیک یہ راستہ باریک اور تاریک کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے اس لئے کہ تو نے دار دُنیا میں اس راستے سے زیادہ باریک راستے طے کئے ہُوئے ہیں ۔ بندہ عرض کریگا اے میرے مالک اور میرے خالق وہ کونسا راستہ اس راستہ سے زیادہ تر باریک اور تاریک ہیں جو تنے دُنیا میں طے کیا ہے ۔ فرمان صادر ہو گا کہ اے میرے بندے تم کو یاد ہو گا کہ تو نے دُنیا میں روزہ رکھا تھا اور تیرے لب حرارت سے خُشک ہو گئے تھے اور تیرا جگر پیاس کے مارے جل بھُج گیا تھا ۔ اور پیاس کی آگ تیری جان میں بھڑک رہی تھی اور تیرا بدن نہائت

اضطراب سے نان اور آب کی فکر میں مشغول رہتا تھا باوجودیکہ تیرے پاس برفانی پانیوں کے کوزے موجود اور تیرے خوان میں طرح طرح کے کھانے تیار اور تیرا نفس ان سب چیزوں کی طرف مائل تھا۔ باوجود موجودگی ہمہ سامان کے تُونے اپنے جگر تفان اور اضطراب نفس اور اُس کے مَیلان کے تُونے میرے فرمان کی نگہداشت کے لئے ان سب چیزوں سے دست بردار ہوکر اپنے روزہ کو تمام کیا۔ تیرا اس رستہ پر چلنا اس پلصراط کے رستہ کی نسبت زیادہ تر باریک اور تاریک ہے۔ اور اس دقیق سے کئی درجہ دقیق تر ہے۔ اے میرے فرمانبردار بندے کس روز یعنے دُنیا میں تونے میرے فرمان کی نگہداشت کی۔ میں بھی آج کے دن تیری نگہبانی کرتا ہوں تاکہ تو قیامت کے پُل سے بسلامت پار ہو جائے۔ وباللہ التوفیق +

وجوہاتِ اختصاصِ صوم

بحضرت خداوندی سبحانہ بمقتضائے "اَلصَّوۡمُ لِیۡ وَاَنَا اَجۡزِیۡ بِہٖ"

اَے میرے بھائیو عبادات یا سرہا ذات باری عز اسمہٗ کے لئے مخصوص ہیں اس لئے کہ سوائے ذات مقدس باری تعالیٰ کے کوئی معبود بالحق نہیں مگر روزہ کے لئے ایک شرف ہے کہ اُس شرف کے ذریعہ سے ایکطرح کی پہلی خصوصیّت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس خصوصیّت کو ہم انشاءاللہ کئی وجہوں سے بیان کرتے ہیں:۔

پہلی وجہ۔ یہ ہے کہ اکثر محققین کی رائے اسطرف گئی ہے کہ لِاَنَّہٗ لَمۡ یُعۡبَدۡ غَیۡرُ اللّٰہِ بِالصَّوۡمِ یعنے روزہ ایسی عبادت ہے کہ کسی شخص نے روزہ کیساتھ کسی باطل معبود کا تقرب حاصل نہیں کیا ہے بلکہ کسی کافر نے اپنے معبود باطل کی تعظیم روزہ کی عبادت سے نہیں کی ہے۔ پس اسوجہ سے حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ کی ذات کے ہی لئے مختص ہے +

دوسری وجہ۔ اعمال صالحہ میں سے کوئی نیک عمل ایسا نہیں ہے کہ قیامت کے دن استرداد مظالم کے وقت انتقال سے بچ رہے۔ یعنی ظالم آدمی کے تمام اعمال خیرات اور مبرات بجملگی اُس کے ظلم کی شومی سے اُس کے مظلوموں کے اعمالنامہ میں منتقل ہو جائینگے مگر روزہ کا عمل کہ وہ قصاص کے تحت میں داخل نہیں ادائے مظالم کے وقت اُس کے مظلوموں کو نہیں دینگے۔ مثلاً ایک بندہ پر سو ہزار مظلمہ ہووے اور اُسکا کوئی نیک عمل نہ ہووے کہ اُس کے ظلم کے مقابلہ میں مظلوم کو دیا جاوے۔ مگر روزہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے اُس مظلوم کا تدارک بذات مقدس خود کریگا۔ اور اس بندے کا روزہ نہیں لیگا اور آخر کار

روزہ کی برکت سے اُس روزہ دار کو باب الریان میں داخل کر کے بہشت میں پہنچا دیگا۔ گویا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے ابلیس پُر تلبیس تیرے دین کا طمع رکھتا ہے اور تیرا عیال تیرے نفس کا طالب اور تیرے وارث تیرے مال و دولت کے راغب اور تیرے مدعی تیری طاعت اور عبادت کو مظالم کے عوض میں لیجائیں گے غرض ہر ایک تیرے سے اپنی غرض کا طالب ہے۔ اور تجکو فقیر اور بینوا بنانا چاہتا ہے۔ میری ذات مقدس جو کچھ آج تیرے سے لیتی ہے اُس تیری چیز کو کرم کے خزانے میں مضبوط رکھتی ہے اس لئے کہ تجھ کو اُس تیرے مال کے سبب غنی اور بادشاہ بنا دے یعنی وہ تیرا مال جس کے سبب سے تجکو قیامت میں بادشاہت ملجائیگی وُہ تیرا روزہ ہوگا۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ✦

تیسری وجہ یہ ہے کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ مدرک بحواس نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کو اُس کے حال پر اطلاع ہوتی ہے بلکہ ایسا عمل ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ اور روزہ دار کے دوسرے کو کچھ خبر بھی نہیں اور ایسا راز ہے کہ اس راز سے کراماً کاتبین بھی آگاہ نہیں ؎

میان عاشق و معشوق رمزیست　　کراماً کاتبین را زو خبر نیست

چونکہ یہ عمل ریا کاری سے دور اور اخلاص سے نزدیک ہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اپنی ذات مقدس کے لئے اختصاص اَلصَّوْمُ لِیْ فرمایا ؎

ہر زمان مے درّد این دلق تنت	پارہ بر وے مے زنی زین خوردنت
پارہ دوزی چیست خوردن آب و نان	میزنی این پارہ بر دلق گران
اے ز نسل بادشاہ کامگار	باخود آ زین پارہ دوزی ننگ دار
وانکہ بر شہوت چو خر است و چو بنگ	پردۂ ہوش ست و عاقل زوست دنگ
نفس فرعونیست ہین سیرش مکن	تا نیارد یاد زان کفر کہن
وز بگرید ور بنالد زار زار	او نخواہد شد مسلمان ہوشدار

چوتھی وجہ یہ ہے کہ روزہ خدا کے دشمنوں میں لینے نفس اور شیطان اور ہوا اور ہوس اور شہوت پر قہر کرتا ہے۔ اور جو چیز دشمن کے مقہور ہونیکا باعث ہو وہی چیز دوست کی محبّت کا موجب ہوتی ہے اسیواسطے یہ عمل مشرف بشرف اختصاص ہوا ✦

پانچویں وجہ یہ ہے کہ کھانے پینے جماع وقاع سے دور رہنے کو صوم کہتے ہیں۔ اور اس قسم کا عمل سبحانہ وتعالیٰ کی صفت تنزیہی سے ایک قسم کی مناسبت رکھتا ہے۔ اگرچہ

حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات و صفات کو مخلوقات کی ذات و صفات کیساتھ کسیطرح کی مشابہت اور مناسبت نہیں مگر تخلقوا باخلاق اللہ تعالیٰ کا سر بندے کو قرب الٰہی کے میدانمیں پہنچا دیتا ہے اور روزہ بھی درمیان بندے اور اللہ تعالیٰ کے کما ینبغی ایک سر ہے اسی وجہ سے روزہ منجملہ اعمال سے اس تشریف کیساتھ مخصوص ہوا کہ الصوم لی +

چھٹی وجہ یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس عمل کی اضافت اپنی ذات مقدس کیطرف اسواسطے کی کہ اسکی ذات مقدس روزہ کے ثواب کی مقدار اور اُس کے حسنات کی تضعیف کے علم میں متفرد ہے اور ماسوا روزہ کے دیگر اعمال کے ثواب بعض مقربوں پر مکشوف ہوجاتے ہیں کما ورد جیسا کہ فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور جو چیز بیحساب ہوتی ہے اُس کا علم سوائے باریتعالیٰ کے دوسرے کو نہیں بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس ثواب بیحساب کی مقدار سے اطلاع نہیں اسی لئے حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کو اپنی طرف اضافت کر کے فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ ای العلم بمقدار ثوابہ مخصوص لی۔ وفی الخبر اعمال بنی آدم یکتب بالواحدۃ وھو الذی ینوی بقلبہ طاعۃ وبالعشرۃ اذا نوی وعملھا وسبعمائۃ وھو الدرھم الذی ینفق فی سبیل اللہ بغیر حساب وھو الصوم:

سانویں وجہ۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ کراماً کاتبین آدمی کے اعمال جو اُس کے جوارح اور اعضاء سے متعلق ہیں لکھتے ہیں اور جو اعمال صرف نیت اور امساک کے متعلق ہیں اُن کے ضبط کے احاطہ اور تصرف کے دائرہ میں نہیں آتے۔ جب روز قیامت ہوگا۔ جو جو اعمال کہ اُس کے اعمالنامہ میں ثبت ہونگے۔ حق تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ اُن کے معاملات کے مطابق مجازات اور بدلے دیدیں گے۔ جب روزہ کی نوبت پہنچیگی حضرت جلال احدیت فرمائیگا اَنَا اُوَفِّیْ جَزَاءَ صَوْمِکُمْ اے میرے روزہ دارو تمہارے روزہ کی جزا مَیں کسی کے حوالہ نہیں کرتا ہوں اور مجکو کسی کتاب اور نامہ دیکھنے کی حاجت نہیں بلکہ مَیں بذات مقدس خود اس امر کا متعہد ہوں اور ایک خاص جزا تمہارے روزے کے عوض میں معین کرتا ہوں اور وہ جزا بہ نسبت دیگر جزاؤں کے نہیں ہوگی۔ اور وہ اعلےٰ جزا میری رضا اور لقا ہوگا اللھم ارزقنا +

آٹھویں وجہ۔ جملہ طاعات دو ہی طرح پر ہیں چنانچہ بعضی طاعتیں اُس قبیلہ میں سے ہیں کہ اُن کا فائدہ صاحب طاعت کو واصل ہوتا ہے۔ جیسے وضو اور غسل کہ باوجود

غسل اور وضو کے اُن کا ثواب متوضی اور غاسل کو طہارت و طاقت حال اور مستقبل کے لئے حاصل ہوتا ہے اور جیسے قربانی کہ وجود ثواب قیامت کے وُہ بھی نفع کا متوقع ہے اور نیز بعض ایسی عبادتیں ہوا کرتی ہیں کہ عبادت کرنیوالے کے سوا غیر کو بھی اسکا فائدہ واصل ہے جیسے صدقہ اور زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور بعضی عبادت ایسی ہوا کرتی ہے کہ اس سے عبادت کرنیوالے کو کسیطرح کا ظاہری نفع نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی غیر کو اس سے فائدہ پہونچتا ہے جیسے روزہ کہ یہ روزہ حضرت خداوندی جل جلالہ کا خاصہ ہے کہ نفس انسانی کو اس عبادت سے کسیطرح کے نفع کا شائبہ نہیں اس لئے حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اس روزہ کو اپنی طرف اضافت فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

نویں وجہ - یہ ہے کہ روزہ کا ثمرہ بھوک ہے اور بھوک کا ثمرہ حکمت اور کھانے پینے کا ثمرہ سیری ہے اور سیری کا ثمرہ شہوت ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ذوالحکمۃ ولیس ذوالشہوۃ

دسویں وجہ - یہ ہے کہ روزہ نفس کی شہوتوں سے اعراض کرنا ہے۔ لاجل اللہ تم اور نفس سے اعراض کرنا اُس کے حظوظ سے ترک کرنیکو کہتے ہیں پس جو شخص نفس کی خواہشوں سے ترک کرتا ہے بین اللہ تعالیٰ وبینہ کوئی حجاب نہیں رہتا ہے ✣ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

تعلق حجاب است و بیحاصلی	چو پیوندہا بگسلی واصلی

اس لئے کہ حجاب تین چیزوں یعنے دُنیا اور خلق اور نفس سے ہی ہوا کرتا ہے اور اکابرین علماء کا اتفاق ہے کہ دُنیا ومافیہا اُس وقت حجاب ہوجاتے ہیں جب اُنکو نفس کے حظوظ کی طرف لگایا جاوے۔ پس جو شخص حظوظ نفسانیہ سے اعراض کرتا ہے گویا تمام حجب یعنے جملہ تعلقات سے اُس نے اعراض کیا ہوگا۔ وذالک یستلزم الوصول الی اللہ تعالیٰ کذا قال الشیخ فی معانی الاخبار ✣

گیارھویں وجہ - حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کی اضافت اپنی ذات بابرکات کیطرف اسواسطے فرمائی تاکہ اس عمل خیر میں بندے کے شیطان مردود دخل نہ پا جائے اور اُس کا عمل وساوس شیطانی سے نقصان پذیر نہ ہوجائے۔ جیسے کوئی بادشاہ ایک مرکب دیگر مراکب سے منتخب کر کے اُس کو اپنی طرف نسبت کردے۔ کہ یہ مرکب خاص بادشاہ کی سواری کا ہے رعایا میں سے کسی اعلے وادنے کو اُس مرکب کی سواری کا طمع نہیں رہتا ہے۔ کذالک بندے مومن کا روزہ جب اللہ تعالیٰ کیطرف منسوب ہے۔ تو اسمیں کسی شیطان کو دخل پانیکی مجال باقی نہیں رہتی

بارھویں وجہ یہ ہے کہ صوم کی اضافت سے صائم مراد ہے۔ اس لئے کہ رمضان شریف

کے پہلے خلقت تین قسم کی ہوا کرتی ہے۔ بعض لوگ تو ایک دوسرے کے مصاحب اور اپنی ابنائے جنس کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف رہتے ہیں اور بعض اپنے نفس کی خواہشیں پورا کرنے یعنی کھانے پینے اور شہوت رانی میں مشغول رہتے ہیں کہ سوائے شہوت رانی کے انکو دوسرا کام نہیں سوجھتا ہے اور ابرار اپنے پروردگار کی اطاعت میں رات دن دل وجان سے متوجہ رہتے ہیں خلقت کی صحبت کا اثر اور انکی عشرت کا فخر اُن کے دلوں سے بالکلیہ منتفی ہو جاتا ہے۔ اور انکے نفس کو شہوت کا علاقہ قطع کر کے اپنے خداوند کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے تو اسی واسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اَلصَّوْمُ یعنی الصَّائِمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ÷

تیرھویں وجہ یہ ہے کہ اَلصَّوْمُ لِیْ کی اضافت عَلٰی سَبِیْلِ التَّخْوِیْفِ کے وارد ہوئی ہے اور بریں تقدیر معنے اس کلام کے یہ ہوئے۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ای روزہ دارو میں نے تمہارے اعمال میں سے روزہ کو اپنی طرف اضافت کرلیا ہے۔ اور تمکو بخوبی معلوم ہے کہ میری ذات کھانے پینے وغیرہ کے شوائب اور معائب سے پاک ہے اور تمہارے اعمال میں سے جو عمل شبہات سے پاک ہوگا وہی میری جناب میں قابل قبول ہوگا۔ مثلاً روزہ جو کذب اور غیبت سے آلودہ یا رعونات نفسانیہ کی کدورت سے مکدّر ہووے تمہارا ایسا روزہ ہماری بارگاہ میں قبول کی قابلیت نہیں رکھتا ہے ÷

نقل۔ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہ سے منقول ہے فرمایا کہ میں بیس سال اپنے دل کی صفائی میں کوشش کرتا رہا یہانتک کہ میرا نفس گناہوں کی کدورتوں سے پاک اور صاف ہوگیا اور میرے دل میں اسبات کا القا کیا کہ اے بایزید اپنے نفس کو اپنے نفس سے پاک کر ابھی تیرا نفس کما ینبغی پاک صاف نہیں ہوا ہے پھر میں نے بیس سال ایسی ریاضت کی کہ میں اپنے نفس سے بالکلیہ باہر نکل گیا اور جناب الٰہی میں قبول اور وصول کی قابلیت مجھ کو حاصل ہوئی ÷

مؤلف۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ ہمارے گناہ طاعت تام اور ریا اخلاص شکل عدل کی میزان میں کیا قدر رکھیں گے اور اس مومی کلید کا آہنی قفل کیونکر کھولیں گے۔ شاید اس کریم کا کرم ہم مفلس بے چاروں کی فریادرسی کریگا ÷

چودھویں وجہ۔ یہ ہے کہ ابو سعید خدری رحنے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کو اسواسطے اپنی طرف اضافت فرمایا کہ محبت میں موافقت شرط ہے اور اہل محبت کے نزدیک

محبت کا ساتواں مقام ہے اور سب سے پہلا مقام واقفیت ہے اور ان سب مقاموں کو سوائے حضرت سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے کسی نبی اور ولی نے تجاوز نہیں کیا پس محبان صادق نے اپنے محبوب حقیقی کی موافقت کے طریق پر چلکر اُسکی صفات کیطرف نظر کی منجملہ صفات سے محبوب حقیقی کی صمدیت کی طرف غور کیا اور سمجھا کہ ہمارا محبوب کھانے پینے سے مبرّا ہے اُنکے دل رفتوں نے بھی چاہا کہ ہم بھی اپنے محبوب کی موافقت کے لحاظ سے بمقتضائے مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ بعضوں نے تمام عمر اور بعضوں نے کم حصہ عمر کا اسطرح گذارا دوست حقیقی نے اپنے محبوں کی طاقت کے بموجب اُنپر بوجھ رکھکر فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ ای صمدیۃ لے لا احتیاج لی الی الطعام والشراب فمن وافقنی فی صفتی مع ضعفہ فانا لا اخالفہ مع قدرتی

پندرھویں وجہ یہ ہے کہ روزہ ایک مشکل کام تھا کہ روزہ داروں کو نہایت سختی معلوم ہوتی تھی۔ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ روزہ کو اپنی طرف اضافت نہ کرتا شاید انسان کا نفس اس حکم کی تعمیل سے گریزاں ہوتا اور اس بھاری بوجھ کے اُٹھانے سے انکار کرتا۔ اور اس انکار کے سبب قرب الہٰی کے میدان سے دور جا پڑتا اور قطعیت ابدی میں عیاذاً باللہ مبتلا ہو جاتا۔ پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے روزہ کو اپنی ذات مقدس کیطرف اضافت فرمایا تاکہ اس اضافت کی حلاوت سے اُسکی شفقت کی مرارت کم ہو جائے اور ہمارے مشاہدہ کی انبساط میں اُس کے مجاہدہ کی انقباض محو ہو جاوے ✣

سولھویں وجہ۔ آدمی کے سب اعمال اُس کے نفس کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ کما ورد لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ اسی لئے اپنی طرف اسناد فرمایا کہ میرے بندے یہ بات سمجھ جائیں کہ روزہ کی جزا حق سبحانہ وتعالیٰ کے کرم وفضل پر ہوگی اور ان کے کسب اور کوشش کے مطابق نہیں ہوگی ✣

سترھویں وجہ۔ خلقت کے معاملات دو ہی طرحپر ہوتے ہیں قلبی یعنی اعتقادیات اور بدنی جیسے طاعات اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے قلبی اعمال مثلاً توحید و ایمان اور معرفت جو اعتقادیات میں سے ہیں۔ اپنی مقدس ذات کی طرف اضافت کر کے فرمایا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ اور تمہارے بدنی معاملات میں سے روزہ کو اپنی طرف مضاف فرماکر فرمایا کہ اَلصَّوْمُ لِیْ تاکہ ابلیس جو تمہارے اعمال کا دشمن ہے تمہارے باطنی اعمال یعنے ایمان وتوحید میں داخل ہونیکا طمع منقطع کردے اور مظلوم جو تمہارے دشمن ہیں تمہارے روزے چھیننے کی امید نہ رکھیں

اور قیامت کے دن تم بالکل مفلس اور نادار اور میری رضا اور لقا کی ابدی دولت سے باز یعنی محروم نہ ہو جاؤ ❖

اٹھارھویں وجہ۔ سمجھنا چاہئے کہ عملوں کا ثواب بحکم جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ جنت ہے اور روزے کا ثواب بحکم اَلصَّوْمُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ حضرت عزت کی جمال کا مشاہدہ ہے۔

نقل. کتابوں میں لکھا ہے کہ جس روز حضرت موسےٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات کا خیمہ میقات کے بام پر کھڑا کیا اور کلام كَلِيمُ اللّٰهِ مُوسٰى تَكْلِيمًا کا جام وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا کے ساقی کے ہاتھ سے نوش جان فرمایا تو مستانہ وار انبساط کے مقام میں اپنے دوست کیساتھ گفت و شنید شروع کر کے کہا الٰہی اکرمت احدا مثل ما اکرمتنی اے میرے مالک فرزندان آدم میں سے کسی فرد کو اس دولت و سعادت نے مساعدت کی ہے کہ تو نے مجھ کو اتنی خصائص سے مخصوص اور کئی ایک شرافتوں سے مشرف کیا ہے اور مجکو ایسے درجہ تک پہنچایا کہ بیواسطہ تو میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور میں بے ترجمان تیری درگاہ میں اپنے راز و نیاز کو پیش کرتا ہوں رب الارباب کی بارگاہ عالی سے خطاب ہوا کہ اے موسےٰ ؑ زمانہ کے آخری دور میں میرے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں کچھ بندے ہونگے جب میں انکو بطون کی نہانخانہ سے ظہور کے صحرا میں باہر لاؤنگا۔ اور ان کو اپنی بیشمار دولتوں اور بیحساب سعادتوں سے مخصوص کرونگا از انجملہ ایک مہینہ مبارک جس کا نام رمضان ہے ان کو کرامت فرماؤنگا۔ اور اس مبارک مہینے میں انکو عزت و مرتبہ کی اعلےٰ مسند پر بٹھاؤنگا اور اپنے قرب کی میدان میں نزدیک اس درجہ کا کر دونگا جیسے میں آج ستّر ہزار حجاب کے اندر تیرے ساتھ باتیں کرتا ہوں۔ جب میرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ماہ رمضان کے مہینہ میں میرے حکم کے بموجب روزہ رکھیں گے حَتّٰى اَبْيَضَّتْ شِفَاهُهُمْ وَاَصْفَرَّتْ اَلْوَانُهُمْ اَرْفَعُ تِلْكَ الْحُجُبَ فِي وَقْتِ اِفْطَارِهِمْ یعنی آخری وقت میں مجاعت کی شدّت سے اُن کے لب سفید اور اُن کے چہروں کے رنگ زرد ہو جاتے ہیں یہ ستّر ہزار حجاب جو اسوقت میرے اور تیرے درمیان حائل ہیں بیچ سے اٹھا دونگا۔ یہاں تک کہ افطار کے وقت میرے اور اُن کے درمیان کوئی حجاب نہیں رہیگا۔ حَتّٰى اِنَّهُمْ لَوْلَا اُعْطِيَتْ نُطْفَةُ اَرْوَاحِهِمْ بِكَثَافَةِ اَجْسَادِهِمْ وَحِكْمَةُ كَهْفِ الْعِتْرَةِ فِي دَارِ الْبَلِيَّةِ اَذَا وَدَنِي فِي حَالِ اِفْطَارِهِمْ اگر اُن کے لطیف روح جسم کثیف کے غشاوہ سے مستور اور یہ دار غرور اور ان کے سرور کا محل نہوتا تو البتہ افطار کے

وقت میرے دیدار کے مشاہدہ سے مشرف ہو جاتے ❊

تنبیہہ۔ سُنو میرے بزرگو اور میرے عزیزو جب تک یہ پانی مٹی کا حجاب جان پاک اور رُوح مقدس سے نہ اُٹھ جائے معبُود حقیقی کے شہود کا نور وجود کے روزن سے نہیں چمکتا ہے اگر تم تعلقات نفسانیہ کو اپنے وجود سے دور کرو گے تو تمہارے قصر ظلماتی کے در و دیوار انوار تجلّیات ربانی کے شعاع سے منوّر ہو جائیں گے اور تمہاری جان کے باطن سے اُن معنوں کا زمزمہ خود بخود نکلیگا ؎

چُنان از روزنِ دِل زنور آن دلدار میتابد	کہ خورشید جمالش از در و دیوار مے تابد
ازان از ظلمتِ تن میرہد جانم کہ ہر ساعت	مرا از مطلعِ دِل لمعۂ انوار مے تابد
اگر از خواب غفلت سر برآری آن زمان بینی	کہ خورشید تجلی بر دلِ بیدار مے تابد
جمالِ یار میخواہی بذرّات جہان بنگر	کہ ہر ذرہّ است مرآئنے کز و دیدار مے تابد
چو حُسنِ دوست ظاہر شد دل از کونین ظاہر شد	چو جان محوِ مؤثر شد رُخ از آثار مے تابد

انیسویں وجہ یہ ہے اہل اشارت نے اعمال کے فضائل میں روزہ کو سب طاعات پر فضیلت اور ترجیح دی ہے اور تفضیل کیوجہ اسطرح بیان کی ہے کہ تمام اکابر علماء کا اتفاق ہے کہ ایمان کے بعد فاضلتر اعمال نماز ہے۔ لیکن روزہ اسوجہ سے نماز پر ترجیح رکھتا ہے۔ اوّلاً یہ کہ قرآن مجید میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے روزہ کو نماز پر مقدم ذکر فرمایا ہے۔ کما ورد وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ثانیاً نماز پر فرمودنی ایتمار ہے اور روزہ باز و اشتنی انتہا ہے۔ اور منہیات کے شان میں مامورات سے زیادہ تر اہتمام اور انتہا ایتمار سے افضل ہے کما بین فی قواعد الاصول ثالثاً یہ کہ ادائے صوم کی مُدت ادائے صلوٰۃ کی مدت سے زیادہ ہے اور طویل زمانہ جو طاعت الٰہی میں مصروف ہووے زمان قصیر سے بہتر ہے۔ رابعاً جرائم کبیرہ کی کفارتوں سے روزہ کی کفارت بڑھکر ہے اور نماز کی ترک کے لئے کوئی کفارہ شریعت میں مقرر نہیں اگر روزہ عمداً بلا عذر توڑا جائے تو اُس کے گناہ کے دفع کرنیکے واسطے کفارہ مقرر ہے۔ نماز کے لئے کوئی کفارہ نہیں۔ خامساً یہ ہے کہ حائض اور نفسار قضائے صیام کے لئے مامور ہیں بخلاف نماز کے اعادہ نماز کا اُن پر واجب نہیں۔ اِس مسئلہ سے ثابت ہوا۔ کہ صیام کا انجام بہ نسبت نماز کے زیادہ ہے سادساً روزہ میں بہ نسبت نماز کے نفس کو زیادہ انکسار حاصل ہوتا ہے اور اکثر نفوس میں بباعث ادائے صلوٰۃ کے استعلا پیدا ہو جاتا ہے اور

جس عمل سے نفس میں تکبر پیدا ہو بہ نسبت اُس چیز کے کہ جس سے نفس کو تعلّی پیدا ہو فاضلتر ہے۔
سابعاً۔ روزہ باخلاق حق سبحانہ وتعالی بحکم هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ مُتخلّق ہوتا ہی بخلاف نماز کے کہ یہ خصلت ذات باری میں موجود نہیں۔ **ثامناً** معبودان باطل کی پرستش نماز سے بھی ہوا کرتی ہے بخلاف روزہ کے کہ اُسکے ساتھ کسی معبود باطل کی عبادت نہیں کیجاتی *
تاسعاً۔ نماز بندے اور خدا کے درمیان نصفاً نصفی منقسم ہے کہ آدھی بندے کا حصہ ہے اور آدھی خدا تعالی کے لئے ہے کما ورد قُسِمَتِ الصَّلٰوةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ اور روزہ حق سبحانہ وتعالی کا خاصہ ہے۔ **عاشراً** بہشت نماز خوانوں کی جزا ہے کما ورد إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا اور دیدار خدا جلّ وعلا روزہ داروں کی جزا ہے کما ورد وَأَنَا أَجْزِي بِهِ یعنی روزہ دار کی جزا میں لقا ہے
نقل ہے کہ جب شام کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو روزہ دار سرد پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیکر چاہتا ہے کہ اپنے تفیدہ جگر کو سرد کروں۔ حضرت حق سبحانہ وتعالی سے خطاب مستطاب آتا ہے کہ اے میرے بندے عالم دنیا میرے دیدار کی جگہ نہیں اگر یہ وعدہ نہ ہوتا تو مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے میں تمکو افطار کے وقت شراباً طهوراً پلا دیتا اور اپنا سلام تیرے کانوں تک پہونچا دیتا اور اپنا دیدار تیری انتظار کشیدہ آنکھوں کو دکھا دیتا ۵

چو چشم از غیر او بندی ہمہ دیدار او بینی	ز ذرّات جہان تابان ہمہ انوار او بینی
ز ذرّات جہان بارے نتوان عکس رخش دیدن	اگر بے پردہ نتوانی کہ در رخسار او بینی
درون قصر دل در رو کہ تا از وی خبر یابی	بسر خود نکو بنگر کہ تا اسرار او بینی
ولے آنجا کہ فعل او صفات از خویش برخیزد	اثر از تو کجی ماندہ کہ در آثار او بینی
تو یار خود شو ای عارف کہ شرک مطلق است اینجا	کہ او را یار خود دانی و خود را یار او بینی

باب پنجم

در فضائل صوم وانواع آن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جناب رسالتمآب برگزیدہ حضرت اللہ الصمد اسے عنے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب مستطاب نے فرمایا کہ روزہ روزہ دار

کو دوزخ سے ہزار سال کی مسافت پر ڈالدیتا ہے اور بہشت کی نعیم کے قریب کر دیتا ہے اور صائم کے اعضا و اجزا حق سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح میں بحالت بیداری اور خواب کے مشغول ہوتے ہیں اور روزہ دار جو تسبیح زبان سے کہتا ہے ایک سال کی عبادت اُس کے اعمالنامہ میں مثبت ہو جاتی ہے۔ انتہیٰ +

حضرت حذیفہ بن الیمان نے فرمایا۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مرض الموت کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینہ مبارک کیساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور میں نے حضرت امیر المومنین علی رضؓ کے نزدیک ہو کر عرض کی کہ اے امیر المومنین بہت مدت سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سہارے پر جلوس فرمایا ہے اور رات بھر تمکو نیند نہیں آئی ہوگی۔ اور جاگتے رات کٹی ہوگی اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں آپ کی جگہ بیٹھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھام رکھوں۔ آپ ایک ساعت آرام کر لیجئے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے میری بات کو سُنکر ارشاد فرمایا۔ دَعْهُ يَا حُذَيْفَةُ فَعَلِيٌّ اَحَقُّ اے حذیفہ اس بات کو چھوڑ دے کہ اس کام کے لائق علی ہی ہے۔ اور تو میرے نزدیک آ میں تجھ کو اس سرّ مخفی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ حذیفہ نے کہا کہ میں اپنی جگہ سے آگے بڑھا فرمایا آگے آؤ میں آگے بڑھا فرمایا آگے آؤ میں آگے بڑھا فرمایا آگے بڑھو تین نوبت حکم کیا کہ یہانتک نزدیک ہوا کہ میرے زانو حضرتؐ کے مبارک زانوؤں کے قریب پہونچے۔ زاں بعد جناب مستطاب نے فرمایا حُذَيْفَةُ مَنْ خُتِمَ لَهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ بِشَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا مِّنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنے اے حذیفہ جسکی عمر کلمہ شہادت پر ختم اور پوری ہو اور شہادت کو صدق کے طریق پر ادا کرے یعنی اس شہادت میں اُسکا دل اور زبان موافق ہوویں بیشک وہ بہشت میں داخل ہو جائیگا۔ يَا حُذَيْفَةُ مَنْ خُتِمَ لَهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ بِطَعَامٍ يَبْتَغِيْ بِهٖ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى دَخَلَ الْجَنَّةَ اے حذیفہ جو شخص عالم دُنیا سے نقل کرے اور ایک مسکین کو فی سبیل اللہ طعام کھلایا ہووے بیشک وہ بھی بہشت میں داخل ہو گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں یہ خوشخبری آپ کی اُمت کے بندوں تک پہنچا دوں۔ یا اس بھید کو چھپا رکھوں فرمایا يَا حُذَيْفَةُ اَعْلِمْهُ اے حذیفہ اس بھید کو برملا آشکارا لوگوں کو سنا دے تا کہ میرے دوست حالی اور استقبالی میرے اس حکم کی تعمیل برغبت تمام کریں اس لئے کہ جنت کے درجات طاعات کے مطابق ہیں۔ جس شخص کی طاعت اور عبادت

بڑھکر ہوگی اُسکا درجہ اور مرتبہ برتر ہوگا کیسا درجہ جیسے روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہشت میں ایک غرفہ ہے کہ اپنی نہایت لطافت سے اُسکی اندرونی روشنی سے اُسکی بیرونی سطح بھی دکھائی دیتی ہے اور اسکی بیرونی دیواروں کی چمک سے اُس کے اندرونی مقامات دیکھے جاتے ہیں حق سُبحانہ وتعالیٰ نے یہ غرفہ چار قسم کے آدمیوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے پہلے وہ شخص جو بندگان خدا کیساتھ نہایت خوش خلقی اور نرمی سے بات چیت کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص کہ مسکین اور فقرا، اور خاص وعام کو اطعام کرتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جو ماہ رمضان بلکہ علی سبیل الاستمرار والدوام صیام کرتا ہے۔ چوتھا وُہ شخص کہ رات کے وقت جب آدمی بستر استراحت پر آرام سے سوتے ہیں اور وہ عاشق صادق اپنے معشوق حقیقی کے ذکر میں ساتھ نماز نیاز کے مشغول ہوتا ہے۔ حضرت حذیفہ نے عرض کیا یارسول اللہ ان کاموں کے عہدہ سے باہر آنا مشکل بلکہ اشکل ہے۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا جب تو دلی تصدیق سے کہیگا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَدْ اَطْیَبْتَ الْکَلَامَ تو گویا تو نے اپنے کلام کو پسندیدہ بنالیا۔ اور جب تو نے محنت اور مشقت کر کے اپنے اہل وعیال کو نفقہ دیا فَقَدْ اَطْعَمْتَ الطَّعَامَ تو گویا اطعام طعام کے عہدہ سے نکل گیا اور جب تو نے ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے۔ فَقَدْ اَدَّیْتَ الصِّیَامَ تو گویا تو نے بارہ مہینے کے روزے رکھے اور جب تو نے عشار کی نماز گذاری فَقَدْ اَدَّیْتَ الصَّلٰوۃَ وَاَھْلُ الْکِتٰبِ وَالْمُنٰفِقُوْنَ یَنَامُ تو گویا تو نے ساری رات نماز میں گذاری اور جہود اور منافق خواب غفلت میں مدہوش پڑے ہیں۔ پس اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جو شخص صیام رمضان میں قیام کرتا ہے۔ وُہ ساری عُمر کے روزہ کا ثواب پاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے اس سے مبیّن ہو چکا ہے۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ گھوڑے ابلق بال جنکی زین ولجام دُر اور یاقوت سے مرصّع اور مکلّل ہونگے۔ بہشت سے باہر نکلیں گے اور خاص بندے اُنپر سوار ہونگے اور وُہ گھوڑے مع سواروں کے میدان قیامت سے پرواز کر کے جنت کے شرف عرف پر چڑھ جائیں گے اور وُہ لوگ جو اس دولت سے محروم ہونگے دیکھتے ہی رہجائیں گے اور اس گروہ ابرار کے کاروکردار سے استفسار کریں گے ملائکہ اُن کے جواب میں کہینگے کہ یہ گروہ باشکوہ وُہ ہے کہ تم خواب غفلت میں مدہوش اپنے نرم بستروں پر پڑے رہتے تھے اور یہ بیچارے نماز میں کھڑے رہتے تھے اور روزہ کی جلن میں دن بھر جلتے اور

تشنگی اور بھوک کے صدمے اپنے پر سہتے تھے اور تم روزہ کو چھوڑ کر کھانے پینے میں دن گذارتے تھے اور ان کفّار فجّار کیساتھ دین کی حمایت کیوجہ سے جہاد کرتے تھے اور تم اپنے گھروں میں اپنے کُنبے کی حفاظت میں بیٹھے رہتے تھے اور یہ لوگ اپنی کمائی کے خداداد مالوں کو راہ خدا میں نفقہ کرتے تھے اور تم اپنے مالوں کو قارون کی طرح لوگوں کی نظروں سے زیر زمین دفن کرتے تھے اسی واسطے یہ لوگ اُس دولت سے مستفید اور مستفیض ہوئے اور تم اُس کریم کے دروازہ سے محروم ہوئے ہ

حدیث حضرت ابوالدرداؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایکدن خالصتہً اللہ نفلی روزہ رکھتا ہے وہ روزہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کی آتش غضب کو بجھا دیتا ہے اور جب صائم اپنے روزہ کے دن کو رات تک پہنچاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ افطار کے وقت اسکی دس دعائیں مستجاب فرماتا ہے۔ اگر تمام زمین کی سطح کو زر سُرخ سے پُر کرکے روزہ دار کو دیا جاوے ہنوز اُس کے اجر کا استیفا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کے اجر کا استکمال قیامت کے دن ہوسکیگا۔ حق تعالیٰ اُسکو گناہوں سے ایسا پاک کردیتا ہے کہ گویا یہ روزہ دار آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا۔ اور صائم مذکور جب دو روزے تمام کرتا ہے تو حق تعالیٰ سے عُہدہ صدیقی کا پاتا ہے اور جب تین روزوں کو ختم کردیتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روزہ دار کا حق میرے کرم پر واجب اور ثابت ہوچکا ہے۔ کما ورد اُشْہِدُکُمْ یَا مَلٰئِکَتِیْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ یعنے اے ملائکہ میں تم کو اس امر کا گواہ مقرر کرتا ہوں کہ میں نے اپنے کرم وفضل سے جو کچھ گناہوں میں سے اپنی تمام عمر میں اس روزہ دار سے سرزد ہوئے ہیں۔ درگذر فرمایا+

حدیث۔ ابوہریرہ رضؓ نے کہا کہ رسول اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ تین گروہ ہیں۔ کہ قیامت کے دن اُن کو نعیم مطعم ومشرب کی بابت سوال نہ کریں گے۔ ایک روزہ دار کہ افطار کے وقت کھانے پینے کی چیزیں تکلیف کیساتھ تیار کرے۔ دوسرا وہ شخص جو بہ نیت روزہ سحری کے وقت تنعم کرے۔ تیسرے صاحب ضیف یعنی میزبان جو اپنے مہمانوں کے واسطے طرح طرح کے طعام اور قسم قسم کے شراب تیار کرتا ہے۔ اور بڑی محنت سے اُنکو خالصتہً للہ کھلاتا ہے۔ اور تین گروہ ہیں کہ وہ باوجود بدخوئی کے ملامت نہیں کئے جاتے ہیں۔ ایک بیمار دوسرا روزہ دار افطار کے وقت۔ تیسرا عادل بادشاہ کی دُعا اگرچہ وہ کتنے ہی بدخو ہوویں مگر حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک اُن کی بڑی قدر اور منزلت ہوتی ہے خصوصًا صائم جو حق سبحانہ

وتعالیٰ کی نظرات عنائت کے منظوروں اور طریق ہدائت کے مغفوروں اور طریق ہدائت کے مغفوروں کے جملہ میں ہے کماورد جیساکہ زہرۃ الریاض کی روائت میں وارد ہؤا ہے کہ حضرت رسالت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جب میں شب معراج کو سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچا میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ اُسکی عظمت اور طول اور عرض کے برابر کوئی فرشتہ نہیں دیکھا چنانچہ اُس کے قد کی بلندی ہزار سال کی مسافت سے مساوی تھی اور اُس کے وجود پر ستّر ہزار سر موجود تھا۔ اور ہر ایک سر میں ہزار ہزار مُنہ اور ہر ایک چہرہ میں ستّر ہزار دہن تھا اور نیز اُس کے ہر ایک سر پر ستّر ہزار زُلفیں اور ہر ایک زُلف پر ہزار ہزار موتی قدرت الٰہی سے لٹکے ہوئے تھے اور ہر ایک موتی میں نور کا ایک دریا بہتا تھا اور اُس دریا میں مچھلیاں جنکا طول دو سو برس کی مسافت کا تھا تیرتی اور جولان کرتی تھیں اور ان کی پیٹھ پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا اور یہ فرشتہ ایک ہاتھ سر پر اور دُوسرا پشت پر رکھکر یاد خدا میں مشغول تھا جب وہ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ اپنی زبان سے نکالتا تھا تو اُسکی خوش آوازی کو سُنکر عرش مجید کو وجد ہو جاتا تھا۔ حضرت جبرائیل ؑ سے استفسار کیا کہ اے جبرائیل یہ فرشتہ باوجود اس عظمت کے کون ہے اور اس کا کیا کام ہے۔ حضرت جبرائیل ؑ نے فرمایا یارسُول اللّٰہ خدا خالق کا پیدا کیا ہؤا ایک فرشتہ ہے کہ حقتعالیٰ نے اُسکو آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا آنحضرت ؐ نے فرمایا اے جبرائیل اس فرشتے کے رہنے کی جگہ کہاں ہے اور اس جگہ کیونکر وارد ہؤا حضرت جبرائیل ؑ نے جواباً التماس کی کہ یارسول اللّٰہ ؐ عرش مجید کی دائیں طرف بہشت میں ایک مرغزار ہے یہ فرشتہ وہاں رہتا تھا اور چار ہزار فرسنگ کی مقدار اس مرغزار کی جگہ اپنے مقر کی جگہ مقرر کی ہوئی تھی حق سبحانہ وتعالیٰ نے کچھ مُدت کے بعد اس کو اسجگہ میں لاکر اپنی تسبیح وتقدیس میں مشغول کیا۔ یارسول اللّٰہ آپ اسکو سلام کیجئے اور تحیّت بجالائیے رسول اللّٰہ صلعم نے فرمایا کہ میں نے حسب الاشارہ حضرت جبرائیل کے السلام علیکم کے خطاب سے مخاطب کیا لیکن محویت کی وجہ سے میرے سلام کیطرف متوجہ نہوا حضرت جبرائیل ؑ نے اُس کو میرے مقام اور حال سے مطلع کیا میری تعظیم اور تکریم کے لئے اُس نے اپنے دونوں پر بافر کھولے چنانچہ آسمان اور زمینیں اُس کے دونوں پروں کے نیچے چھپ گئے اور مجکو اپنی بغلوں میں لیکر مُنہ سر پر بوسے دئے اور کہا اے محمد تجھکو مُبارک اور بشارت ہو کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ماہ مبارک رمضان کی برکت سے تجھکو اور تیری اُمت کو بخشدیا میں اسکی اس بشارت

سے نہایت ہی محظوظ الحال ہوا اچانک مینے نظر اٹھا کر دیکھا کہ کئی ایک صندوق نور کے جو ہزار ہزار قفل سے مقفل تھے اُس فرشتہ کے آگے رکھے ہوئے دیکھے میں نے جبرائیل امین سے پوچھا کہ یہ صندوق اسکے آگے کسواسطے رکھے ہوئے ہیں فرمایا یارسول اللہ آپ اس سے استفسار فرمائیے ہیں نے اُس سے پوچھا اُس نے کہا یارسول اللہ ان صندوقوں میں آپ کی اُمت کے روزہ داروں کی براتیں رکھی ہوئی ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کی قلم سے یہ حکم محکم لکھا ہوا ہے کہ اے میرے روزہ دار بندے میں نے تجکو آتش دوزخ سے آزادی دی اور اسپر میری بھی شہادت لکھی ہوئی ہے ٭

مسئلہ شرعیہ۔ مسافر سے دو رکعتیں اُٹھائی گئیں یعنے چار رکعت فرض سے دو کی تخفیف عطا ہوئی اس لئے کہ اُسکی خدمت سُبک ہو جائے اور سفر کی مشقت خدمت اپنے پر لازم کرلی ہے میں نے تیرے ضُعف پر رحم فرما کر اپنی خدمت کا نصف حصّہ تیرے ذمہ سے اُٹھا لیا پھر جب تو نے میرے حکم کے بموجب روزہ رکھنے کی تکلیف اُٹھائی اور بھوک پیاس کی مشقت اپنے وجود پر گوارا کی اگر میں قیامت کے دن عذاب کی مشقت اور عتاب کی تکلیف تیرے سے اُٹھالوں اور تم کو اپنے مقربوں کی مجلس میں بٹھادوں تو میرے کرم وفضل سے کچھ بعید نہیں ٭

نقل حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں ایک زنگی آدمی تھا اور اُسنے ساری عمر فسق وفجور میں گذاری اور خسران کا مرکب عصیان کے میدان میں دوڑایا۔ کبھی ایک دن بھی اپنے خالق کی خدمت اور عبادت میں مشغول نہوا اور کبھی اُسنے رات کے وقت اطاعت الٰہی کا دروازہ نہ کھٹکایا اور کبھی آسمان دوار نے کجرفتار کی زبان سے تسبیح کا آوازہ نہ سُنا اور زمین نے کبھی اسکو سجدہ کرتے نہ دیکھا اچانک اُسکی اجل کا متقاضی دروازہ پر آپہنچا۔ اور اُسکی عزیز عمر کا سرمایہ خرچ ہوچکا۔ اور اُس کی زندگی کا دن تاریک ہوگیا یعنے وہ زندگی ظاہر باطن کا کالا قضا الٰہی سے فوت ہوگیا۔ اور اس کے یگانے بیگانے رشتہ دار جو اُسکی حرکات ناشائستہ سے بیزار رہتے تھے اُس شخص نوجوان کے مرنیسے خوشیاں کرنے۔ اور ایکدوسرے کو مبارکباد کہتے تھے اُس بیچارہ کے حال کیطرف اصلاً ملتفت نہ ہوئے اور اسکی تجہیز وتکفین کیجانب متوجہ نہوئے اُس کے پاؤں میں رسی باندھکر گھسیٹتے ہوئے مُردار کیطرح جنگل کی زمین پر پھینک آئے۔ چند روز گذرنیکے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے

اور فرمایا یارسول اللہ صلعم حق سبحانہ وتعالیٰ السلام علیک کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمدؐ میرا ایک دوست فلاں خاکدان میں پڑا ہوا ہے اتنے دنوں میں کوئی شخص اُس کے حال کیطرف ملتفت نہیں ہوا اور نہ کسی نے اُسکو غسل دیا اور نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھی اے میرے حبیب میں نے تجکو عالم کے لوگوں کی رحمت اور دل شکستوں کی مرمت کیواسطے بھیجا ہے اور رحمت عالم اپنی امت کی غمخواری اسی طرح کیا کرتے ہیں اگر کل قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کا حال اسی منوال پر ہوا تو ان بیچارونکا کام تمام ہو جائیگا۔ حدیث کا راوی کہتا ہے کہ ابھی جبرائیل علیہ السلام نے پیغام تمام نہیں کیا تھا۔ کہ جناب سرور کائنات ؑ نے اپنا قدم مبارک مسجد سے باہر رکھا اور دوڑتے ہوئے اُس زنگی کیطرف روانہ ہوئے جب اُسکے سر پر جا وارد ہوئے دیکھا کہ اُس کے چہرہ پر خاک پڑی ہوئی ہے اور اسکا بدن گھیسٹ کی ضربوں سے زخمی ہوا ہوا ہے۔ رسُول اکرم ؐ نے اپنی آستین سے اُس غلام کے چہرہ سے خاک جھاڑی اور اُس کے غسل اور تکفین کا اہتمام کر کے جنت البقیع کیطرف اُٹھائے چلے اور زاں بعد اُس کے جنازہ کے پیچھے انگلیوں کے بل چلتے تھے اور اپنے مبارک قدم دیکھ دیکھ رکھتے تھے۔ صحابہ رضؓ اخیار نے اس حال کی بابت استفسار فرمایا حضرت رسالتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے عزیزو اس زنگی غلام کے جنازہ پڑھنے کیلئے اتنے ہزار فرشتے مقرب آسمانوں سے اُترے ہیں کہ زمین پر قدم لگانے کی جگہ نہیں رہی۔ جب اُس کے دفن سے فارغ ہو چکے تو خواجہ علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے اُس غلام کی نسبت استفسار فرمایا حضرت جبرائیل ؑ نے عرض کیا یارسول اللہ ؐ آپ کیوں اتنا تعجب کرتے ہیں۔ کیا اس زنگی نے رمضان سالگذشتہ کے روزے آپکی شمولیت میں نہیں رکھے اور روزوں کی برکت سے اُسکو فضیلت حاصل ہو چکی ہے۔ اور اب اس سے زیادہ کا مستحق ہے +

حدیث رسُول اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ ملائکہ کراماً کاتبین کو دم بدم یہ حکم محکم پہنچاتا ہے کہ میرے کاتبو تم میرے تین قسم کے آدمیوں کی پریشان باتیں اور اُن کی آشکارا اور نہفتہ شکائتیں مت لکھا کرو۔ جو کچھ رطب ویابس اُن سے سرزد ہو اُس سے درگذر کیا کرو۔ اس لئے کہ میں نے بھی اُن کے اقوال وافعال سے درگذر فرمایا ہے۔ پہلے جو لوگ غریب الوطن بیکس گردش فلکی کے مارے بیچارے اپنے گھربار اور اہل وعیال اور یار واغیار سے جُدا اور شام کے وقت رباط بیسامان کی کوششوں میں تن تنہا پڑے ہوئے

ہیں عزیزوں دوستوں زن وفرزند سے دُور پڑ گئے ہیں عالم مسافرت میں نہ کوئی رفیق اور نہ کوئی ان کے حال پر شفیق اگروہ غریب اپنے غم اور اندوہ کی حکائت یا کسی کے جور و تعدّی کی شکائت زبان پر لائے اے میرے ملائکو ان کی شکائت کو گناہ سمجھکر اُن کے اعمالنامہ میں مت درج کرو کہ میں نے اپنے کرم کے تقاضا سے انکی اس حالت کی باتوں سے درگذر کیا ہے ٭ دوسرے اَے میرے ملائکو جو شخص رنج اور بلا کے ہاتھ میں مبتلا ہووے اور اُس کا بدن کسی گناہ کے عوض میں محبوس ہووے اگروہ اپنی تنگدلی کے سبب کوئی حکائت یا ضعف و ناتوانی کی شکائت کرے اُس کو بھی معذور رکھو اس لئے کہ میں نے اُن کے گناہوں کو مغفور اور ان کی سعی سے مشکور خیال کیا ہے ۔ سوم روزہ دار مومن کہ اُسکی خاطر کراماً کاتبین کو حکم ہوتا ہے کہ اے میرے ملائکو تم بخوبی جانتے ہو کہ میرے بندے کا نفس طعام اور شراب کا طالب اور اس کا تن آب و نان کا خواہاں رہتا ہے اس بندے نے معہذا اپنے ذہن کے دروازہ کو روزہ کی مُہر لگادی ہے اور عیال سے دور ہوکر میرے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے نازنین تن کو اضطراب اور بے آرامی میں رکھتا ہے اور مجاعت اور عدم استطاعت اُس کے وجود پر مستولی ہورہی ہے اگر اس قلق اور اضطراب کے وقت کوئی بات نرم اور گرم بے اختیار اُسکے مُنہ سے نکلجائے اَے میرے ملائکو ایسی ایسی باتوں کو اُس کے اعمالنامہ میں مت درج کرو کہ میں نے اُس کے اگلے پچھلے گناہ روزہ کی برکت سے بالکلیہ معاف کر دئے ہیں ٭

مؤلف اے میرے بھائیو روزہ کے فضائل اور شمائل بیشمار ہیں کہ میرا قلم اُن کے بیان کرنے سے قاصر ہے مگر اتنا ہی کہدیتا ہوں کہ روزہ عبادت الٰہی کا بدرقہ اور مادّہ سعادت کا یارقہ ہے روزہ ابیت دبی کے خوان کا مائدہ ہے روزہ دای قلبی بی کے برہان کا قاعدہ ہے روزہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا جمال نما آئینہ ہے روزہ اُعْبُدِ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا زنگار اُڑانیوالا صیقل ہے روزہ سُلطان اِلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ کا سبق ہے ۔

غزل

آمدہ شہرِ صیام سنجق سلطان رسید
دست بدار از طعامِ مائدۂ جان رسید

جان ز قطعیت برست دست طبیعت بہ بست
قلبِ ضلالت شکست لشکر ایمان رسید

روزہ چو قربانِ ماست زندگی جانِ ماست
تن ہمہ قربان کنم جان چو مہمان رسید

نفس چو محتاج شد رُوح بہ معراج شد
چون درِ زندان شکست جان بر جانان رسید

پردۂ ظلمت درید دل بفلک بر پرید
چوں ز ملک بود دل باز بد بستان رسید

زود این چاہ تن دست بزن بر رسن	بر سر چاہ آب گو یوسفؑ بکنعان رسید
عیسے چار خر پرست گشت دعائش قبول	دست بشو کز فلک مائدہ خان رسید
دست و دہان را بشو نے بخور و نے بگوے	این سخن و لقمہ جو کان بجموشان رسید

روزہ کی قسموں کا بیان اور جو کچھ اُن کے متعلق ہے

سمجھنا چاہئے کہ ارباب تحقیق نے کہا ہے کہ روزہ کے تین درجے ہیں۔ ایک صوم عوام اور صوم خواص اور صوم خاص الخاص۔ شکم اور فرج کا ایام معہودہ معدودہ میں شہوت سے ہٹا رکھنا عاموں کا روزہ ہے۔ جوارح اور اعضاء آثام اور معاصی اور بیہودہ اعمال سے بچا رکھنا۔ خاصوں کا روزہ ہے۔ ماسوی اللہ سے اپنے دل کا نگاہ رکھنا خاص الخاصوں کا روزہ ہے۔ اسی لئے جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے یہ ارشاد فرمایا کَمْ مِّنْ صَآئِمٍ مُفْطِرٌ وَکَمْ مِّنْ مُفْطِرٍ صَآئِمٌ یعنے بہت روزہ دار بے روزہ ہیں اور بہت بے روزہ باروزہ ہیں۔ روزہ دار مفطر اُس شخص کو کہتے ہیں جو نہ کھائے اور نہ پئے لیکن اپنے جوارح اور اعضاء کو لذائذ نفسانیہ پر مائل کر کے اپنے تقوے کے زخموں پر مرہم بھی نہیں رکھتا ہے اور مُفطر صیام اُس شخص کو کہتے ہیں جو کھائے اور پئے لیکن اپنے جوارح اور اعضاء کو خدا کی نافرمانیوں سے بچائے رکھے چنانچہ امام الائمہ کاشف الغمہ ابو حامد غزالی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خواص کا روزہ نیک بخت لوگوں کا جو اعضاء کو گناہوں سے باز رکھنے کا ہوتا ہے وہ چھ باتوں سے پورا ہوتا ہے اَلْاَوَّلُ غَضُّ الْبَصَرِ عَمَّا حَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی اول نظر کا نیچے رکھنا اور جو باتیں بُری اور مکروہ ہیں اُنکی طرف اُسکو نہ جا'' دینا اور جن چیزوں کے دیکھنے سے دل بٹتا ہو اور خدا تعالٰی کی یاد سے غفلت ہوتی ہو اُن سے نظر کو روکنا کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلنَّظْرُ سَہْمٌ مَسْمُوْمٌ مِّنْ سِہَامِ اِبْلِیْسَ مَنْ تَرَکَہَا خَوْفًا مِّنَ اللّٰہِ تم اٰتہُ اللّٰہُ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ یعنی نظر حرام ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہے شیطان کے تیروں سے جو کوئی اس کو خدا تعالٰی کے خوف سے ترک کریگا۔ اللہ تعالٰی اُسکو ایسا ایمان عنایت فرمائیگا۔ جسکی حلاوت وہ اپنے دلمیں پائیگا اور حضرت جابر رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا خَمْسٌ یُفْطِرْنَ الصِّیَامَ اَلْکِذْبُ وَالْغِیْبَۃُ وَالنَّمِیْمَۃُ وَالْیَمِیْنُ الْکَاذِبَۃُ وَالنَّظْرُ بِشَہْوَۃٍ۔ دوم زبان کا بند رکھنا او

بیہودہ بات اور جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور فحش اور ظلم اور جھگڑے اور کسی کی بات کاٹنے
سے اور سکوت کو اُسپر لازم کرنا اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مصروف رکھنا کہ یہ زبان کا
روزہ ہے امام مجاہد سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ غیبت اور نمّامی روزہ کی مفسد ہے جسطرح
روزہ کھانے پینے سے ٹوٹ جاتا ہے اسیطرح غیبت اور نمّامی سے ہی روزہ فاسد ہو جاتا
ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو عورتوں نے
روزہ رکھا اور بھوک اور پیاس کی اُن کو آخر روز میں یہانتک شدّت ہوئی کہ قریب بہلاکت
ہو گئیں اُنہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں افطار کی اجازت کے لئے کسی کو بھیجا آپ نے اُن کے
پاس ایک پیالہ بھیجا اور اس آدمی کو ارشاد فرمایا کہ اُن دونوں کو کہنا کہ جو کچھ تم نے کھایا ہو۔
اُسکو اس پیالہ میں قے کردو۔ ایک عورت نے نصف پیالہ خون تازہ اور گوشت تازہ سے بھر دیا
اور دُوسری نے بھی یہی چیزیں قے کیں یہانتک کہ پیالہ لبالب ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے
تعجب کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا هَاتَانِ صَامَتَانِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَهُمَا
وَاَفْطَرَتَا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا۔ کہ ان دونوں عورتوں نے جو چیز اللہ کی حلال کی ہوئی
تھی اُس سے روزہ رکھا اور جو چیز اللہ کی حرام کی ہوئی تھی اُس سے افطار کیا ایک انمیں
سے دُوسری کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں نے لوگوں کی غیبت شروع کی کہ یہ گوشت پیالہ میں
وہی ہے جو اُن دونوں نے لوگوں کا کھایا تھا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ۔
سوم بُری باتوں کے سُننے سے کانوں کو باز رکھنا خواہ وُہ بُری باتیں الفاظ ہوں۔ جیسے
جھوٹ اور غیبت اور بہتان اور نمیمہ خواہ وُہ اصوات ہوں جیسے دف اور نے اور بربط اور
چنگ اور باجا اور نود اور ستار کی آواز سُننی۔ اس لئے کہ جن امور کا کہنا حرام ہے اُن کا
سُننا بھی حرام ہے۔ اسی جہت سے خدا تعالیٰ نے جھوٹ اور غیبت اور حرام آواز سُننے والونکو
اور حرامخوروں کو قرآن شریف میں بُرا ذکر کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ
اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ پس غیبت سُن کر خاموش رہنا بھی حرام ہے۔ کما ورد اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ
اور اسی نظیر سے آنحضرتؐ نے اَلْمُغْتَابُ وَالْمُسْتَمِعُ شَرِيْكَانِ فِى الْاِثْمِ فرمایا چہارم
ہاتھ پاؤں اور دُوسرے اعضاء کو بُری باتوں سے روکنا۔ اور افطار کے وقت شکم کو شبہات
سے باز رکھنا روزہ دار کو ضروریات میں سے ہے۔ کیونکہ اگر حلال سے دن بھر بند رہے اور حرام
پر افطار کرے تو اُس کا روزہ کچھ بھی نہ ہُوا ایسے روزہ دار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص محل

بناوے اور ایک شہر کو منہدم کرے۔ اس لئے کہ حلال کھانیکی کثرت مضرّ ہوتی ہے۔ اور روزہ اُسکی کمی کے لئے ہوتا ہے اور جو شخص کہ بہت سی دوا کھانیکے ضرر سے ڈر کر زہر کھانا اختیار کرے وہ بیوقوف ہے اور حرام کھانا ایک زہر ہے جو دین کو ہلاک کرتا ہے اور حلال ایک دوا ہے کہ اُسکا کمتر کھانا مفید اور زیادہ کھانا مضرّ ہے اور روزہ رکھنے کی غرض حلال کی کمی ہے اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مِّنْ صَآئِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صَوْمِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ اس حدیث میں بعض نے یہ کہا ہے کہ مُراد اُس شخص سے ہے کہ جو حرام پر افطار کرے۔ اور بعضوں کا قول ہے وہ شخص مراد ہے جو طعام حلال سے رُکا رہے اور اپنے روزے کو لوگوں کے گوشت یعنی غیبت سے جو حرام ہے افطار کرے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شخص مقصود ہے جو اپنے اعضاء کو گناہوں سے نہ بچاوے اور دہان کو کھانے پینے سے بند کرے۔ پنجم یہ کہ افطار کے وقت حلال غذا کھانے سے زیادتی نہ کرے اسواسطے کہ اصلی مطلب روزے سے یہ ہے کہ نفس کو قلّت غذا کی تکلیف دیکر اُس کو مناہی سے روکا جاوے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کھانے کی کثرت افطار کیوقت اصلی مطلب کو فوت کردیتی ہے + ششم یہ کہ افطار کے بعد دخول اور رجا سے وابستہ اور متردّد رہنا چاہئے کیونکہ معلوم نہیں کہ اُس کا روزہ مقبول ہوکر مقرّبین کے زُمرہ میں اُسکا شمار ہوا یا روزہ نامنظور ہوا اور خفگی کے مستحقوں میں متصوّر ہوا اور ہر عبادت کے فارغ ہونے پر اسی طرح کا حال ہونا چاہئے +

چنانچہ حضرت حسن بصری رح سے مروی ہے کہ عید کے روز ان کا گذر کسی قوم پر ہوا جو ہنس رہی تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو اپنی مخلوقات کے لئے دوڑ کا میدان مقرر فرمایا ہے کہ سب آدمی اُس کی اطاعت کے لئے اُس کے اندر دوڑیں تو کچھ لوگ تو آگے بڑھکر اپنے مطلب کو پہونچے اور کچھ پیچھے رہ کر نا امید ہوئے۔ پس جس روز میں کہ جلدی کرنیوالے اپنے مطلوب کو پہونچے اور باطل والے محروم رہے اس روز میں ہنسی اور کھیل کرنیوالے سے بڑا تعجب ہے بخدا اگر حقیقت حال واضح کردیجائے تو مقبول آدمی کو اتنا سرور ہو کہ اُسکو کھیل سے باز رکھے اور نامنظور کو اتنا غم ہو کہ اُس کو ہنسی سے روک دے فَالْعَجَبُ وَكُلُّ الْعَجَبِ الضَّاحِكُ اللَّاعِبُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي فَازَ فِيْهِ الْمُسْرِعُوْنَ وَخَابَ فِيْهِ الْمُبْطِلُوْنَ + اے میرے بھائیو! ہمارے دلوں کے آئینہ پر غفلت کا زنگار پڑا ہوا ہے اگر یہ پردہ ہمارے کام کے چہرہ سے اُٹھ جائے تو ہم ایکدوسرے کیساتھ اسقدر ہمدردی

اور احسان کرنے میں مشغول اور مصروف ہوویں کہ ہم کو اس فانی جہان کا سرور بالکلیہ بھول جائے اور بیدردمرد درد اور داغ میں ایسے مبتلا ہو جائیں کہ ان کو اس دنیا میں ہنسنا اور خوشی بھول جائے ؎

برخاست شغل شادی عیش از دل کسے	کو را درون سینہ غم نیکوان نشست

مؤلف اے درویش عوام کا روزہ جو مفطرات سے امساک ہے کچھ دن گذرنے کے بعد منسوخ ہو جاتا ہے اور حضرات خواص کا روزہ جو فواحش اور منہیات سے امساک ہو کبھی اُس پر فسخ طاری نہیں ہوتا ہے اور عارفوں کا قول ہے کہ جو شخص عوام کے طور پر روزہ افطار کرے اور اپنے جوارح اور اعضاء کو منہیات سے نہ بچائے اُس کی مثال اُس شخص کی ہے جو حضرت آدم سے لیکر جملہ پیغمبروں کے شرائع کا اقتدا کرے اور شریعت محمدی سے جو قیامت تک قائم رہیگی اور کبھی نسخ پذیر نہیں ہوگی اعراض کرے بلکہ عالم آخرت میں شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ احکام منسوخ ہو جائیں گے۔ مگر خاصوں کا روزہ خصوصاً آخرت میں نیز منسوخ نہیں ہوگا۔ پس ہر ایک آدمی مومن کو لازم ہے کہ ایام صیام میں اپنے جوارح ظاہری اور باطنی کو روزہ کی حالت میں منہیات اور ہزلیات سے روکا کریں تاکہ روزہ من کل الوجوہ کامل ہو کر بارگاہ ایزدی میں تمہاری نجات کا تدارک کرے اور تم کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے مغفرت کا خلعت عطا ہووے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب فرشتہ بندے کے روزہ کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے حق جل وعلا روزہ کو خطاب کرتا ہے کہ اے میرے بندے کے روزے میرے بندہ نے تیری حقوق کی رعایت کر کے تیری کچھ تعظیم اور تکریم کی ہے یا نہیں روزہ عرض کریگا۔ ہاں یا اللہ تیرے بندے نے بڑی تعظیم سے میرا استقبال کر کے مجکو اپنے بدن کے اشرف مکانوں میں اُتارا اور صلوات کے مائدہ اور تراویح کے خوان پر بٹھایا اور ذکر کی شراب اور تسبیح کے جام سے مجکو سیراب کیا اور میری خدمت میں کماینبغی مصروف رہا اور جفا اور عصیان کا دروازہ میرے مُنہ پر باندھ دیا اور اپنی آنکھ کان کو حرام اور بیہودہ فعلوں سے بچا کر میری تعظیم اور توقیر میں کسی قسم کی تقصیر نہیں کی میں سب طرح سے اس تیرے بندے پر راضی اور خوش ہوں۔ حضرت خداوند سبحانہ و تعالیٰ اُس کے جواب میں فرماتا ہے کہ اے میرے بندہ کے روزے میں بھی اپنے صائم بندہ

کی خدمت کو نگاہ رکھا اُس کو بحکم فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ اپنے اشرف مکانوں میں اُتارتا ہوں اور جہنم کے دروازے بند کر کے اُس کے لئے خُلد کے مانند آراستہ کرتا ہوں اور انکو بحکم وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا اپنا شرابا طہورا پلاتا ہوں ۔

روایت ہے کہ سقا ایسا ہوگا کہ ایک پیالہ نور کا شرابا طہورا سے بھرا ہُوا بغیر کسی ذریعہ اور واسطہ کے ایک مرغ کیطرح غیب سے اُڑتا ہُوا بندے صائم کے ہاتھ پر آبیٹھیگا اور اُس جام پر کستوری کی مہر سے سر بمہر ہوگا اور اُس مہر پر هٰذَا شَرَابٌ طَهُوْرٌ مِّنْ رَّبٍّ غَفُوْرٍ ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ۔

حدیث ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال عند اللہ سات منوال پر ہیں از انجملہ دو عمل موجب ۔ اور دو عمل صواب سے برابر ۔ اور ایک عمل کا ثواب دس سے برابر ۔ اور ایک عمل کا ثواب سات سَو تک پہنچتا ہے ۔ اور ایک ایسا عمل ہے کہ اسکا عمل سوائے حق سُبحانہ وتعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ دو عمل کہ موجب ہیں شرک اور توحید ہے جو شخص کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ کی ملاقات کو پہونچے اور اُس کے اعتقاد میں کسیطرح کے شرک جلی اور خفی کی بُو نہ پائی جائے اُس مُوحد کے لئے بہشت واجب ہے اور مشرک کے لئے دوزخ واجب ہو وہ دو عمل جنکا ثواب اُن کے مطابق ہے ۔ مثلاً بدی ہے کہ اُسکی جزا بحکم جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اُسکی مثل یعنے ایک کے بدلے ایک اور دُوسرا اِن دونوں کا نیکی کی نیت ہے اگرچہ نیت کی تحصیل ظہور میں نہ آوے اُس کے عوض میں ایک نیکی لکھتے ہیں ۔ اور وہ عمل جو ایک سے دس کا مستحق ہوتا ہے وہ حسنہ ہے جو بندہ سے وجود میں آتا ہے اُسکے عوض میں دس گنا ثواب دیا جاتا ہے اور وہ عمل جو ایک سے سات سو درجہ کا ثواب پاتا ہے وہ نفقہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کیا جاوے مثلاً ایک درم کے بدلے سات سَو درم کا ثواب پاتا ہے اور وہ عمل جس کے ثواب کی حد اور نہایت نہیں وہ روزہ ہے کما ورد اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ ایسا ہی زہرۃ الریاض میں وارد ہے ۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک روز حضرت رسالت علیہ السلام کے جمال باکمال کا مشتاق اور اُن کے جمال کے اشتیاق میں منازل اور مراحل طے کرتا ہوا جہاں میرا گمان غالب ہوتا تھا چلا جاتا تھا

یہانتک کہ مسجد نبوی میں آکر دیکھا وہاں بھی بظاہر دیدار سے مشرف نہوا جب میں نے محراب کیطرف دیکھا تو وہ آفتاب رسالت محراب میں جلوس فرماتھے اور آپ کی چارونطرف نور محیط تھا میں آگے بڑھکر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے نزدیک ہوگیا۔ اچانک میں نے ایک اواز سُنی کہ کوئی شخص آنحضرت ؐ کیساتھ باتیں کرتا ہے اور اسکی آواز ایسی مرغوب تھی کہ میں نے اپنی عمر میں اس سے کوئی نغمہ خوشتر نہیں دیکھا اسی اثناء میں مینے سُنا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طُوبےٰ لَہٗ اُس کے قرین ہی مَیں نے یہ آواز سُنی طُوبےٰ لکَ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ولمن صام رمضان جب ایک ساعت گذری تو آنحضرت ؐ نے التفات کر کے یہ ارشاد فرمایا یَا عَلِیُّ مَنْ مَّعَکَ اے علی تیرے پاس کون ہے حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا آگے بڑھو ہم حضرت ؐ کی خدمت میں قریب جا بیٹھے اور جب ہماری نظر آنحضرت کی نورانی پیشانی پر پڑی ایسا معلوم ہوا کہ چودھویں رات کا چاند مسجد کے محراب میں چمک رہا ہے۔ یا نور خدا مجسم ہو کر اپنا دیدار دکھا رہا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے کہا کہ میں نے گُستاخی کر کے آنحضرت ؐ سے استفسار کیا کہ یارسول اللہ وُہ پاکیزہ نغمہ جو میں نے اپنے کانوں سے سُنا وُہ کس کا تھا فرمایا تلکَ نغمۃ جبرائیل علیہ السلام کا تھا جو میرے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کی حکائت بیان کر رہا تھا کہ یارسول اللہ مَیں آپ کی مُلاقات کے لئے آیا تھا۔ بعض جزیروں میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور مَیں اُن کے پاس کھڑا ہو کر آپ کی بابت بات چیت کر رہا تھا۔ اچانک مَیں نے ایک فرشتہ دیکھا اُس نے ایک ہودج اپنی پیٹھ پر رکھا ہُوا اور ایک بندہ اُس ہودج میں بیٹھ کر حق سُبحانہ وتعالیٰ کی یاد میں مشغول تھا میں نے فرشتہ مذکور سے بندہ مسطور کا حال دریافت کیا اُس فرشتہ نے کہا کہ یہ ایک بندہ ہے جس نے دو ہزار سال اپنے خدائے ذوالجلال کی عبادت جنگلوں میں کی ہے زاں بعد بارگاہ ایزدی میں درخواست کی کہ الٰہی میں یہ آرزو رکھتا ہوں کہ کچھ مُدّت تیرے سمندروں کے درمیان رہکر تیری عبادت کے لُطف اُٹھاؤں اس بندہ کی درخواست بارگاہ ایزدی میں منظور ہوئی حق تعؔ کے حکم محکم نے میرے نام صدور فرمایا اس بندے کو میں نے ہودج پر بٹھایا۔ اور تمام سمندروں کا سیر کرایا۔ دو ہزار سال سے اس دریا بیکنار میں اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف ہے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسی تقریر کی تو میں نے کہا کہ طُوبےٰ لَہٗ یعنے وُہ بندہ بہت خوشحال ہے جو اس دولت سے متمتع

ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا طوبیٰ لک ولامتک تجکو اور تیری امت کو خوشحالی نصیب ہو یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے کہا اے جبرائیل میری اُمت میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہو گا کہ اس قسم کی عبادت کا صدور اُس سے ہو سکے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے کوہ قاف کے پیچھے ایک جوہر سے ایک عظیم الشان شہر پیدا کیا ہوا ہے اور اس کا طول اور عرض سوائے خالق حقیقی کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اسمیں بہت سے ملائک رہتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ایک سفید عَلَم ہے جبپر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اُن فرشتوں کا کام عبادت اور تیری اُمت کے لئے دُعائے مغفرت کی بارگاہ الہٰی سے چاہتی ہے یارسُول اللہ جب ماہ رمضان آتا ہے اور تیری اُمت کے لوگ روزے رکھنے کی تیاری کرتے ہیں اوس شہر کے رہنے والے ملائک کو حکم ہوتا ہے کہ بجملگی عرش مجید پر چلے جاویں اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو کر آپ کی اُمت کے لئے استغفار کریں اور ان کو جو یہ دولت حاصل ہوئی محض آپ کی خدمت کی برکت اور اُمت جرم کی مغفرت کے چاہنے سے میسّر ہوئی اور یہ سب ملائکہ عرش معلّے کے اِرد گرد میں معتکف ہو جاتے ہیں۔ اور ایک جماعت فرشتوں کی عالم بالاسے اُس شہر میں بھیجی جاتی ہے وُہ بھی آپ کی خدمت اور آپ کی امت کی مغفرت کی دعا میں مشغول ہوتے ہیں جب پھر رمضان کا مہینہ آتا ہے وے نیز عرش معلّے کے سطاف کے لئے عالم بالا میں چلے جاتے ہیں۔ اور دُوسری جماعت اُنکے قائم مقامی عالم بالا سے آجاتے ہیں۔ یارسول اللہ روز قیامت تک یہی سلسلہ جاری رہیگا

نقل ہے پہلے وُہ شخص جسنے روزہ رکھا تھا آدم صفی اللہ علیہ السلام تھا اگرچہ ہمنے ایجاب صوم کی تیسری وجہ میں بیان کر دیا ہے۔ مگر اس جگہ بھی اسکا مجملاً حال بطور تفصیل مبیّن ہوتا ہے۔ وھُو ھذا کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السّلام بہشت سے اس دارملام میں بھینکے گئے مارے غم اور اندوہ کے چالیس ونرات طعام نہ کھایا اور پانی نہ پیا اور گرسنگی نے غالب ہو نیسے اپنے مالک کے آگے شکائت کی حضرت جبرائیل بحکم رب الجلیل دو بیل سُرخ اور تین دانے گندم کے بہشت سے لے آیا اور بروائت صحیحہ ثابت ہے کہ ہر ایک دانہ کا وزن آٹھ سو درم تھا اے آدم منطوق لازم الوثوق فللذکر مثل حظ الانثیین دو دانہ تمہارا حصّہ اور ایکدانہ حوّا کا حصّہ ہے تم آپسمیں بانٹ لو آدم علیہ السّلام نے کہا اے جبرائیل کیا میں ان دانوں کو کھالوں۔ کہا نہیں رکھے رہو کہ تیری اور تیری اولاد کی بھوک

کا تدارک روز قیامت تک اسی سے ہوا کریگا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آہنگری کا سامان لاکر آدمؑ کو ہل چلانے کی ترکیب سکھائی لکھا ہے کہ روز آدم ہل چلا رہا تھا کہ اچانک ایک بیل کی ران پر ایک چوگان لگائی بیل نے کہا اے آدمؑ مجکو کیوں مارتا ہے کہا تو بیفرمانی کیوں کرتا ہے بیل نے کہا جو کوئی بے فرمانی کرتا ہے وُہی ڈانٹا جاتا ہے آدم علیہ السلام بیل کے اس کلام سے ایسا رویا کہ بیہوش ہوگیا۔ یہاں تک کہ اُسکا حال نزار دیکھکر بیل بھی زار زار رونے لگے اور اپنی راحتیں جو بہشت میں پاتے تھے یاد کر کے روتے تھے۔ چنانچہ اُن کے آنسوؤں کے قطرات کا درس اور ان کے بول کے قطرات سے نخود اور ان کے گوبر سے عدس پیدا ہو گئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُن دونوں دانوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ایسا ملا کہ وُہ ریزہ ریزہ ہو گئے پھر آدمؑ و حواؑ نے اُن دانوں کے ذرّوں کو زمین میں بویا۔ قدرت الٰہی سے آدمؑ کی بوئی ہوئی گندم اور حواؑ کی بوئی سے جو پیدا ہوئے۔ اس لئے کہ شیطان گندم تھا جو فرزند کی متابعت پہلے حوانے کی تھی اُسکی شامت سے یہ بات ظہور میں آئی۔ الحاصل جب کھیتی سبز ہوئی اور آدم علیہ السلام نے اشتہا کے غلبہ سے اُس کھیتی کے کھانیکا ارادہ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا۔ جب زراعت خوشہ لائی تو پھر حضرت آدم علیہ السلام دست درازی کرنی چاہی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ابھی تمہاری آرزو برلانیکا وقت نہیں آیا۔ جب زراعت پختہ ہوگئی جبرائیل علیہ السلام کی تعلیم سے اُس کو کاٹا اور کوٹا اور دانوں کو گھاس سے علیحدہ کیا اور پیسکر آٹا بنایا اور گوندھا اور خمیر کیا اور گڑھا کھودکر ایک تنور تیار کیا اور ہیزم سوختنی جنگل سے چُنکر اُس تنور میں رکھیں۔ حضرت جبرائیل سے کہا کہ قدرے مجکو آتش چاہئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جہنم کی آگ سے ایک ذرہ لاکر آدم علیہ السلام کو دیا۔ پھر اس شرارہ کو دریا میں سات سو بار دھویا۔ کما ورد قال النبی علیہ السلام اِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهٖ جُزْءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ بَعْدَ اَنْ غُسِلَتْ بِالْمَاءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ جب آگ سات سو دفعہ دھوئی گئی پھر آدم علیہ السلام کو دیگئی آگ نے آدم سے کہا کہ میں تیری اطاعت نہیں کرونگی بلکہ تیری اولاد کے گنہگاروں سے قیامت کے دن بدلہ لونگی حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ آگ تیری اطاعت نہیں کرتی ہے مگر میں اُس کو تیرے اور تیری اولاد کے فائدے کیواسطے سنگ و آہن کے جیلخانہ میں مقید کرتا ہوں اسکو تجھیں تو اور تیری اولاد اس سے نفع اُٹھا سکیگی۔ حضرت جبرائیلؑ نے فوراً اُسکو سنگ و آہن میں

محبوس کیا گیا اور قولہ تعالیٰ اَفَرَءَیۡتُمُ النَّارَ الَّتِیۡ تُوۡرُوۡنَ ءَاَنۡتُمۡ اَنۡشَاۡتُمۡ شَجَرَتَہَاۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡمُنۡشِـُٔوۡنَ نَحۡنُ جَعَلۡنٰہَا تَذۡکِرَۃً وَّ مَتَاعًا لِّلۡمُقۡوِیۡنَ القصہ جب آتش کو آدمؑ کے ہاتھ پر رکھا آدم علیہ السلام کا ہاتھ اُس آگ سے جل گیا۔ ہاتھ سے پھینک کر کہا اے جبرائیل یہ کیا حالت ہے کہ اس سے میرا ہاتھ جلتا ہے اور تیرے ہاتھ کو اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسواسطے کہ تو خدا تعالیٰ کا مجرم ہے اور میرے سے کبھی کسی قسم کا گناہ اور بیفرمانی نہیں ہوئی الحاصل آدم علیہ السلام نے تنور مذکور میں آگ جلائی جب لکڑیاں جل گئیں اور تنوّر آہن تاب ہو گیا اُس خمیر کی چند روٹیاں اُسمیں لگا کر تنوّر کے مُنہ کو بند کیا جب روٹیاں پک کر تیار ہو گئیں تو حضرت جبرائیلؑ سے ان کے کھانے کے لئے استجازہ کیا جبرائیلؑ نے کہا اے آدم صبر کر کہ روٹیاں سرد ہو جائیں۔ جب سرد ہو گئیں تو کہا اب اجازت ہے فرمایا کہ ایکساعت اور صبر کہ آفتاب غروب ہو جائے تا کہ تجکو روزہ داروں کا ثواب حاصل ہو جائے۔ آدمؑ نے کہا اے جبرائیلؑ وہ ثواب کیا چیز ہے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تیرے پر ایسا راضی ہوگا کہ اُسکی رضا کبھی غضب سے مبدّل نہیں ہوگی اب تیرے گناہ بخشے جائیں گے اور کبھی اُن کی باز پرس نہو گی اور تجکو بہشت میں داخل کریگا۔ پھر کبھی تو اس سے باہر نہ نکالا جائیگا۔ آدمؑ نے کہا یہ میرا ہی خاصہ ہے یا میری اولاد کے لئے بھی اُس سے کچھ حصّہ ہے۔ خطاب مستطاب رب الارباب کا صادر ہوا یَاۤ اٰدَمُ لَکَ خَاصَّۃً وَّلِاَوۡلَادِکَ الۡمُوَحِّدِیۡنَ عَامَّۃً یعنے اے آدمؑ تیرے لئے تو یہ ثواب خاص ہے مگر جو لوگ تیری اولاد میں سے روزہ رکھیں گے تو یہ تین دولتیں اُن کو بھی ملجائینگی ۔

نقل ہے حضرت شیخ علی موفق بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں ایسا واقعہ دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور بہشت کے دروازہ پر پہنچکر میں نے دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہے کسی کو بہشت میں داخل کرتا ہے اور کسی کو بہشت میں داخل ہونے سے منع کرتا ہے اور میں نے بہشت میں داخل ہو کر ایک شخص کو دیکھا کہ ملائکہ نے اُسکو مائدہ پر بٹھایا ہوا ہے۔ دو فرشتے ایک دائیں دوسرا بائیں طرف بیٹھ کر قسم قسم کے بہشتی کھانے کھلاتے اور لقمے بنا بنا کر اُس کے مُنہ میں ڈالتے تھے اور وہ بڑے ناز سے لیتا اور کھاتا تھا۔ اور ایک اور فرشتہ بہشتی شراب کا پیالہ سر بمُہر اُسکو دیتا ہے اور کہتا ہے اے دُنیا میں اپنے دوست کی رضامندی کیلئے اپنے پر بھوک اور پیاس کی تکلیف اُٹھانیوالے اور اپنے جگر اور جان کو اپنے محبوب کے لقاء کے لئے روزہ کی آگ سے جلانیوالے یہ خوشگوار جام بہشتی نوش جان فرمائیے اور جب میں خطیرۃ القدس

میں پہونچا تو میں نے ایک مرد خدا کو دیکھا کہ عرش کے سرادق میں کھڑا ہوا ہے اور اپنے پروردگار کے جمال میں ایسا مستغرق ہے کہ بہشت اور اُس کے اشجار اور اثمار کیطرف اصلاً نہیں دیکھتا ہے میں نے رضوان علیہ السّلام سے پُوچھا رضوان نے کہا اَے علی الموفق بغدادی جو شخص تمنے بہشت کے دروازے پر دیکھا ہے کہ آدمیوں کا حال دریافت کرکے کسی کو بہشت میں داخل کرتا ہے اور کسیکو خارج کرتا ہے وہ حضرت امام احمد حنبل مجتہد ہیں اور وہ شخص جو بہشتی مائدہ پر بیٹھا ہوا تم نے دیکھا ہے اور ملائکہ اُس کے مُنہ میں لقمہ رکھتے ہیں وُہ حضرت بشر حافی ہے کہ دار دُنیا سے بھُوکا پیاسا نکلکر ہمارے ابدی ملک میں آیا ہے اور فرشتہ اُس کے طعام اور شراب کے کھلانے پلانے پر موکل کیا گیا ہے پھر میں نے کہا کہ وہ کون شخص ہے جو ٹکٹکی باندھکر عرش معلّےٰ کیطرف دیکھ رہا ہے اور حور و قصور کیطرف متوجہ نہیں ہوتا۔ رضوان نے کہا وُہ حضرت معروف کرخی ہیں کہ دُنیا سے اپنے محبوب کے وصال کا مشتاق اور اپنے دوست کے جمال کا سرمست ہوکر نکلا ہے کہ سوائے شراب وصال کے اور انکشاف جمال کے اُسکا ہوش میں آنا بسا مشکل ہے لاجرم حق سُبحانہ وتعالیٰ نے نیز اُسکو مباح کردیا ہے اور اجازت عام دے رکھی ہے اسی لئے وہ ابدالآباد تک حق سُبحانہ وتعالیٰ کے جمال باکمال میں مشغول ہے

غزل

جامِ دیدارِ خدا کرد چنان مخمورم	کہ خمارش بہ نشیند بہ بہشت حُورم
مست اگر نعرہ زند نعرہ زمے دان نہ ازو	مست حقم نہ کم از مست مے انگورم
آہ سوزان ز دل آندم کہ فرستم بفلک	گر بسوزد پر و بال ملکے معذورم
سندِ سلطنتم بر سرِ افلاک زدند	تا کہ سُلطانِ ازل زد رقم منشُورم
موسےٰ دل کہ بطور بدنم گفت ارِنی	یعنے از جام بقا با دیدۂ مخمورم
جرعۂ داد ازان بادۂ وحدت کہ مرا	نہ کنون موسئ دل ماندہ بہ جائے حورم
منکہ در دیرِ فنا لاف انا الحق زدہ ام	عشق در دارِ بقا دادہ مے منصورم
من چو در آئینۂ دل نظرے افگندم	گشت معلوم کہ ہم ناظر و ہم منظورم

حدیث در فضیلتِ صوم۔ حضرت شاہِ مردان شہنشاہ مفرّدان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جلال احدیت سبحانہ وتعالیٰ نے معراج کی رات کو مجھ کو اور میری امت کو دس کرامتیں عطا فرمائیں ۔ **اول** ماہ رمضان بامغفرت و رضوان عطا فرمایا ۔ **دوم** ماہ شعبان بامشقت و

وکرامت فراوان سوم ماہ رجب عطا فرمایا کہ کئی طرح کے عجائب وغرائب اور باقیات صالحات اس ماہ مبارک میں میری امت پر وارد ہوتے ہیں چہارم شفقت اور مرحمت میری اور میری امت کی نسبت عطا فرمائی کہ جسطرح اور پیغمبر اپنی امتوں پر شفیق اور مہربان اور ان کے دین و دُنیا کی بہتری کے خواہاں تھے اُسیطرح مَیں اور میری اُمت اپنے ہمجنسوں کی محبّت میں اپنے جان و مال کو ایکدوسرے پر قربان کرتے ہیں۔ پنجم حوض کوثر اور شفاعت اور مقام محمود مجکو عطا فرمایا کہ میں روزِ قیامت کے مقام محمود میں پہنچ کر اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کرونگا۔ ششم۔ براق سریع السیر اور لوا الحمد مجکو عطا ہوا براق تو میرے ہی لئے خاص کیا گیا ہے اور لوائے حمد میری امت کے مومنوں کے واسطے عام ہے کہ روز قیامت کے میری سب امت میری جھنڈے کے سایہ میں آرام پذیر ہوگی۔ ہفتم بہشت میں کوئی شخص عام وخاص میں سے میرے سے پہلے داخل نہیں ہوگا۔ اور میری امت سب پیغمبروں کی اُمتوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوگی۔ ہشتم۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے جسمیں کسیطرح کی مخالفت ممکن نہیں کہ جو کوئی آخر وقت میں کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اُس کا بہشت میں داخل ہونا واجب ہے۔ نہم یہ ہے کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ رمضان شریف کی ہر ایک رات کو روزہ داروں کیطرف بنظر رحمت دیکھتا ہے اور ایک نظر سے پانچہزار گنہگاروں کو بخشدیتا ہے۔ دہم یہ ہے کہ قیامت کے دن اُنکا لینے روزہ داروں کا حساب نہایت آسانی سے کرکے انکو عنبر فشاں بہشت میں پہنچا کر حور قصور ولدان اور غلمان سے مشرف کردیتا ہے اور اپنے جمال کے مشاہدہ سے معزز کردیتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا!

باب ششم

تعجیل افطار کی فضیلت کے بیان میں

فتاوے مضمرات میں لکھاہے یستحب للصائم تعجیل الافطار وتاخیر السحور یعنے روزہ کے افطار میں تعجیل اور سحری کھانے میں تاخیر کرنی مستحب ہے۔ کما ورد فی الحدیث ثَلَاثٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ تَعْجِیْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاخِیْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ فِی الصَّلٰوۃِ تین چیزیں پیغمبروں کی سنت میں سے ہیں۔ افطار میں تعجیل اور سحور

ہیں تاخیر۔ اور نماز میں داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ❊
اشارت اہل اشارت نے اس سنت کی حکمت میں لطائف عجیبہ بیان کئے ہیں ازانجملہ یہ ہے کہ تعجیل افطار بندہ روزہ دار کے عجز پر دلالت قریبہ ہے اس لئے کہ ایجاب صوم نفس کے قہر اور عجز کے اظہار پر مبنی ہے اور اس بات کا ثمرہ افطار کی تعجیل اور سحری کی تاخیر میں ظاہر ہوتا ہے گویا کہ بندہ تعجیل افطار کے وقت کہتا ہے۔ اے میرے اللہ میرے اللہ میری طاقت بھوک اور پیاس کے صدمہ سے طاق ہو گئی اور میری جسمانی قوت سپری ہو گئی اور میں بالکل ضعیف اور عاجز ہو گیا اور میں اپنے عجز اور مسکنت کا اقراری ہوں۔ اب مجھ سے اس سے بڑھکر بھوک اور پیاس کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بھائیو اس قسم کی نیاز اور مسکنت بندہ کی حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کو نہائت ہی محبوب اور پیاری معلوم ہوتی ہے اور افطار کی تاخیر میں اگر بغور دیکھا جائے تو استغنا کا اظہار اور بلا کے بوجھ کا برداشت کرنا ہے اور یہ بات شکستگی اور دردمندی کے مناسب نہیں ❊
تمثیل تم نہیں دیکھتے کہ حضرت ایوب علیہ السلام جب تک اپنی مصیبت کے درد اور تکلیف اپنے اوپر سہتے رہے اور صبر کو اپنا شعار اور دثار بناتے رہے۔ تب تک کسی قسم کی فرحت اور خوشی ان کے شامل حال نہ ہوئی۔ جب بیماری کی اضطراری اور اضطراب اور بیقراری کمال کے درجہ کو پہونچی تو بدرگاہ باری عز اسمہ نہائت گریہ وزاری کرکے عرض کیا کہ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ یعنے اے میرے پروردگار اب مجھ کو ضرر پہنچ گیا ہے فوراً آپکی دعا باجابت مقرون ہوئی ❊

زجام دل بزدائے غبار زنگ صبوری	چو صبر ہست وصل ست بہتر آنکہ نیابی

اشارت دیگر حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے میرا مقصود اصلی یہ ہے کہ تیرا کام آسان اور تیری مشکل حل ہو جائے اگر افطار میں تاخیر اور سحور میں تعجیل کریگا۔ تو تیری مشقت بڑھ جائیگی اور جسقدر تیرے اوقات آرام اور چین سے گذرتے ہیں اُسی قدر مجکو محبوب اور پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ اے میرے بندے یہ بات سمجھ کہ مجکو دنیا کے جیلخانہ میں تیری تکلیف گوارا نہیں۔ کل یعنے قیامت کے بستان میں تمہارے پر دشواری کب پسند کرتا ہوں۔
مسئلہ رجعنا الی بیان مباحث الصوم حضرت رسالت منبع جلالت سرور صفدر عالم بہتر بہتر اولاد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لَوْ یَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِیْ رَمَضَانَ لَتَمَنَّتْ اُمَّتِیْ اَنْ تَکُوْنَ السَّنَۃُ کُلُّھَا رَمَضَانَ اگر خدا کے بندے جانتے

کہ رمضان شریف میں ہمارے واسطے کیا کیا عواطف اور لطائف اور عوائد اور فوائد ہونگے تو میری اُمت کے لوگ یہی چاہتے ۔ اور آرزو کرتے کہ تمام سال رمضان ہی ہو جاتا - جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی تو ایک آدمی نے بنی خزاعہ میں سے کہا یا رسول اللہ جو جو عواطف اور لطائف ماہ مبارک رمضان میں اُسکے روزہ داروں کے لئے مقرر ہیں انمیں سے ہم کو بھی مطلع فرمائیے - جناب مستطاب علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان کا روزہ رکھتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو ہر ایک روزہ کے عوض میں حورعین سے ایک زوجہ جو ایک مجوف موتی کے دانہ کے خیمہ میں بیٹھی ہوئی بحکم حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ عطا فرماتا ہے - اور ایک زوجہ کی ستر ستر پوشاکیں ایکدوسری سے رنگ ورخت میں بڑھتی عطا ہونگی - اور ہر ایک زوجہ کے لئے ستر ستر قسم کی خوشبوئیں - جو لطافت میں ایکدوسری سے مشابہ نہونگی دیجاوینگی اور ہر ایک حور کے لئے ستر ہزار تخت جو یاقوت حمراسے موشح اور در رغر سے مرصع ہونگے اور ہر ایک تخت پر لطائن اور استبرق کا فرش بچھا ہُوا ہوگا - اور ہر ایک فرش پر ستر ستر تکئے قرینہ سے رکھے ہوئے ہونگے - اور ہر ایک زوجہ کے لئے ستر ہزار خادمیں ہونگی اور ہر ایک کے ہاتھ میں طلائی طبق جس میں طرح طرح کے کھانے رکھے ہُوئے ہونگے - اور ہر ایک لقمہ کی لذت علیحدہ علیحدہ ہوگی - یہ ثواب روزہ دار کو محض روزہ ہی کے عوض میں ملیگا - اور دیگر اعمال کا اجر علیحدہ پائے گا ✣

نقل ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسےٰؑ علیہ السلام کو پیغام کیا کہ اے موسےٰؑ جب روز قیامت کا ہوگا اوّلین وآخرین خلقت کو جمع کرینگے اور بحکم وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ بہشتیوں کو دوزخیوں سے جُدا کرینگے - اور اہل بہشت کو عرش کی داہئیں طرف اور دوزخیوں کو بائیں طرف جگہ دیں گے زان بعد ہم روزہ داروں کو بلائیں گے چنانچہ اہل موقف اُن کے واسطے بہشت سے مائدہ لائیں گے اور روزہ داروں کے آگے رکھیں گے حق جل و علا فرمائیگا - کما ورد کُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِیۡٓـئًۢا بِمَاۤ اَسۡلَفۡتُمۡ فِی الۡاَیَّامِ الۡخَالِیَةِ جسقدر روزہ داروں نے دار دُنیا میں مجاعت اور پیاس کی ریاضت کی تکلیف اُٹھائی ہوگی اُسیقدر اُن بہشتی کھانوں اور شرابوں سے لذت پائیں گے - اے میرے بھائیو جو شخص روزے کی گرسنگی اور تشنگی زیادہ اُٹھائیگا - اُس روز طعام اور شراب زیادہ کھائے پئے گا اور لذت بھی زیادہ پائیگا ✣

روزہ کے اقسام - اہل معرفت کا قول ہے کہ روزہ پانچ قسم پر منقسم ہے - **اوّل** - روزہ

غیر حق سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے رکھنا یعنی سوائے ذکر الٰہی کے دوسرے ذکر سے زبان کو روک رکھنا جیسے حضرت مریم علیہا السلام کا روزہ کما ورد وَنَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا ۔

دوم معصیت اور خطا سے یعنی کبھی صغیرہ کبیرہ گناہ کو اپنے گرد نہ آنے دینا جیسے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جو کبھی ساری عمر میں اُن سے کسی طرح کے گناہ صادر نہیں ہوئے ۔ بلکہ اُنہوں نے کل تعلقات کو قطع کر کے دل وجان سے خداتعالیٰ کی یاد میں مشغولی کی ۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن جب خلقت عرصات میں جمع ہو گی ۔ منادی ندا کریگا کہ اس جماعت میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے ساری عمر گناہ نہ کیا ہو ۔ بلکہ اُس کے دل میں کبھی گناہ کا خیال بھی نہ گذرا ہو ۔ حضرت یحییٰ بن زکریاؑ معصوم کھڑے ہو کر کہیں گے کہ جس کو اس صفت سے موصوف کرتے ہو اور اس مجلس میں پکارتے ہو وہ شخص میں ہوں کہ میں نے اپنی مدۃ العمر میں کبھی گناہ نہیں کیا ہے بلکہ کسی گناہ کا خیال بھی میرے دل میں نہیں گذرا ہے ۔ حکم الٰہی صادر ہوگا اے یحییٰ تو نے گناہ نہیں کیا یا میں نے تجکو گناہ سے بچا رکھا یحییٰؑ عرض کریگا خداوندا تو نے ہی مجکو گناہوں سے بچایا ۔ اور یہ سب تیرا ہی احسان مجھ ناتوان پر ہے ۔ حکم الٰہی ہوگا ۔ اے یحییٰؑ تو اپنے اعمال صالح کو میرے پیش کر کہ تو نے دُنیا میں کیا کیا نیک کام کئے ہیں ۔ حضرت یحییٰؑ عرض کرینگے الٰہی میرے پاس کوئی نیک عمل نہیں جس کو میں پیش کروں جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تیرا احسان ہے ۔ اگر حکم ہو تو میں تیرے احسان اور تیرے کرم اور امتنان کو تیرے حضور میں حاضر کردوں ۔ حقتعالیٰ فرمائیگا ۔ اے یحییٰؑ تو نے بہت ہی اچھا کام اور پسندیدہ عذر پیش کیا ۔ آ اب میرے سے بنام رضوان کے نامہ لے جا حضرت یحییٰؑ برأت نامہ لیکر رضوان کو پہنچا دیگا ۔ اُس چٹھی کا مضمون یہ ہوگا ۔ کہ " اے رضوان یحییٰ معصوم کو بہشت میں داخل کردے ۔ رضوان کہیگا کہ یہ برأت درست اور واجب الاتباع ہے لیکن اے یحییٰؑ میں کیا کروں ۔ کہ ایک برأت اس تیری برأت سے پہلے مجھ بندے کے نام پہونچی ہوئی ہے کہ اے رضوان کسی نبی اور ولی کو میرے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بہشت میں داخل ہونیکا حکم نہیں کہ معراج کی رات میں نے اُس سے وعدہ کیا ہوا ہے

سوم دُنیا اور اُسکی شہوات سے دست بردار ہونیکو صوم کہتے ہیں جیسے حضرت عیسےٰؑ علیہ السلام کو اُنہوں نے باوجود بشریت کے دنیا اور اسکی شہوات سے روزہ رکھا ہوا تھا دُنیا کی چیزوں سے یہاں تک دست بردار تھے کہ اُنہوں نے اپنی آسائش کے لئے کوئی مسکن نہیں بنایا

تھا اور نہ کسیطرح کا ساز و سامان رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک روز کسی دوست نے کہا یا روح اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لئے ایک مکان تعمیر کرائیں کہ گرمیوں سردیوں میں آپکے کام آئے آپ نے اسبات کو قبول نہ فرمایا معتقدوں نے اس امر میں اصرار کیا فرمایا اگر تم نہیں رہ سکتے ہو اور تمہارا ارادہ دلی اسی بات کا متقاضی ہو تو میرے لئے دریا کی ٹھاٹھ پر ایک مکان تیار کرو لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ یہ بات غیر ممکن ہے یعنی دریا کی ٹھاٹھ پر کسیطرح پر مکان کا بننا ممکن نہیں فرمایا اے میرے بھائیو بحکم اِنَّمَا مَثَلُ حَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ دنیا پانی کی مثال ہے جیسے پانی کے مُنہ پر گھر کا بنانا ممکن نہیں اسیطرح عارف دنیا کی عمارات میں اپنے مال وجان کو صرف کرتا ہے۔ کما ورد اَلدُّنْیَا قَنْطَرَۃُ الْاٰخِرَۃِ فَاعْبُرُوْھَا وَلَا تُعَمِّرُوْھَا لوگوں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپکے نکاح کرنے کیواسطے کوئی عورت پارسا تلاش کریں جناب نے فرمایا کہ میں عورت کرنے سے کیا بناؤنگا لوگوں نے کہا آپکے ہاں اولاد لڑکے بالے پیدا ہوں گے۔ فرمایا مَا اَصْنَعُ بِالْاَوْلَادِ وَاِنْ عَاشُوْا اَفْتَنُوْنِیْ وَاِنْ مَاتُوْا اَحْزَنُوْنِیْ

روائت ہے۔ کہ ایکروز حضرت عیسےٰؑ علیہ السّلام ایک کوچہ میں ایک پتھر پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ابلیس اُن کے اِرد گرد پھرتا تھا۔ آپ نے فرمایا اے لعین تو کس اِرادہ پر میرے اِرد گرد میں پھر رہا ہے ابلیس پر تلبیس نے کہا اے عیسےٰؑ کیا تو نے دنیا سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے۔ فرمایا ہاں بیشک۔ کہا اے عیسےٰؑ کیا تو نے نہیں کہا کہ مجکو دُنیا کی چیزوں کیساتھ کچھ تعلق نہیں ہے فرمایا ہاں۔ کہا اس پتھر پر جو آپنے تکیہ لگایا ہے یہ بھی دُنیا کی چیزوں سے ہے اور اسکا تعلق میرے ساتھ ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اُس پتھر کو اپنے سے علیحدہ کیا اور خالی زمین پر بیٹھ گئے ابلیس نے کہا یہ زمین جسپر تو بیٹھا ہوا ہے یہ بھی دُنیا کی چیزوں میں سے ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام پاؤں کے بل کھڑے ہو گئے۔ مگر جناب کو اس ردّوکد سے بہت دل تنگی لاحق ہوئی۔ ابلیس نے کہا اے عیسےٰؑ بنظر غور دیکھ میں نے دُنیا کو تیرے پر کیسا تنگ کیا کہ تو اسوقت اپنے دل میں بہت لاچار ہے۔ فرمایا اے ملعون تو نے دُنیا کو میرے پر تنگ نہیں کیا لیکن میرا دوست مجکو ملعون دنیا کی راحت و آسائش کی نجاست سے ملوث اور آلودہ کرنا نہیں چاہتا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو یہ جواب دیا۔ تو خطاب مستطاب رب الارباب کا صادر ہوا اے عیسےٰؑ جب تو نے دنیا اور اُس کے تمتعات سے بتمامہ روزہ رکھا ہے اور مجاعت اور عدم استطاعت کیساتھ سدّ رمق اور ستر عورت پر قناعت

کی اور اس دنیا میں آرام اور آسائش کا طمع نہیں رکھا - اب تیرے روزے کے افطار کا وقت اور میرے دربار میں تیرے بار کا وقت آپہونچا ہے - اُٹھ تاکہ میں تجھ کو اس دار ناپائدار اور محن اور فتن کی جگہ سے باہر لے چلوں اور عالم ملکوت میں تجکو اپنے جوار قدس اور حرم میں اُتاروں تاکہ تو اہلبیس اور اہل تلبیس کی منت اور سماجتوں سے چھوٹ جائے - فوراً جبرائیل ؑ نزول فرماکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اپنے پروں پر بٹھاکر آسمان کے ملکوت میں لیگیا کما ورد قولہ تعالیٰ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ یعنے اللہ تعالیٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اُٹھا لیگیا - اس لئے کہ دلکی فراغت سے اپنے حضرت ذوالجلال کی خدمت میں اشتغال کرے اور عالم وصال کے میدان میں اقبال کے بازو کھولے ؎

من از اقلیم بالائم سر عالم نمیدارم	نہ از آبم نہ از خاکم سر آدم نمیدارم
مرا چون دایۂ لطفش بشیر شوق پروردہ	چو من مخمور آن شیرم سر زمزم نمیدارم
منم عیسےٰ خوش خندہ کہ عالم شد بمن زندہ	ولی نسبت زحق دارم من از مریم نمیدارم

چہارم - چوتھا روزہ یہ ہے کہ مناجات ولذّات وشہوات کو چھوڑ دینا جیسے کہ حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے تیس روز روزہ رکھا تھا اور ان تیس دنوں میں طعام اور شراب سے بالکلیہ اجتناب فرمایا تھا اور وعدہ الٰہی یہ تھا کہ اگر تو تیس روز رات دن روزے رکھے تو میں تمہاری مناجات منظور کرونگا جب تیس دن گذر چکے اور مناجات کا وقت قریب آپہونچا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واسطے دور کرنے بُوئے دہن کے جو روزہ داروں کے مُنہ میں بباعث ابخرات معدہ کے ہُوا کرتی ہے - مسواک کی فرمان الٰہی صادر ہُوا کہ اے مُوسٰی ؑ اگرچہ امر مباح جو تمہارے نزدیک ایک اصلاح تھی تمنے کیا لیکن اسمیں تو نے اپنے نفس کی زینت چاہی اس قصور کے عوض میں تمکو دس روز اَور روزہ رکھنا چاہئے - کما ورد وَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ ؕ

نقل ہے - جب حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے چالیس روز روزہ رکھا اور اپنے بدن کی شہرستان غذاؤں کے باغیوں کے مُنہ پر دروازہ باندھا خطاب حضرت رب الارباب کا صادر ہوا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تم کہدو کہ وحوش وطیور اور درندے طور کے میدان سے باہر چلے جائیں الحاصل کوہ طور سے چار فرسنگ کی مقدار سے وحوش وطیور باہر نکالے گئے اور حجاب درمیان سے اُٹھایا گیا مگر ایک حجاب باقی رکھا گیا - اور پردہ کے پیچھے سے باہم دوست دست کیسا تھ گفت وشنید کا دروازہ کھل گیا حضرت مُوسےٰ علیہ السلام کے وجود میں انبساط اور ذوق

نے اسقدر غلبہ کیا کہ بے اختیار ہو کر حلقہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کا کھڑکایا خطاب ہوا لَنْ تَرَانِیْ
اے موسٰےؑ تیرا کیا خیال ہے تجکو میری صنعت کے دیکھنے کی طاقت نہیں تو صانع دیکھنے کی تاب
کب لاسکیگا تیرا عصا ثعبان بنگیا اُس کے دیکھنے سے کسقدر اضطراب تمکو لاحق ہوا تھا جب تمکو
ثعبان کے دیکھنے کی طاقت نہیں تو سبحان کے دیدار کی کب تاب لاسکیگا اے موسٰےؑ تو اپنے
نصیبہ سے زیادہ کا خواہاں نہو تیرا نصیبہ میرے سوائے مکالمت کے اور کچھ نہیں اور خلت
حضرت خلیل کا نصیب اور روئت میرے حبیب محمدؐ رسول اللہؐ کا نصیب ہے جب تک ہمارا
حبیب ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہولیگا تب تک کوئی نبی انبیا میں سے ہمارا دیدار نہ دیکھیگا
اور جب تک میرے حبیب کی امت میرا دیدار نہ دیکھلیگی تب تک کوئی امت ہمارے دیدار کی دولت
کو نہ پائیگی۔ یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ
مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ۔ اور بعض روائتوں میں آیا ہے کہ جب حضرت موسٰے علیہ السلام نے دیدار کی درخواست
کی جبرائیل علیہ السلام نے اپنے مرصع اور ملمع قدوسی پروں کو موسٰے علیہ السلام کے سامنے کھولا
اور کہا کہ اے موسٰےؑ دیکھ میرے پروں پر کیا لکھا ہوا ہے۔ موسٰے علیہ السلام نے جبرائیلؑ کے
پروں کو بہ نظر غور دیکھا تو اُن پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا دیکھا۔ حضرت جبرائیل
نے کہا اے موسٰےؑ اب تیری تسلی ہوئی یا نہیں۔ اور تو نے اپنے سوال کا جواب معلوم کر لیا۔
موسٰےؑ نے کہا اے جبرائیل میں اپنے پروردگار کا دیدار چاہتا ہوں اور تو مجکو اپنے پروں کا
جلوہ دکھاتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے موسٰےؑ میں اس مبارک نام کی برکت
اور قوت سے ایک لمحہ میں سدرۃ المنتہٰے سے زمین پر آتا جاتا ہوں۔ اب تک اس مقبول بندے
نے اپنے پروردگار کا جمال نہیں دیکھا ہے۔ جب تک وہ اپنے پروردگار کا مشاہدہ نہ کرلیگا نہ
تجکو اور نہ تیرے کسی بھائی کو یہ دولت حاصل ہوگی۔ اے موسٰےؑ تجکو یاد ہوگا کہ تو نے
بنی اسرائیلیوں کی ضیافت کی تھی۔ ہارونؑ تیرا بھائی حاضر نہ تھا اُس کے لحاظ سے تو نے مہمانی
کو ملتوی رکھا۔ ہم بھی اس ضیافت میں ایک عزیز مکرم کا انتظار کرتے ہیں۔ ایک روز ایسا آئیگا
کہ دار الجلال کے مہمانخانہ کو آراستہ پیراستہ کریں گے اور اپنی بخشش اور کرم کے دروازے کھولدینگے
اور سب انبیاؤں اور اولیاؤں کو خوان محمدی علیہ السلام کے دستر خوان پر بٹھائیں گے اور کرم
اور احسان کے فرش بچھائیں گے اور اپنے جمال کے نعمت خواروں کو اکٹھا کریں گے پھر ہم اپنے
جمال بے مثال سے نقاب اُٹھالیں گے تاکہ ہمارے جمال کے مشتاق ہمارے حبیب کیساتھ بیٹھ کر

جان و دل کی آنکھوں سے ہمارے جمال کا مشاہدہ کریں - جیساکہ عارف رومی نے فرمایا ہے ؎

خنک آندم کہ نشینم در ایوانِ من و تو	بدو نقش و بدو صورت یکی جانِ من و تو
رنگِ بازدم مرغا بدہد آب حیات	آنکہ زمانیکہ در آئیم بہ بستان من و تو
اختران بفلک آیند بنظارۂ ما	ہنر خود بنمایم آشیان من و تو
طوطیان فلکی ہمہ جملہ شکر خوار شوند	در مقامیکہ بخندیم بدبستان من و تو
بیگے نقش بدین خلق بدان نقش دِگر	در بہشت ابدی شکرستان من و تو

پانچواں - روزہ ستری ہے - یعنی اپنے آپ کو غیر سے چھپا لینا جیسے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حال تھا - جیساکہ حقتعالیٰ نے قرآن شریف کے درمیان آپ کے ستری روزہ کی بابت خبر دی - قال اللہ تعالیٰ وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اے ما رجع منا الی غیرنا و ما تجاوز عنا الی ما سوانا لکھا گیا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جو کچھ غیب اور شہادت کے خزانہ میں تھا یعنے ظاہر و باطنی خزانے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس غرض سے پیش کیا کہ ہمارے حبیب کو یہ معلوم ہو جائے کہ دونوں جہان میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ ہم اُس سے دریغ کریں بلکہ ہم نے انکو اپنے غیبی خزانوں پر مختار کیا - ہمارے خواجہ علیہ السلام نے اُن خزانوں کیطرف اصلاً التفات نہ فرمائی اور بارگاہ ایزدی میں التماساً عرض کیا کہ الٰہی مجھ بندہ کو ان فانی چیزوں سے کچھ مطلب اور سروکار نہیں اور جو میرا اصلی مطلب اور مقصود ہے تیرے علم سے چھپا ہوا نہیں ؎

گر صد ہزار تحفہ رسد از تو ہر	مقصود ما توئی و طفیل است آن
دیدہ را دیدار و جان را داغ بس	ورنہ بے او دیدہ را مازاغ بس

نقل ہے کہ شیخ فخر الدین نوری رحہ نے خواب میں دیکھا کہ عرش کے ساق پہ بیٹھکر شراباً طہورا کا جام نوش جان کر رہا ہے علے الصباح شیخ سلیمان رحہ حدادی کی دعوت پر بلائے گئے شیخ حدادی نے روٹی اور مویز حاضر کیا شیخ فخر الدین رحہ نے اُس روٹی اور مویز کیطرف اصلاً التفات نہ فرمائی شیخ سلیمان رحؒ نے شیخ فخر الدین کے پاس جاکر کہا یا شیخ جو شخص عرش کے ساق میں جام شراباً طہورا کا پیئے - ہمارے نان و نمک کی طرف کب التفات کرتا ہے - اَے میرے بھائی جو حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب قاب قوسین کے خمخانہ سے ساقی باقی لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ کے ہاتھ تجلیات کا جام پیا تب سے دُنیائے فانی کی روٹی کے ٹکڑوں اور عقبیٰ کے مویزونکی طرف التفات نہ فرمائی کما ورد وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ❖

نقل ہے ۔ کہ ایک ماہ رخسار کبک رفتار دلربا عشوہ نما کسی راستہ میں چلا جاتا تھا ۔ اتفاقاً ایک درویش کی نظر اُس کے جمال پر پڑی نظر کے پیچھے اپنا دل ہاتھ سے دیا اور طاقت سے طاق ہو گیا اور اسکے صبر کا چاند محاق میں پڑ گیا ۔ اُس محبوب نے سمجھا کہ کوئی درویش دلریش میرے پیچھے آتا ہے کھڑا ہو کر استفسار کیا درویش نے سوائے راستی اور سچ بولنے کے کوئی تدبیر بہتر نہ دیکھی بے تحاشا راز سے پردہ اُٹھا کر کہا اے میری جان سلطان عشق نے میرے وجود پر ایسا تسلط بٹھا لیا ہی اور میرے صبر کا رخت اور میرے آرام کی متاع بجملگی لٹا دی اُس یار عیار نے بطور امتحان کے کہا کہ اے جوان میرا ایک خادم پیچھے آتا ہے کہ اُسکا حُسن وجمال میرے حُسن سے کئی درجہ بڑھکر ہے اگر تو حُسن کا طالب ہے تو اُس کی انتظاری کر اور جب آوے تو اُس کیساتھ عشق بازی کر اُس جوان خادم طبع نے اُس محبوب سے اعراض کر کے راستہ کی طرف ٹکٹکی باندھی اور کہا دیکھئے وُہ آنیوالا محبوب کس درجہ کا ہے اُس محبوب نے کہا اے جوان تو اپنا خیال پکڑ کہ تو ہمارے وصال کے خوان کی قابلیت اور ہماری بزم نوال کی محرمیت نہیں رکھتا ہے اگر تو ہمارا سچا عاشق ہوتا تو بغیر ہمارے اگرچہ جبریل ہوتا کبھی التفات نہ کرتا ✦

اے میرے بھائیو اسیطرح حضرت مُوسےٰ کلیم اللہ علیہ السّلام اپنے خدائی ذوالجلال کے جمال کا شیفتہ تھا ۔ اِنّیٓ اَنَا اللّٰہُ کا شراب وَکَلَّمَ اللّٰہُ کے جام کیساتھ نوش کر کے ارادہ کیا کہ مجلس باقی میں ساقی کا جمال مشاہدہ کرے اسی غرض سے باواز بلند پکارا رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ خطاب ہُوا وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ جب حضرت مُوسےٰ نے پہاڑ کیطرف نظر اُٹھا کر دیکھا ۔ تو بالتحقیق لَنْ تَرَانِیْ کے معنی مشاہدہ ہوئے ۔ یعنی اے مُوسےٰ اگر تو ہمارا سچا عاشق ہوتا تو کبھی ہمارے غیر کیطرف التفات نہ کرتا ۔ ہمارا سچا عاشق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہم نے مُلک و حکومت کے خزانے اور غیب و شہادت کے دفینے اُس کے سامنے پیش کئے اُس سچے عاشق نے بحکم مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اصلاً اُن کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا ✦

باب ہفتم

رمضان شریف کے فضائل اور تحقیقات و اشارات کے بیان میں

یا مالک ازمۃ الزمانی	یا فاتح جنت المعانی	لاھوتک موضع المصادر
ناسوتک سلم الامانی	یا قلب کفاک لاتطول	باللہ علیک باللسانی ۔

الحدیث الاول عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِلّٰهِ عُتَقَاءَ مِنَ النَّارِ كُلَّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ اَلْفَ اَلْفٍ فَاِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ اَعْتَقَ فِيْهِمَا مِثْلَ مَا اَعْتَقَ فِيْ اَوَّلِ الشَّهْرِ ثُمَّ كَذٰلِكَ فِيْ سَائِرِ الْجُمُعَاتِ فَاِذَا كَانَتْ اٰخِرُ لَيْلَةٍ اَعْتَقَ فِيْهِمَا مِثْلَ مَا اَعْتَقَ مِنْ اَوَّلِ الشَّهْرِ فَقِيْلَ لَهٗ هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْاَجِيْرَ يَسْتَوْجِبُ الْاَجْرَ عِنْدَ فَرَاغِهٖ عَنِ الْعَمَلِ **ترجمہ** حضرت انس رضؓ سے مروی ہے فرمایا کہ فرمایا رسول اکرم صلعم نے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے لئے عتقا یعنی دوزخ کی آگ سے آزاد کئے گئے کچھ لوگ ہیں کہ اُن کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا اور جب رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے اور اہل اسلام روزہ رکھنے کی نیت اور تیاری کرتے ہیں تو رمضان شریف کی ہر ہر رات کو ہزار ہزار گنہگار جو دوزخ کے لائق ہوتے ہیں پروردگار عالم رمضان شریف کی برکت سے اُن گنہگاروں کو بخشدیتا ہے۔ اور جب رمضان شریف کے جمعہ کی رات آتی ہے تو جسقدر گنہگار شروع مہینے سے بخشے جاتے ہیں اُتنے ہی جمعہ کی رات کو دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس تمام جمعات میں اسیطرح گنہگار لوگ رمضان شریف کی برکت سے عذاب دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ جب رمضان کی آخری شب ہوتی ہے تو اس رات میں اس مقدار گنہگار دوزخ کے عذاب سے بری کئے جاتے ہیں جو رمضان کے تمام جمعات میں آزاد کئے گئے تھے۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث رمضان کی فضیلت اور آخری شب کے ثواب کا ذکر فرمایا۔ تو صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ رمضان شریف کی آخری شب لیلۃ القدر ہے۔ جناب مستطاب نے ارشاد فرمایا نہیں لیکن جب بادشاہ کسی غلام کو کسی کام کے لئے ارشاد فرماتا ہے اور غلام اُس کام کو بخوبی انجام کر دیتا ہے تو وُہ غلام اپنے مالک سے مزدوری کامل معہ انعام کے پاتا ہے *

الحدیث الثانی۔ حضرت سلمان فارسی رضؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رجب کے مہینے کی فضیلت باقی کے مہینوں پر ایسی ہے جیسی کتب منزلہ آسمانی پر قرآن شریف کو فضیلت ہے اور شعبان کے مہینے کو باقی مہینوں پر ایسی فضیلت ہے۔ جیسی مجکو اپنی اُمت کے لوگوں پر فضیلت ہے۔ اور رمضان شریف کے مہینے کی فضیلت دیگر مہینوں پر ایسی ہے جیسی حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات مقدس کو تمام مخلوقات پر فضیلت ہے جو شخص اس مبارک ماہ میں اپنے خداوند کریم کی عبادت دل وجان سے کرتا ہے اور اُسکی

خدمت بجالاتا ہے اُسکی وہ عبادت دیگر مہینوں کی عبادت پر ایسی فضیلت اور درجہ رکھتی ہے۔ جیسے یہ مہینہ مبارک اَور مہینوں پر فضیلت اور درجہ رکھتا ہے اور روزہ دار عابد کا فضل تمام خلقت پر ایسا ہے جیسے حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ کا فضل اُس کے بندوں پر ہے جو شخص اس ماہ مبارک میں روزہ رکھتا ہے۔ ایک ایک ساعت کے بدلے سات سات ہزار جاریہ حق تعالیٰ اُسکو کرامت کرتا ہے۔ سلمان رضہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم سب لوگ رمضان شریف کی راتوں میں بستر استراحت پر سو رہتے ہیں۔ باوجود سو رہنے کے کسی ثواب کے مستحق ہوتے ہیں فرمایا یا عبداللہ حقتعالیٰ ایسا کرم فرماہے۔ کہ اپنے بندوں کو باوجودیکہ وہ خواب غفلت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس ماہ مبارک کی راتوں میں فرشتونکی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ سلمان رضہ نے کہا یارسول اللہ صلعم آپ نے ان غفلت میں سونیوالوں کا عمل ساتھ اعمال جمیع فرشتگان کے برابر کر دکھایا۔ بھلا آپ یہ فرمائیے کہ فرشتوں کے اعمال کا کیا مقدار اور کیا درجہ ہوا کرتا ہے۔ فرمایا اے سلمان رضہ فرشتوں کے اعمال بنی آدم عہ کے اعمال پر جو ابتدائے پیدائش سے انقراض عالم تک راجح ہیں ٭

الحدیث الثالث ۔ حضرت ابوسعید خدری رضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان کی پہلی رات کو آسمان کے دروازے کھلجاتے ہیں اور مہینے کے ختم ہونے تک بند نہیں کئے جاتے۔ جو شخص اس ماہ مبارک کے دن یا رات میں دوگانہ ادا کرے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کے ایک ایک سجدہ کے بدلے ایکہزار پانسو نیکیں اُسکے اعمالنامہ میں لکھدیتا ہے اور اُس کیواسطے بہشت میں ایک گھر جس کا ستر ہزار دروازہ یاقوت حمرا سے ہوگا بناتا ہے اور جب رمضان کے مہینے کی پہلی تاریخ ہوتی ہے اُسکی برکت سے بندگان گنہگار کے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ اور ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک اُن کے یعنی روزہ داروں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اور بدلے ہر ہر سجدہ کے حق سبحانہ وتعالیٰ اُن کی تفریح کے لئے بہشت میں ایک درخت پیدا کردیتا ہے اور اُس کے عوض وطول کی مقدار یہ ہے کہ ایک سوار مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکر ستر سال اُس کے نیچے چلتا رہے تو اتنی مدت میں ایک کنارہ سے دوسرے کنارے تک پہونچتا ہے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ اُس روزہ دار کی تسبیح اور تحمید اور تہلیل اور تکبیر کے صلہ میں ایک سال کی عبادت کا ثواب اُس کو عطا فرماتا ہے۔ اگر وہ روزہ دار نماز کے ادا کرنے یا کسی عمل خیر کے لئے قدم رنجہ کرتا ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کے ہر ایک بال کے شمار پر نیکیاں اُس کے

اعمالنامہ میں درج کر دیتا ہے +

الحدیث الرابع - حضرت کعب الاحبار سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کر کے فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسےٰؑ کی طرف پیغام کیا کہ اے موسےٰؑ میں نے اپنے خاص بندوں پر ماہ مبارک رمضان کے روزے فرض کئے ہیں جو شخص قیامت کے دن میرے پاس آوے اور اپنے ساتھ ماہ رمضان کے روزے لاوے وہ شخص میرے نزدیک جملہ محسنین میں سے ہوگا - اور جو شخص بیست ماہ رمضان کے روزے اپنے ساتھ لائیگا وہ میرے نزدیک جملہ ابرار میں سے شمار کیا جائیگا - اور جو شخص کہ تیس رمضان کے روزے لاوے - جو اس کے اعمالنامہ میں درج ہونگے - وہ شخص میرے نزدیک فاضلترین شہدا کے زمرہ میں بھرتی کیا جاویگا - اے موسےٰؑ عمران کے بیٹے جب ماہ رمضان مبارک آتا ہے تو میں حاملان عرش کو حکم دیتا ہوں کہ اے حاملان عرش تم اپنی عبادت کے مقررہ اوراد اور وظائف کو چھوڑ کر میرے روزہ داروں کی دعاؤں کے قبول ہونے کے لئے آمین کہنے میں مصروف ہو جاؤ اس لئے کہ میں نے اپنے کرم پر لازم کر لیا ہے کہ رمضان شریف کے روزہ داروں کی دعائیں کبھی رد نکرونگا اے موسےٰ عمران کے بیٹے جب رمضان شریف آتا ہے تو میں زمینوں اور آسمانوں اور پہاڑوں اور وحوش وطیور اور جو برؔ اور بحر کے رہنے والے ہیں ان سب کو الہام کر دیتا ہوں کہ تم سب لوگ رمضان مبارک کے روزہ داروں کے لئے میرے سے آمرزش چاہا کرو اے موسےٰ عمران کے بیٹے تو رمضان شریف کے روزہ میں سے تین آدمی تلاش کر کے ان کیساتھ مخالطت کر اور اگر ممکن ہو تو نماز اور نیاز میں انکا اقتدا کر اور اگر تم کو دستیاب ہو سکے تو ان کیساتھ مواکلت اور مشاربت کی دولت حاصل کر - اس لئے کہ میں نے اپنے کرم پر لازم کر رکھا ہے کہ جہاں رمضان شریف کے روزہ داروں میں سے تین آدمی موجود ہوں - وہاں عذاب اور نقمت ہرگز نہ بھیجو اے موسےٰؑ عمران کے بیٹے وہ لوگ نہائت خوشحال ہونگے جو رمضان کے مہینے میں اپنے جگر کو تشنہ اور اپنے شکم کو گرسنہ رکھتے ہیں اور ان کا بدلہ قیامت کے دن سوائے میرے دیدار کے دوسری چیز نہو سکے گی اے موسےٰؑ عمران کے بیٹے روزہ داروں کے منہ کی بو جو ابخرات معدے سے پیدا ہوتی ہے اگرچہ وہ آدمیوں کے نزدیک بری بدبو ہے مگر میرے نزدیک ایسی خوشتر ہے جیسے تمہارے نزدیک کستوری کی بو خوش ہے - اور تمکو اچھی اور پسند معلوم ہوتی ہے اے موسےٰؑ جو شخص روزہ رکھتا ہے وہ میری بارگاہ سے ایسی عطا پاتا ہے جو کبھی کسی

کی آنکھ نے نہیں دیکھی ہوگی اور نہ کسی کان نے سُنی ہوگی اُسکی صفت سوا میرے دوسرے کو معلوم نہیں جب حضرت موسےؑ نے ملک العلام کا یہ پیغام سُنا تو عرض کیا الٰہی تیری نہائت مرحمت میرے پر ہو اگر یہ مہینہ مبارک مجکو کرامت اور عطا فرمایا جاوے تو تیرا نہائت احسان ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا یَامُوسٰی ھٰذَا الْاُمَّۃُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ چار حدیثیں جو رمضان شریف کی فضیلت میں مذکور ہیں امام نجم الدین نسفی رحمہ اللہ کی یواقیت سے نقل کی گئیں جسکو اسمیں شک ہو وہ اصل کتاب کو دیکھ لے اگر وہ نہ مل سکے تو ملا معین کی اربعین جسکا نام روضۃ الواعظین ہے روزہ کے ساتویں باب میں دیکھ لے ۔

الحدیث الخامس شیخ ابوبکر محمد بن الفضل البخاری کی کفائت المجالس میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے ۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں یاروں کو جمع کرکے بطور نصیحت کے فرمایا اور اثنائے خطبہ میں کہا یا معشر المومنین ماہ مبارک رمضان نے اپنی برکت کا سایہ تمہارے سرونپر ڈالا ہے ۔ یعنی اے میرے پیارے دوستو حضرت رمضان تمہارے پاس تشریف لاتا ہے اور یہ ماہ مبارک صبر اور رحمت اور برکت اور توبہ کا مہینہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ اس ماہ مبارک میں اپنے بندوں کے رزق میں ترقی پیدا کردیتا ہے ۔ اور اُن کے گناہوں کو محو کردیتا ہے ۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ صیام اسمیں فرض اور قیام اسمیں سُنت ہے جو شخص اس ماہ مبارک میں بحالت ایمان روزہ رکھتا ہے اور ثواب کی امید رکھے حق سُبحانہ وتعالیٰ اُس کے ماتقدم وماتاخر یعنے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کردیتا ہے ۔ اور اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کا روزہ کھولاتا ہے ۔ تو وہ شخص روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب پاتا ہے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے سے کسی شخص کو اسقدر طاقت نہو کہ کسی روزہ دار کا روزہ کھولائے اور اس کو پیٹ بھر کر طعام کھلائے اگر وہ نادار پانی کا ایک گھونٹ یا ایک خرما بہم پہونچا کر کسی روزہ دار کا روزہ کھُلا دیوے آیا وہ بھی روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب پاتا ہے یا نہیں جناب نے فرمایا کہ بیشک وُہ بھی ویساہی ثواب پاتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر طعام کھلاتا ہے وُہ شخص ایسا ثواب پاتا ہے ۔ کہ گویا اُس نے کتنی ایک گردنیں حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد سے قید رقیت اور غلامی سے آزاد کرائیں اور جو کوئی اس ماہ مبارک میں اپنی حاجت دینی اور دنیوی کے لئے دُعا کرتا ہے ۔ تو اُس کی دُعا باجابت مقرون ہوجاتی ہے ۔ اور جو کوئی اپنے غلام مملوک کو اس ماہ مبارک میں آسانی سے رکھنا

ہے اور اُسکو سخت کام کی تکلیف نہیں دیتا۔ اور اُسپر رحم اور شفقت کی نظر کرتا ہے اُس شخص کو اسقدر ثواب ملتا ہے کہ گویا اُس نے ایک بردہ راہ مولےٰ میں آزاد کیا۔ اور جو شخص اس ماہِ مبارک میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اُسکی توبہ قبول کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور جو کوئی اس ماہ مبارک میں اپنے فرائض کو حضور دل سے ادا کرتا ہے اُس کو بہ نسبت دوسرے مہینوں کے فرائض کے دس گُنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اس ماہ مبارک میں کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر بہت کرے اور بعد ادائے نماز کے اپنی حاجتیں خدائے برحق سے مانگے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی سب حاجتیں۔ اور مرادیں دینی و دُنیاوی اس مہینے کی برکت سے برلاتا ہے اور حق سُبحانہ وتعالیٰ اس ماہ مبارک میں اپنے روزہ دار بندوں کیطرف ہر روز تین سو ساٹھ بار نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور ہر ایک نظر میں تین سو ساٹھ ہزار عاصی جانی جو آتش دوزخ کے لائق ہوتے ہیں اُنکو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔ اور جب جمعہ کا دن آتا ہے جو گنہگار چھ روزوں میں بخشے جاتے ہیں اور دوزخ کی آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں اس جمعہ کے دن سترّ ہزار گنا زیادہ آزاد کئے جاتے ہیں اور جب بندہ اپنے مالک کو بلاتا ہے تو اُسکا مالک بذات مقدس خود اُسکو لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ کہکر جواب دیتا ہے اور جب بندہ نہائت عجز اور انکساری سے بارگاہ الٰہی میں تضرّع کرتا ہے حق سُبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اے میرے آسمان کے رہنیوالے فرشتو تم اسبات پر گواہ رہیو کہ جو کچھ میرے بندے نے مجھ سے مانگا میں اُسکو دے چکا اور دوزخ کی آگ اُسپر حرام کردی۔ اور بہشت اُسکے واسطے واجب ہو چکا۔ اور میں نے اُسکو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کی شفاعت سے مشرف کردیا اگر عوض حاجات کے وقت کسی بندہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپک پڑیں۔ آسمانوں کے ملائک اُس کے حال زار کو دیکھکر زار زار روتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے ہیں کہ خداوندا تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا فلاں بندہ تیرے عذاب کے خوف اور تیری رحمت کی اُمید پر روتا ہے۔ تو اُس کے حال زار پر رحم فرما۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے یَا مَلٰئِکَتِیْ مَا عَلِمْتُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ خَرَجَتْ مِنْ عَیْنَیْہِ اے میرے ملائکو تمنے معلوم نہیں کیا کہ جب میرے بندہ کی آنکھ سے پہلا ہی قطرہ نکلا تھا۔ تو میں نے اُس کے سب گناہ بخشدیئے تھے۔ اور میں نے اپنی ذات مقدس پر واجب کر رکھا ہے کہ جو شخص میرے حبیب حضرت

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا بندہ میرے عذاب سے ڈرے اور میری بارگاہ میں عرض مناجات کرے میں اسکی دعا کو قبول کرتا ہوں - اور اُسکی محبّت اور مودّت کیطرف مسارعت کرتا ہوں اور اسکو اپنے رضوان اکبر کے شرف سے مشرف کرتا ہوں - اور قیامت کے دن اوسکے مدعیوں کو راضی کرکے اُس کو بہشت میں داخل کردونگا - اور اُس کو اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بٹھا دونگا - اگر کوئی بندہ اس ماہ مبارک میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور دولت انابت کو مشرف ہووے آسمان کے ساتوں طبقوں میں اُس کی توبہ کا نور پھیل جاتا ہے - یہانتک کہ آسمان کے ملائک متعجب ہو کر ایکدوسرے کو پوچھتے ہیں مَاھٰذَ النُّوْرُ السَّاطِعُ فِی السَّمٰوٰتِ ملائک مقربین اُنکو جواب دیتے ہیں کہ یہ نور امت محمدیہ ؐ کے ایک گنہگار بندہ کی توبہ کا نور ہے جو اُس نے اس ماہ مبارک رمضان میں اپنے گناہوں سے توبہ کی ہے اور اُسکی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی ہے - وُہ ملائک اس بات کو سُنکر اُس شخص کے لئے استغفار میں مشغول ہوتے ہیں اور اُسکی توبہ کی قبولیت کی شکر گذاری میں بارگاہ ایزدی جل وعلا میں سجدہ بجالاتے ہیں اور نہائت درجہ کی بشاشت اور خوشی تمام ظاہر کرتے ہیں + وباللہ التوفیق!

نقل ہے - جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا آوازہ ملک اور ملکوت کے اکناف اور اقطار میں ڈالا - ملائکہ نے جب یہ خطاب مستطاب سُنکر حکمت الٰہی دریافت کرنیکی وجہ سے یہ سوال پیش کرکے کہا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ کیا پیدا کرتا ہے تو زمین میں اُسے جو فساد کرے اور جس سے نافرمانی صادر ہووے زمین میں اور گرائے خون اپنی مثل کا ناحق - حقتعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ تحقیق میں جانتا ہوں اُس خلیفہ کی پیدائش میں وہ حکمتیں جو تم نہیں جانتے ہو بیشک فساد اور خون ناحق کریں گے لیکن اپنے دلی ارادہ سے نہیں فساد کریں گے - بلکہ شیطان لعین کے وساوس اور اغوا سے اس فعل شنیعہ کے مُرتکب ہو جائینگے - اسبات کے مصداق کے لئے جب رمضان کا مہینہ آتا ہے - حق تعالیٰ حضرت جبرائیل ؑ کو زمین پر بھیجکر شیطان اور اُس کے اعوان کو کسی غیر آباد جزیرے میں مقید کردیتا ہے - زاں بعد فرماتا ہے اے ملائکہ تم بغور دیکھو کہ جب سے میں نے شیطان اور اُس کے اعوان کو مقید کردیا ہے - میرے بندوں سے کسی قسم کا گناہ صغیرہ یا کبیرہ سرزد ہوتا ہے - بلکہ میرے بندے میری رضا کے لئے مباحات سے بھی اجتناب کرتے ہیں +

اشارت شیخ محمد بن الفضل رحؒ نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے دُنیا میں اُمت محمدیہ

کو رمضان کا مہینہ کرامت اور عطا فرمایا ہے اور اسمیں تین چیزیں ایسی ہیں۔ کہ وُہ ہر ایک ماہ رمضان کے نفس سے بہتر ہیں **اول** شب قدر کما ورد لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ **دوم** اجابت دعوت یعنی دعاؤں کا قبول ہونا کما ورد اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ✤ **سوم** روزہ دار کے مُنہ کی بو جو بظاہر ہر ایک آدمی کو بُری معلوم ہوتی ہے وُہ بو خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر اور مرتبہ رکھتی ہے۔ اور کستوری کی بُو سے کئی درجہ بڑھکر ہے کما ورد خُلُوۡفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطۡیَبُ عِنۡدَ اللّٰہِ مِنۡ رِیۡحِ الۡمِسۡکِ۔ اے میرے بھائیو! قیامت کے دن حق سُبحانہ وتعالیٰ شانہٗ روزہ داروں کو بہشت عطا فرمائیگا۔ اور بہشت میں تین چیزیں اُن کو ایسی عطا فرمائیگا کہ وُہ بہشت کے وجود سے کئی درجہ بہتر اور اولیٰ ہونگی۔ **اول** رضائے مولیٰ کما ورد رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ۔ کسی اہل فارس کا قول ہے۔ "رضائے مولےٰ ازہمہ اولےٰ ✤ **دوم** خلود بہشت میں بہشت کی ذات سے بہتر ہے۔ کما ورد یَا اَھۡلَ الۡجَنَّۃِ خُلُوۡدٌ لَا مَوۡتَ فِیۡھَا ✤ **سوم** حضرت خداوندی جل وعلا کا دیدار کما ورد لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَۃٌ ✤

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ بہشت عنبر سرشت چار گروہ کے دیدار کا مشتاق ہے **اول** روزہ دار جو ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ **دوم** قرآن شریف کی تلاوت کرنیوالے جو صبح کو اُٹھکر بعد ادائے نماز قرآن شریف کی تلاوت روزمرہ بلاناغہ کرتے ہیں۔ **سوم** وہ شخص جو اپنی زبان کو ہزلیات اور ہفوات اور لایعنی کلام سے روکتے ہیں **چہارم** بھوکوں کو روٹی کھلانیوالے اور حق سُبحانہ وتعالیٰ جو تقصیر اور گناہ اُس کے پاؤں اور اُس کے ہاتھ اور اسکی آنکھ اور اُس کے کانوں سے اور اُس کے دل کے خطرات جو جو اُس سے یعنی روزہ دار سے ماضیاً اور حالاً سرزد ہوتے ہوں۔ افطار کیوقت بخشدیتا ہے۔ اور اُسکو افطار کے وقت سب گناہوں سے پاک کردیتا ہے ✤

نقل ہے۔ کہ امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ جو علوم ظاہری اور باطنی کے پیشوا تھے۔ فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کے دنوں میں مینے ایکرات بہشت کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں نہر کے کنارے بیٹھا ہوا ہوں اُس نہر کے دونوں کناروں کی دیواریں دُر اور یاقوت سے بیشک بنی ہوئی ہیں۔ اور اُس نہر کے اردگرد حوریں آفتاب نورانی کی مانند پھر رہی ہیں۔ میں نے اُن کو دیکھکر اور نہایت حیرت زدہ ہوکر زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ پڑھا اُن حوروں نے بھی اس مبارک کلمہ کی میرے ساتھ موافقت کی اور ازاں بعد کہا نحن الممداحون

لامتہ الحامدین الصائمین الراکعین الساجدین فی شہر رمضان میں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کہ بہشت باوجود منازل و درجات ذاتیہ اپنے کے تمہارے دیدار سے منور ہو رہا ہے۔ اور تمہارے لمعات بارقہ سے اُسکی تمام سطح مجلّے ہو رہی ہے اُنہوں نے کہا خلقنا اللہ تعالیٰ من النور وجعل اجسادنا من العنبر والمسک والکافور وعجننا بماء الحیوان طوبیٰ لصائمی شہر رمضان یعنے ہمکو منعم حقیقی اور ناعم باقی نے اپنے نور سے پیدا کیا اور ہمارے اجسام کو کستوری اور عنبر اور کافور سے خمیر کر کے بنایا اور آبحیات کے پانی سے گوندھا ہے۔ خوشحال ہے ماہ رمضان کے روزہ داروں کا کہ اُن کا قرعہ ہمارے ناموں پر پڑ گیا۔ اور ہم سب اُنکی خادمیں ہونگی۔

مؤلف۔ اے میرے دینی بھائیو! اس ماہ مبارک یعنی رمضان شریف میں جہانتک تمہارا امکان ہے عبادات اور خیرات مبرات میں ازحد کوشش کیا کرو۔ اس لئے کہ جیسا روز بازار رمضان شریف میں طاعات کی متاع اور عبادات کے سرمایہ کو رواج ہے۔ پھر ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اور اعمال خیر کے ثواب اس ماہ سریع السیر میں بہ نسبت دیگر ماہوں کے ترقی پا گئے ہیں۔

حدیث میری اس تقریر کے مطابق سر دفتر اصحاب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ مومن کسی رات کو ماہ مبارک رمضان میں خواب سے جاگ پڑتا ہے۔ اور اپنے نرم بستر پر ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر کروٹ بدلتا ہے۔ اور اپنے خداوند حق سُبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وہ دو فرشتے کراماً کاتبین کہ اُس کے ساتھ واٹمارہتے ہیں کہتے ہیں قُمْ بَارَکَ اللّٰہُ اے بندے اُٹھ برکت اور رحمت خدا کی تیرے نصیب ہو۔ اس خطاب باصواب سے اُس شخص کے دل میں ایک قسم کا اضطراب اور قلق پیدا ہو جاتا ہے۔ جب وہ اپنے فرش سے علیحدہ ہوتا ہے تو فرش اُس کے حق میں دُعا کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِہِ الْفُرُشَ مَرْفُوْعَۃً۔ الٰہی وہ فرش مرفوع جسکا تو نے اپنی کلام مجید میں اپنے دوستوں کیلئے وعدہ فرمایا ہے اس بندہ کو بھی عطا فرما۔ جب وہ اپنے کپڑے پہنتا ہے تو وہ کپڑے اُس مرد کے واسطے دُعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس بندہ کو لباس بہشتی کرامت فرما اور جب پاپوش پہنتا ہے تو نعلین اُس کے لئے دُعا کرتی ہیں خداوندا اس شخص کے قدموں کو پلصراط پر قائم رکھیو۔ جب ہاتھ میں پانی کا لوٹا پکڑتا ہے۔ تو

وُہ پانی اُس کے لئے دُعا کرتا ہے کہ اے میرے خداوند تو اس شخص کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کردے اور جب وضو سے فارغ ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے وُہ مکان یا مسجد اُس کے واسطے دُعا کرتے ہیں کہ الٰہی اس شخص کی لحد اسپر کشادہ اور اسکی قبر کو منوّر اور مجلّی کردے۔ جب وُہ شخص نماز بانیاز میں مصروف ہوتا ہے تو رحمت الٰہی اُسکی طرف اقبال کرتی ہے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ اُس بندے کیطرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور فرماتا ہے۔ یَا عَبْدِیْ مِنْکَ الدُّعَاءُ وَمِنِّی الْاِجَابَۃُ وَمِنْکَ السُّوَالُ وَمِنِّی النَّوَالُ اور ملا اعلےٰ میں اُس بندے کا نام لیکر باواز بلند یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے آسمانوں کے رہنیوالے فرشتو تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ دیکھو میرے بندے اس اندھیری رات میں میرے خوف اور طمع مغفرت سے اپنے نرم گرم بستر سے اُٹھکر کسطرح میری عبادت میں مصروف ہیں ❖

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب ماہ مبارک رمضان کا آتا ہے حق سُبحانہ وتعالیٰ منادی کو حکم دیتا ہے کہ تم تمام آسمانوں میں مشہور کر دو کہ یَا مَلٰئِکَتِیْ لَا تَکْتُبُوْا عَلَے الصَّائِمِیْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَنْبًا فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ بِہٖ اے میرے ملائکو امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ داروں کے گناہوں کو مت لکھو اس لئے کہ میں بڑا بخشنے والا ہوں اس امت مرحومہ کے گنہگاروں کے سترّ ہزار گناہ وقت افطار کے بخشدیتا ہوں۔ مجکو اپنے جلال اور عزت کی قسم ہے کہ میری رحمت کی سبقت کا یہ مقتضا ہے کہ جو چیز اس امت کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہووے وُہ چیز میری بارگاہ میں کامل رواج رکھتی ہے۔ اور جو چیز اس امت کے فقیروں کی کدورت کا باعث ہووے وُہ میری جناب میں نہایت مبغوض ہے اور یہ امر محبت الٰہی کے جو وردمندان امت محمدیہ علیہ السلام کے ہیں بڑی دلیل ہے جیسا کہ تمام منازل اور بڑے بڑے مکانات اہل دول کے ہیں ان سب سے حق سبحانہ وتعالیٰ کو مساجد بہت عزیز ہیں۔ بلکہ مسجدوں کو اپنی طرف مضاف کر لیا ہے اور ان کا نام بیت اللہ مقرر کیا ہے۔ وُہ اسواسطے ہے کہ وہاں امتّ محمدیہ علیہ السلام کے لوگوں کی اجتماع کی جگہ ہے۔ اور مومنوں کی باہمی ملاقات اور آپس کا اتفاق اور ہمدردی کا ارتفاع ہے۔ الحاصل رمضان مبارک کو جو حق سُبحانہ وتعالیٰ نے سب مہینوں سے معزز شمار کیا ہے اسیواسطے ہے کہ اُس کے بندے اُسمیں روزہ رکھنے کے مامور ہیں جب وہ اس مہینے مبارک کے حقوق کو بخوبی ادا کرتے ہیں تو خداتعالیٰ

اپنے کرم وفضل سے اُنکو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھکر سب گناہوں سے پاک کردیتا ہے اور جب ماہ مبارک رمضان کا داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت کا دریا جوش مارتا ہے اس لئے کہ امت محمدیہ علیہ السلام کے گنہگاروں کی توبہ کا وقت آگیا ہے لوگ توبہ کریں گے اور میں اُن کے گناہونکو معاف کرونگا۔ اسپر راقم آثم کو ایک نقل یاد آتی ہے۔ حاضرین مجلس غور سے سُنیں:۔

نقل ہے۔ کہ ایک اعرابی نے حضرت رسالتؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہؐ میں ایک مکان پر اُترا تھا اور اپنے اُونٹ کو گھاس وغیرہ ڈالکر سو گیا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرا اُونٹ غائب تھا نہ معلوم وہ خود کہیں بھاگ گیا ہے۔ یا کسی طرار نے چھپالیا ہے۔ آپ مجھ غریب الوطن پر رحم فرمائیے اور میرے حق میں دعا کیجئے کہ میرا اونٹ مجکو ملجائے۔ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا اے اعرابی تو اُسی مقام میں جہاں اُترا ہے چلا جا اور سورۂ یٰسین پڑھ شاید حق سبحانہ وتعالیٰ تیرا اُونٹ آوارہ شدہ تمہارے پاس بھیجدے اُس اعرابی نے حضرتؐ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ لیکن اُس کے اُونٹ نے باگ نہ پھیری نہائت نومیدی سے لاچار ہوکر سو گیا جب جاگا تو دیکھا کہ اونٹ مع اسباب بار کے اُسکے سر کی طرف کھڑا ہے۔ وُہ اعرابی نہائت خوش ہوکر بڑی بشاشت کیساتھ حضرتؐ کی تعظیم بجالایا۔ اور کہا یارسول اللہ تیرا دین سچّا ہے۔ اسوقت مَیں اسقدر خوش ہوگیا ہوں گویا مجکو تخت سلیمان کا حاصل ہوگیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اَفْرَحُ بِدُخُوْلِ شَھْرِ رَمَضَانَ لِیَتُوْبُوْا لِیَغْفِرَ لَھُمْ مِنْ سُرُوْرِکَ بِرَاحِلَتِکَ اے اعرابی رحمت الٰہی رمضان کے مہینے کے داخل ہونیسے نہائت تر خوش ہوتی ہے کہ بندے گنہگار توبہ کرینگے اور میں اُن کے گناہونکو بخشدونگا۔ تیری اس خوشی سے جو تمکو اُونٹ کے ملنے سے حاصل ہوتی ہے*

مؤلف اے میرے بھائیو! حیف صد ہزار حیف کہ حضرت جلال احدیت باوجود کمال استغنا کے تمہارا ایسا خواہاں اور تم باوجود ہزارہا محتاجیوں کے ایسے گریزاں اور یہ اسواسطے ہے کہ تمنے اُس کے حسن وجمال کے آثاروں سے کچھ نہیں دیکھا ہے۔ اور اس کے لطائف عواطف اور فضل وکمال سے ایک نکتہ بھی تمہارے کانوں تک نہیں پہنچا۔ بھلا اسقدر تو تم جانتے ہو کہ ہماری ناقص عبادت اور ناکارہ اطاعت سے اُسکی ذات مقدس کو کسیطرح کا فائدہ نہیں۔ اگر ہم ساری مخلوقات شب وروز اُسکی عبادت میں مصروف رہیں تو اُس کے ذاتی کمال میں ایک خشخاش کے دانہ جتنی ترقی نہیں ہوتی۔ اگر ہم سارے اُسکی عبادت اور اطاعت کو چھوڑ دیویں تو اُس کے جلال سے کچھ بھی کم نہیں

ہوتا۔ یہ عبادت اور ریاضت جو ہمارے پر فرض ہوئی ہے۔ تو محض ہمارے ہی فائدہ کیلئے واجب ہوتی ہے اگر ہم اُس کے حکم کی اطاعت کرینگے تو اُسکا ثمرہ ہم کو ہی ملیگا۔ جیساکہ مولنا معنوی نے ایک حدیث کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ مثنوی

ہیچ قلبے پیش او مردود نیست	زانکہ قصدش از خریدن سُود نیست
گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است	قصد من از خلق احسان بودہ است
من نکردم امر تا سُودے کنم	بلکہ تا بر بندگان جُودے کنم
من نکردم پاک از تسبیح شان	پاک ہم ایشان شوند و دُرفشان۔
آفریدم تا زمن سُودے کنند	تا زشہدم دست آلودے کنند۔

اے میرے بھائیو! رمضان شریف معہ اپنے فضائل کے گذرتا جاتا ہے۔ تم ایسی کوشش کرو کہ اس بازار سے قبولیت کی متاع تمہارے ہاتھ آجائے۔ اور تم حرم سرائے وصول کے محرم ہو جاؤ

حدیث۔ جیساکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارے فائدہ کے لئے ایک کامل دلیل لاتے ہیں اور تمکو اس عمل یسیر کی تعمیل کے لئے جسکا ثواب کثیر ہے تاکید فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا مَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ عَشَرَ مَرَّاتٍ اَعْطَاہُ اللّٰہُ ثَوَابَ جِبْرَائِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَعَزْرَائِیْلَ وَحَمَلَۃِ الْعَرْشِ وَمُحِیَ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ۔ جو شخص ماہ مبارک رمضان میں دس بار اپنے پروردگار سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو جبرائیل اور میکائیل اور عزرائیل اور حاملان عرش مجید کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور اُس کے گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ وَمَنْ قَالَ عِنْدَ السَّحَرِ سَبْعَ مَرَّاتٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْقَیُّوْمُ الْقَآئِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ ونیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں سحری کے وقت سات دفعہ اس کلمہ بزرگوار کو پڑھے حق سبحانہ وتعالیٰ بشمار ستاروں کے جو آسمان پر ہیں ہزار ہزار حسنہ اُس بندے کے اعمالنامہ میں لکھتا ہے اور ہزار ہزار گناہ اُس کے اعمالنامہ سے مٹا دیتا ہے۔ اور ہزار طرح کے درجہ اُسکو عطا کئے جاتے ہیں اور اُس کے لئے ایک عمود نورانی جسپر ہزاروں غرفہ اور ہر ایک غرفہ میں ایک تخت مرصع اور ہر ایک تخت پر اُس بندہ کی زوجہ حور عین سے جلوہ فرما ہو کر اپنے شوہر کی انتظاری میں ہوگی۔ انتہیٰ ۱۲

حدیث۔ ابن عمرؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ جو شخص

ماہ رمضان کے جمعہ میں جاکر جمعہ کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو تین لاکھ نماز کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور ہر ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب جسمیں صیام نہار اور قیام لیل بھی شامل ہووے اُس بندے کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور اُس کے لئے دوزخ کی آگ سے برأت نامہ لکھا جاتا ہے اور جو کوئی ماہ رمضان میں صدقہ کرے حق سُبحانہ وتعا ہزار بلا سے محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص کسی مومن مفلس ننگے کو کپڑے پہناتا ہے حق تعالیٰ اُسکو قیامت کے دن سات لاکھ حُلّے دیبا اور حریر سے پہنائیگا۔ اور جو کوئی ماہ رمضان میں کسی بھوکے مومن کو طعام پیٹ بھر کر کھلاتا ہے۔ گویا اُس نے تمام رُوئے زمین کو صدقہ سے پُر کردیا۔ اور رمضان شریف کے فضائل میں یہی کافی ہے کہ حق تعالیٰ نے آسمانی کتابیں اسی ماہ مبارک میں اپنے رسُولوں علیہم السلام پر نازل فرمائیں۔ چنانچہ کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ صحف ابراہیم علیہ السلام پہلی رمضان کو نازل ہوئی۔ اور توریت حضرت موسےؑ کو چھٹی رمضان کو دیگئی۔ اور انجیل مقدس تیرھویں رمضان کو حضرت عیسےؑ کو بھیجی گئی۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور اٹھارھویں رمضان کو دیگئی۔ اور روائت صحیحہ سے ثابت ہے کہ قرآن شریف چوبیسویں رمضان شریف کی حضرت نبیّنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بحکم شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ نازل کیا گیا۔ توریت میں اس ماہ مبارک کا نام شہر الرضوان ہے۔ اور انجیل میں اسکا نام مبارک شہر الغفران ہے۔ اور زبور میں اس مہینے کا نام شہر الاحسان ہے۔ اور قرآن شریف میں اسکا نام شہر رمضان ہے ✤

خاتمۂ حصّۂ دوئم

جب یہ عاصی فضائل اور مناقب اس ماہ مبارک سے فراغت پاچکا اب اس رکن کو ایک عجیب حکائت پر ختم کرتا ہے اور سامعین سے دُعائے خیر طلب کرتا ہے:۔ اے میرے دینی بھائیو رمضان شریف کے فضائل بیشمار ہیں۔ اور اُس کے شمائل بہت ہیں۔ جو شخص رمضان شریف کی قدر جان کر اُس کے حقوق کی رعائت کرتا ہے۔ وُہ انشاء اللہ سعادت ابدی اور دولت سرمدی کو پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ حکایات میں آیا ہے کہ ایک مجوسی بخارا میں مسلمانوں کے بازار میں رمضان کے دنوں میں کچھ کھا رہا تھا۔ اس لئے کہ مجوسیوں کے دین میں رمضان کے روزے فرض نہیں ہیں۔ اُس شخص کے باپ نے جب یہ فعل اس سے مشاہدہ کیا ایک طپانچہ اُس کے مُنہ پر مار کر اس کام سے منع کیا بیٹے نے کہا اے باپ تو بھی روزوں کے دنوں میں ہر روز کھانا

کھاتا ہے اور اس ماہ مبارک کی کچھ حرمت بجا نہیں لاتا ہے۔ کہا بیشک میں طعام کھاتا ہوں لیکن خفیہ گھر میں بیٹھکر کھانا ایسا نہیں جیسا کہ مسلمانوں کے بازار میں برملا کھانا۔ اس ماہ مبارک کی حرمت کی ہتک ہے۔ اور من وجہ مسلمانوں کی بے حرمتی پائی جاتی ہے۔ جب اُس شخص نے وفات پائی بخارا کے بزرگوں نے اُس مجوسی کو خواب میں دیکھا کہ بہشت میں کئی طرح کی کرامات سے مخصوص ہو کر سیر کر رہا ہے۔ بخارا کے بزرگوں نے اُس سے سوال کیا۔ کہا اے میرے بھائیو! جب میری وفات کا وقت نزدیک ہؤا میں نے آسمان کیطرف سے ایک آواز سُنی کہ کہنے والا کہتا ہے یَا عَبْدِیْ قِفْ حَتّٰی یَتُوْبَ عَبْدِیْ وَیُؤْمِنَ فَاِنَّہٗ حَفِظَ حَقَّ الشَّھْرِ الصّٰٓئِمِیْنَ بِلُطْمَۃِ اِبْنِہٖ اے ملک الموت ایک ساعت توقف کر تاکہ میرا بندہ توبہ کرے اور ایمان لائے کہ اُس نے ماہ رمضان کی حُرمت اور روزہ داروں کی عزّت اپنے بیٹے کو طپانچہ مار کر قائم رکھی ہے اب میرے دلکو کئی طرح کی کرامتوں سے بھر دیا اور ایمان کی دولت اور عرفان کی سعادت سے مشرف کیا اے میرے بھائیو غور کرنے کی جگہ ہے۔ کافر مجوسی جسنے ساری عمر کفر اور طغیانمیں گذاری اپنے بیٹے کو طپانچہ مار کر اس ماہ مبارک کی حرمت اور روزہ داروں کی عزّت کو نگاہ رکھا اُسکے صلہ میں آخر دم میں ایمان اور عرفان اور جنان اور رضوان پاتا ہے۔ اگر کوئی بندہ مومن ساٹھ سال روزہ رکھتا ہے۔ اور اس ماہ مبارک کی حرمت اور عزت اور اس کے حقوق کو نگاہ رکھتا ہو اور ہر ساعت میں صد ہزار تیر اور تیغ گرسنگی اور تشنگی اور ریاضت و مجاعت اپنے نفس پر کھاتا رہے۔ اور نفس کو ھویات اور شہوات سے ہٹاتا رہے۔ اگر آخر دم میں زوال ایمان سے محفوظ رہے تو اسکے کرم سے کچھ بعید نہیں ؛

(الصائمین ۔ روزہ داران)

المناجات فی حضرت الالٰہیۃ وخاتمہ ہذہ المجلس الثالث وتاریخ اختتامہ ؏

اے ز وجود تو وجود ہمہ	جُود تو سرمایۂ جود ہمہ	مبدع نو و کہن ما توئی
ہست کن و نیست کن ما توئی	کار گرانند درین کارگاہ	ز آتش لا سوختہ در لا الٰہ
نیست ز لا مخلصی الا ترا	حکم تبارک و تعالےٰ ترا	فیضِ نوالت چو پیاپے رسد
کس بشناسائی آن کے رسد	در دل محرم ز جمالت چراغ	سینۂ محروم ز تو داغ داغ
طاعت تو نغز ترین پیشہ	فکرِ تو مغز ہر اندیشہ	نیست درین کارگہ گیر و دار
جز تو کسے کاند ز و ہیچ کار	رُوئے عبادت بتو داریم و بس	چشم عنایت ز تو داریم و بس

درکفِ ما مشعلِ توفیق نہ نیست زغیر تو نشان غیر نام تو ہمہ جا حاضر و من جا بجا	رو بہانخانۂ تحقیق نہ گرچہ نمانند بسے غیرِ تو میزنم اندر طلبت دست و پا	با تو خود آدم کہ دو عالم کدام نیست درین عرصہ کسے غیر تو چون فتم از پائے مرا دستگیر
	انت نصیری والیک المصیر	

وبالله التوفیق - نظر فیہ العبد جامع الکتاب بقدر الوسع والامکان رحمۃ الله علی من نظر فیہ واستغفر لمؤلفہ وکاتبہ ولجمیع المومنین والمومنات انه غفور رحیم؛

حصۂ سوم

رکن چہارم یعنی زکوٰۃ کے بیان میں وعظ

المجلس الرابع

فی بیان الزکوٰۃ وھی رکن الرابع من الارکان الاسلام

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ وَّلَا یُؤَدِّیْ مِنْھَا حَقَّھَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ صُفِّحَتْ لَہٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِیَ عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَیُکْوٰی بِھَا جَبِیْنُہٗ وَجَنْبُہٗ وَظَھْرُہٗ کُلَّمَا بَرَدَتْ اُعِیْدَتْ لَہٗ یَوْمًا فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَ الْعِبَادِ فَیَرٰی سَبِیْلَہٗ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ اِمَّا اِلَی النَّارِ (صدق رسول الله) اے میرے محبو! اس حدیث شریف کے مضمون کے بیان کرنے سے پہلے تیمناً و تبرّکاً اپنے رسول مقبول صلے الله علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں چند کلمات بیان کرتا ہوں ۔ میری تقریر کیطرف دل سے متوجہ ہو کر اپنے رسولؐ کی نعت سُنو:۔

سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب رسول اکرم صلے الله علیہ وسلم رسالت کا تاج پہنکر نبوّت کے تخت پر جلوس فرما ہوئے تو بڑے بڑے اصحاب مناقب اور ارباب مناصب جو اپنے تئیں فرعون وقت جانتے تھے ۔ آنحضرتؐ کی جلالت سُنکر اوج ترفع سے تواضع کے حضیض میں آپڑے ۔ اور آپ کی استمالت سے مغلوب ہو جاتے تھے ۔ اور جو سرکش آپ کیساتھ

مقابلہ کی نیّت سے چڑھائی کرتا تھا۔ آخر کو شرمندہ اور خجل زدہ ہو کر پسپا ہو جاتا تھا وہ ایسا سردار ہے جو شخص دلی ارادہ سے اُسکی متابعت کے راہ میں قدم رکھتا ہے۔ بحکم قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ۂ محبّتِ الٰہی کا تاج اُس کی ہمّت کے سر پر رکھتے ہیں۔ اور وُہ جناب ایسا سیّد ہے کہ جس نے از رُوئے یقین نہ از راہ ظن و تخمین اسکی رسالت کی شہادت ادا کی یعنے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ عالم غیب کے رہنیوالے محکمہ عالیہ بارگاہ الٰہیہ میں اسکی گواہی دیں گے اور کہیں گے وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ۔ا اس شخص نے بیشک محمد الرسول اللہ کی رسالت کا دلی تصدیق سے اقرار کیا تھا۔ **غزل نعتیہ**

اے کوس دولتِ تو ملک بر فلک زدہ
عشقت علم لبسینۂ ہر یک بیک زدہ

آئینہ وار طلعتِ تو بُردہ آفتاب
خرگاہ زرطناب ازان بر فلک زدہ

مہ لافِ حُسن زد بفلک لاجرم شگافت
از پنجۂ سیاستِ تو آن فلک زدہ

دیو یکہ کرد مدحتِ دولت سرائے تو
در اَوجِ کبریائی تو سر بر ملک زدہ

دانستہ نقد تعیش صاحب عیا چیست
صراف عقل نقد تو چون بر محک زدہ

در بزم خاص محرم الا اللہ آمدہ
چون تیغ لا تبارک بر ترمترک زدہ

در نعت خواجہ دوسرا روز و شب معین
کوس محبتش زسما تا سمک زدہ

نقل ہے۔ کہ قثم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاک میں دفن کرتے تھے۔ آخر وہ شخص جس نے حضرتؐ کا چہرہ مبارک دیکھا تھا وہ میں ہی تھا۔ جب میں نے غور سے آپ کے رُوئے مبارک کی طرف نظر کی تو آپ کے لب مبارک ہل رہے تھے۔ میں نے یہ عجائب دیکھکر اپنے کانوں کو آپ کے دہان مبارک کے قریب کیا۔ جناب مستطاب یہ کلمات یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ کہہ رہے تھے۔ اس سے بڑھ کر اور خوشتر امید دلانیوالی حدیث بیان کرتا ہوں۔ دِل کے کانوں سے سُنو۔

لکھا ہے جب روز قیامت کا ہوگا تشنہ لب گنہگار عرصات کے میدان میں قدم رکھینگے اور ان کے دل جلال احدیّت کی ہیبت سے کانپینگے۔ اور اُن کے جگر زلال وصال کی طلب میں تپیں گے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کا پٹکا اپنی کمر پر باندھکر دوڑے دوڑے حوض کوثر کے کنارے تشریف لیجا کر فرمائیں گے۔ اے حوض کوثر کے ساقیو! خبردار کوئی شخص میری امّت کا تشنہ لب نہ رہے۔ بلکہ تم حوض کوثر سے پیالہ پُر کر کے بطور استقبال کے

اُن کے پاس لیجاؤ۔ اور اُنکو سیراب کر کے حوض کوثر کی حد سے پار کردو۔ پھر وہاں سے میزان یعنے ترازو گاہ جہاں اعمال تُلتے ہونگے تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے اَے بندوں کے اعمال تولنے والو خبردار! میری اُمت کے اعمال تولنے میں تمکو بڑی احتیاط رکھنی چاہیئے ۔

روائت ہے کہ حضرت کی اُمت میں سے ایک شخص کے اعمال آنحضرت کے رُوبرو تولیں گے۔ اُسکی طاعت کا پلّہ سُبک ہوکر اُوپر ہو جائیگا۔ خواجہ علیہ السلام اپنا دست مبارک طاعت کے پلّہ میں رکھدینگے اور نیچے کو دبا دینگے۔ یہانتک کہ حسنات کا پلّہ سیأت کے پلّہ پر راجح ہو جائیگا۔ بعضے ملائک غیرت کھا کر آنحضرت کو منع کرنیکا ارادہ کریں گے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا خطاب پہنچیگا۔ "اے ملائکو تم سب درمیان سے ہٹ جاؤ۔ اور میرے حبیبؐ کے معاملہ میں دخل ندو۔ میرا حبیب آج جسطرح راضی ہو۔ اُسکی اُمت کا معاملہ اُسی پر چھوڑ دو"۔ ازاں بعد رسُول اکرم صلعم دوزخ کے کنارے پر تشریف لائیں گے اور فرمائیں گے اَے مالک! جو شخص میری امت کا تیرے پاس لاویں۔ تمکو اسکی بابت مجھے اطلاع دینی واجب ہے۔ اور ایسا دستور مقرر ہے کہ جو مومن بندہ قیامت کے دن حضرت کی ملاقات سے مشرف ہو جائے۔ کتنا ہی وُہ عاصی جانی ہو حضرت کی شفاعت اور دیدار کی برکت سے اُسکو دوزخ میں نہیں ڈالیں گے ۔

نقل ہے کہ شفاعت کی مہم اسدرجہ تک پہنچ جائیگی۔ کہ ایک شخص کو اُمت محمدیہ صلعم سے دوزخ میں لے جائیں گے۔ اور جناب رسالتمآب اس شخص کو دوزخ کی طرف لیجاتے ہُوئے دیکھ لینگے اسکا ہاتھ پکڑ کر جناب ایزدی میں عرض کریں گے۔ الٰہی اس بندہ کو میرے لئے بخشدے اگر یہ امر نامنظور ہے تو مجکو اجازت فرما کہ میں اس امتی کیساتھ دوزخ میں چلا جاؤں۔ جب تک اس کے عذاب کی مُدت ہے۔ میں بھی اس کیساتھ دوزخ ہی میں رہوں۔ خطاب مستطاب ربّ الارباب پہنچیگا کہ اے میرے حبیب ازل میں ہمارا حکم قطعی ہو چکا ہے کہ کسی اہل بہشت کو دوزخ میں مبتلا نہیں کریں گے۔ لیکن اہل عذاب شاید میرے حکم سے اہل نجات ہو جائیں۔ اور انکو بہشت میں داخل کردیں۔ اے میرے پیارے محمدؐ تجکو اس گنہگار بندے کیساتھ دوزخمیں بھیجنا ہمارے کرم اور فضل سے بعید ہے۔ لیکن اس گنہگار کو تیرے ساتھ بہشت میں بھیجنا ہماری رحمت کے بہت قریب ہے اس امت کے خاکسار کو پکڑ اور اپنے ساتھ بہشت میں لیجا ۔

مؤلف ۔ اے میرے بھائیو تمنے سُنا ہوگا۔ کہ ابرہ جو نجاشی کیطرف سے یمن کا والی تھا قبل ولادت محمدی صلعم اُس نے حج کے موسم میں دیکھا کہ لوگ اطراف و جوانب سے مکہ کیطرف متوجہ

ہوتے ہیں اور معلوم کیا کہ اُن کا مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہے۔ نخوت اور تکبر کی ہوا اس کے دماغ میں سمائی۔ داعیہ کیا کہ خانۂ کعبہ کے مقابلہ میں ایک گھر بنائے۔ اور حاجیوں کو اسکی طرف متوجہ کرے۔ صنعا میں سنگ مرمر سے ایک کلیسا منقش بنایا۔ اور قلیس اُس کا نام رکھا۔ اور اسکے در و دیوار زر و جواہر سے مرصع اور مزیّن کئے۔ اور ملک یمن میں لوگوں کے گروہ کو اُس کے طواف کی تکلیف دی۔ یہ صُورت اگرچہ قریش کو شاق تھی۔ مگر صبر کے سوا اُن کو چارہ نہ تھا۔ بنی کنانہ میں سے ایک شخص اس گھر کی خدمت میں مشغول ہوکر وہاں کا مجاور بنا۔ ایک شب اس مُحْدث یعنی نئے بنائے ہُوئے گھر کو حدث سے آلودہ کرکے بھاگا۔ یہ خبر شہرہ آفاق ہوئی اور لوگونکی طبیعت اس گھر کے طواف سے متنفر ہوئی ابرہہ یہ حال سنکر بگڑا اور لشکر بڑے بڑے قوی اور مہیب ہاتھیوں سمیت جمع کیا اور حرم محرّم کو خراب کرنے کے قصد سے مکہ معظمہ کیطرف چلا۔ اور محمود نامی ایک ہاتھی اتنا بڑا جیسا پہاڑ کا ٹکڑا ہے ؎

ہیکل قوی راست چون کوہ قاف چو شیر عرین چابک اندر مصاف

اس ہاتھی کو ابرہہ نے اپنے ساتھ لیا۔ اور مکہ معظمہ کے گرداگرد قریش کے مواشی لوٹ لئے۔ حضرت عبدالمطلب جو سردار مکہ کے اور رسول مقبول کے جد امجد تھے ابرہہ کافر کے پاس گئے اور اپنا حال بیان کیا چونکہ نور محمدی ان کی جد امجد کی پیشانی پر مبین آفتاب کیطرح چمک رہا تھا اس نور کی برکت سے کافر کا دل نرم ہوگیا۔ اور حضرت عبدالمطلب کو خصُوصًا اپنے مزاحمات سے ایمن کیا اے میرے بھائیو قیامت کے دن جب دوزخ کا زبانیہ ابرہہ کافر کیطرح حضرت کی امت کے ذلیل کرنیکا قصد کریگا۔ تو جب اُنکا ظاہر باطن نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے بھرا ہوا دیکھیگا اگر ہمکو آفت دوزخ سے امان دیکر بچالیں گے تو آنحضرت کے یمن اور برکت سے کچھ عجیب و غریب نہوگا۔ رباعی

چون شرع نبی ما نجات ہمہ است	برلت او صبر ثبات ہمہ است
در سینہ محبتش چو جان در بدن است	در نور محمدی حیات ہمہ است

تمثیل۔ مثلاً ایک گھر ساتھ نقوش زرنگار کے آراستہ اور عمدہ فرش اور برتن اُس میں بڑے قرینہ کیساتھ رکھے ہوئے اور عیش و شادمانی کے سامان اُسمیں مہیّا ہیں۔ لیکن گلشن سرا کے دروازے پر ایک خارزار ہے جسمیں کئی طرح کی تکلیفیں بظاہر معلوم ہوتی ہیں۔ اور ایک مرد عاقل کامل جو حُسن و جمال اور فضل و کمال میں بے مثال جس کے شان میں لولاک وارد ہے۔ اس گلشن سرا کے دروازے پر کھڑا ہوکر از راہ ہمدردی بطور نصیحت کہہ رہا ہے کہ اے میرے عزیزو! اس

خارستان سے مت ڈرو۔ اور مردوں کی مانند دلیرانہ اسمیں قدم رکھو۔ جس شخص نے اُس عاقل کامل مرد کا کہنا مان لیا۔ اور اس منزل میں داخل ہوگیا وہ انشاءاللہ اپنے مطالب اور شرف مقاصد کو پہنچ گیا۔ اور اس گلشن سرا کے جوار میں ایک جیلخانہ ہے۔ جسکی ظاہری دیواریں طرح طرح کے نقوش و رقوم سے مزین ہیں اور اُس کے دروازے پر ایک باغ لگا یا ہوا ہے۔ اور سیاہ زنگی مہیب بدشکل اس زندان کے دروازے پر کھڑا ہوکر بندگان خدا کو دھوکہ دیکر کہتا ہے کہ اے لوگو! آؤ اور اس باغ میں قدم ٹکاؤ اور اس باغ کے میوے کھا کر مزے اُڑاؤ۔ اور اپنی مراد کو پہونچو۔ اور نامرادیوں سے چھوٹو۔ جس شخص نے اس حبشی سیاہ باطن سیاہ رُو بدخو قاطع الطریق بئس الرفیق کا کہنا مان کر اس دھوکے کے ناپائدار باغ میں قدم رکھا جلدی ہی اُسکو پکڑ کر اُس کے ہاتھ پاؤں میں کڑیاں اور زنجیر لگا کر اس دردناک جیل میں دائم الحبس کے لئے بند کردیتا ہے۔ مرنے تک اُس قید سے خلاصی میسر نہوگی۔ اے میرے دینی بھائیو! اب اس مجمل تمثیل کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ ذرا میریطرف توجہ فرمائیے اور دل سے اس مضمون کو سُنئے۔ اسمیں تمہارا بڑا فائدہ ہے۔ وہو ہذا۔ عالم معنے میں وہ گلشن سرا بہشت ہے کہ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ کے نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس گلشن سرا کے راستہ میں فقر و فاقہ کا سنگستان اور خارستان رکھا ہوا ہے کما ورد حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ اور پکارنیوالا اور اُس گلشن سرا کی طرف بلانیوالا عاقل کامل حضرت نبینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو بموجب اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ۔ اپنی امت کو بہشت کیطرف بلاتے ہیں۔ جس سعادت مند نے اس صاحب دولت کی دعوت قبول کی وہ بیشک بیغائت سعادت اور بے نہائت عنائت کیساتھ مشرف ہوا۔ اور اس نے دولت ابدی اور عزت سرمدی حاصل کی اللھم ارزقنا۔ اور وہ جیلخانہ جس کے جوار میں ایک باغ نظر آتا ہے وُہ دوزخ ہے کہ اُس کے راستہ میں ھویات کے گلزار اور شہوات کے مرغزار رکھے ہوئے ہیں۔ کما ورد حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوٰتِ اور وُہ حبشی تباہ خو ابلیس پر تلبیس ہے جو بندگان خدا کو راہ راست سے گمراہ کرکے دوزخ کیطرف کھینچتا ہے۔ جس شخص نے اُس کے دھوکے میں آکر شہوات کے گلزار اور دنیا کی مرادات کے مرغزار میں قدم رکھا۔ اُسکے مُنہ پر نجات کا دروازہ باندھ دیتے ہیں اور اُسکو برزخ دوزخ کے ذوایہ اور طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کردیں گے ۵

راہ بہشت و دوزخ ہر دو بتو نمودند	بگزین ہر آنچہ بہتر چون گشتہ مخیر

اے میرے عزیزو! اس راستہ میں دو ہی قسم کے قافلے چلتے ہیں۔ ایک قافلہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہے۔ اور دوسرا قافلہ دیو لعین کا ہے جیسے کہ قرآن شریف میں وارد ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ وَفَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ حق سبحانہ وتعالیٰ کے قافلے کا قافلہ سالار سید کونین خواجۂ دارین احمد مختار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کما ورد فی الحدیث بُعِثْتُ دَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ إِلَيَّ مِنَ الْهِدَايَةِ شَيْءٌ یعنے میں بھیجا گیا ہوں اسواسطے کہ خلقت کو خدا کی طرف بلاؤں اور درحقیقت ہادی اللہ ہے اور کفر کے قافلے کا مہارکش ابلیس علیہ اللعنۃ ہے کما ورد بُعِثَ إِبْلِيسُ مُزَيِّنًا وَلَيْسَ إِلَيْهِ مِنَ الْغَوَايَةِ شَيْءٌ چونکہ ارادہ ازلی میں اس امت کے قافلہ کی مہار کشی اور قافلہ سالاری جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک پر مقرر تھی اسی لئے ابتدا میں آنحضرتؐ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شتربانی کے لئے مقرر کیا۔ اس قصہ سے عام وخاص واقف ہیں یعنے پروردگار عالم نے فرمایا کہ اے محمدؐ تو تمام جہان کے قافلہ کا قافلہ سالار ہے اور اس قافلہ کی مہار تیرے ہاتھ میں ہونے والی ہے تمکو چند روز خدیجہؓ کی شتربانی کرنی چاہئے۔ اے میرے دوستو مومن کی مثال مثل اونٹ کے ہے جس کے ناک میں مہار کی رسی رکھی ہوئی ہے۔ اور وہ اونٹ اسی مہار میں مقید ہے۔ گویا ہم سب اہل اسلام شریعت محمدی کی مہار میں مقید ہیں ہم سب کو لازم ہے کہ اس جہان میں شریعت محمدی کی مہار اپنے وجود کے ناک سے باہر نہ نکالیں اور اس شاہراہ میں اپنے آپ کو قطار اطاعت سے بدر نہ کریں جب اس جہان میں اسی قطار کے شمول میں پہونچینگے تو ہمارا قافلہ سالار یعنی سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام اسجگہ انقیاد اور فرمانبرداری کی مہار ہمارے ناکوں سے نکالدیگا اور ہمارے سرونکو اطاعت کی قطار سے باہر کردیگا۔ اگرچہ اس مہار سے ہمارے ناک ذلیل اور خوار ہورہے ہیں وہاں جاکر بہت پاکیزہ ہوجائیں گے اور ہمارا مالک اور ہمارا پیشوا اور ہمارا سردار جس کے ہاتھ میں ہماری مہار ہے وہ ہمکو آتش دوزخ سے بچاکر إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ کے مکان اعلےٰ پر پہنچادیگا کیونکہ وہ ہمارا خواجہ علیہ السلام ہمارے وجود سے ہمارے پر زیادہ مہربان ہے جیساکہ حضرت مولنا معنوی نے مثنوی شریف میں ایک حدیث کا ترجمہ فرمایا ہے ؎

راست میفرمود آن بحر کرم	بر شما من از شما مشفق ترم	من نشستہ در کنار آتشے
با فروغ شعلہ و بس ناخوشی	گہ شما پروار از جہل خویش	پیش میکشید این جملہ کیش
من ہمے رانم شمارا ہمچو مست	از در افتادن در آتش بادو دست	ہمچو پروانہ شما آنسو دوان

ہر دو دست من شدہ پروانہ زن	گفت پیغمبر شمارا اے جہان	چون پدر ہستم شفیق و مہربان
زان سبب کہ جملہ اجزا میکنید جزو از کل قطع شد بیکار شد	جزو را از کل چرا برمیکنید عضو از تن قطع شد مردار شد	

یہ ہمارے سید پسندیدہ اور یہ نور ہر دو دیدہ جسکی تعریف ہے۔ میری زبان لال ہے صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارشاد فرمایا مَا مِنْ صَاحِبِ ذَھَبٍ وَّلَا فِضَّۃٍ یعنے نہیں کوئی صاحب نقد اور نقرہ کا لا یودی منھا حقھا کہ وُہ اُن کے حق کو ادا نہ کرے یعنی مالک سونے چاندی کا ہوکر اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دیوے باوجودیکہ وہ صاحب نصاب ہے یعنے اُسکے پاس اتنا مال ہے جو نصاب شرعی کی حد کو پہونچگیا ہووے۔ جیساکہ فقہ کی کتابوں میں مبین ہے الا اذا کان یوم القیمۃ صفحت لہ صفائح من نار فاحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جنبیہ وجبینہ وظھرہ مگر یہ ہے کہ جب روز قیامت ہوگا بچھائے جاوینگے اسپر یعنی اس کے اعضاؤں پر صفائح رکھینگے صفائح صحیفہ کی جمع ہے اور صحیفہ اُس آہنی قطعہ کو کہتے ہیں جسکے ساتھ حیوانوں کو داغ لگایا جاتا ہے۔ یعنی اُس کے زر کے تختے دوزخ کی آگ سے گرم کرکے اس کے پہلو اور پشت پر رکھینگے کلما بردت اعیدت جبکہ وہ صفائح داغ سے سرد ہوجاتے ہیں تو اس مانع زکوٰۃ کو ایک قسم کا پسینہ آجاتا ہے جس سے اُسکو کسی قدر آرام معلوم ہوتا ہے۔ اتنے میں پھر وہ صفائح کو گرم کرکے اس کے مذکورہ اعضا پر رکھدیتے ہیں۔ یہانتک کہ اُس کے داغوں کا درد تازہ ہوجاتا ہے۔ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ اس روز میں کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا یعنے یہہ معاملہ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ہوتا رہیگا حتی یقضی بین العباد فیری سبیلہ اما الی الجنۃ واما الی النار یہانتک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکے پھر دیکھئے اسکا راہ یا جنت کی طرف ہُوا اور یا دوزخ کیطرف یعنی اگر اس پچاس ہزار سال میں بباعث اس عذاب کے زلات اور مقوات اور منع زکوٰۃ کی ندامت سے فراغت حاصل ہوئی اور گناہوں سے پاک نہ ہوا تو اُس کے کھوٹے وجود کے نقد کو برزخ کے بوتہ میں ڈالکر دوزخ کی بھٹی میں ڈالدینگے تاکہ اس کے اعمال اور افعال کی ترشی دُور ہوجائے۔ اسکے بعد اسکو بہشت عنبر سرشت میں لے آئینگے لیکن یہ حکم مومنین مقصرین کے حق میں ہے اگر اعیاذاً ماللیہ گناہونکی شامت اور دُنیا کی محبّت سے دم آخر میں اسکا ایمان مسلوب ہوگیا ہو تو سوائے جاودانی جہنم کے کوئی ٹھکانا اسکا نہیں عیاذاً باللہ ؎

مولف اے میرے بھائیو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے۔ اور راوی اس

حدیث کا ابوہریرہ رضؓ ہے ۔ اس حدیث میں نبی علیہ السّلام نے مال دو جنس بیان کئے ۔ ایک سونا دُوسرا چاندی ۔ پھر ضمیر جو اُنکی طرف پھرتی ہے وُہ مفرد بیان فرمائی اور جو فرمایا کہ جو شخص نہ ادا کرے اسمیں سے حق اسکا تو بلحاظ معنی کے ہے لفظ کا لحاظ نہیں کیا اسواسطے کہ مراد ان دونو سے دنانیر اور دراہم ہیں ۔ اور بعض علمانے یہ معنے کئے ہیں کہ شاید سونے چاندی سے مراد ہر قسم کے مال ہوں ۔ اسواسطے کہ حکم تو عام ہے اور خصوصیّت چاندی اور سونے کے ذکر میں واسطے فضیلت کے تمام مالوں پر ہے ۔ اس لئے کہ اصل مالیّت اور کیفیّت تمام اشیا کی یہی دونو یعنے چاندی اور سونا ہُوا کرتے ہیں اور ایسا ہی قرآن شریف میں بھی وارد ہُوا کما قال اللہ تعالٰے
وَالَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّھَبَ وَالۡفِضَّۃَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَھَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللہِ فَبَشِّرۡھُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ۙ یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡھَا فِیۡ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکۡوٰی بِھَا جِبَاھُھُمۡ وَجُنُوۡبُھُمۡ وَظُھُوۡرُھُمۡ ھٰذَا مَا کَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡنِزُوۡنَ
یعنے جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو اُن کو خوشخبری سُناؤ عذاب والی مار کی جسدن آگ دھکا دیں گے دوزخ کی پس داغدیا جائیگا اُس سے اُن کے ماتھے پر اور اُن کے پہلوؤں پر اور انکی پیٹھوں پر یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنیکا ۔ اور حق دینے سے اور راہ الٰہی میں خرچ نہ کرنیسے ندینا زکوٰۃ کا مراد ہے پس جو لوگ مال جمع کرتے ہیں اور اسکو ذخیرہ کر رکھتے ہیں اور اسکی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے قیامت کے دن طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار کئے جاویں گے ۔ ازانجملہ ایک تو یہ جو اس آئت میں اور اس حدیث میں مذکور ہے اور وجہ خصوصیت ان اعضاء کی ساتھ اس عذاب کے یہ ہے کہ مال والے آدمی کو جب زکوٰۃ دینے کی عادت نہیں ہوتی ۔ اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی آپہونچے ۔ پس وُہ شخص جب فقیر مفلس زکوٰۃ کے طالب کو دیکھتا ہی تو تیوڑھی چڑھاتا ہے اور وہ مفلس اگر مانگتا ہے تو اُس سے مُنہ پھیر کر کروٹ موڑ لیتا ہے پھر اگر بیچارے محتاج فقیر نے سوال میں اصرار اور زیادتی کی تو وہ دولت مند اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس بیچارے محتاج کیطرف پشت کرکے چلا جاتا ہے ۔ اور زکوٰۃ میں سے جو اُسکا حق ہے کچھ نہیں دیتا ۔ پس فقیر کو اسکی ہر ایک حرکت سے ایسی ایذا پہنچتی ہے ۔ جس کا بیان نہیں ۔ سو اللہ تعالٰی اسکو یہ عذاب دیتا ہے کہ اُس کے تمام مال کو جو دنانیر اور دراہم آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سے اُسنے فقیر کو ایذا دی تھی ؂

حدیث اور حضرت ابن مسعود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم

نہیں رکھا جائیگا۔ لیکن اس مانع زکوٰۃ کی کھال فراخ کر کے ہر ہر دینار اور درہم الگ جگہ رکھ جاوینگے جب پورے ہوکر داغ اوّل کا آخر سے ملجاویگا۔ پھر وہی داغ اول سے آخر تک دوہرا کرینگے اسیطرح اس قسم کا عذاب قیامت کے روز تک ہوتا چلا جائیگا۔ یہانتک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکے۔ پھر دیکھا چاہئے کہ اُسکا راہ جنت کیطرف ہے۔ اگر اُسکا کوئی کنارہ نہیں ہے یا کنارہ تو ہے پر اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ہے یا دوزخ کیطرف اسکی راہ اگر اس حال کے خلاف ہو۔

اور ایک اَور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعہ نے مال و دولت دیا ہے اور اُس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجا سانپ جس کی آنکھوں پر دو داغ ہوں بنکر اس کے گلے میں طوق ہو جائیگا۔ پھر اُس کے دونو جبڑے پکڑ کر کہیگا۔ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر جناب رسول اکرم صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنے یہ نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ہیں ایک چیز پر کہ اللہ نے اُن کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے اُن کے حق میں بلکہ یہ بُرا ہے اُن کیواسطے آگے طوق پڑیگا اُن کے گلے میں۔ جب بخل کیا تھا دن قیامت کے۔ یعنی پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عنائت کیا اور اُسنے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو حق سبحانہ وتعالےٰ اُن کے مال کو ایسے سانپ کی صورت بنادیگا جس کے سر کے بال مارے زہر کے بسبب درازی عمر کے جھڑ گئے ہوں۔ اور اسکی دونوں آنکھوں کے اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں بدتر ہوتی ہے اور اُسکی گردن میں طوق کی مثال ڈالا جائیگا۔ پھر وہ اس کے دونوں کلے پکڑ کر کاٹیگا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں۔ تیرا خزانہ ہوں کہ جمع کر کر زکوٰۃ نہیں دی تھی۔ اور زکوٰۃ کے ادا کرنے میں شارع ؑ سے بڑی تاکید ہے۔ چونکہ زکوٰۃ نہ دینے میں اتنی بڑی سختی ہے۔ تو ہم پر لازم ہوا کہ اُس کے فرض ہونے کی حکمت میں قلم کو جولان دیویں ؂

ہذا الحکمت فی ایجاب الزکوٰۃ امام فاریابی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب اسولہ داجوبہ میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کے واجب ہونے میں تین حکمتیں ہیں جو مومن کے نفس کی تطہیر ہے کما ورد خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا اس تطہیر میں بزرگوں کے کئی اقوال ہیں بعض نے کہا کہ مومن کی تطہیر گناہوں سے پاک ہوجانا اور درجات بہشت کو پہنچ جانا

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عشر اور زکوٰۃ اپنے مال سے جدا کرتا ہے اُس کے لئے بہشت واجب ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اُسکو ہزار شہید کا ثواب اور ہزار صدیق کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ جب زکوٰۃ گناہوں سے تطہیر کا سبب ٹھیرایا گیا تو اسی لئے ہمارے حضرات علماء مجتہدین رحمہ اللہ نے صغیر کے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں مقرر کی۔ لِاَنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِ التَّطْھِیْرِہٖ

اور امام سفیان ثوری رح سے روایت ہے کہ کوئی سائل اُس کے دروازے پر سوال کرتا تھا تو حضرت امام سفیان ثوری فرماتے تھے قَدْ جَاۗءَ الْغَسَّالُوْنَ اَوْ ذَارِنَا انتہٰے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مراد تطہیر سے بخل کی خباثت سے پاک ہونا ہے۔ جب بندہ سخاوت اور بخشش کی عادت کر لیتا ہے تو بخل کی نجاست سے پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ظاہری طہارت یعنی احداث کے خباثث اور انجاس سے اپنے بدن کا پاک کرنا صحت صلوٰۃ کی شرط ہے۔ کذالک باطن کو بخل کی نجاست خباثت سے پاک رکھنا صحت ایمان کی شرط ہے۔ اور بعض علما کہتے ہیں کہ مراد تطہیر سے دل کا غیر حق کی محبّت سے پاک رکھنا ہے اس لئے کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیا اور اس کے بارہ میں بہت انعام اور بیشمار اکرام بہم پہنچائے اور ہزار طرح کی نعمتیں عطا کرکے نعمت کے شکر اور اپنے منعم حقیقی کی معرفت کی حمد پر دلالت فرمائی تاکہ جانبین سے محبّت کامل ہو جائے اور محبوب حقیقی کی محبت دل میں قرار پا جائے۔ اور جب بندہ کے دلمیں غیر کی محبت گھس جاتی ہو اُسیقدر محبّت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے ؎

خرابی ہیں پڑا ہے بیٹھنے والا جیبؔ و داماں کا	جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ اُدھڑا تو یہ ٹانکا

محبوب حقیقی کی غیرت محبّت مجازی کے تمام علاقوں کو قطع کرنا پسند کرتی ہے تاکہ میرے بندہ کا قرب میرے ساتھ بسبب قطع علاقہ مجاز کے متحقق ہو جائے۔

اے میرے بھائیو اگر بنظر غور دیکھا سمجھا جائے تو شرائع کے ایجاب کا سبب یہی ہوگا۔ تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان کا دل اپنے اہل وعیال اور اقارب اولاد اور احفاد کی مجالست اور موانست کا عادی ہوا تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اُن کی محبت کا علاقہ توڑنے کیوجہ سے اُسکو ایکدن پانچ بار مسجد میں باجماعت پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ کما ورد وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۔ تاکہ میرا بندہ محبوبات مجازی یعنے زن اور اولاد اور خویش اور اقارب سے اعراض کرے۔ اور اپنے محبوب حقیقی کیطرف اقبال کرے۔ پھر جب بندہ کے دل میں طعام اور شراب اور خواب اور شہوت اور جماع اور وقاع کی محبت

پیدا ہو جاتی ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ اسکو صیام اور قیام کیطرف دلالت فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ تاکہ بندہ کے دل سے لالچ اور حرص اکل و شرب کی باہر نکلجائے اور محبت الٰہی دل میں گھر کر جائے۔ اور جب بندہ کے دل میں اپنے گھر بار اور منازل اور باغات اور مکانات اور وطن کی محبت بھر جاتی ہے اور اپنے دوستوں اور یاروں اور غمگساروں کے ساتھ موانست اور مجالست کا عادی ہو جاتا ہے تو اُسکو پہاڑوں اور بیابانوں میں سرگردان کرتا ہے۔ اور وطن مالوف سے جُدا کر کے کُربت غربت کی صفت سے موصوف کر دیتا ہے کما ورد ولله علی الناس حج البیت اسیطرح جب انسان کے دلمیں محبت مال اور منال کی مستحکم ہو جاتی ہے یہانتک اُس کی حرص طبیعت پر مستولی ہو جاتی ہے کہ اُسکو آخرت کا حال بالکلیہ دل سے دُور ہو جاتا ہے۔ تو حق سُبحانہ و تعالیٰ اُسکو انفاق مال کی تکلیف سے مکلف کر کے ارشاد فرمایا کہ خذ من اموالھم صدقة تطھرھم تا اُنکا دل محبت مال کے لوث سے صاف اور پاک ہو جائے اور محبت خداوندی کے لائق بنجائے۔ قال الامام محمد بن الحکیم الترمذی قدس سرہ اذا استولی محبة الدنیا علی القلب قل اشراق فان الله تعالیٰ فرض الزکوٰة لیخرج العبد بعض ماله فیزداد له اشراق نور الایمان ؎

تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی	بام این در خانہ پر از یار نیابی

حکمت دوم در ایجاب زکوٰة۔ دوسری حکمت زکوٰة کے وجوب میں مال تطہیر ہے جیسا خذ من اموالھم صدقة تطھرھم کی تفسیر میں روایت آئی ہے یعنی ان الله تعالیٰ یطھر اموالھم بصدقة والصدقة ببرکت کف الفقیر۔

لطیفہ جلیلہ قال الله تعالیٰ خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ اس آیت کریمہ میں حق سُبحانہ و تعالیٰ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ یا محمدؐ ان کے مال سے زکوٰة وصول کر اور ایک آیت میں دُوسری جگہ فرمایا اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ اس آیت میں صدقات کے اخذ کی نسبت اپنی ذات مقدس کی طرف فرمائی۔

تطبیق ان دو آیتوں کے درمیان تطبیق اور تطبیق ایسی معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم گویا حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیری امت کے اموال شبہات سے خالی نہیں ہیں میرے ہاتھ کی صلاحیت اور میرے خزانہ کی قابلیت نہیں رکھتے تو پہلے ان سے زکوٰة وصول کر تیرے پاک ہاتھ کی برکت سے وہ مال بھی پاک ہو جائیں گے اسکے

بعد وہ مال تیرے سے لونگا۔ اے میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کا مشتبہ مال تیرے اخذ کے ذریعہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور میرے اخذ سے بندہ معصیت آلود پاک ہو جاتا ہے کَانِّیْ رَبٌّ طَاهِرٌ وَّاَنْتَ نَبِیٌّ طَاهِرٌ وَعَبْدِیْ مَا بِعِصْیَانٍ نَجِسٌ وَلَا یَبْقٰی نَجَاسَةٌ بَیْنَ رَبٍّ طَاهِرٍ وَّنَبِیٍّ طَاهِرٍ ؛

اے میرے بھائیو! میں ایک دوسری طرح ان دو آئتوں کی تطبیق میں تقریر کرتا ہوں ذرا میری طرف ملتفت ہو جاؤ۔ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں صدقات اور زکوٰۃ کی قبولیت کو آگ سے آزماتے تھے۔ اگر وہ صدقہ یا زکوٰۃ مقبول ہوتی تھی تو آسمان سے آگ اُتر کر اُس قربانی یا صدقہ کی چیز کو اُڑا لیجاتی تھی۔ اگر وہ صدقہ مردود ہوتا تھا تو کوئی آگ آسمان سے نہیں اُترتی تھی۔ اور وہ صدقہ ایسا ہی زمین پر پڑا رہتا تھا۔ اور اُسکو کُتّے وغیرہ جانور کھا جاتے تھے۔ مگر اُس صدقہ اور زکوٰۃ کا مالک نادم اور پریشان ہو جاتا تھا۔ اور اُسکا پردہ ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور جس شخص کا صدقہ یا قربانی مقبول ہو جاتی تھی۔ وہ عجب اور غرور میں پڑ جاتا تھا اور وہ مردود الصدقہ نومید ہو کر عام وخاص کے نزدیک شرمسار ہو جاتا تھا جب اس امت مرحومہ کی نوبت آئی تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کرم اور فضل سے اس اُمت گنہگار کی پردہ دری نہ چاہی تو اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً یعنے اے محمدؐ تو اپنی امت کے مال کی زکوٰۃ وصول کر تا کہ مقبول مردود سے ممتاز نہ ہووے۔ اور اُن کا پردہ قائم رہے۔ اور پھر فرمایا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس روز تیری اجل آجائیگی اور تیرے رُوح کا مُرغ ملکوت کے پرفضا میدان میں پرواز کریگا اور تو عالم عقبےٰ کا شہنشاہ ہو جائیگا۔ میں جو تیرا خداوند ہوں تیری خلافت میں تیری اُمت کے صدقات قبول کرونگا۔ کما ورد وَیَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ اس صورت میں سب لوگوں کے عیب و صواب چھپے رہینگے اور کسی کی پردہ دری نہ ہوگی۔ اور سب لوگ خوف اور رجا کے مقام میں قائم رہیں گے اور یہ معاملہ میرے نزدیک پسندیدہ اور اولیٰ تر ہے۔ انتہی ؛

حکمت سوم مال کی نگہداشت میں۔ روضۃ العلما میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جمع کر کے یہ ارشاد فرمایا کہ حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ وَدَاوُوْا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوا الْبَلَایَا بِالدُّعَاءِ یعنے اے میرے اصحابو! تم اپنے مال کو ساتھ ادائے زکوٰۃ کے محفوظ اور مصئون کرو اور بیماروں کا مداوا صدقات

سے کرو اور بلیّات کا استقبال ساتھ دعاؤں کے کرو۔ اس حدیث سے ثابت ہوُا کہ زکوٰۃ مال کی نگہداشت کا سبب ہے۔ اور تصدق صحت کا موجب اور دعوات دفع بلیات کا باعث ہے۔ جب حضرت نے یہ حدیث فرمائی تو ایک مرد نصرانی کا گذر اُسطرف ہوُا اور حضرت سے یہ حدیث مذکور سُنی اور وہ مرد نصرانی بڑا دولتمند اور صاحب استطاعت تھا اور ہمیشہ گردش ایام کے مصائب اور احوال کے انقلاب و مال کے تلف ہوجانیسے متفرقۃ الحال رہتا تھا۔ اپنے دلمیں سوچا کہ میں اگرچہ نصرانیت کی حالت میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رسالت سے منکر ہوں۔ مگر میں اُسکی اس بات کا امتحان کرتا ہوں اور اس کے فرمان کے بموجب اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں۔ اگر یہ زکوٰۃ کا دینا میرے مال کی برکت اور حفاظت کا سبب ہوجائے اور اُسکا کچھ اثر بھی بظاہر نمودار ہوجائے تو میں اُس کیساتھ ایمان لے آؤنگا اور اُسکو اپنا پیشوا بناؤں گا۔ اگر اسکی یہ بات سچی نہ ہوئی تو مہما امکن اس کے قتل میں فرق نہ کرونگا۔ اُسیوقت اپنے گھر میں جاکر اپنے مال کی زکوٰۃ بموجب شرع محمدی کے نکالکر فقرا اور مساکین اور دیگر مستحقین کو بلاکر دیدی۔ اور اُس نصرانی کا ایک مضارب مقرر تھا کہ اُسکی تجارت کیا کرتا تھا اور شرط معہود پر اُس نصرانی سے روپیہ لیکر تجارت کا سامان کرکے ایک قافلہ کیساتھ کسی اجنبی ملک کو روانہ ہوُا چند روز گذرنے کے بعد قافلہ والونکی طرف سے ایک خط پہونچا کہ قطاع الطریق۔ یعنی رہزنوں نے قافلہ پر یورش کی اور سارا مال لوٹ کرلے گئے۔ اور قافلہ کے آدمیوں کو زخمی کر گئے۔ نصرانی نے جب یہ خبر سُنی کہا کہ میں نے بموجب فرمان اور وعدے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے اپنے مال کی زکوٰۃ دی کہ میرا مال سب آفات سے محفوظ رہیگا۔ جب محمدؐ کا وعدہ سچا نہ ہوا اب مجکو بموجب شرط کے اُس کا قتل کرنا لازم ہوا اسی طیش میں تلوار برہنہ کرکے حضرت رسول اکرم صلعم کے قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑا۔ اثنائے راہ میں ایک قاصد قافلہ کیجانب سے آپہنچا اور ایک مکتوب اُس کے مضارب کیطرف سے لایا جس کا مضمون یہ تھا۔ میں بشمولیت قافلہ کے جاتا تھا۔ اچانک میرے اونٹ کے پاؤں میں زخم پہونچا۔ اس سبب سے ایک سرا میں چند روز کے لئے ٹھیرا اور اپنے مال کو اپنی حفاظت سے رکھا۔ اور وہ قافلہ ہم سے چند منزلیں سبقت کر گیا۔ اتفاقاً رہزنوں نے اُسپر حملہ کرکے اُن کا مال لوٹ لیا اور چند آدمیوں کو زخمی کر گئے۔ اور میں اور میرا مال من کل الوجوہ سلامت رہا۔ جب مرد نصرانی نے اپنے مختار کا خط پڑھا تو آنحضرتؐ کے سچے وعدے کی تصدیق کرکے فی الفور مجلس عالی میں حاضر ہوکر اسلام کو قبول کیا اور منجملہ صحابہ کرام اور ملازمان

عالیمقام حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے گنا گیا ÷

حکمت چہارم ۔ چوتھی حکمت زکوٰۃ کے ایجاب کی فقیروں کا خوش ہو جانا ہے چنانچہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ افضل اعمال عنداللہ وہ عمل ہے جسمیں تیرے لئے نفع اور تیرے غیر کے لئے خوشی ہو اور بدترین اعمال وہ عمل ہے جسمیں تیرے لئے ضرر اور تیرے غیر کے لئے غم اور اندوہ ہو ÷

حکمت پنجم ۔ یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندونکو مال ودولت انعام فرمایا اور انہوں نے اپنے خداوند کے انعام کردہ مال کو اُسکی غیر مرضی کے مصارف میں صرف کرکے اُسکو ضائع کردیا جیسا کہ کسی شفیق مہربان باپ اپنے بیٹے کو ہزارہا درم اور دیناریں دیں ۔ اور بیٹا ازراہ نادانی کے غیر مصرف میں اس مال کو صرف کرتا ہے اور اُس کے ضائع کرنے میں کوشش کرتا ہے باپ اُس بیٹے کی پاسخاطر کیلئے اُس سے مال واپس نہیں لیتا ہے ۔ اور دلشکنی کرنی نہیں چاہتا ہے ۔ مگر اُسکا دل یہ بھی نہیں چاہتا ہے کہ اس میرے مال کو غیر محل خرچ کرے اور حاجت کے دن تہیدست اور مفلس رہ جائے ۔ پھر باپ حکمت عملی سے اُس اپنے بیٹے سے روزانہ یا ماہانہ قرض کے طور پر کچھ مال لے لیتا ہے تاکہ اسکی محتاجی کے دن کے لئے کسی جگہ جمع کرتا جاتا ہے ۔ تاکہ میرے بیٹے کی محتاجی کے وقت اُس کی مہمات میں کام آوے والتقریب ظاھر ÷

حکمت ششم چھٹی حکمت ایجاب زکوٰۃ میں یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو فقیروں کے ساتھ ایک خاص محبت ہے کہ دنیا کے اغنیا اس دولت سے محروم ہیں ۔ کما ورد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احب الخلق الی اللہ تعالیٰ الفقیر یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ کو فقیر بہت پیارے ہیں اور دولتمند اس دولت سے بالکل خالی ہیں اور گویا وہ ہلاکت کے عرصہ میں ہیں اس لئے کہ وہ مال دنیا کی بلا میں رات دن مبتلا ہیں ۔ اور مال کا فتنہ سب فتنوں سے زیادہ سخت ہے ۔ کما ورد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لکل امۃ فتنۃ وفتنۃ اُمتی المال ۔ فقیہ ابی اللیث کی تنبیہ ابوداؤد سے مروی ہے ۔ کہ فرمایا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ہدائت خلقت کے مبعوث ہوئے تو ان دنوں میں میں تجارت کے کاموں میں مشغول اور مصروف رہتا تھا ۔ میں نے ہرچند چاہا کہ عبادت کو تجارت کیساتھ جمع کروں ۔ مگر میں نہ کرسکا ۔ آخر لاچار ہو کر تجارت چھوڑ کر عبادت کیطرف متوجہ ہوا ۔ اور میں ہر روز پانچ

مثقال سونا وجہ حلال سے پیدا کرتا ہوں اور سارا ہی راہ مولا میں صرف کرتا ہوں۔ لوگوں نے کہا اے ابو الدرداء ایسی دولت کو تم کسواسطے اپنے پاس نہیں رکھتے۔ فرمایا حساب قیامت سے ڈرتا ہوں۔ پھر حضرت ابو الدرداء نے فرمایا اے فقیرو اور مفلسو تم اپنے وقت میں خوش رہو کہ دُنیا کی مشقت گذر جائیگی اور اس جہان کی باقی نعمتیں ہمیشہ رہینگی۔ انتہیٰ ٭

مؤلف - اے میرے بھائیو آج یعنے دنیا میں اگر تمکو فقر اور فاقہ پیش آوے۔ تو اُس سے تنگ آکر جزع فزع اور شکایت کی حکایت نہ کیا کرو۔ بلکہ صبر و شکر کو کام فرمایا کرو کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو درویشوں فقیروں کی دولت کا نقارہ بجیگا۔ اور انکو بہشت کی ممالک کا بادشاہ بنا دیں گے۔ اور یہ دولتمند جو دُولت کے گھمنڈ سے فقیروں کے حال پر رحم نہیں کرتے۔ از دست انکی صُورت دیکھنے سے کُڑھتے ہیں۔ کنگالوں کی طرح بڑی ذلیل اور خوار ہو کر اِن فقیروں کے دروازے پر بھیک مانگنے کیواسطے آویں گے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ آخرت کی حاجتمندی دُنیا کی محتاجی سے کئی درجہ بڑھکر ہے۔ اور آخرت کی غنا اور ثروت دنیا فانی کی غنا اور دولت پر ہزار وجہ سے رائج ہے اور آخرت کے کنگال دُنیا کے کنگالوں سے زیادہ خوار اور ذلیل ہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جسکی صفت رحیم ہے اپنے علم قدیم سے جانا کہ دُنیا کے دولتمندوں کی رہائی آخرت کے مہالک سے سوائے محبت فقرا کے کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی اور حساب کی شدّت اور عذاب سے سوائے سفارش درویشوں کے نجات نہیں پائیں گے۔ اسیواسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے غنیوں پر زکوٰۃ فرض کر دی تاکہ اُس کے ذریعہ سے فقیروں سے رابطہ آشنائی کا پیدا کریں اور انکی برکت سے عاقبت کی روشنائی کو پہنچ جائیں۔ اسیواسطے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اکثروا معرفۃ الفقراء واتخذوا عندھم الایادی فان لھم دولۃ یعنے درویشوں کیساتھ آشنائی بہت کرو اور اُن کیساتھ بیشمار نیکیاں کیا کرو اس لئے کہ قیامت کے دن انکو دولت عظمےٰ درپیش ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ان کی دولت کیا ہوگی۔ فرمایا جب روز قیامت ہوگا۔ انکو خطاب پہنچیگا کہ اے میرے دوستو تم عرصات کی صفوف پر نظر کرو اور دیکھو تاکہ کوئی شخص ایسا جس نے تمکو دنیا میں روٹی کا ٹکڑا دیا ہو یا پانی کا گھونٹ پلایا ہو۔ یا تمکو پرانا کپڑا پہنایا ہو اُس کا ہاتھ پکڑو اور اُسکو بے حساب بہشت میں لیجاؤ ٭

حکمت ہفتم - ساتویں حکمت ایجاب زکوٰۃ میں یہ ہے کہ بموجب لئن شکرتم لازیدنکم کے

ہر ایک نعمت کے لئے شکر گذاری واجب ہے جیسا کہ بدنی صحت کی نعمت کیلئے شکر گذاری نماز ہے اور مالی نعمت کی شکر گذاری زکوٰۃ ہے۔ جس شخص کو انصاف نصیب ہے۔ وہ از روئے متقل الحال فقیر کی طرف دیکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ شخص طرح طرح کی نیکی اور حاجتمندی میں مبتلا۔ اور اُسکے مُنہ پر خوشی کا دروازہ مسدود۔ نہ اُسکی پوشش ہے اور ہزار چیزوں کا محتاج اور کسی چیز کی اُس بیچارہ کو دسترس نہیں پھر وُہ منصف شخص اپنے احوال کیطرف خیال کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں اُس کے معاش یعنے کھانے پینے پہننے کے سب اسباب مہیّا اور حلال طیّب رزق صبح وشام کے لئے موجود ہے۔ حق سُبحانہ وتعالےٰ یہ سب دولت اور نعمت بغیر میری سابقہ خدمت کے مجکو عطا ہوا ہے۔ اور پھر درویش دلریش کو دیکھتا ہے کہ اُسپر کتنی طرح کی حاجتوں کی قید رکھی ہوئی ہے اور فقر و فاقہ کا دروازہ اُس کے مُنہ پر کھُلا ہوا۔ نہ اُس کے لئے کوئی علت پیدا اور نہ اُسکے واسطے کوئی سبب پیدا۔ اس شکرانہ کے بدلے کہ وہ تیرا محتاج ہے۔ تو اُسکا محتاج نہیں اپنے مال کا چالیسواں حصہ اُس درویش کو دیدے تاکہ اُسکی حاجتیں بر آجائیں۔ اور اُسکا بستہ کام کھلجائے اور تیری دولت اور نعمت بیزوال ہو جائے

حکمت ہشتم۔ آٹھویں حکمت ایجاب زکوٰۃ کی یہ ہے کہ جتنے کتنے مال فضل الہٰی کے خزانہ میں ہیں بجملگی پاک اور طیّب ہیں۔ لیکن جب بندگان آلودہ کے پاس پہونچتے ہیں تو وہ طیب مال بھی آلودہ ہو جاتے ہیں۔ اور جب پھر اُس مال کو خزانہ الہٰی میں پہونچا دیا جائے تو اُسکی برکت سے اُس مال کی سب آلودگی دُور ہو جاتی ہے۔ اور وہ مال پھر پاک اور صاف ہو جاتا ہے اور اس حکمت کے ثبوت کے لئے شریعت محمدیہ میں ایک شاہد موجود ہے۔ مثلاً خمر جس کو اہل ہند شراب کہتے ہیں یہ سب نجاستوں سے پلید تر نجاست ہے اس لئے کہ بذات خود نجس ہے اور نیز بباعث خباثت طبعی کے نجس۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن شریف میں اسکو رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ کے لقب سے ملقب کیا۔ اور ہمارے خواجہ علیہ السلام نے اس خبیث کو اُمّ الخبائث کی کنیت سے مکنی کیا۔ باوجود این ہمہ نجاست اور خباثت کے جو اسمیں مجتمع ہیں اگر تھوڑا سا پانی اُسمیں ڈالدیں یا نمک اُسمیں ملا دیں۔ یہانتک کہ وُہ سرکہ بنجائے اُسکی نجاست طہارت سے بدلجائے گی اور وُہ مٹکا پلید جو کسی پانی سے پاک ہونا ممکن نہ تھا وُہ بھی سرکہ بنجانے کی طہارت کی برکت سے پاک ہو جائیگا۔ کذالک وہ مال بھی بمجرد نیّت زکوٰۃ کے ویسا ہی پاک ہو جائیگا۔ جیسے شراب پانی یا نمک ملانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ مثلاً خمر نجس جب

پانی ملنے سے مٹکے کے پاک ہو جاتی ہے۔ ویسا ہی زکوٰۃ محض نیت اور اخلاص سے مال کو پاک کر دیتی ہے۔ اور بقیہ مالوں کو بھی مٹکے کیطرح پاک کر دیتی ہے۔ اور اہل تحقیق نے اس جگہ ایک لطیفہ بیان فرمایا ہے کہ جب پلید مال پاک محل میں پہنچتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے۔ اور باقی مال کو بھی پاک کر دیتا ہے ؂

اے میرے بھائیو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیطرف تامل کرو اگر دنیا کا مال فضل الٰہی کے خزانہ سے آیا ہے تو یہ کلمہ بھی بموجب شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ حرم سرای قدس سے آیا ہوا ہے اور یہ کلمہ مومن بندے کے پاک دل سے تعلق رکھتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ کہ ہرگز کفر کی آلائش اور شرک کے چرک سے آلودہ نہیں ہوا۔ اور ہر روز کتنی بار عارفوں کے دل کے خلوت خانہ سے گلشن سرائے قدس کی طرف عزیمت کرتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَاِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ اگر یہ کلمہ جیسے بذات خود پاک ہے۔ بندہ کے افعال رذیلہ اور اعمال قبیحہ کو نیز پاک کرے کما ورد اُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ تو کیا عجب ہے۔ اے میرے بھائیو تم جانتے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تم غور کرو کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ مِنْهُ الْبَدْءُ وَاِلَیْهِ یَعُوْدُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ **مثنوی**

چو خود را مے ندانی کیستی تو	بگو تا در جہان ہر کیستی تو
توئی تو بگو آخر کدام است	تنے با جان تر آخر چہ نام است
تو صورت نیستی معنے طلب کن	نظر در جسم و جان بو العجب کن
کدام این جان نہ این جانِ طبیعی	نکو بنگر کہ چیزے نیست بدیہی
زجاء واز جہت ہستی منزہ	نہ این تا کیستی انصاف خود دِہ
صفتہات از صفتہاے خدائی است	ترا این روشنی زان روشنائی ست
ز نورِ اوست ہستی ہیچو پرتو	وجودِ خود بیند از و تو او شو

حجابت دور دارد گر بجوئی
حجاب از پیش بو داری تو اوئی

وصل الکلام الی المنتھی درجات المرام وارجع الے ما یقتضیہ المقام ؂

اما الاحادیث والحکایات والاشارات والنکات واللطائف فی باب الزکوٰۃ والصدقۃ والخیرات

قال رسول اللہ علیہ السلام لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَا زَکٰوۃَ لَہٗ وَلَمْ یُزَکِّ مَالَہٗ فَکُلُّ مَنْ مَاتَ جُوْعًا عِشْرِیْنَ فَرْسَخًا فَاِنَّ مَانِعَ الزَّکٰوۃِ یُؤْخَذُ بِدَمِہٖ یعنے جو شخص باوجود غنی ہونیکے اپنے مال کی زکوٰۃ عمداً نہیں دیتا ہے اُسکی نماز کوئی نہیں اس لئے کہ حکم خدا کی تعظیم خدا کی خلقت پر شفقت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کما ورد اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفَقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ۔ فرد

حاصل نشود رضائے سلطان		تا خاطر بندگان نہ جوئی	

اور نماز عبودیت پر دلیل ہے اور عبودیت مال اور نفس کے ایثار کو متلازم یعنے اپنے معبود کو ساری موجودات پر اختیار کر کے اپنے مال اور نفس کو اُس کے حکم کے بموجب ایثار کرنا کما ورد وَاِنْ اٰثَرْتُمْ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ اَحَدًا فَاِنِّیْ اَوْلٰی بِذٰلِکَ لِاَنِّیْ مَعْبُوْدُکُمْ حق سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب تم اپنی امت کو کہدو اگر تم اپنے مال وتن کو ایثار کرنا چاہتے ہو۔ تو میں سب سے اولیٰتر ہوں اس لئے کہ میں تمہارا معبود ہوں اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ معبود لامحالہ بندہ کے نزدیک سب چیزوں سے عزیز تر چاہئے تاکہ اُسکی عبادت سچی ہووے اس لئے کہ جھوٹی عبادت قابل قبول نہیں حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو شخص نماز گذارے اور زکوٰۃ نہ دے تو یہ امر اُسکی محبت کے نقصان کی دلیل ہے کہ اُس نے دُنیا کے لالچ کو اپنے اللہ کی رضا پر مقدم کیا اور دوست کے دشمن کو اپنے دوست سے زیادہ بہتر رکھا تو ایسے شخص کی خدمت کس وجہ سے قابل قبول ہو۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گذرے کہ وہ تانی اور خشوع اور خضوع کیساتھ نماز ادا کر رہا تھا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اُس کو دیکھکر کہا کہ یا ربِّ مَا اَحْسَنَ صَلٰوتَہٗ اے میرے اللہ یہ شخص کیا اچھی نماز پڑھتا ہے حق تعالےٰ نے جواب میں فرمایا مَا اَسْوَءُ زَکٰوتَہٗ اس شخص کی زکوٰۃ کیسی بُری ہے اے موسےٰ اگر یہ شخص ہزار رکعت نماز ادا کرے اور ہزار غلام آزاد کرے اور ہزار نماز جنازہ کی گذارے اور ہزار حج بجالائے اور خدا کے دشمنوں سے ہزار لڑائی کرے۔ اسکو ان اعمال سے کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوگا تا وقتیکہ

اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے یٰمُوسٰی اِنَّ الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ تَوْاَمَانِ لَا اَقْبَلُ اَحَدَ هُمَا دُوْنَ الْاٰخَرِ ۔

رجعنا الی الحدیث ۔ ازاں بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے ۔ جو شخص بیست فرسنخ کے عرض وطول میں مارے بھوک کے مرجائے ۔ یہ مانع زکوٰۃ اُس کے خون میں شریک ہوگا ۔ اور قیامت کے دن اُسکے خون کے بدلے پکڑا جائیگا اس لئے کہ بخیل کے بخل کی شامت بیست فرسنگ تک سرائت کرتی ہے ۔ اور بعض روائتوں میں آیا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جو کوئی بھوک سے مرجائے اُسکا گناہ مانع زکوٰۃ کی گردن پر ہے یعنے بخل کی کدورت تمام رُوئے زمین پر پھیل جاتی ہے ۔ کما ورد قال معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَانَ لَہٗ مَالٌ وَلَمْ یُزَکِّ یُبَشِّرُہٗ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفُ مَلَکٍ بِالنَّارِ فَاِنْ مَاتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مُؤْمِنٌ کَانَ شَرِیْکَہٗ فِیْ دَمِہٖ وَبَعَثَ اللہُ اِلَیْہِ ثَمَانِیْنَ مَلَکًا یَکْتُبُوْنَ عَلَیْہِ الْخَطَایَا وَکُلَّمَا قَالَ یَارَبِّ یَقُوْلُ اللہُ احسو یا عاصی لو علمت مالک عندی من العقوبۃ لضحکت قلیلا ولبکیت کثیرا وقال علیؓ ان اللہ فرض فی اموال الاغنیاء اقوات الفقراء فما جاع فقیر الا بما منع غنی و الیہ سائلھم عن ذالک ۔ اسباب کی تحقیق میں بعض اہل معرفت نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے علم قدیم سے معلوم کیا کہ دُنیا میں اتنے فقیر ہیں اور دولتمندوں کو اسقدر مال عطا فرمایا کہ اگر یہ دولتمند ان فقیروں کا حق مطابق راستی ادا کریں تو رُوئے زمین پر کوئی فقیر یا مسکین بھوکا نہ رہے ۔ پس اگر کوئی شخص بھوک کے مارے مرجائے تو بالضرور مانعین زکوٰۃ اُس کے خون میں شریک ہو جائیں گے ۔ اس لئے کہ حق مساکین کو اُنہوں نے اُنسے دریغ کیا اگر وہ ان بیچاروں کی خبرگیری کرتے تو وہ عاجز بھوک کے صدمے سے نہ مرتے ۔ قال القسیری قدس سرہ الزکوٰۃ للابدان تطہیر والعصیان تکفیر الزکوٰۃ ضعیف وثوب المزکی علی التضعیف الزکوٰۃ حسن الاموال وذخر للمال لصاحبہا جنۃ واقلیۃ وثوابہا جنۃ باقیۃ وعطاء وافیۃ

فائدہ جلیلہ ۔ اے میرے بھائیو زکوٰۃ کا ایجاب تطہیر مال کے لئے ہے ۔ اور تطہیر دو قسم پر ہے ۔ جیسا کہ نجاست دو قسم پر ہوتی ہے ۔ ایک عینی جس کا ازالہ بتمامہ واجب ہے جیسے بول اور غائط اور خون اور خمر اگر کسی کپڑے یا بدن پر لگ جاویں ۔ تو جب تک اُس کا عین بدن یا کپڑے سے دُور نہ ہوگا ۔ تب تک وہ کپڑا اور بدن پاک نہ ہوگا ۔ بعضی نجاستیں اعتباری ہیں کہ اُس کے

بعض کا ازالہ طہارت بعض دوسرے کا موجب ہے جیسے کنوئیں کا پانی جو کسی حیوان صغیر یعنی چڑیا یا چوہے کے پڑ جانے سے پلید ہو جاتا ہے چند بوکے پانی کے نکلنے سے ماباقی پانی پاک ہو جاتا ہے۔ کذالک بعضے مال نجس العین ہے جیسے غصب کا مال اور زانیہ کی زنا کی اُجرت وغیرہ کہ ایسے مال کا ازالہ بتمامہ واجب ہے اگر ایسے مال سے زکوٰۃ یا صدقات دیا جائے تو باقی کا مال اصلاً و مطلقاً پاک نہیں ہو جاتا اور اسپر طہارت کا حکم نہیں دیا جاتا۔ اور بعضے مالوں کی نجاست اعتباری ہے اور وُہ مال حلال ہے جو حد نصاب کو پہونچا ہوا ہے۔ ہر چند اس مال میں بوجہ شرع تصرف جائز ہے لیکن اُسکا جمع کرنا اور اسمیں سے زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا اسکی محبّت پر دلالت کرتا ہے اور دُنیا کے مال کی محبّت معاصی اور خطایا کو مستلزم ہے۔ کما ورد حب الدنیا رأس کل خطیئۃ اور مال حلال اور طیب وہ مال ہے جو ان آلائشوں سے پاک ہووے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ مال حلال کونسا مال ہے فرمایا الحلال مالا یعصی اللہ ولا ینسی مال حلال وہ ہے جسکی موجودگی میں خدا تعالیٰ کی بیفرمانی نہ کیجاوے اور اُس مال کے حاصل کرنیکے وقت خدا تعالیٰ کو فراموش نہ کیا جاوے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ مال کسطرح حلال ہو جاتا ہے صاحب شریعت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آلودہ مال کا بعض یعنے ربع عشر راہ مولےٰ میں خرچ کرو تو تمہارے بقیّہ مال کے لئے ہم طہارت کا حکم کر دیتے ہیں جیسے کوئیں کا مسئلہ جو ایک چھوٹے جانور کے پڑنے اور مرنے سے کنوئیں کا تمام پانی نجس ہو جاتا ہے لیکن صاحب شریعت چالیس ڈلو پانی نکالنے سے اُس کنوئیں کی طہارت کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ سارے پانی کی نجاست ان چالیس بوکوں میں جمع ہو کر نکل گئی اور جو کچھ باقی رہا وہ وُہ پاک ہے اسی طرح آدمی کا مال تمامہ آلودہ ہے لیکن اس میں سے ربع عشر ادا کرنیکے بعد اسکی پاکی اور طہارت کا حکم دیا جاتا ہے اور شارع کہتا ہے تمام مال کی آلودگی اسی ربع عشر کے درمیان جمع ہے جب جمیع مال سے ربع عشر نکالا گیا اور فقراٗ اور مساکین اور دیگر مستحقین کو دیا گیا اُس کا باقی مال طیّب اور حلال ہو گیا۔

سوال۔ زکوٰۃ میں تعیین رُبع عشر میں کیا حکمت ہے؟

جواب۔ میں کہتا ہوں کہ رُبع عشر کل حکم میں حکماً و حقیقۃً ہو جیسا سر کا مسح مثلاً قیاس یہ چاہتا تھا کہ سارے سر کا مسح فرض ہووے۔ لیکن ربع پر شارع علیہ السلام نے اکتفا کیا۔

اس لئے کہ ربع کل کا حکم رکھتا ہے اور نجاست خفیفہ میں جب کپڑے کا۔ چوتھا حصہ پلید ہو جائے تو گویا اسکا کل پلید ہے۔ لیکن حقیقۃ مثلاً تم اگر کسی شخص کا مُنہ دیکھو تو تم کہتے ہو کہ بیشک میں نے اسکو دیکھ لیا ہے حالانکہ اسکے جہات اربعہ سے تمنے ایک جہت سے زیادہ نہیں دیکھا ہے صاحب شریعت کی کمال رأفت اور مہربانی ہے کہ تمہارے ربع عشر کو عشر کے درجہ تک پہونچایا اور پھر اس عشر کو عشر تک بلکہ ایک کو دس تک پہنچایا۔ کما ورد من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا۔ پس اے میرے بھائیو جب تم اپنے مال سے ربع عشر راہ مولے میں دوگے تو گویا تمنے اپنا سارا مال راہ خدا میں صرف کیا اور اس ذریعہ سے تمہارا مال پاک ہو جاویگا۔ اگر تم اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دوگے۔ تو تمہارا سارا مال نجس ہو جائیگا۔ وہ کسی وجہ سے پاک نہیں ہوگا۔ اور حضرت علماء نے کہا ہے کہ دُنیا کے مالوں کی نجاست عالم قیامت میں ظاہر ہو جاویگی۔ جیساکہ بعض کو اس مال پلید کیساتھ داغ دیا جاویگا۔ اور بعض کو سانپ اور بچھو بنکر زخم لگائیگا۔

روایت ہے۔ کہ دو عورتیں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں اور دونوں کے ہاتھوں میں طلائی کنگن پڑے ہُوئے تھے۔ جناب نے دیکھکر فرمایا کہ ان کنگنوں کی زکوٰۃ تمنے دیدی ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ کل آگ کے کنگن تمہارے ہاتھو نمیں پڑیں۔ اُن عورتوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا پس اس مال کی زکوٰۃ دے دو۔ ان عورتوں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی۔

حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک تمہارا روز قیامت کے میرے پاس آوے اور اُسکی گردن میں سانپ نے حلقہ کیا ہوا ہو۔ جب سر اُٹھائے تو اُس کے سر پر ایک ایسا زخم لگائے کہ وُہ فریاد کرتا ہُوا اور اغثنی اغثنی کہتا ہُوا کہے کہ میری فریاد کو پہونچو۔ ہر چند وُہ رووے پیٹے گا۔ اور میں اُس کے جواب میں کہونگا۔ لا املک من اللہ شیئاً۔ یعنے میں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا۔ اور تم کو اُسکے عذاب سے ڈرا دیا اور میں نے تم کو ادائے زکوٰۃ کی ترغیب دی تم نے میری ایک بات پر عمل نہ کیا اور دل کے کان سے میری بات کو نہ سُنا۔ اب اس بے فرمانی کا بدلہ پاؤ اور عذاب الٰہی کے صدمے اُٹھاؤ۔

حدیث۔ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے دل کی خوشی اور اپنے نفس کی رضامندی سے دیتا ہے۔ اور اسمیں اخلاص کی بھی

رعائت کرتا ہے یعنی اپنے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اسکی رضامندی کیوجہ سے دیتا ہے اُس بندے کو دُنیا کے آسمان میں سخی پڑھتے ہیں اور دوسرے آسمان میں جواد کہتے ہیں اور تیسرے آسمان میں معطی کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور چوتھے آسمان میں بارؒ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور پانچویں آسمان میں مطیع بُلاتے ہیں۔ اور چھٹے آسمان میں مبارک محفوظ علیہ کا خطاب دیتے ہیں ساتویں آسمان میں مغفور نام رکھتے ہیں۔ اور جو شخص حق سبحانہ وتعالیٰ کے حقوق کو ادا نہ کرے اور اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دیوے۔ اُسکو دُنیا کے زمین وآسمان میں بخیل اور دُوسرے آسمان میں لئیم اور تیسرے آسمان میں ممسک اور چوتھے آسمان میں ممقوت اور پانچویں آسمان میں آئس اور چھٹے آسمان میں متروع البرکۃ اور غیر محفوظ علیہ اور ساتویں آسمان میں مردود علیہ صَلوٰتُہٗ مَضْرُوْبَۃٌ عَلٰی وَجْھِہٖ کہتے ہیں :

حدیث رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یَا اَسْفٰی عَلَی الْاَغْنِیَآءِ قیامت کے دن فقرا جناب الٰہی میں عرض کریں گے الٰہی ان دولتمندوں نے ہمارے پر بڑے بڑے ظلم کئے ہیں۔ اور جتنے حقوق ہمارے اُن پر تھے بجملگی باطل کردئے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کا خطاب ان فقیروں کے جواب میں پہنچیگا فَوَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُعَذِّبَنَّھُمْ وَاُقَرِّبَنَّکُمْ اے میرے فقیرو مجکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں دولتمندوں کو بُعد کے عذاب میں مُبتلا کرونگا اور تمکو قرب کی بساط پر بٹھاؤنگا۔ اسی حدیث کے بموجب بعضے بزرگان دین نے فقر کو غنا پر ترجیح دی ہے اور اس راستہ کو بسلامت نزدیکتر سمجھا ہے۔ لیکن بزرگوں کی ایک جماعت نے اس آئت کریمہ کے لحاظ سے ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ اور اس حدیث کی تحقیق سے اَلصَّدَقَۃُ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ باطن کی آنکھوں سے مشاہدہ کرکے فرمایا ہے کہ غنا فقر پر یعنے دولتمندی ناداری پر ترجیح رکھتی ہے ان حضرات سے خصوصًا ابو العباس بن رضا ہمیشہ غنا کو فقیری پر ترجیح دیتے رہے اور شیخ جنید بغدادی قدس سرہ فقیری کو غنا پر ترجیح دیتے رہے :۔

لکھا ہے کہ ایکروز حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فقرا کی فضیلت اغنیا پر بیان فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ فقیر پانسو سال اغنیا سے پہلے بہشت میں جاویں گے۔ اور اغنیا ابھی حساب میں ہی مبتلا ہونگے۔ ابو العباس بن عطارؒ نے فرمایا ہے کہ دوست کے حساب میں رہنا بہشت کی مشغولی سے خوشتر ہے۔ اگرچہ فقیر بہشت کی نعمتوں میں مشغول ہے

اور دولتمند دوست کی معائنہ کی لذت میں مصروف ہے۔ لیکن دوست کے رُوبرُو بات چیت کرنی اگرچہ باعتاب ہو غیر کے اشتغال سے فاضلتر ہے۔ شیخ جنید رضؓ نے فرمایا ہاں اگر دولتمندوں کو عتاب کے خطاب کی لذت ہے تو فقیروں کے لئے جناب الٰہی سے عذرخواہی ہوگی اور لذت عذر کی عتاب کی لذت سے کئی درجہ بڑھکر ہے۔ اسواسطے کہ عتاب دشمن اور دوست کیساتھ کرتے ہیں لیکن سوائے دوستوں کے دوسروں کی عذرخواہی نہیں کرتے۔ کما ورد حدیث میں آیا ہے لِيَجْمَعُ اللهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْفُقَرَاءُ عَلٰى صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيَقُوْلُ مَا ذَبَيْتُ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا مَهَانَةً وَاِنَّمَا ذَبَيْتُ كَرَامَةً لَّكُمْ جیسے دوست باہم ملکر ایکدوسرے کی عذرخواہی کرتے ہیں ویسا ہی حق سبحانہٗ وتعالےٰ قیامت کے دن فقیروں کی عذرخواہی کریگا اور فرمائیگا اے میرے فقیرو اگرچہ میں نے دُنیا کو تمہارے سے ہٹا رکھا تھا۔ تو یہ میرا یہ امر تمہاری خواری کے لئے نہ تھا بلکہ میں نے تمہارے دین اور دُنیا کی اصلاح اسی میں دیکھی۔ اب اُس درد اور بلا اور فاقہ اور ابتلا کا بدلہ یہ ہے کہ میں نے اپنے خزانے تم کو عطا کئے۔ اور اس دار البقا میں ابدی بادشاہی کا تاج تمہارے سر پر رکھکر اور اپنی رضامندی کے تخت پر بٹھا کر اپنے دیدار فیض بار اور لقاء سے تمکو مخصوص فرمایا ٭

روایت لکھا ہے کہ دولتمندوں کی ایک جماعت جو مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا کے سرمایہ سے تونگر تھی بحکم فرمان وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ۔ بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ مصمم کیا۔ اور اپنے گھربار اور آل اولاد سے رخصت ہوکر دور و دراز سفر کے میدان میں قدم رکھا اور فقیروں کی ایک جماعت نے بھی وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ کے اشارہ سے آستان دولت کے طواف کا ارادہ کرکے بے زاد و راحلہ توکل کے مرکب پر سوار ہوکر اس میدان فراخ میں قدم رکھا۔ جیسا کہ کمال خجندی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ بیت

زطوف بردر و دیوار کعبہ است مراد	کہ عاشق از در و دیوار یار می طلبد

راستے میں اتفاقاً یہ دونوں جماعتیں آپسمیں ٹکرؔ پڑیں۔ دولتمندوں نے کہا کہ اے بھائی فقیرو ہم تو بلائے گئے ہیں اور تم اس دعوت سے چھوڑے گئے ہو۔ اس دعوت کا مقصود ہماری جماعت ہے اور تم لوگ محض طفیلی ہو۔ اور مقصودی طفیلی پر کئی وجہ سے ترجیح رکھتا ہے فقیروں نے کہا اے دولتمندو تم بخوبی جانتے ہو اور اس فقرہ کو بخوبی ملنتے ہو کہ میزبان یعنے صاحب دعوت طفیلیوں کو مہمانوں سے زیادہ جانتے ہیں اور اُن کی خاطراو

تواضع زیادہ کرتے ہیں اور تمکو اس حج میں بحکم وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ حضرت خلیل اللہ نے بلایا ہے اور مسکینوں کی جماعت کو بحکم فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ خداوند جلیل جلالہ نے بلایا وَدَعْوَۃُ الْجَلِیْلِ اَفْضَلُ مِنْ دَعْوَۃِ الْخَلِیْلِ۔

روایت۔ اسیطرح لکھا ہے کہ ایکروز ایک دولتمند ایک فقیر مفلس کیساتھ مناظرہ کررہا تھا۔ لیکن وہ فقیر از رُوئے استدلال کے سبقت کا گیند لیجاتا تھا۔ اور دولتمند نے اپنی دولت کے گھمنڈ سے بات کو اسدرجہ تک پہنچایا اور کہا اِنَّ اللّٰہَ اَسْتَقْرَضَ مِنَّا یعنے حقتعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ کما ورد مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا اور تم اس دولت سے محروم ہو اُس درویش نے کہا خداتعالیٰ تم سے ہمارے ہی لئے قرضہ مانگتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ضرورت کے وقت دوست اور دشمن اور آشنا و بیگانہ سے قرض لیا جاتا ہے۔ لیکن سوائے کسی عزیز دوست کی ضرورت کے وقت کسی سے قرضہ نہیں لیتے ہیں۔ کیا ہمارے اچھے نصیب ہیں کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہمارے لئے قرضہ مانگتا ہے۔ تمہارے کمال بخل اور ہمت کی پستی پر افسوس ہے۔ اگر تمکو عقل اور انصاف یاد ہوتا۔ تو تم قرضہ مانگنے سے پہلے ہی جناب الٰہی میں بھیجدیتے اور استقراض تک نوبت نہ پہنچتی اور قرضہ کا نام درمیان میں نہ آتا۔ لکھا ہے کہ حقتعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کیطرف وحی کی۔ کہ اے موسےٰ میں اپنے بندوں پر چار باتوں کا شاکی ہوں۔ اور میں تمکو ان باتوں سے آگاہ کرتا ہوں۔ **اوّل** یہ ہے کہ میں نے اپنے کمال فضل سے مال اور تمتعات سے انعام فرمایا۔ اور ان کو مفلسی اور ناداری کے دائرہ سے نکالکر دولتمند بنایا اور میں اُنسے تھوڑا سا بطور قرضہ کے مانگتا ہوں وہ میرے ساتھ بخیلی کرتے ہیں اور مجھکو نہیں دیتے ہیں۔ **دوم** یہ ہے کہ میں انکو دشمنوں سے ڈراتا رہتا ہوں وہ اُن سے نہیں ڈرتے۔ **سوم** یہ ہے کہ میں اُن کو بہشت کیطرف بلاتا ہوں وہ میری بات کو قبول نہیں کرتے۔ **چہارم** یہ ہے کہ ان کو دوزخ سے منع کرتا ہوں اور سُناتا ہوں کہ یہ عمداً اپنے تئیں دوزخ میں ڈالتے ہیں۔

رجعنا الےٰ مباحث الزکوٰۃ۔ **روایت ہے**۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ دولتمندوں کو خطاب ہوگا۔ کیف انفقتم اموالکم اے دولتمندو تم نے اپنے مال کو کسطرح خرچ کیا اور فقیروں کو کہا جاویگا کیف امضیتم احوالکم۔ اے میرے فقیرو کسطرح تمہارے اوقات بسر ہوتے رہے تمام جہان اس سوال کے ضمن میں اغنیاء کی تادیب سمجھتا ہے۔ اور اس خطاب کے مضمون سے بارگاہ

ایزدی میں درویشوں کی تقریب جانتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دولتمندوں کے حق میں فرمایا منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرہ یعنے تم میں سے بعض دنیا کو چاہتے ہیں اور بعضے آخرت کے طالب ہیں۔ دُنیا کو چاہنے والے تو دولتمند ہیں جو ہمیشہ اسی دولت کے فکر میں رہتے ہیں اور آخرت کے چاہنیوالے فقیر اُداس ہیں جو تعلقات دنیویہ سے دست بردار ہو کر اپنے اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔ کما قال یریدون وجھی یعنی فقیر خدا تعالیٰ کی طلب میں رہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے پاس کوئی چیز نہیں جو انہوں نے خدا تعالیٰ سے روک رکھی۔ اور جو تعلقات کہ درمیان بندے اور اللہ کے حجاب ہو جاتے ہیں حضرات فقراء اس سے تہیدست ہیں جیسے سر دفتر اہل تجرید فریدالدین عطار نے فرمایا ہے

فقر را بخویشتن باید شدن	نفس خود را راہزن باید شدن
تو بدو نزدیک نزدیکی ولیک	دُور دُور از خویشتن باید شدن
بُت بود در راہِ او ہر چہ نہ اوست	در رہِ او بُت شکن باید شدن
دوست چون ہرگز نیاید در وطن	عاشقان را بیوطن باید شدن
در رہِ عشقش بامید وصال	خاکپائے تن بتن باید شدن
ہمچو لالہ غرقۂ خونِ جگر	زندہ در زیر کفن باید شدن

حدیث۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ صدقات کو قبول کرتا ہے اور اس کو اپنی قدرت کے دائیں ہاتھ میں رکھکر اسکی تربیت کرتا ہے۔ جیسے کوئی کرہ یعنے بچھیر الیکر پالتا ہے۔ یہانتک کہ وہ دو تین سال کے بعد بڑا گھوڑا ہو جاتا ہے کذلک حق تعالےٰ ایک لقمہ یا ایک خرما جو راہ مولےٰ میں صدقہ کیا جاتا ہے۔ اُس کو ایسی تربیت دیتا ہے کہ قیامت کے مانند کوہ احد کے ہو کر اس بندے مصدق کے حسنات کے پلہ پر رکھا جائیگا اور اس کے بوجہ سے حسنات کا پلہ سیئات کے پلہ سے ترجیح پا جائیگا +

سوال۔ کیا حکمت ہے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ دولتمندوں کے مالوں کی میل اور چرک باوجود نجاست حکمی کے قبول کرتا ہے۔ اور بذات مقدس خود اس نجاست کی مباشرت کرتا ہے کما قال یاخذ الصدقات +

جواب۔ صدقات اور خیرات کے اخذ سے مقصود اور بندوں کے مالونکی اوساخ یعنی میل اور چرک لینے سے اصلی مطلب یہ ہے کہ بہشت کا بُستان اس کھات کے پڑنے سے عمارت پذیر

ہو جائے جیسے دہقان آدمی اپنے کھیتوں میں حیوانات کے گوبر اور نجاست غلیظ جو سب نجاسات سے زیادہ مکروہ ہے۔ کھاد ڈال کر اپنی زراعات کو تربیت کرتے ہیں اور وہ کھاد اشجار اور اثمار وغیرہ کی نضارت اور بہجت کا باعث اور سبب ہو جاتا ہے۔ کذالک ہمارے مالو نکی اوساخ یعنے زکوٰۃ نیز باغستان جنت کی نضارت اور ترو تازگی کا سبب ہو جاتا ہے۔ اس میری تقریر کے ثبوت کے لئے یہی نظیر کافی ہے کہ روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ قربانی کے جانور کا خون جو پلید ہے پہلے اُس سے کہ زمین پر پڑے قبول الٰہی کے قبضہ میں قرار پکڑتا ہے۔ اور اسیطرح شہیدوں کا خون اور گنہگاروں کی آنکھوں کے آنسو وہ بھی زمین پر گرنے سے پہلے حق سبحانہ و تعالیٰ کے قبول کے قبضہ میں پڑتا ہے +

اور بعض علما کہتے ہیں کہ آدمی کا مال زکوٰۃ دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ گویا کہ تمام مال کی نجاست اس صدقہ میں جمع ہو جاتی ہے۔ جو فقیروں کو دیا جاتا ہے۔ اور بعد ادائے زکوٰۃ کے جو مال باقی رہتا ہے پاک ہی۔ جیساکہ پلید کنوئیں کے پاک ہونیمیں عنقریب میں نے بیان کیا ہے۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ وہ مطروح پانی یعنے جو پانی شرط طہارت پر کنوئیں سے نکالا جائے۔ وُہ پانی کسی وجہ سے پاک نہیں ہوتا۔ اور فیما نحن میں صدقہ جب فقیروں کے ہاتھ پر پہونچا۔ اُسیوقت فقیروں کے ہاتھ کی برکت سے وُہ پاک ہو جاتا ہے +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو زکوٰۃ کے فضائل اور اُسکی تمام عبادات پر ترجیح کے باب میں حضرات علمانے اپنی اپنی تصانیف میں حکایات اور اشارات وارد کئے ہیں ازانجملہ راقم آثم مسکین فخر الدین چند اشارات اور کمالات اس مختصر میں ہدیہ سامعین و ناظرین کرتا ہی تم اُن کو بسمع قبول تلقی فرماؤ +

اشارت۔ اہل حق کی رائے روشن پر مجلی ہو کہ نماز اور روزہ اور حج کا حسن اور خوبی شریعت کی دلیلوں سے معلوم ہے۔ فقط + اور زکوٰۃ کا حسن و خوبی شرعاً و عقلاً ثابت ہی: ترجیح کیوجہ۔ مثلاً نماز اُسوقت کامل و معتمد بہا ہوتی ہے کہ اُسکو کامل طور پر ادا کیا جائے اور اپنے افضل وقت میں گذاری جاوے۔ اور زکوٰۃ۔ اور زکوٰۃ کے واسطے کوئی وقت مقرر نہیں اور نہ کوئی حد کمال کی معین ہے +

پہلی دلیل جو کچھ قلیلا کان او کثیرا قبل حولان الحول کان او بعدہا دیا جائے یجوز جائز ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے اگر کوئی شخص مثلاً نماز کو حالت اختیاری میں کعبہ شریف کی جہت

کیطرف متوجہ ہوکر نہ گذارے اُسکی نماز درست نہیں بلکہ حضرات علمائنے اُس کے کفر کا فتوےٰ دیا ہے۔ اور کافر اور غنی یا اپنے باپ یا فرزند کو زکوٰۃ دینی شریعت حقہ میں جائز نہیں جیسا نماز بے جہت کعبہ جائز نہیں۔ اگر عمداً بغیر جہت کعبہ نماز گذاری جاوے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اور اگر قصداً کافر یا غنی کو یا والد اور ولد کو زکوٰۃ دے تو آدمی زکوٰۃ دینے والا کافر بلکہ آثم بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ثواب دیا جاویگا ؛

تیسری دلیل۔ اگر کوئی شخص اپنی نماز پر زیادتی کرے یا چار کی پانچ یا تین کی چار۔ یا دو کی تین کردے تو بعض صورتوں میں فاسد ہو جاتی ہے۔ اگر زکوٰۃ پر زیادتی کرے۔ مثلاً پانچ روپے کے بدلے چھ روپے دیدے تو من ای وجوہ کان جائز ہے بلکہ مثاب ہے ؛

چوتھی دلیل۔ اگر کوئی شخص مقلد یا غیر مقلد نماز لوگوں کے دکھلانے اور ریا کاری کے واسطے پڑھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ لوگوں کے دکھانے اور ناموس بڑھانے کے لئے دے تو کافر نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض فوائد کو فائز ہوتا ہے ؛ **نکتہ** یہاں ایک نکتہ ہے۔ کہ زکوٰۃ اگرچہ ریاکاری کی نظر سے دیجاوے۔ تمکو کفر سے نگاہ رکھتی ہے۔ قیامت کے دن اگرچہ تو محق ہے کیا تجھے دوزخ کی آگ سے نہ بچائے گی؟

پانچویں دلیل۔ تمام امورات شرعیہ میں دل کا حضور شرط ہے۔ اور زکوٰۃ میں اگر تیرا دل حاضر ہووے یا نہ ہووے کوئی مضائقہ نہیں۔ اسجگہ فقیروں کے دل کی خوشی اعتبار رکھتی ہے۔ اور انکی دُعا ثمرہ دیتی ہے ؛ **قطعہ**

بکوش تا دلِ صاحبدلے بدست آری	کہ ہیچ طاعت مقبول نیست نکو تر نیست
ہزار سال بصوم وصلوٰۃ گر گذرد	بیک نفس کہ دلے خوش کنی برابر نیست

حکایت حضرت نور اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے دوستوں میں سے دو بھائی تھے۔ بطور تجارت کے کہیں چلے گئے۔ اتفاقاً ایک سائل نے آکر سوال کیا ان دونوں میں سے ایک نے انکار کیا۔ اور دُوسرے نے اُسکی حاجت روائی کی۔ کچھ مدت کے بعد میں نے سُنا کہ رہزنوں نے اُنپر یورش کر کے اُنکا مال ومتاع لوٹ لیا۔ از انجملہ ایک چور نے ایک بھائی کا مال تمامہ واپس دیا۔ اور زاں بعد ظاہر کیا کہ میں وہی درویش ہوں کہ فلانی جگہ فلانے وقت تمہارے پاس آکر سوال کیا تھا۔ اُس تیرے بھائی نے زکوٰۃ اور صدقات سے محروم رکھا۔ اور تو نے خدا سے ڈر کر میری حاجت روائی کی۔ اب اسکی سزا یہی ہے۔ کہ

آج ہم اسکو اسی کے مال سے محروم کریں اور تجکو مال دیکر ممتاز کریں۔ تو اپنا مال سنبھال لے اس لئے کہ نیکو کاروں کی جزا ایسی ہوا کرتی ہے۔ اہل اشارت کہتے ہیں ھذا معاملۃ السارق فکیف معاملۃ الخالق صاحبان کرم اور سخاوت کے کہتے ہیں۔ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ تیرے مال سے جو تو نے اپنے کسب سے کمایا ہووے تیرے سے مانگے اور تو خساثت کیوجہ سے نہ دیوے تو تیرے جیسا لئیم اور بےمروّت کوئی شخص نہوگا۔ اب غور کی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ جو کچھ مال اور منال اور صحت اور عافیت جان اور تن اور روح وروان کی تازگی جو تو رکھتا ہے۔ سب کچھ اُس پاک ذات کے لطف اور کرم اور بخشش سے ہے اب وہ نہائت بندہ نوازی کیوجہ سے اپنے دئے ہوئے مال سے بطور قرضہ کے مانگتا ہے۔ کما ورد مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور تو باوجود قدرت اور استطاعت کے تقصیر کرتا ہے اور بخیلی کرتا ہے۔ دیکھ کہ تجھ سے بڑھکر کون زیادہ لئیمی کرتا ہے

حکایت۔ اہل تواریخ نقل کرتے ہیں کہ سُلطان سنجر کے خاصوں کی ایک جماعت مخالفوں کے ہاتھ میں اسیر ہوگئی اور ان کی خلاصی سوائے ادائے فدیہ کے ممکن نہ تھی اور اتفاقاً بادشاہی خزانہ میں اُسوقت روپیہ موجود نہ تھا۔ بادشاہ نے بحسب ضرورت شہر کے دولتمندوں سے بطور استقراض امداد چاہی اور ہر ایک دولتمند کے نام فرمان جاری ہوئے۔ ازانجملہ ایک اہل مروت کے نام بیست ہزار دینار کا پروانہ جاری ہوا۔ جب اُس دولتمند نے اپنے مال موجودہ کا حساب سمجھا تو مال کثیر اُسکی نظر میں آیا اور اپنے دلمیں کہا کہ جس روز سے میں مردمی کے بازار میں بیٹھا ہوں۔ ابتدا میں چار دینار میرا راس المال تھا۔ آج میں چالیس ہزار دینار کا مالک ہوں۔ اور یہ سب کچھ منعم حقیقی کی عنائت اور سلطان سنجر کی حمائت سے ہے اگر آج میرا عادل بادشاہ جس کے سایہ میں مَیں نے یہ دولت کمائی ہے۔ میرے سے بیست ہزار دینار مانگتا ہے اُسکا بڑا احسان ہے اب مجھ پر بڑی رغبت اور خواہش سے طوعاً زر مطلوبہ اُسکے خزانہ میں بھیجدینی واجب ہے۔ کسی نے یہ بات سنجر تک پہنچادی۔ سلطان ممدوح اس بات کو سُنکر بہت رویا۔ اور کہا وہ شخص جو اس دولت کو میری حمائت کی برکت سے تصور کرتا ہے اور میری شکر گذاری اسطور پر بجا لاتا ہے اُس سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا عقل سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اُس پُرتاثیر بات کی برکت سے اُسکا دل ایسا نرم ہوگیا کہ اُس نے اپنی جملہ عایا سے اُس تکلیف کو معاف اور دور کردیا۔ اور وہ پروانے جو اُن کے نام جاری ہو چکے تھے سب کو باطل کردیا ٭

نکتہ۔ جب سلطان سنجر اپنی شکر گذاری اور فرمانبرداری کے عوض میں دیوانی مطالبات اس منصف سے بلکہ تمامی رعایا سے ہٹا دیتا ہے۔ اگر خداوند حق سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری اور اس کے حکم کی فرمانبرداری اپنے بندے سے شیطانی مطالبات اور نفسانی مطالبات ہٹا دیوے اور اس کو اپنی نظر عنائت سے مخصوص کر لیوے۔ تو اس کے کرم اور فضل سے کیا عجب ہے +

مؤلف۔ اے میرے بھائیو تم دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے باوجود اس قدرت کے اپنے بندوں کو زکوٰۃ کا حکم فرما کر کیسی رفق اور لطافت کیساتھ اپنے بندوں سے قرضہ مانگا ہے۔ کما ورد فی مَنْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا اور دوسری آئت میں اس پہلی آیت سے زیادہ لطافت کیساتھ فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا اور ان سے قرضہ بھی انہی کے بھائیوں کے لئے مانگتا ہے۔ اور اس قرضہ کے لینے میں اُسکو کچھ اپنا ذاتی فائدہ نہیں۔ جو لوگ عاقبت اندیش اور عزیم شناس ہیں ایسے سودا کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارا مالک جسکی رحمت سے ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے اور اسیکا ادا کیا ہوا ہے۔ جب وہ ہمارے سے بطور قرضہ کے مانگتا ہے تو ہمکو واجب ہے کہ ہم نہائت خوشی سے ایک کے بدلے دس دینے کو طیار ہو جائیں اور بخیلی اور لئیمی کو اپنے نزدیک آنے ندیں۔ جیسا کہ شیخ یحیےٰ معاذ نے فرمایا عجبت لمن یبقی لہ المال ورب العرش یستقرض لہ یعنے جس شخص کے مال اسباب موجود ہوا اور مالک عرش کا اس سے بطور قرضہ مانگے اور وہ نہ دے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنے محبوب حقیقی کی محبت نہیں۔ ہم نے مجازی عاشقوں کا حال متقدمین کی تصنیفات سے معلوم کیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے محبوب مجازی کی محبّت میں مال اور جان سب کچھ دیدیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ دولتمند فرعون اور شدّاد اور نمرود کی پس ماندہ کا اپنے منعم حقیقی سے دریغ کرتے ہیں۔ بلکہ اسکو بطور قرضہ کے بھی نہیں دیتے +

نقل ہے کہ جب آیۃ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی۔ تو مخاص بن حازنے کہا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء حیث استقرض عنا حقتعالیٰ نے یہ آئت اس کافر کے جواب میں بھیجی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَاءُ اس باب میں اہل اشارت نے ایک نکتہ کہا ہے کہ ایک کافر نے حضرت احدیت جل جلالہ کو ایک بار فقیر کہا حقتعالیٰ نے اپنی قدرت کے کانوں سے اس کافر کی بات کو سن لیا اور اپنی سمع سے خبر بھیجی۔

جو مومن کہ از رُوئے اعتقاد اور خلوص نیت کئی سال اپنے مالک ذوالجلال کو غنی کے نام سے پکارتا ہو اور اپنے تئیں بحکم انّ اللہ غنیٌّ وانتم الفقراء فقیر اور مسکین سمجھتا رہا ہو۔ اگر اُسکی دُعا سُن لیوے اور اسکی زاری اور رونا قبول کر لیوے تو اُس کے کرم و لطف سے عجب نہیں ✦

اشارت - میں نے ایک عارف سے سُنا کہ وُہ کہہ رہا تھا۔ الٰھی سماک فقیراً وسمّیناً نحن غنیاً ولا یقع الجمع بیننا وبینھم فی القول فنرجوا ان لا یقع الجمع بیننا وبینھم فی النار یعنے الٰہی تیرے دشمنوں نے تجھ کو فقیر کہا ہے۔ اور ہم لوگوں نے تجکو غنی پڑھا ہے آج دُنیا کے عالم میں ہم اُن کے قول کے قرین نہیں ہیں۔ یعنے ہمارے اور ان کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ کل یعنے قیامت کے دن ہمکو اپنے کرم سے اُن کیساتھ دوزخ میں قرین ہونیسے بچا لیجیو ✦

نقل ہے کہ شیخ جنید بغدادی قدس اللہ روحہٗ نے حضرت شاہ مردان اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہ کو خواب میں دیکھا۔ حضرت شاہ رضؓ نے اس سے سوال فرمایا۔ یا جنید ما احسن الشئ عندک اے جنید تم اولیاؤں کے نزدیک کیا چیز اچھی ہے۔ میں نے عرض کیا تواضع الغنی الفقیر رجاء لثواب اللہ تعالیٰ۔ دولتمندوں کو فقیر و ں کی تواضع اور فروتنی کرنی بامید ثواب ہمارے نزدیک سب چیزوں سے بہتر ہے۔ حضرت شاہ مردان نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب چیزوں سے یہ بہتر ہے وھو تکبیر الفقیر علی الغنی بتوکلہ علی اللہ تعالیٰ اور وہ بڑائی کرنی ہے فقیر کی غنی پر بوجہ توکل اُس کے کے اللہ تعالیٰ پر اور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کو زکوٰۃ کے ساتھ مقترن فرمایا۔ بسبب اتصال صلوٰۃ و زکوٰۃ کے جیسا کہ جابجا قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ قائم کیا انہوں نے نماز کو اور ادا کیا زکوٰۃ کو اور یہ دونوں طاعت اصلی ہیں ایک لازمی یعنے نماز کہ ثواب اسکا مصلے کو ہے۔ دوسری متعدی یعنے زکوٰۃ کہ فائدہ اسکا غیر کو ہے اور ثواب زکوٰۃ دینے والے کو۔ اور جگہ ارشاد ہُوا اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ برپا کرو تم نماز کو اور دو تم زکوٰۃ اور جگہ فرمایا۔ وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ اور کہو آدمیوں کے حق میں نیک بات اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ۔ اسیطرح سے متعدد مقامات پر قرآن مجید میں حق سبحانہ وتعالیٰ نماز کیساتھ ہی ذکر زکوٰۃ کا فرمایا۔ اگر یہ دو گوہر بے بہا یکسان و برابر نہ ہوتے۔ قرآن مجید میں متعدد جا مسلسل منسلک نہوتے جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوا خمسکم وصوموا بیت ربکم وصوموا

تشہوکم واغتسلوا من جنابتکم واتوا الزکوٰۃ مالکم طیبۃ بہا انفسکم وادخلوا جنۃ ربکم ط یعنی
پانچوں وقت کی فریضہ نماز ادا کرو اور اپنے پروردگار کے گھر میں یعنے کعبہ شریف کا حج ادا کرو
اور ماہ رمضان کے روزے رکھو غسل جنابت کرو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو اپنی خوشی نفس سے
یعنے غیر جبر و قہر سے اپنے پروردگار کے باغوں بہشت میں داخل ہو۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ اپنے مالونکی محافظت کرو اداے زکوٰۃ سے
جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالیگا۔ زر نقد ہو یا سونا چاندی ہو یا مال تجارتی نامی ہو بعد سال بھر
کے حساب کر کے دسویں حصّے کی چوتھائی یعنے سو روپیہ میں اڑھائی روپیہ محتاجوں غریبوں کو
راہ خدا میں دیگا۔ اُس کے مال کو حافظ حقیقی جملہ آفات سے محفوظ رکھیگا۔ جب سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم نے زبان فیض ترجمان سے یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ ایک نصرانی کے کان
تک پہنچی۔ اور اُس نے اس حدیث کو سُنا جسقدر مال اُس کے گھر میں تھا سب کی زکوٰۃ نکالی
اور مستحقوں کو دیدی۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے مذہب و ملت میں زکوٰۃ دینا واجب
نہیں تمنے کیوں اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی۔ اُس نے کہا کہ میں پیغمبر خدا کے سچے قول کے
ہونیکی آزمائش کرتا ہوں۔ میرا مال تجارتی ہے راہیں خطرناک ہیں۔ غیر ملکوں میں تری و خشکی
کی راہ سے جاتا ہے۔ وہاں سے فروخت ہوکر زر نقد آتا ہے۔ راہوں میں خرف و غرق ٹھگوں اور
چوروں کا خوف و ڈر ہے اگر میرا مال اس سال بخوف و خطر مع اصل و منافع مجکو پہنچ گیا تو
فہو المراد اس سے کیا بہتر۔ اگر میرا مال تلف ہوگیا اور راہ میں کوئی نقصان و صدمہ پہونچا۔
یا مال میں لوٹا ہوا شمشیر برہنہ کھینچکر رسول خدا کے پاس جاؤنگا اور اپنا مال تلف شدہ
اُنسے لونگا۔ اور اُن کی حدیث و قول کی تکذیب کرونگا۔ چند روز کے بعد اُس نصرانی کے پاس
خبر آئی کہ اُس کے مال کو ٹھگوں نے لوٹ لیا۔ اور غارت کر دیا۔ وہ نصرانی مکّے میں رہتا تھا
جب اُس نے یہ حال پرملال سُنا۔ نہایت غیظ و غضب میں ہوا۔ اور اپنے ہم قوم کی ایک
جماعت کثیر کو جمع کر کے مسلح و ہتھیار باندھ آمادہ جنگ ہو کر سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم
کیجانب روانہ ہؤا۔ ہنوز مسجد نبوی کے قریب نہ پہنچا تھا۔ کہ اُس کے شریک اور گماشتے
کا خط پہونچا۔ کہ حسن اتفاق سے ہمارے اونٹ تھک کر راہ میں فلاں مقام پر رہ گئے تھے
اور قافلہ آگے بڑھ گیا تھا۔ اُسکو ٹھگوں اور رہزنوں نے لوٹ لیا اور غارت کر دیا۔ اور ہم مع
مال و اسباب خدا کے فضل و عنایت سے بچ گئے۔ اور مال صحیح و سالم مقام مقصود میں پہنچگیا۔

تم اطمینان خاطر رکھنا - جونہی یہ خبر اُس نصرانی نے سُنی بہت خوش ہُوا - اور ہتھیار کھول ڈالے اور اپنے ساتھیوں کو رخصت کردیا - اور فرحاں و شاداں خدمت بابرکت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا - آستانہ بوسی کی اور عرض کی - صدق رسول اللہ ووجب علے الاسلام سچ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور واجب ہے مجھپر اسلام لانا - یہ کہکر حضرت کے قدم مبارک پر اُس نے اپنا سر رکھدیا اور مشرف باسلام ہُوا - اور ہر سال اپنے مالکی زکوٰۃ دینے لگا - اور حق سبحانہ و تعالےٰ نے فرمایا قد افلح من تزکی نجات پا گیا وہ شخص جس نے مال کی زکوٰۃ دی - اور حضرت سرور کائنات علیہ التحیات نے فرمایا من ادے زکوٰۃ مالہ اعطاہ اللہ تعالیٰ بکل دانق مدینتہ فی الجنۃ فی کل مدینۃ سبعون قصرا فی کل قصر سبعون بیتاً فی کل بیت سبعون سریراً علے کل سریر سبعون فراشا غلظ کل فرش سبعون ذراعًا وعلیہا حور من العین ۔ جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ دے اللہ تعالےٰ اُس کو ہر رتی بھر مال کے بدلے جو اُسنے راہ خدا میں دیا ایک شہر جنّت میں عطا فرمائے اور ہر شہر میں ستّر محل ہوں اور ہر محل میں ستّر محلسرائیں ہوں اور ہر محلسرا میں ستّر تخت ہوں - اور ہر تخت پر ستّر بچھونے ہوں اور ہر فرش کی موٹائی ستّر گز کی ہو - اور اُسپر ایک حُور بڑی آنکھ والی بیٹھی ہو ؎

اے مومنو! یہ اجر و ثواب تمکو پہنچتا ہے - لیکن زکوٰۃ کا دینا نفس انسان پر نہائت سخت دشوار ہے پر مال اندک پر ثواب بیشمار ہے سو روپے میں اڑھائی روپیہ کا نکالنا سال بھر کے بعد دولتمندوں کو نہائت ناگوار ہے - شیطان ہزاروں مکر و حیلے تعلیم کرتا ہے اور منافع دنیوی و اُخروی کے حصول سے روکتا ہے - اور زکوٰۃ ایک امتحان ہے و آزمائش جناب باریتعالےٰ کے بندوں کے لئے جو لوگ دوستی کا دعوے کرتے ہیں اور محبّت ایزدی کا دم بھرتے ہیں اُن کے لئے کوئی نشان چاہئیے - اور مال بھی انسان کا محبوب ہے - اگر خدا تعالےٰ کی محبت میں انکا سچّا دعوےٰ ہے تو مال اُن کے نزدیک محبوب نہ ہوگا - اور جن لوگوں نے اس بھید کو پہچانا ہے وہ تین گروہ ہیں - **ایک صدیق** جو مال پاس رکھتے تھے راہ خدا میں صرف کر ڈالتے تھے - اور کہتے تھے دوسو روپے میں سے پانچ روپے خدا کی راہ میں دینا بخیلوں کا کام ہے - جیسا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل مال اپنا پیغمبر خدا صلعم کی خدمت میں لاکر حاضر کردیا - حضرت نے پوچھا کہ تم نے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا - عرض کی کہ خداوند عالم کو کہ وُہ کافی و رزّاق عالم ہے - **دوسرا فریق** جو آدھا مال راہ خدا میں

دمینکو لائے ۔ جیسے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اَے عمرؓ اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا ۔ انہوں نے عرض کی آدھامال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بینکما مابین کلتکما فرق وتفاوت مراتبؔ درجات تمہارے اور ابوبکر کے درمیان میں خود تمہارا قول ہے کہ انہوں نے کُل مال خیرات کردیا ۔ صرف ذات پاک رب العزت کو اہل وعیال کے لئے کفیل چھوڑا ۔ اور تم نے آدھا مال خیرات کیا اس سے تفاوت درجہ معلوم کرلو ۔ تیسرا گروہ ضعیف دل تھا کہ سو روپے سے پانچ روپے دیئے اور زیادہ اس سے نہ دے سکے ۔ اور اس دینے سے درویشوں اور محتاجوں پر احسان رکھا اور یہ تیسرے درجہ کے لوگ ہیں ۔ جو اسقدر بھی نہ دے سکیں وہ خداتعالیٰ کی دوستی اور محبتؔ سے بے نصیب ہیں ✦ اب آداب زکوٰۃ سُننا چاہئے ۔ حجۃ الاسلام امام محمدؒ غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے ۔ جو کوئی اپنی عبادت کو زندہ رکھنا چاہے کہ طاعت بے رُوح نہ ہو اور ثواب دوچند ہو ۔ اُسکو چاہئے کہ سات باتوں کو نگاہ رکھے ✦

ادب اوّلؔ یہ کہ ادائے زکوٰۃ میں جلدی کرے قبل سال تمام ہونیکے محتاجوں اور مستحقوں کو دیدے کہ اُسمیں تین فائدے ہیں ۔ ایک تو خوشی اور رغبت زکوٰۃ دینے والے کی پائی جاتی ہے ۔ بعد سال تمام کے مجبوری زکوٰۃ دیگا عذاب الہٰی کے ڈر سے نہ خداتعالیٰ کی محبتؔ اور دوستی سے ✦ دُوسرا فائدہ محتاجوں اور غریبوں کے دلوں کو خوش کرنا ہے جب اُنکو انتظار و امید کے پیشتر ملجائیگا ۔ حاجت برآری کرینگے ۔ اور خلوص دل سے زکوٰۃ دہندہ کے حق میں دعائے خیر وبرکت کریں گے کہ ان کو بلا تکلف ملا دُعا اُنکی مستجاب ہوگی ۔ زکوٰۃ دینے والے کو فائدہ و نفع ہوگا ✦ تیسرا فائدہ عوائق اور موانع سے بےخوف ہوجانا شاید تمامی سال پر کوئی ایسا حادثہ پیش آوے ۔ جس سے زکوٰۃ دینا رُک جائے اور نہ دیسکے ۔ اور اسکی خیر وبرکت سے محروم رہے ۔ ایک بزرگ حمامؔ میں گئے اُن کے دلمیں گذرا کہ یہ پیراہن کسی ننگے محتاج کو دیدینا چاہئے ۔ اُتار کر خادم کو دیا ۔ کہ کسی محتاج کو دیدے جب حمامؔ سے نکلے لوگوں نے کہا اسقدر عجلت پیراہن کے دینے میں کیا ضرور تھی ۔ اُنہوں نے کہا اس خیال سے میں نے جلدی کی اور خادم کو دیدیا شاید کہ شیطان راہزنی کرے ۔ اور اس امر خیر سے روکدے بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ مستحقوں اور مسکینوں کو چھپا کردے ۔ تاکہ ریا سے محفوظ رہے ۔ اور نیتؔ خالص ہو ۔ اور بدگمانی خلق کا خیال ہو تو ظاہر کرکے دے ۔

یہ بھی بہتر بات ہے مگر پوشیدہ دینے والے کا مرتبہ زیادہ ہے کہ وُہ زیر سایۂ عرش ہوگا ۔ چوتھی بات یہ ہے کہ احسان رکھنے اور ایذا دینے سے محتاجوں اور غریبوں کو زکوٰۃ کا ثواب نہ ضائع کرے کہ حق سبحانہ جلشانہٗ فرماتا ہے ولا تبطلوا صدقاتکم بالمنّ والاذیٰ اور نہ باطل کرو تم اپنے صدقوں کو احسان رکھنے اور تکلیف دینے سے بڑی حماقت اور بیوقوفی کی بات ہے کہ فرض خدا کا ادا کرے اور ثواب اُخروی کا ذخیرہ اپنے واسطے جمع کرے ۔ اور احسان ساکین پر رکھے ۔

پانچویں بات یہ ہے کہ جو مال حلال اور بہتر ہو زکوٰۃ کا روپیہ اسی مال سے دے کہ خدا تم فرماتا ہے ولستم باٰخذیه اور نہیں ہو تم اُس کے لینے والے ۔ خدائے تعالیٰ ایسی زکوٰۃ کو قبول نہیں فرماتا چھٹی بات یہ ہے کہ جو کچھ دیوے طیب نفس اور خوشی خاطر سے دے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایکدرہم راہ خدا میں خوشی سے دینا بہتر ہے ۔ اور ہزار دینار ناخوشی سے دینا مقبول نہیں ہے ۔ ساتویں بات یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ دے بنظر توہین وحقارت اُسکو نہ دیکھے اور اُس سے پہلے سلام کرنیکا امیدوار نہ رہے جیسے زکوٰۃ دینے والے کو ان ساتوں باتوں کا پاس ولحاظ رکھنا چاہئے ۔ ویسا ہی زکوٰۃ لینے والے کو سات آداب کا خیال رکھنا ضرور ہے ۔ اوّل ادب یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والے کو بلا ضرورت نہ لینا چاہئیے ۔ دُوسرا ادب یہ ہے کہ جو کچھ لیوے اُسکو خدائے تعالیٰ کیطرف سے جانے اور اُس کے فضائل واحسان کی شکرگذاری بجالاوے اور دینے والیکو صرف وسیلہ سمجھے اور خدائے تعالیٰ کا مسخر وفرمانبردار تصوّر کرے حق تعالیٰ اُس کے دلمیں اگر نہ ڈالتا تو وہ یہ مال صدقہ اُسکو کیوں دیتا ۔ لیکن شکر اسکا بھی کرے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ جس نے آدمیوں کا شکر نہ کیا جو اُس کے محسن ہیں اُسنے خدا کا شکر نہ کیا ۔ سمجھنا اور غور کرنا چاہئے ۔ خالق عالم اپنے بندوں کی شکرگذاری ومدح فرماتا ہے ۔ اگرچہ وُہ اُنکا اور اُن کے اعمال کا پیدا کرنیوالا ہے ۔ نعم العبد انه اوّاب انه کان صدیقا نبیًا ۔ اچھا بندہ ہے کہ رجوع لایا اور یقینی تھا وُہ سچا نبی ۔ تیسرا ادب یہ ہے کہ دینے والے کے حق میں دُعا کرے اور کہے طهّر الله قلبك فی قلوب الابرار وزکی عملك فی الاعمال الاخیار وصلّ الله روحك فی ارواح الشهداء ۔ پاک کرے اللہ تیرے دلکو نیکیوں کے دلوں کے ساتھ ۔ اور پاک کرے تیرے عمل کو اچھے لوگوں کے اعمال کیساتھ ۔ اور ملاوے اللہ تیری

روح کو شہیدوں کی روح کیساتھ ✤ چوتھا ادب یہ ہے کہ حرام کا مال نہ لے۔ جیسے سودی مال یا ظالم کا مال۔ پانچواں ادب یہ ہے کہ اگر اپنے سے زیادہ کسی کو محتاج و غریب دیکھے اُسکو بتادے اور زکوٰۃ دلاوے اور خود نہ لے۔ تاکہ اس آیۂ کریمہ کے تحت میں داخل ہو جاوے ویؤثرون علےٰ انفسھم تنگی کرتے ہیں اپنی ذاتوں پر ✤ ساتواں ادب یہ ہے کہ سوال وطلب نہ کرے تاکہ سائلوں کے وعید میں شامل نہو۔ اور جو لوگ کہ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے خداتعالیٰ نے اُن کے حق میں وعید کی یعنے اپنے عذاب سے ڈرایا اور فرمایا الّذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ○ یعنے جو لوگ کہ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں اُسکو خرچ نہیں کرتے۔ اور اُسکی زکوٰۃ نہیں نکالتے۔ اُن کو خوشخبری دیدو اے محمد مصطفےٰ عذاب دردناک کی کہ جس روز گرم کیا جائیگا وہ سونا اور چاندی آتش دوزخ میں پس داغدی جائینگی پیشانیاں اُن کی اور پہلو اُن کے اور پیٹھیں اُن کی۔ اور کہیں گے اُن سے فرشتے عذاب کے یہ وُہی تو ہے جسکو تمنے جمع کیا تھا اپنی ذاتوں کیواسطے آج چکھو مزہ اسکا جسکو تم دُنیا میں جمع کرتے رہے۔ اور اسکی محبت اور فکر حصول میں حلال و حرام میں امتیاز نہ کیا۔ حق سبحانہ جلّشانہ نے ذکر پیشانی و پہلو و پشت کا مخصوص فرمایا عذاب کے لئے۔ اسوجہ سے کہ جب ان کے پاس غریب و محتاج سائل آتا تھا۔ تیوری چڑھا لیتے تھے کہ یہ علامت غصہ و خفگی کی ہے اور پہلو پھیر کر دوسری طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور اسکی طرف پیٹھ پھیر لیتے تھے۔ سوال اُسکا سخت ناگوار گذرتا تھا۔ اللہ تم حکم فرمائیگا سیم و زر کو گرم کر کے ان تینوں اعضا کو اس کے داغ دیں ✤

اور فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مانع الزکوٰۃ فی النار یعنے زکوٰۃ دینے سے دُوسروں کو منع کرنیوالا وُہ بھی عذاب میں اُسکا شریک ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چارپائے گائے۔ بھینس بکری اُونٹ وغیرہ رکھتا ہو۔ اور اُسکی زکوٰۃ نہ نکالے۔ روز قیامت کے اللہ تعالیٰ اُنہی چارپایوں کو اُسپر مسلط اور مامور کریگا کہ اپنے اپنے سینگوں سے ماریں گے اور سموں اور کھروں سے اُسکو روندیں گے۔ جب تک تمام خلق کا حساب وکتاب ہو۔ اس عذاب دردناک میں مبتلا رہیں گے یہ اخبار صحیح مسلم شریف میں

مذکور ہے ❖

جاننا چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ دینا فرض عین ہے مسلمان آزاد بالغ عاقل پر جب کہ وُہ مالک نصاب کا ہو کہ وہ پچپن روپے رائج الوقت کے حساب سے ہوتے ہیں اور وہ روپئے نامی ہوں بڑھتے جائیں نفع وتجارت سے اور وہ روپئے حاجت اصلی سے زائد ہوں اور وہ شخص کسی کا قرضدار نہ ہو اور تمام سال اُسپر گذر جائے اسمیں سے زکوٰۃ دینا فرض ہے اور سال قمری شرط ہے بارہ مہینے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا۔ سال شمسی فصلی کا حساب نہیں ہے۔ کہ وہ تیسرے برس تیرہ مہینے کا ہوتا ہے۔ ایک مہینہ لوند کا زائد ہو جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ کافر اور لڑکے نابالغ اور مجنون اور قرضدار پر واجب نہیں ہے۔ اور زکوٰۃ عورتونکو زیور سونے چاندی اور لباس وپوشاک سے حساب کرکے نکالنا واجب ہے اور اگر اُس کا مالک مرد ہو تو اُسپر واجب ہے۔ اور اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کے مہر کا دو سو روپے کا دینْدار ہے۔ اور دو سو روپئے وُہی اُسکی ملک میں ہیں۔ اُسپر زکوٰۃ اُسکی واجب نہیں۔ مہر معجّل ہو خواہ مؤجل ہو اور سونے کی نصاب بیس مثقال ہے (مثقال ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ بیس مثقال کے نوّے ماشے ہوئے۔ جسکا ساڑھے سات تولہ ہوا) اسمیں سے نیم مثقال (یعنے سوا دو ماشے) نکالنا واجب ہے۔ اور دو سو روپے کی چاندی سے پانچروپے نکالنا واجب ہے۔ اور جو اسباب تجارتی ہو اور قیمت اسکی جب نصاب سونے یا چاندی کو پہنچی زکوٰۃ دے۔ اور تیس بیل وگاؤ میں سے ایک تبیعہ یعنے یکسالہ بچھڑا اور چالیس سے مسنّہ یعنے دوسالہ بچھڑا اُنسے بڑھ بیل گاؤ تک درست ہے۔ جب ساٹھ ہو جائیں تو دو تبیعہ واجب ہے۔ پس تیس گائے سے ایک تبیعہ اور ہر چالیس سے ایک مسنّہ واجب ہے اور وہ مسنّہ جو پورا دو برس سے زائد تیسرے برس میں شروع ہوا۔ اور بھینسیں گاؤں کے حکم میں ہیں اور بکریوں کی نصاب چالیس ہے ہر چالیس پیچھے۔ ایک بکری واجب ہے۔ اور ایکسو بیس میں دو اور دو سو میں تین اور چار سو میں چار بکریاں واجب ہیں پس ہر سینکڑے کا یہی حکم ہے۔ اور اونٹوں کی نصاب پانچ ہیں یعنے پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری واجب ہے۔ اور دس میں دو۔ اور پندرہ میں تین اور چوبیس میں چار بکریاں اور پچیس میں بنت مخاض کہ وہ یکسالہ بچہ ہوتا ہے۔ واجب ہے۔ اور گھوڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اسی پر فتوےٰ ہے ❖

اور مصرف زکوٰۃ کے جنکو زکوٰۃ دینا چاہیئے۔ وہ لوگ ہیں کہ حقتعالےٰ نے اُن کو قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم ہ صدقات اور زکوٰۃ انہیں کو دینا چاہیئے جو کہ فقیر ہیں اور مسکین ہیں اور زکوٰۃ کے تحصیل کرنیوالے ہیں اور مؤلفہ قلوب ہیں اور غلام ہیں اور قرضدار ہیں۔ اور خدا کی راہ میں ہیں اور مسافر ہیں یہ حکم اللہ ہی کیطرف سے واجب کیا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ للفقراء والمساکین مسکین اُسکو کہتے ہیں جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ اور فقیر اُسکو کہتے ہیں کہ اُس کے پاس تھوڑا سا کھانے کو ہے۔ اور امام شافعی رح کا قول اُس کے برعکس ہے۔ والعاملین علیھا محصل اور کارکن جو کہ صدقات و زکوٰۃ کی تحصیل کرنیکے لئے مامور ہیں۔ اُن کو بھی حصہ دینا چاہیئے۔ والمؤلفۃ قلوبھم مؤلفہ قلوب ایک گروہ کافروں سے تھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کو حصہ صدقات سے مرحمت فرماتے تھے اور وہ مسلمانوں کیساتھ ہو کر کافروں سے جنگ و مقابلہ کرتے تھے۔ زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بصلاح و مشورہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے نکالدیئے گئے۔ وفی الرقاب مکاتب کو دینا چاہیئے کہ اپنی قیمت مالک کو دیکر آزاد ہو جائے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ایکدرم دیکر مکاتب کی گردن چھوڑا دے وہ ایک غلام کے آزاد کرنیکا ثواب پائیگا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من یسر معسرًا یسر اللہ لہ جو کوئی کسی تنگدست مفلس کی حاجت کو روا کردے اور اسپر آسانی کردے اللہ تعالےٰ اُس کے کاموں کو آسان کردے۔ والغارمین یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے ذمے قرض ہے اور یہ اُسکی ادائی سے معذور ہیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی حُر کو آزاد کرے دیتے درحقیقت وہ کسی کا غلام نہیں مگر قرضے کے باعث سے مثل غلام کے کہیں جا نہیں سکتا، اُس کے بہشت میں داخل کرانے کا میں ضامن ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ص حُر کو کیونکر آزاد کریں۔ حضرت نے فرمایا اُسکا قرضہ چھوڑا دو۔ وفی سبیل اللہ اور خدا کی راہ میں۔ بعضوں کے نزدیک غازی اور مجاہدین کہ خدا کی راہ میں جانبازی کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اعان غازیا ولو بسوط فکانما بنی الکعبۃ سبعین مرۃ جس نے کسی غازی کی مدد کی ایک کوڑہ ہی دیکر پس گویا اُس نے کعبہ شریف کو

ستر بار بنایا +

اور بعضوں کے نزدیک عالم لوگ ہیں کہ اُن کے علم کے سبب سے دُنیا قائم ہے ولولا العلماء لہلک الجہلاء اگر عالم لوگ دنیا میں نہ ہوتے جاہل ہلاک ہو جاتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوام الدنیا بعلم العلماء قائم رہنا دُنیا کا عالموں کے علم کی برکت سے ہے۔ اسی لئے خرچ اور نفقہ اہل علم کا سب پر واجب ہے۔ اور ذخیرہ میں کہا ہے کہ نفقہ علماء کا شاگردوں اور متعلموں پر بقدر کافی ہونے اُن کے خرچ کے بیت المال سے دینا فرض ہے + اور بعضوں کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد حفاظ و قرآن خوان ہیں کہ اہل القرآن اہل اللہ ہ

خاص حدیث ہے اور کفایہ شعبی میں مذکور ہے کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ سے آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہر قاری قرآن کے لئے سال بھر میں دوسو دینار یا ہزار درم ہیں بیت المال سے دلینے اسقدر ان کو ملنا چاہئے۔ اور بعضوں کے نزدیک اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حج بیت اللہ کو جاویں۔ اُنکا مصارف اس سے دینا چاہئے کہ ایک مرد نے حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حج کے لئے نہیں جا سکتا۔ حضرت نے فرمایا تیرے پاس کچھ خرچ ہے اُس نے عرض کی تین درم ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص حج کو جاتا ہے اُسکو دیدے تجھکو حج مقبول کا ثواب ملیگا۔ وابن السبیل اور راہ کے چلنے والے اس سے مراد وہ مسافر ہیں جو راہ میں بسبب نہ ہونے زاد راہ کے کسی مقام میں عاجز و درماندہ ہوں اُن کو اسقدر دینا چاہئے کہ وہ اپنے وطن میں پہنچ جائیں۔ زکوٰۃ کا مال بنی ہاشم کو دینا روا نہیں ہے (بوجہ ان کی سیادت واحترام کے اور یہ خیرات و صدقات فضلہ ہو اُن کو دینا نہ چاہئے) جیسے حارث کی اولاد اور عباس کی اولاد ہے۔ یا اُن کے غلام لونڈی ہیں اور اپنے اصل و فرع کو یعنے باپ دادا پردادا اور بیٹے پوتے۔ پرپوتے کو۔ اور اپنے غلام کو اور دولتمند آدمی کو زکوٰۃ دینا نہ چاہئے۔ اور کفن دینا اور مسجد و پل بنانا بھی درست نہیں مال زکوٰۃ سے +

جاننا چاہئے کہ تلاش کرنا ایسے لوگوں کو جن کے دینے میں اجر و ثواب زیادہ ہو مستحب ہے پہلے چاہئے کہ پارسا اور متقی آدمی کو ڈھونڈ کر دے کہ اسمیں بڑا ثواب ہے۔ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اطعموا طعامکم الاتقیاء اپنے کھانے سے پرہیزگار لوگوں کو

کھانا کھلاؤ کہ ان کو قوت اور طاقت طاعت اور عبادت پر ہو۔ اور ثواب میں اُسکا شریک ہو ایک بزرگ اپنے مال کی زکوٰۃ بجز صُوفیوں کے اور کسی کو نہ دیتے تھے۔ لوگوں نے اُسکی وجہ پوچھی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ صُوفیوں کی ہمّت سوائے طلب حق کے اَور کچھ نہیں ہے اور جب اُن کو حاجت ہوئی تو اندیشہ اُن کا پراگندہ ہُوا۔ اور میں ایسے ایک دل کو جو طالب حق ہو حضور الٰہی میں لیجاؤں ویسے سَو دِل سے بہتر جانتا ہوں۔ جنکی ہمت طلب دُنیا ہو۔ یہ بات اُس بزرگ کی حضرت خواجہ جُنید بغدادی قدس سرہٗ نے سُنی۔ تو ارشاد کیا کہ یہ مرد ایک وُلی ہے اولیاء اللہ سے۔ دُوسرے زکوٰۃ اُس کو دینا چاہئے۔ جو کہ اہل علم ہو۔ اور طالب علم ہو کہ جب وُہ تحصیل علم سے فارغ ہو تو دینے والا بھی ثواب تحصیل علم میں اُسکا شریک ہو۔ تیسرے اس شخص کو دے جو اپنے احتیاج کو غیرت اور شرم سے پوشیدہ رکھتا ہو۔ اور عزت وقار سے اپنی اوقات بسر کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف جاہل اور احمق اُنکو دولتمند جانتے ہیں۔ بسبب اُن کے نہ سوال کرنیکے۔ چوتھے اُس شخص کو دینا چاہئے جو عیال دار ہو۔ لڑکے بالے بہت رکھتا ہو۔ تاکہ اُسکی ہمت سے اسکو فکر معیشت اطفال سے فراغت ملے اور اس کو مزید ثواب ملے۔ اور درجہ بلند ہو۔ پانچویں اُس شخص کو دینا چاہئے جو بیمار ہو کہ اُسکی اعانت اور وسیلے سے دوا و علاج میں صرف کرے اور وُہ ثواب بیشمار پائے۔ چھٹے اپنے اعزا و اقربا کو دے کہ ثواب صلہ رحم و صدقہ دونوں کا پاوے اور اُسکو دے جو اُس سے محبت و دوستی اور نسبت برادری کی رکھتا ہو کہ وُہ بھی عزیز قریب میں شامل ہے۔

کیمیائے سعادت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ میں ایسا لکھا ہے کہ ایک درم صرف کرنیکا ثواب سات سَو درم کے برابر نص قرآنی سے ثابت ہے۔ حق تعالےٰ جلشانہ فرماتا ہے مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضاعف لمن یشاء۔ جو لوگ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں۔ اُنکی مثال ایسی ہے جیسے دانہ گیہوں یا جوار یا باجرہ کا۔ جب اُسکو زمین میں بو دیں تو اسمیں سات بالیاں اُگیں۔ اور ہر بالی میں سات سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ اُس سے بھی دو چند کرتا ہے۔ جس کے لئے چاہتا ہے یعنی ایکدرم کا ثواب چودہ سو درم کے برابر عطا فرماتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کو محل و موقع تلاش کرکے دینا چاہئے

اگر بغیر تفحص دے گا سات سو کا ثواب پاویگا اور اگر تفحص کر کے دیگا چودہ سو کا ثواب پائے گا نفعنا اللہ وایاکم حق سبحانہ جل شانہ جمیع مسلمانوں کو توفیق نیکی و ثواب عطا کرے *

ادب دوم - یہ ہے کہ زکوٰۃ ماہ محرم میں دے کہ وہ مہینہ بزرگ و محترم ہے - اور شروع سال کا اس مہینے سے ہوتا ہے یا ماہ رمضان میں دے جسقدر ایام بزرگ میں دیگا اسیقدر زیادہ اجر و ثواب ہو گا - حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کہ سخی ترین آدمیوں کے تھے حضرت کی جود و سخا کا قرآن مجید شاہد و گواہ ہے - زکوٰۃ تمام سال تک محتاجوں و غربا کو مرحمت فرماتے تھے اور ماہ رمضان میں تمام و کمال عطا فرماتے تھے - اور زکوٰۃ ہمیشہ ظاہر کر کے کرتے تھے - فرائض اور نوافل صدقات میں اور علمار کا ایک گروہ اسبات پر ہے کہ چھپا کر دینا نفل ہر صدقوں سے متعلق ہے اور فرض صدقوں میں ظاہر کر دینا اولےٰ ہے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں - کہ یہ زکوٰۃ نہیں دیتا - اور خدا کا حکم بجالانا جلدی کرنے کی دلیل ہے - اور زکوٰۃ ادا کرنے میں دوسرے مالداروں کو رغبت اور شوق پیدا ہونیکا سبب ہوتا ہے - مگر نفل صدقوں میں چھپا کر دینا اولیٰ ہے - حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ چھپا کر صدقہ دینا نفل میں ستر درجہ اولیٰ اور فضل ہے ظاہر کر کے دینے سے جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صَدَقَۃُ السِّرِّ تُطْفِیُٔ غَضَبَ الرَّبِّ یعنے پوشیدہ دینا اللہ کے غضب کو فرو کر دیتا ہے *

ادب سوم یہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ اطیب یعنے پاک اور حلال مال سے دینا چاہئے اس لئے کہ جو چیز فی سبیل اللہ دیجائے وُہ دینے والے کے لئے واسطے عالم بقا کے جمع کیجاتی ہے کہ قیامت کے دن بحکم وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ اُسی دینیوالے کو ملجائیگی اگر وُہ چیز حلال اور پاک ہوگی تو حق سبحانہ و تعالیٰ بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ اُسکو قبول کر کے اپنے خزانہ میں ذخیرہ کر دیتا ہے *

مؤلف - اے میرے بھائیو جو چیز صدقہ یا زکوٰۃ کی وجہ سے دیا کرو چاہئے کہ وُہ من کل الوجوہ سب چیزوں سے چیدہ اور پسندیدہ ہوا کرے - اگر حق سُبحانہ و تعالیٰ نے تُم کو دو سو درم کھرے اور خالص عطا کئے اور وہ درم اپنے نفس کے لئے یا اپنے وارثوں کے واسطے جمع کر رکھے اور ردّی اور کھوٹے درم دفع الوقتی کیوجہ سے زکوٰۃ یا صدقہ کا نام رکھکر خداتعالےٰ کو بھیجدئے تو گویا تم نے اپنے خدا کیساتھ دغابازی کی فَمَا اَسْوَءُ مُعَامَلَتِکَ مَعَہٗ اگر تم جانتے ہو کہ کل مال سے ہمارا مال وہی ہوگا جو قیامت کے دن ہمارے کام آئیگا

باوجود اس علم کے اگر تم خزانہ الٰہی میں کھوٹی ردّی چیزیں اور اپنے وارثوں کے لئے اچھی اچھی چیزیں چھوڑیں فما احمقك ترکت الجید لاعدائك واخترت الردی لنفسك۔

ادب چہارم۔ چوتھا ادب یہ ہے کہ معطی اپنے عطا اور داد و دہش کو حقیر اور چھوٹا سمجھا کرے ایسا نہ ہو کہ اپنی سخاوت پر نازاں ہو کر تکبر اور عجب کے دام میں گرفتار ہو جائے اسی واسطے بزرگان دین نے کہا ہے کہ طاعت اگرچہ کتنی ہی ہو مگر طاعت کرنیوالا اس کو قلیل ہی تصور کرے تاکہ وہ لائق قبولیت کے ہو جائے۔ اور نیز انہوں نے کہا ہے۔ کہ صدقہ تین چیزوں سے کامل ہوتا ہے۔ صدقہ کبیر کو صغیر سمجھنا۔ اور اسکے ادا کرنے میں جلدی کرنی۔ اور حتی الامکن اس کے چھپانے میں کوشش کرنی۔

زکوٰۃ لینے والے کے آداب

زکوٰۃ لینے والے کے آداب پانچ ہیں:۔ اوّل یہ ہے کہ فقیر یا کوئی دوسرا مستحق جب اسکو زکوٰۃ کا مال پہونچے تو اسکو حق تعالیٰ کا عطیہ جانے اور وہ فقیر اس نعمت عظمیٰ کا خیال اپنے حق میں مشاہدہ کرے اور کہے کہ خدا کا میرے پر بڑا احسان ہے کہ مجکو اس فتنہ یعنے مال کے فتنے سے فارغ کیا اور دیگر لوگوں کو مال کے فتنہ میں مبتلا کیا اور مجکو تمام مال کی فکر اور اسکی محافظت کے غم سے آزاد اور مبرّا کیا اور دولتمندوں کو ہمارا مسخر بنایا کہ وہ ہمارے مایحتاج کو ہمارے پاس بھیجتے ہیں اور ہم اطمینان سے اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ جب کوئی دولتمند زکوٰۃ یا صدقہ کا مال اسکو پہنچائے۔ تو وہ فقیر معطی سے لینے کے وقت ایسا خیال کرے کہ یہ مال میں اپنے حق تعالےٰ سے بیواسطہ لیتا ہوں۔ کما ورد اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتَقَعُ فِیْ یَدِ الرَّحْمٰنِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْ کَفِّ الْفَقِیْرِ

دوم۔ یہ ہے کہ معطی کی شکر گذاری بھی کرنی ضروری ہے اس لئے کہ یہ عطیہ اسکے ذریعے سے اسکو پہونچا اور حق سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے درمیان واسطہ ہے اس ذریعہ کا شکر ادا کرنا فقیر پر لازم ہے۔ کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللہَ جسنے آدمیوں کی شکر گذاری نہیں کی اس نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔ اور معطی بندے کا شکر یہ ہے کہ اس کے عطا کو رد نہ کرے۔ اگر وہ تم کو نہ دیوے تو اس کو ملامت اور عداوت نہ کرو اور ویسا ہی معطی کو لازم ہے کہ اسکی عطا کتنی ہی بڑی ہووے

اُسکو حقیر اور بضاعت مزجات سمجھے اور زکوٰۃ کے لینے والے کو بھی لازم ہے کہ عطا اگرچہ حقیر ہووے اُسکو بزرگ اور کثیر ہی تصوّر کرے۔ اور وقت قبض کے قابض کو معطی کے حقمیں یہ دُعا کرنی مسنون ہے طَهَّرَ اللّٰهُ قَلْبَكَ فِي قُلُوْبِ الْاَبْرَارِ وَزَكّٰى اللّٰهُ عَمَلَكَ فِي الْاَخْيَارِ وَصَلَّى اللّٰهُ رُوْحَكَ فِي اَرْوَاحِ الشُّهَدَاءِ۔ کما ورد فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تمہارے ساتھ احسان کرے اُسکا بدلہ اپنے اُوپر لازم سمجھو۔ اگر تم سے اُسکا بدلہ نہو تو اُس کے واسطے دُعا ہی کیا کرو۔ دُعا بھی اُسکا بدلہ ہو جاتی ہے۔

سوم یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والے پر لازم ہے کہ زکوٰۃ والے کے مال میں تامّل کرے اور اور دیکھے اگر اس عطیہ میں کسیطرح کی حرمت یا شُبہ دیکھے تو اُس زکوٰۃ کو قبول نہ کرے۔ اور القاء اور ورع کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ کما ورد وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ اللہ تعالےٰ اُسکو ایسی جگہ سے رزق بھیجدیتا ہے کہ اُسکے خیال میں نہ ہووے۔ سلطان کے لشکریوں سے کسیطرح کا صدقہ نہ لینا چاہئے اور ظالموں اور کچہری کے عاملوں سے خَذَلَهُمُ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ۔ جو لالچ اور طمع کیوجہ سے حق کو ناحق کر دکھاتے ہیں۔ اصلاً قبول نہ کرنا چاہئے۔ اگر فقیر نہائت محتاج ہووے تو ضرورت کے لئے بقدر حاجت کے لیوے۔ اور قدر حاجت کو علمائے کرام نے شام اور صبح کے کھانے سے تقدیر کیا ہے۔ اور بعض علمائنے یہ تقدیر سائل کے حق میں معتبر سمجھی ہے۔ یعنی اگر کسی شخص کے پاس شام اور چاشت کا گذارہ ہے۔ تو اُس کو سوال کرنا جائز نہیں جیسا کہ سہل بن حنظل رضؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت فرمائی۔ کہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غنی آدمی کو سوال کرنے سے منع فرمایا صحابہ رضؓ نے عرض کی کیا مقدار ہے فرمایا غَدَاوَةً وَّعَشَاوَةً۔ لیکن اگر کوئی شخص نصاب کا مالک نہیں اگر کوئی بنجواست اُسکو کوئی چیز دیدے تو کچھ خوف نہیں۔ واللہ اعلم!

چہارم یہ ہے کہ فقیر زکوٰۃ کے لینے والا اپنے تئیں طمع سے آلودہ نہ کرے۔ اور سوال اور طلب سے اپنی فقیری کی آبرو نہ گرائے۔ اور یقیناً فقر کو غنا سے بہتر جانے اور فقر کو انبیا اور اولیاء کا شعار جانے اور متکبروں کے استدراجات سے سمجھے اور ثعلبہ کے واقعہ کو ہمیشہ مدنظر رکھے ❖

حکائت اہلحدیث اور تفاسیر کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ میں ثعلب نام ایک مرد فقیر تھا۔ اور اسکی تنگدستی اور تہیدستی یہانتک پہنچی ہوئی تھی کہ اُس کے گھر میں ایک کپڑے کے سوا دُوسرا کپڑا نہ تھا۔ جب اُسکی عورت وہ پہن کر نماز سے فارغ ہوتی تھی تو ثعلبہ وہی کپڑا اپہنکر واسطے ادائے نماز کے مسجد نبوی علیہ السلام میں آتا تھا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ گرم وسرد پتھروں پر بکثرت سجدہ کرنے سے ثعلبہ کی پیشانی کا چمڑا اونٹ کے زانوؤں کیطرح سخت ہوگیا تھا۔ ایک روز مسجد میں دیر کرکے آیا چنانچہ جماعت سے کوئی جزو نماز کی اُس نے نہ پائی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ سے پوچھا کہ اے ثعلبہ تیری تاخیر کا موجب کیا ہے اور تو کس کام میں مصروف رہتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں اور میرا عیال سوائے ایک کپڑے کے دُوسرا نہیں رکھتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے پہلے میری عورت وہ کپڑا اپہنکر نماز ادا کرتی ہے۔ بعدہٗ وہی کپڑا پہنکر مسجد میں حاضر ہوتا ہوں۔ آج اُس نے نماز ادا کرنے میں دیر لگائی اسیواسطے میری حاضری میں دیر واقعہ ہوئی۔ چنانچہ تکبیر اُولےٰ کے ثواب سے محروم ہوگیا۔ یا رسول اللہ میرے حال زار پر رحم فرماکر حق سبحانہ وتعالےٰ کی بارگاہ میں میری وسعت کے لئے دعا فرمائیے اور دُنیا کے مال سے مجکو دلوائیے کہ میری معیشت نہائت تنگی سے گذرتی ہے اور میں دولت اور سعادت سے محروم ہوں۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثَعْلَبَۃُ قَلِیْلٌ تُؤَدِّیْ شُکْرَہٗ خَیْرٌ مِّنْ کَثِیْرٍ لَّا تُطِیْقُہٗ عرض کیا یا رسول اللہ دُنیا میں بہت ایسے درجات اور مراتب ہیں کہ وہ مال کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔ البتہ آپ میرے لئے دُعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ مجکو دُنیا کا مال عطا فرمائے کہ میرے دلمیں اکثر کار خیر کا خیال ہے کہ ان کا مونکا میسر ہونا مال ہی پر موقوف ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ لَا تُطِیْقُہٗ غرض دو تین بار حضرتؐ کیجانب سے انکار اور ثعلبہ کی طرف سے اصرار ہوتا رہا۔ چوتھی بار رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثعلبہ مجکو اُس خدائے بے ہمتا کی قسم ہے جسکی قدرت کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں چاہوں تو میرا خدا پہاڑوں کو میرے لئے سونے کا بنا دیوے۔ لیکن دُنیا کی آفت سے ڈرتا ہوں۔ اور فقر وفاقہ میں گذارہ کرتا ہوں۔ ثعلبہ نے التماس کی یا رسول اللہ مجکو اُس خدائے برحق کی قسم ہے جس نے تجکو خلقت کی ہدائت کیواسطے سچا پیغمبر بھیجا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ مجکو دُنیا کا مال دیوے تو میں مستحقوں کے حق پہنچاتا ہونگا۔ اور خیرات مبرات کے امور بجالاتا رہونگا۔ اور مساجد اور معابد بناؤں گا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثعلبہ کے حق میں

دُعا فرمائی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَۃَ مَالًا اور کہا اے اللہ ثعلبہ کو مال اور دولت عطا کر اور غنائم سے ایک بکری اُسکو دی اُس بکری سے اتنے بچے پیدا ہوئے کہ مدینہ میں اُن کے کھڑا ہونیکی گنجائش نہ تھی۔ ثعلبہ مدینے سے باہر میدان میں چلا گیا اور وہاں ہی اقامت کی اور اپنے مال کے انتظام میں ایسا مصروف ہوا کہ صرف عصر کی نماز کے لئے مسجد نبویؐ میں حاضر ہوتا تھا اور باقی وقتوں کی نماز اِدھر اُدھر گذارتا تھا۔ ازاں بعد اُسکی بکریوں کے گلّوں میں اسقدر ترقی ہوئی کہ وہ گلّے مدینہ شریف کے رودخانوں میں نہ سماتے تھے۔ لہٰذا ثعلبہ نے مدینہ سے بہت فاصلے پر سکونت اختیار کی۔ اور دُنیا کے کاموں میں ایسا منہمک ہوا کہ جماعت کیساتھ نماز پڑھنے سے محروم ہوا۔ اور جناب رسالتمآب کی صُحبت بابرکت سے دُور جا پڑا صرف جمعہ گذارنے کیلئے آتا تھا اور دو رکعت ادا کر کے فی الفور جنگل میں چلا جاتا تھا چند روز کے بعد جمعہ کی نماز بھی اُس سے جاتی رہی مگر گاہے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے حال سے پُوچھتے تھے۔ اور بطور تاسّف کے فرماتے تھے یا ویح ثعلبۃ!

جب یہ آیت اُتری خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا حضرت رسُول اکرمؐ نے دو آدمی صحابہ میں سے واسطے اخذ صدقات کے معین فرمائے اور اُن کو ایک فرمان لکھدیا۔ اور عرب کے قبائل اور احشام کیطرف بھیجدیا۔ اور نیز فرمایا کہ ثعلبہ کے پاس جاکر مال کی زکوٰۃ لے آؤ۔ وہ دونوں آدمی ثعلبہ کے پاس آئے۔ اور اُس کے مال اور بکریوں کی زکوٰۃ اُس سے مانگی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان اُس کے رُوبرو پڑھ سُنایا۔ ثعلبہ کو مال سے کسی چیز کا دینا پسند نہ آیا چین بر جبین ہو کر کہا کہ تم مجھ سے اسطرح مانگتے ہو جسطرح کافروں سے جزیہ مانگا جاتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے کہ مَیں مسلمان ہوں۔ اور مجکو اپنے مال سے کچھ دینا لازم نہیں ان دونوں فرستادوں نے بہت مبالغہ کر کے کہا کہ ہم کو حضرت علیہ السلام نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور زکوٰۃ کے اخذ کی تاکید فرمائی ہے۔ مگر اُس شقی نے اُن کی بات کو قبول نہ کیا اور کہا کہ تم چلو میں اپنی مصلحت خود ہی دیکھ لونگا۔ وہ فرستادہ چلے گئے جب وہ آدمی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ابھی انہوں نے رسالت ادا نہیں کی تھی کہ حضرتؐ نے فرمایا یا ویح ثعلبۃ ابھی اثنا میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت پیش کی وَمِنْھُمْ مَّنْ عٰھَدَ اللّٰہَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِہٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَکُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ فَلَمَّآ اٰتٰھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ بَخِلُوْا وَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ فَاَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ

قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ - اور منافقوں میں سے وہ شخص ہے جس نے عہد کیا خدا سے کہ اگر دیوے ہمیں خدا اپنے فضل سے مال تو ضرور صدقہ دینگے اور زکوٰۃ دینگے اور ضرور ہونگے صدقہ دیکر نیکو کاروں میں سے - پھر جب دیا انہیں بہت مال اپنے فضل وکرم سے تو بخل کیا انہوں نے ساتھ اُس مال کے اور خدا کا حق نہ دیا اور عہد وپیمان سے مُنہ پھیر لیا - اور وہ مُنہ پھیرنیوالے ہیں حکم سے پھر پیچھے لایا اُن کے وہ بخل اور زکوٰۃ کا نہ دینا نفاق ہو رچا ہوا اُن کے دلوں میں کہ باقی رہے اور زائل نہو اُسدن تک کہ دیکھیں اپنا عمل اور اسکی جزا اور وُہ قیامت کا دن ہوگا - بسبب اس کے خلاف کیا انہوں نے خدا کیسا تھ جو کہ وعدہ کیا تھا اُنہوں نے صدقہ دینے کا اور صلاحیت اختیار کرلینے کا اور بسبب اسکے کہ تھے اپنے وعدہ میں جھوٹ کہتے - اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ کیا نہیں جانتے کہ وُہ وعدہ خلاف لوگ یہ کہ اللہ جانتا ہے کہ بھید اُنکا جو پوشیدہ ہے نفاق اور عہد کے خلاف کرنیکا ارادہ اور جو بھید کہتے ہیں باہم کہ یہ زکوٰۃ جزیہ ہے اور نہیں جانتے وُہ کہ اللہ جاننے والا بھیدوں اور پوشیدہ باتوں کا ہے " اِس آیت میں بڑی تہدید ہے *

جب یہ آیت ثعلبہ کے شان میں نازل ہوئی تو مدینہ میں اُسکا قصہ گلی گلی کوچہ کوچہ میں منتشر ہوگیا - اور اُس بدبخت کے قرابتیوں نے سُنا اور اسباب سے آشفتہ خاطر ہوکر اُس کے پاس گئے - اور سمجھایا ڈرایا اور بہت ملامتیں کرکے کہا اَے ثعلبہ تجھ کو تیری ماں نہ جنتی تو نہیں جانتا کہ تیرے بارے میں وحی نازل ہوا اور تجکو منافقوں کے زمرہ میں ملایا - جب ثعلبہ نے یہ بات سُنی تو نہایت غمناک اور متالم ہوا اور دوڑتا ہوا جناب رسالتماب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عذر خواہی شروع کی - اور واسطے قبولیت صدقہ اور زکوٰۃ کے درخواست کی مگر حضرتؐ نے اُسکی درخواست کو منظور نہ کیا - اور فرمایا کہ ثعلبہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ کو تیرا صدقہ لینے سے منع فرمایا ہے - میں نے تجکو کئی دفعہ روکا تھا اور کہا تھا کہ دُنیا کا مال مت مانگ کہ ہمیں بڑے بڑے فتنے اور فساد بھرے ہوئے ہیں - تو نے میری بات کو قبول نہ کیا - آخر اس درد وبلا میں مبتلا ہُوا - ثعلبہ آنحضرتؐ کی صحبت سے نا اُمید ہوکر اپنے سر پر خاک ڈالتا اور واویلا کرتا ہُوا باہر نکل گیا - ہر چند اُسنے اصناف قبائل سے وسائل پیش کئے - اور بہت حیلے اُٹھائے کہ اُسکا صدقہ قبول ہوجائے

مگر حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم بقا میں رحلت فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ثعلبہ نے خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا خلیفۂ رسول اللہ میرا صدقہ قبول فرمائیے۔ اُنہوں نے بھی اُس مردود کا صدقہ ردّ فرمایا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اُس کا صدقہ لینے سے انکار کیا جب حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضؓ نے مدینہ مطہرہ کے ایک کوچہ میں بھیڑیے کا بچہ گردن پر رکھا اور زنار کمر میں باندھا ہوا دیکھا۔ اور اسکی جان بدن سے بڑے عذاب سے نکل رہی تھی اور کفر کے آثار اور شقاوت کی علامات اُس کے چہرے پر نمودار ہو رہے تھے۔ نعوذ باللہ من سوء الخاتمۃ ونسئل اللہ تعالیٰ عافیۃ وما یحب ویرضیٰ ۞

اے میرے بھائیو اگر تم فقیر ہو تو اپنی فقیری پر ناز مت کرو۔ اور اگر تم غنی اور دولتمند ہو تو فقیروں کی خبرگیری اور حاجت روائی کیا کرو۔ اسمیں تمہارے دین اور دُنیا کی بہبودی ہے

لطیفہ اے میرے بھائی دولت مندو۔ تمکو چاہئے کہ دریا کیطرح اپنے سرمایہ کو خرچ کرتے رہو۔ اور ابر بارندہ کی مانند برستے رہو۔ تم دیکھتے ہو کہ دریا اپنی فیاضی سے ہمیشہ دُر دار ہے۔ اور ابر دُر بار ہے۔ اور دریا کی وارندگی ابر کی بارندگی سے ہے۔ **سعدی**

	اگر باران بکوہستان نبارد	بسالے دجلہ گردد خشک رودے	

اگر تم بھی دریا کیطرح اپنے سرمایہ کو راہ مولےٰ میں صرف کرتے رہو گے تو تم کو رحمت الٰہی کے ابر سے مدد پہونچتی رہے گی۔ دریا کے سنسار چونکہ فراخ دہن اور پرخوار ہیں اسی لئے بیقدر اور بے اعتبار ہیں۔ ہرگز ہرگز ان کے باطن میں موتی پیدا نہیں ہوتا۔ اور صدف یعنی سیپی جو دریائی جانوروں سے ایک حقیر اور ادنےٰ جانور ہے اسواسطے موتی کی صحبت کا شرف پایا کہ اُسکی حرص کا حوصلہ یعنے پوٹا بہت چھوٹا ہے۔ باوجودیکہ رات دن دریا کے پانی میں ڈوبی رہتی ہے مگر اُس کا پانی نہیں پیتی ہے۔ بلکہ جب اُس کو تشنگی معلوم ہوتی ہے تو دریا کے پانی کے مُنہ پر آکر اپنا مُنہ کھولکر رحمت الٰہی کی منتظر رہتی ہے کہ میرا اللہ مجکو بیواسطہ سیراب کریگا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت سے بادلوں سے قطرات مطرات برسنے شروع ہو جاتے ہیں جب ایک قطرہ اُس کے دہان میں پڑجاتا ہے تو اُسی پر قانع ہو کر جھٹ پٹ مُنہ کو بند کر لیتی ہے اور کہتی ہے کہ بس میں اس سے زیادہ نہیں چاہتی ہوں۔ اب میرا سینہ سرد ہو گیا۔ مگر کچھ مُدت کے بعد مَیں اس قطرہ کو زینت کر کے کسی بندۂ خدا کے حوالے کر دونگی

کہ اُسکا قاضی الحاجات ہو جائیگا۔ لاجرم وہ قطرہ موتی یگانہ بنجاتا ہے۔ یہ لطیفہ اہل حکمت کے لئے ایک عبرت ہے اور اہل وحدت کیواسطے ایک خبرت ہے +

اہل حکمت کہتے ہیں کہ نہنگ باوجودیکہ بہت کھانیوالا اور فراخ پیٹ رکھتا ہے اپنے پیٹ میں موتی نہیں بنا سکتا ہے اور حضرت انسان باوجود اس پرخواری اور بیہودہ کاری کے اپنے پیٹ میں حکمت کا موتی اُس کے باطن میں رہ جائے تو کچھ عجب نہیں اور صاحبان وحدت کہتے ہیں کہ جب آسمان سے سینہ برسنے لگتا ہے تو اصداف یعنی دریا کی سیپئیں قطرات کے قبول کرنے میں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک قسم وُہ ہے کہ بہت قطرے اپنے پیٹ میں ڈال لیتی ہیں اور وُہ قطرے اُن کے پیٹ میں چھوٹے چھوٹے مروارید کے ریزے بنجاتے ہیں اور گوہر شناس صرّافوں کے بازار میں اُن کی چنداں قیمت نہیں ہوتی۔ اور دوسری قسم کی سیپیاں صرف ایک قطرے پر قناعت کر کے اپنے مُنہ پر مُہر لگا دیتی ہیں۔ اور وہ قطرہ اُس کے مُنہ میں قناعت کی برکت سے ایک یگانہ موتی جو بادشاہوں کے تاج کے لائق ہوتا ہے بنجاتا ہے۔ اور وُہ اُس کو خوب طرح سے آراستہ پیراستہ کرتے ہیں۔ کذلک آدمی بھی صدف کی مانند عشق کے دریا میں کچھ مدت تک باوجود تشنگی اور گرسنگی کے کون و فساد کے پانی سے ایک قطرے کا بھی روادار نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس سے کثرت کی بو آتی ہے اور وحدت کے زلال کا تشنہ اور جلال احدیت کے وصال کا پیاسا تھا اسکی بعد بحر غیب کے قعر سے نکلکر عالم شہادت کے پانی کے مُنہ پر آیا اور وجود کے ابر سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے قطرات اُس کے وجود کے میدان میں ٹپکنے لگے اور آدمی جو قَالُوْا بَلٰی کا مُنہ کھولکر منتظر تھا بحکم اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ توحید کا قطرہ اُسکی جان کے تالو میں ٹپکے گا اور شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ کی شہادت کے شہد سے اُسکی جان کا مذاق شیریں ہو گیا۔ جب بموجب حقوق اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کی توحید کے قطرے نے اُسکی تجرید کے حوصلہ میں قرار پکڑا اور اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ کے خوار دریا میں چند روز اجل کے آنے تک اُس کو ٹھیرایا تاکہ شاہانہ موتی ایمان کا اور آبدار گوہر عرفان کا ہو جائے جس روز کہ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا کا غواص تیرے وجود کے صدف کو کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ کی چھری سے اُس کے سر کو کھولیگا اور اس تیرے ایمان کے گراں بہا موتی کو تیری

سر کے تاج پر لگا دیں گے اور تجکو وصال کے تخت پر بٹھا دیں گے - اُسوقت خوشحال ہوکر حال کی زبان سے اس مقال کو ادا کریگا۔ غزل

من دُرے بُودم نہان در قعر بحرِ لم یزل
من دُرِ دریائے عشقم چند مانم در صدف
از صدف آئم برون بر تاجِ عزت جا کنم
من غلام رُوئے یارم گرچہ مانم در جہان
من چو از اہلِ دلم فانی نخواہم شد ز مرگ
گر کند دستِ اجل قصرِ وجودم خشت خشت
طالبان در خورِ خود ہر یک مُرادی خواستند

عشق غواصانہ مرا آورد بیرون زان محل
من چو مرات خدائم چند مانم در بغل
نور گیرند از فروغم ماہ و خورشید و زُحل
من گدائے کُوئے عشقم گرچہ شاہم فی المثل
چون نوید وصل مے آرد چہ ترسم از اجل
اصل بنیادِ محبت ہیچ نپذیرد خلل-
عاشقان دیدار یار و زاہدان حُسنِ عمل

سرِ عشق از عرش و کرسی لوح و کرسی حل نشد
اے معینی کے توان کردن بیان در یک غزل

لطیفہ دُوسرا اس سے بھی عجیب سُنو - غوّاص دریا میں غوطہ مارتا ہے اور دریا کے قعر یعنے تھاہ کو پُہنچکر سیپیان نکال لاتا ہے اور مروارید کو اس سے حاصل ہونیکے بعد سیپیوں کو پھر دریا میں ڈالدیتا ہے اور مروارید کو اپنے پاس رکھتا ہے اور صدف کو اس لئے دریا میں پھینکتا ہے کہ دریائی ہیں اور مروارید ہوائی ہیں - جو کچھ دریائی ہے وُہ دریا میں جاتا ہے - اور جو چیز ہوائی ہے وہ اپنے کرہ میں جاملتی ہے - کذالک قدرت الٰہی جان کندن کے وقت تیرے رُوح کے مروارید کو قالب کے صدف سے جُدا کرکے اپنی عندیت کی بارگاہ میں بحکم یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ لیجاتی ہے اس لئے کہ رُوح کی ہدایت بحکم قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اُسکی طرف ہے اور قالب کو خاک میں سپرد کر دیتے ہیں کہ بفحوائے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وایضاً ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ کہ اُس کی اصل زمین ہی ہے ؛ رباعی

جان بجانان در رسد تن در خاکدان شد عاقبت
مُدتے جانرا توقع بُود زان لب شربتے

ہر چہ اول بُود ہم آخر ہمان شد عاقبت
آرزوئے جان بکام عاشقان شد عاقبت

رجعنا الٰی مقاصد الزکوٰۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فِیْ بَنِیْ اٰدَمَ ثَلٰثَ مِائَةٍ وَّسِتِّیْنَ عَظْمًا فَعَلٰی کُلِّ عَظْمٍ مِّنْهَا کُلَّ یَوْمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۲

كَيْفَ يَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ قَالَ اِنَّ اِرْشَادَكَ اِلَى السَّبِيْلِ صَدَقَةٌ وَاِنَّ اِمَاطَتَكَ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ قِيْلَ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْكَفُّ اَذٰى عَنِ النَّاسِ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَتَصَدَّقُ بِهَا عَنْ نَفْسِكَ الْحَدِيْث۔ اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ کہ ہر ایک بنی آدم کے بدن میں تین سو ساٹھ ہڈیاں ہیں ہر ایک استخوان پر ہر روز صدقہ واجب ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ آدمی ہر روز تین سو ساٹھ صدقے ادا کرے۔ فرمایا جو شخص راستے سے بھولجاوے اُسکو راستہ بتا دینا اُسکا صدقہ ہے۔ پھر صحابہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہ شاید یہ کام بھی میسّر نہ ہو سکے تو پھر آدمی کیا کرے۔ فرمایا کہ راستہ سے ایسی چیزیں جو مسلمانوں کے ایذا کا باعث ہوں اُٹھا دینا تمام ہڈیوں کا صدقہ ہے۔ صحابہ رضؓ نے کہا یا رسول اللہ شاید اتنا بھی کسی سے نہ ہو سکے فرمایا کہ اپنے ایذا کو آدمیوں سے باز رکھنا تمام بدن کا صدقہ ہے؛ **قطعہ**

بر لوح دل نبشتہ ام این نقطہ از پدر	روزی ادب کے تربت او باد عنبرین
کائے طفل گر نصیحت افتادۂ رسی	شوخی مکن بچشم حقارت دروببین
بر شیر زان شدند بزرگان دین سوا	کاہستہ تر ز مور گذشتند بر زمین
گر در جہان دلے ز تو خورم نمیشود	بارے چنان مکن کہ شود خاطر حزین

روائت ہے۔ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی انجیل میں آیت بھیجی ہے کہ اے میرے بندو تم اپنے خزانوں کو زمین میں مت گاڑا کرو کہ مفسد بہت ہیں اُس کو فاسد کردیں گے اور بد معاش چور اس دولت کو نکال لیجائیں گے۔ اور تمہارے دل وہاں ہی رہتے ہیں جہاں تمہارا خزانہ ہے؛

روائت حضرت ابو الدرداؓ رضؓ سے پوچھا گیا کہ کیا حالت ہے کہ ہمارے دل سوائے دُنیا کے کسی دُوسری چیز کے خواہاں نہیں ہے۔ فرمایا اسواسطے کہ تمہارے مال دُنیا ہی میں ہیں اور آدمی نفس اپنے مال کے قریب اور نزدیک ہی رہنا چاہتا ہے۔ اگر تم اپنے مالوں کو آگے بھیجو واللہ تمہارا دل بھی اپنے مال کے پیچھے وہاں جا پہونچے؛

روائت ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ یہ آدمی کیواسطے اگر شقاوت ہے تو ان دونوں چیزوں ہی سے ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ جب دُنیا سے کوئی چیز آدمی کو ملجاتی ہے تو اُس چیز کے حاصل ہونے سے ایسا خوش ہو جاتا ہے۔ اگر فرض کرو کوئی نیکی کا کام

اُس سے وجود میں آجائے تو ایسا کبھی خوش نہیں ہوتا۔ دوم یہ ہے اگر دُنیا کی چیزوں سے کوئی چیز اُس سے فوت ہو جائے یا گم ہو جائے تو ایسا غمگین اور پریشان ہوتا ہے کہ گناہ کے ارتکاب سے ایسا غمناک نہیں ہوتا ہے ؎

بیکدرم کہ بیابی تر ااز آن خوشتر	ہزار بار کہ توفیق طاعتے یابی
بحبہ گرز تو کم شود غمے ست ترا	زیادہ ز آن کہ بحبہ دین گنا بشتابی

روایت ہے کہ ایکروز حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی جماعت میں اُنکو مخاطب کر کے فرمایا حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکوٰۃِ اتفاقاً اُسی روز ایک اعرابی بہ تقریب تجارت مکہ میں آیا ہُوا تھا۔ اُس نے عام وخاص سے دعوت محمدی علیہ السلام کا آوازہ سُنا اور ملاقات کا شائق ہوا۔ اور آنحضرت ؐ کی زیارت سے مشرف ہونیکی وجہ سے اپنے ڈیرہ سے روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں ابوجہل سے ملاقات ہوئی اُس سے اُس مردود نے اُس کے احوال سے استفسار کیا کہ آپ کہاں سے آئے اور کہاں جانیکا ارادہ ہے۔ اعرابی نے کہا میں نے سُنا ہے کہ تمہارے شہر میں ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہے اُسکی زیارت کے واسطے جاتا ہوں۔ سمجھنا چاہئے کہ ابوجہل کو حضرت علیہ السلام سے بباعث حسد کے بڑا عناد تھا وہ ملعون ابدی حسد کی آگ میں جلکر ابوالحکم جو اُسکا لقب تھا ابوجہل ہوگیا۔ اور اسی سبب سے عزازیل جو معلم الملکوت کا درجہ رکھتا تھا بموجب حسد کے جو اُسکو حضرت سے تھا ابلیس ہوگیا۔ جیسا کہ حضرت مولنا معنوی ارشاد فرماتے ہیں ؎

خود حسد نقصان وعیب دیگر ست	بلکہ از جملہ بدیہا بدتر است
آن بلبیس از ننگ وعار کمتری	خویش را افگندہ در صد ابتری
از حسد میخواست تا بالا رود۔	خود چہ بالا بلکہ خون پالا بود
آن ابوجہل از محمد ننگ داشت	وز حسد خود را ببالامے فراشت
بوالحکم نامم او بوجہل شد	اے بسا اہل حسد نا اہل شد

ابوجہل نے اُسکو روکا اور کہا وُہ تو ایک جادوگر کذاب ہے اُس کے دیکھنے اور ملاقات کرنیسے کیا فائدہ ہے۔ تم اپنی تجارت کے کام کو سرانجام کرو۔ اعرابی کا دل جب حضرت ؐ کی صحبت کی طرف مائل تھا۔ اُس ملعون کی باتوں کا کچھ اعتبار نہ کیا اور سعادت ازلی اُسکو حضرت صلعم تک کھینچ لائی۔ جب اعرابی کی نظر جمال باکمال محمدی علیہ السلام پر پڑی کہا لیس ھٰذا وجہ کذاب

کہ یہ مبارک مُنہ جھوٹ بولنے والا نہیں آنحضرتؐ سے ملاقات کر کے معجزہ کا طالب ہُوا۔ معجزہ دیکھکر وُہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ اور اوامر و نواہی سے سوال کیا۔ جب زکوٰۃ کا ذکر درمیان آیا تو آپ نے حدیث حصّنوا اموالکم بالزکوٰۃ کی اُس اعرابی کو سُنائی۔ اعرابی نے کہا۔ یا رسول اللہ گذشتہ سالونکی زکوٰۃ مجھ پر لازم ہے فرمایا نہیں لیکن آج کے روز سے جو تو ایمان لایا اور مشرف باسلام ہوا جب سال کامل گذریگا تو اپنے مال کی زکوٰۃ دیدینا۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ اگر میں سال گذرنے سے پہلے اپنے مال کی زکوٰۃ دیدوں تو جائز ہے۔ فرمایا ہاں جائز ہے۔ حضرتؐ سے مرخص ہو کر اپنے ڈیرہ میں آیا اور اپنے مال کا حساب کر کے اُسکا چالیسواں حصّہ بوجہ زکوٰۃ آخذان زکوٰۃ کیطرف بھیجدیا۔ دُوسرے روز اپنے قبیلہ کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا اور اپنے مال و اسباب کو باندھکر تیار ہُوا اور اُس کیساتھ چالیس اُونٹ باربر تھے۔ اپنا اسباب اُن پر لاد کر اپنے وطن کا ارادہ کیا۔

ابوجہل لعین نے اپنی قوم شوم کو بُلا کر کہا کہ یہ اعرابی دین محمدی میں آکر اب اپنے قبیلہ میں جاتا ہے اور محمدؐ کی شہرت اور آوازہ اپنے ملک میں منتشر کر دیگا۔ اور آدمیوں کو دین محمدی علیہ السّلام کی ترغیب دیگا اور اُن کو اپنے جیسا بنالیگا۔ اسمیں ہمارے دین کی ہتک ہوئی۔ مکّہ کے اوباشوں میں سے ایک جماعت کو جمع کیا اور کہا کہ اس اعرابی کے تعاقب میں جاؤ۔ اور جس مقام میں اُسکو پاؤ قتل کر ڈالو۔ اور اُس کے مال و اسباب پر قبضہ کرو الغرض وہ چند بدمعاش اعرابی کے پیچھے دوڑے اور اُسکو وادی عروس میں جاملے۔ اتفاقاً رات کا وقت تھا۔ اور وہ اعرابی اپنے ڈیرہ میں بستر استراحت پر سویا ہُوا تھا۔ اور وہ جماعت کفّار فجّار چالیس آدمی تھے۔ ہر ایک اُونٹ کو لپٹ گئے۔ ہر چند جہد کیا اونٹوں کو اپنی جگہ سے نہ اُٹھا سکے۔ آخر مال کی بوریاں کھولنے کا ارادہ کیا بہت کوشش کی اُن کی گرہیں نہ کھول سکے لاچار ہو کر مال کے بوجھوں کو پھاڑنا شروع کیا جب کسی بوری یا بوجھ کو شگاف دیتے تھے ہر ایک بوری سے ایک کالا زہریلا سانپ نکلکر اُس کافر کو ایک زخم لگاتا تھا کہ وہ کافر فوراً سرد ہو جاتا تھا۔ اور اپنی جان دوزخ کے مالک کے حوالہ کر دیتا تھا۔ اسی کشمکش میں آگ کا ایک شعلہ غیب سے پیدا ہو کر اُس جماعت فجّار پر آپڑا۔ اُسیوقت اُن کے بدنوں کو ایسا جلایا کہ ان کی خاکستر بھی زمین پر نہیں دکھائی دیتی تھی۔ چنانچہ چالیس کافر یکبارگی نابود ہو گئے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کے

حکم سے وہ اعرابی جاگ پڑا اور کئی ایک امر عادت کے خلاف دیکھے اور متحیر ہوا اور رجوع القہقری کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں لوٹ آیا کہ اس عجیب حادثہ سے حضرت کو اطلاع دیں۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچا تو حضرت نورِ نبوت سے اُسکی آمد معلوم کر کے اُس کے استقبال کے لئے تشریف لائے اور فرمایا اے اعرابی تو اپنا ماجرا بیان کرتا ہے یا میں تجھے سناؤں اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ جو کچھ آپ فرماؤگے وہی بہتر ہوگا۔ جنابؐ نے حال گذشتہ کی ساری کیفیت بیان فرمائی۔ اور اپنے سچے کلام حَصِّنُوا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ کی سچائی اُس اعرابی کو ثابت کر دکھائی ؎

اِس نقل کے مقابلہ میں ایک اَور نقل سُنو۔ ایک آدمی مانع زکوٰۃ جو حق اللہ المستحقوں کو یعنے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔ جب اُس کے مرنیکا وقت نزدیک آیا تو اُس کے اہالیوں نے اُس کے مُنہ پر چادر ڈالدی اور کفن اور غسّال کی تلاش کے لئے گئے جب غسّال نے آکر اُس کے مُنہ سے چادر اُٹھائی تو ایک کالا سانپ اُسکی گردن میں لپٹا ہوا دیکھا کہ اُس کے دہان پر سر رکھکر اُس کے لبوں کو کاٹ رہا ہے۔ غسّال اُسکا یہ حال دیکھکر ایسا ڈرا کہ نعرہ مار کر بیہوش زمین پر گر پڑا۔ اُس کے اہالی موالی بھی اُس میّت کا یہ حال دیکھکر مارے خوف کے بھاگ گئے۔ سانپ نے بزبان فصیح آواز دیا کہ تم اس اپنے آقا سے کیوں بھاگتے ہو۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے مجکو اُسپر مسلط کیا ہے کہ اسکے بعد جبتک یہ شخص مالک جہنم کے جیلخانہ میں داخل نہ کیا جاویگا۔ تب تک میں اُس سے جُدا نہ ہونگا اور ہمیشہ اسکو زخم لگاتا رہونگا۔ اور جس شخص کو حقتعالیٰ نے مال عطا کیا ہو اور وہ دیدہ و دانستہ حق اللہ یعنے اُسکا ربع عشر بوجہ زکوٰۃ کے درویشوں مسکینوں فقیروں کو نہ دیوے اُسکی سزا یہی ہے ؎

مؤلف اے میرے بھائیو ایسی دولتمندی اور تونگری جسکا مآل ایسا ہوا جسکے پیچھے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے اس سے درویشی اور مفلسی اور فقیری ہزار گنا بہتر ہے۔ تمکو اگر خدا اٹھالے اگر عقل اور سمجھ عنایت کرے تو تم اپنے فقر وفاقہ پر قناعت کیا کرو۔ اگر بغور دیکھو تو سلامتی کا راستہ فقر ہی بس ہے۔ اور حقیقت میں غنا حقتعالےٰ کی ذاتی صفت ہے اور خلقت صفت فقر سے موصوف ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ اگر آدمی سارے جہان کا بادشاہ ہو۔ اور تمام دُنیا پر اُسکا تسلط اور حکم

ہو جائے باوجود اس کے پھر بھی فقیر ہے اگر حق سبحانہ وتعالیٰ تمام دُنیا کو فنا کر ڈالے اور موجودات سے کوئی چیز موجود نہ رہے پھر اُسکی ذات غنی ہے اس لئے کہ غنا اُسکی صفت ذاتی ہے اور خلقت کی ذاتی صفت فقر ہے اور یہ قاعدہ مسلّمہ ہے کہ جب تک ذات قائم ہے صفت بھی اسکی ساتھ قائم رہے اور عوام کالانعام کے نزدیک غنی اُسکو کہتے ہیں جس کے پاس روپیہ چاندی سونا وغیرہ املاک موجود ہو۔ اور عدم ملک کو فقر کہتے ہیں اور اہل حقیقت کے نزدیک غنا ملک عدم ہے اور فقر وجود ملک اس لئے کہ جب تک بندہ غیر حق اور ماسوے اللہ سے فقیر نہو جائے تب تک خدا کے نزدیک غنی نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اپنے اللہ کا نزدیکی اور مقرب ہوتا ہے وہ فقیر نہیں ہوتا ہے اور جو شخص خدا کی بارگاہ سے دُور رہتا ہے۔ وہ غنی نہیں ہوتا ہے۔ اسیواسطے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلیٰ مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلیٰ مُنْتَھَاہُ میری محبّت رکھنے والوں میں سے فقرا بہت جلدی اپنے منتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ جب رسول علیہ السّلام کی محبّت انسان کو اس درجہ تک پہنچا دیتی ہے تو خدا تعالیٰ کی محبّت اس سے بڑھکر درجات کو پہنچا دیگی*

حکایت۔ پیر ہرات قدس سرہ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا پیر اس مقولہ کے کیا معنے ہیں کہ فقیر پہلے ہی قدم اپنے اللہ کو جا ملتا ہے۔ اور غنی کو سَو قدم یا ہزار قدم چلنا پڑتا ہے۔ فرمایا اس مقولہ کے یہ معنی ہیں کہ "جب غنی سے پوچھا جائے کہ تیرا قوت کہاں سے آتا ہے اور تیرا گذارہ کسطرح چلتا ہے اگر زمیندار ہے تو کہتا ہے کہ میں کاشتکاری کر کے اپنا گذارہ کرتا ہوں اگر اُسکو کہیں اگر تیری زراعت آسمانی یا ارضی آفت سے ماری جائے تو پھر تیرا گذارہ کسطرح سے ہوتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میری چار پانچ بھینسیں شیردار ہیں اُس کے دودھ اور روغن سے گذارہ ہوتا ہے۔ پھر اگر اسکو کہیں جو وُہ بھی نہ رہیں تو پھر کسطرح۔ کہتا ہے کہ میرا ساہوکار بڑا باانصاف اور بارحم ہے اُس سے دام قرضہ اُٹھا کر اپنا گذارہ چلا لیتا ہوں۔ اگر پھر اُسکو کہیں کہ اگر تیرا ساہوکار تیرا بُرا حال کرے اور تجکو بڑا کنگال دیکھکر روپے غلّے کی مدد نہ کرے تو پھر کسطرح گذارہ چلتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ میرا سمدھی جس کے لڑکے سے میری لڑکی پیوند ہے وُہ بڑا دولتمند زمیندار اور ذیلدار ہے اُس سے اپنے گذارہ کی تدبیر کر لونگا۔ پھر کہیں اگر تیرا سمدھی چوری یا رشوت کی علت میں گرفتار ہو جائے تو پھر کس صُورت سے تو گذارہ کریگا۔ جب کوئی طرف اُسکی نظر میں باقی نہیں رہتی تو پھر کہتا ہے کہ خدا رازق ہے

اور فقیر سے جب پوچھا جاتا ہے تو پہلے ہی سوال کے جواب میں کہدیتا ہے کہ میرا رازق میرا خالق ہے۔ غنی بایں معنے سو قدم طے کر کے خدا کو پہنچتا ہے اور فقیر پہلے ہی قدم خدا تک پہنچ جاتا ہے ؎

مؤلف ۔ اے میرے عزیز و خدا کے دوستوں نے فقر اور فاقہ کو اپنے اختیار سے قبول اور منظور کیا ہے ۔ کما ورد جیسا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پیش کیں اور کہا کہ آپ ان خزانوں کو قبول فرمائیے حضرت نے جواب دیا کہ اِخْتِیَارِیْ اَنْ اَکُوْنَ عَبْدًا نَبِیًّا اَشْبَعُ یَوْمًا وَ اَجُوْعُ یَوْمَیْنِ اے اسرافیل میں اپنے اختیار سے یہ چاہتا ہوں کہ میں ایک بندہ نبی ہو جاؤں ۔ ایکدن پیٹ بھر کر کھالوں اور دو دن بھوک میں گذاروں ۔ مجھ کو ان فانی خزانوں سے کچھ سروکار نہیں ؎ مردری نے اپنے افتتاح میں لکھا ہے کہ فرعون علیہ اللعنۃ نے حضرت موسے کی حالت افلاس کو دیکھکر طعنہ کی وجہ سے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ اور نیز کہا لَوْلَا اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ یعنے اگر موسےٰ راست گو ہے تو اُسکے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں ہیں ۔ جب دُشمن نے اُس خدا کے دوست کو بباعث ناداری کے ملامت کی تو حقتعالےٰ نے اپنے دوست کو کیمیا کا علم سکھایا ۔ چنانچہ ایک غریب روایت میں دیکھا گیا ہے کہ موسےٰ علیہ السلام نے اُس مردود کی تردید کے لئے اپنی سکونت کا گھر سونے کا تیار کرایا اور اُسکو رشک دلا کر پھر اُس گھر کی زر کو خیر کے کاموں میں صرف کیا ۔ ہمارے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب تمام دنیا دکھائی گئی کما ورد زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَاُرِیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور روئے زمین کے تمام خزانوں کا اختیار دیا گیا تو آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا اے میرے اللہ مجکو دُنیا کے خزانوں سے کچھ سروکار نہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ دُنیا میں تو مجکو مسکین رکھے مجکو تیری مقدس ذات سے سروکار ہی اور جب عاقبت کا ملک اور اسکی بادشاہی آپکے پیش کیگئی تو بحکم مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی اُسکی طرف بھی التفات نہ فرمائی ۔ بلکہ یہ فرمایا حَسْبِیْ مِنَ الدُّنْیَا فِی الدُّنْیَا ذِکْرُ اللّٰهِ وَمِنَ الْعُقْبٰی فِی الْعُقْبٰی رِضَی اللّٰهِ دُنیا کی ادنےٰ چیزوں کو قبول نہ فرمایا بلکہ عالم عقبےٰ کو بھی اپنی خاطر عاطر پر ٹھیرنے ندیا ۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے :-

حدیث ایک روز غنائم کے مال سے چھ بار قاطروں کے درم و دینار سے حضرت

کے پاس بھیجے گئے اُسیوقت مساکین اور فقرا اور دیگر مستحقین کو بُلا کر دئیے گئے۔ جب اِس کار خیر سے آپ نے فراغت پائی تو آپ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا یا حمیرا میرا بچھونا بچھاؤ تو میں ایکساعت زمین پر لیٹوں۔ جب آپ فرش پر دراز ہوئے کبھی اِس پہلو سے اُس پہلو تک کروٹ بدلتے تھے۔ مگر آپ کو نیند نہیں آتی تھی اور اضطراب بڑھتا جاتا تھا۔ عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میں واسطے نیند آجانیکے جناب کے ہاتھ پاؤں کو مالش کرتی تھی جب آپ کے پاؤں کو اپنے سینہ پر ایک روائت میں ہے کہ اپنے رخساروں پر رکھا شائد کہ میرے رخساروں کی ٹھنڈک سے آپ کو نیند آجائے ہر چند میں نے بہت حیلے کئے مگر آپ کو نیند نہ پڑی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میرے خیال میں آتا ہے شاید کوئی فانی دُنیا کی چیز میرے گھر میں باقی رہ گئی ہے اسی سبب سے مجکو نیند نہیں پڑتی۔ عائشہ نے کہا یا رسول اللہ میں نے اُس مال غنیمت سے تھوڑا سا لیکر اس نیّت سے رکھ چھوڑا ہے کہ کسی وقت کوئی بھوکا یا ننگا یا کوئی قانع یا صابر آپ کے پاس آجائے تو اُسکو صدقہ کرو فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ وَکَیْفَ لِیْ بِالنَّوْمِ وَقَدْ اَبْقَیْتِ فِیْ بَیْتِنَا شَیْئًا لِّلْغَدِ اے عائشہ رض جب میرے گھر میں فانی دنیا کی کوئی چیز ذخیرہ ہو تو مجکو کسطرح نیند پڑے پھر حضرت صلعم نے وُہ ذخیرہ میرے سے منگاکر مساکین کے حوالہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا تَوَکُّلَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ ازاں بعد بڑے آرام سے سو گئے۔

حدیث۔ حضرت ابوہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثَلٰثٌ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ پہلے وُہ شخص جو اپنا کپڑا دھوئے اور دُوسرا کپڑا نہ رکھے۔ کہ وُہ پہنے اور اُس کو دھوئے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے چُولھے پر دو دیگدان نہ رکھے۔ تیسرا وہ شخص کہ پانی بھرنے کا لوٹا ڈھونڈے یا پانی پینے کا برتن صرف ایک ہی ہو۔

نقل ہے کہ نبیوں میں سے ایک نبی علیہ و علیہم السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی اِلٰھِیْ کَیْفَ لِیْ اَنْ اَعْلَمَ رِضَاکَ عَنِّیْ فَقَالَ عَلَامَۃُ ذٰلِکَ اَنْ تَنْظُرَ کَیْفَ رِضَاءُ الْمَسَاکِیْنِ عَنْکَ فَاِنْ ھُمْ رَضُوْا عَنْکَ فَاِنِّیْ عَنْکَ رَاضٍ ہ اور کہا اے میرے خداوند میں کسطرح معلوم کروں کہ تو میرے پر راضی ہے حکم ہُوا کہ تو دیکھ میرے درویش تیرے پر راضی ہیں یا نہیں اگر میرے درویش تیرے پر خوشنود ہیں تو میں بھی تیرے پر خوشنود

ہوں اگر وہ تیرے پر راضی نہیں ہیں تو مَیں بھی تیرے پر راضی نہیں ہوں۔ سعدیؒ ؎

نخواہی کہ باشی پراگندہ دل	پراگندگان را ز خاطر مہل
بہ بخشش کن امروز گنجینہ چست	کہ فردا کلیدش نہ در دستِ تست
تو با خود ببر توشۂ خویشتن	کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
بغمخوارگی جز سر انگشتِ من۔	نخارد کس اندر جہان پشتِ من

مؤلف۔ اے میرے بھائیو حق سُبحانہ وتعالیٰ فقیروں کو اپنے عیال کے خطاب سے مخاطب کر کے اَلْفُقَرَآءُ عِیَالِیْ اُنکی شان میں کہا اور تونگروں اور دولتمندوں کو اپنے وکلا سے شمار کیا وَالْاَغْنِیَآءُ وُکَلَآئِیْ اور ان وکیلوں کو اپنے عیال کے نان ونفقہ کا متعہد بنایا اور اس اہتمام کے صلہ میں اُن کے لئے دارالسّلام کے درجات مہیا اور مقرر کئے اور ان کے خزائن اور دفائن کی کنجیاں محبت فقراء کے جیب میں رکھیں مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ مَحَبَّۃُ الْفُقَرَآءِ بلکہ اپنے خاص دوستوں یعنے انبیاء کو اُنہی فقیروں کی خدمتگاری اور خبر گیری کے واسطے دنیا میں بھیجا۔ کَمَا اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی مُوْسٰی بْنَ عِمْرَانَ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ یَا مُوْسٰی جَالِسِ الْمَسٰکِیْنَ اِنَّ رَحْمَتِیْ لَا تُفَارِقُھُمْ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ یَامُوْسٰی کُنْ بِشْتَانِ الْفُقَرَآءِ غَالِبًا وَلِحَوَائِجِھِمْ قَاضِیًا حَتّٰی اَکْتُبَ لَکَ رِضَائِیْ وَاَمَانِیْ وَمَغْفِرَتِیْ اس پیغام کے بعد حضرت مُوسٰے علیہ السّلام فقرا اور مساکین کی اتنی رعایت کرتے تھے کہ ہر ایک مہینے میں ایک ہفتہ سب علائق کو قطع کر کے فقیروں کے اِرد گرد پھرتے تھے اور ان کے کپڑے دھوتے تھے اور ان کے مایحتاج کی تربیت میں لگے رہتے تھے۔۔ اور جو چیزیں اُنکی ضروریات کی ہوتی تھیں اُنکی تحصیل میں مصروف رہتے تھے۔ یہانتک کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا یٰمُوْسٰی اُشْھِدُ عَلٰی نَفْسِیْ وَاُشْھِدُ عَلٰی نَفْسِیْ مَلَآئِکَتِیْ اِنِّیْ عَنْکَ رَاضٍ وَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ مَا مَضٰی وَمَا بَقِیَ مِنْ ذُنُوْبِکَ فَکَذٰلِکَ مَنْ فَعَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ مَا فَعَلْتَ مَعَ الْمَسٰکِیْنَ۔ اے مُوسٰے تیری خدمتگذاری میری بارگاہ میں قبول ہوئی کہ میں اپنی مقدس ذات اور اپنے ملائکہ کو اس امر کا گواہ کرتا ہوں کہ میں تیرے پر راضی ہوں اور جو کچھ ہفوات اور زلات ماضیہ ہیں اُن سب سے درگذر فرمایا۔ جو شخص تیرے پیچھے میرے فقیر اور مساکین کیساتھ ایسا برتاؤ اور معاملہ کریگا جو تونے کیا ہے اُس کے ساتھ بھی یہی سلوک مرعی ہوگا جو تیرے ساتھ ہوا + نظم

بہ پوشیدنِ ستر درویش کوش	کہ سترِ خدائت بود پردہ پوش
مگردان غریب از درت بے نصیب	مبادا کہ گردی ز درہا غریب
فروماندگان را درون شاد کن	ز روزے فروماندگی یاد کن
نہ خواہندۂ بر درِ دیگران	بشکرانہ خواہندہ از در مران

حضرت مولنا معنوی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں مثنوی

آمد از حق سوئے موسیٰؑ این خطیب	کائے طلوع ماہ دیدہ تو زجیب
مشرفت کردم ز نورِ ایزدی	من حقم رنجور گشتم نامدی
گفت سبحانا تو پاکی از زیان	این چہ رمز است این بکن یارب بیان
باز فرمودش کہ در رنجوریم	چون نہ پرسیدی تو از روئے کرم
گفت یارب نیست نقصانے ترا	عقل گمشد این سخن را برکشا
گفت آرے بندۂ خاص گزین	گشت رنجور او منم نیکو ببین
ہست معذوریش معذوری من	ہست رنجوریش رنجوری من

اسی مضمون کی ایک حدیث میں نے صحیح مسلم میں دیکھی اُسکا لکھنا اور اُس کے مطلب سے آگاہ کرنا مناسب معلوم ہوا وھو ھذا:-

حدیث عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّکَ لَوْ عُدْتَّہٗ لَوَجَدْتَّنِیْ عِنْدَہٗ - حضرت ابی ہریرہ رض نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے آدمؑ کے بیٹے میں مریض ہوا تھا تو میری عیادت کے لئے نہ آیا - اور میری بیمار پرسی تو نے نہ کی - بندہ عرض کریگا اے پروردگار تو جہان کا مالک اور عوارض جسمانی سے پاک ہے فرمان ہوگا - آیا تو نہیں جانتا ہے کہ میرا فلان بندہ بیمار ہوگیا تھا - تو اُسکی عیادت کیواسطے نہیں گیا تھا - آیا تو نہیں جانتا ہی اگر تو اُسکی عیادت کرتا - تو بیشک مجکو پالیتا - یعنے میری رضا اور میرے ثواب کو اُس کے ذریعہ سے حاصل کرلیتا - یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہُ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ اَمَا

عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْاَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اے آدم کے بیٹے میں نے تیرے سے کھانا مانگا تھا۔ تو نے مجکو کھانا نہ دیا۔ بندہ کہیگا۔ اے میرے پروردگار میں تجکو دُوں اور کھلاؤں تو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا۔ اَے میرے بندے کیا تو نہیں جانتا ہے کہ ایک میرے بندے نے تیرے سے روٹی کا سوال کیا تھا۔ تو نے اُسکو کھانا نہ کھلایا اگر تو میرے بندے کو کھانا کھلا دیتا تو آج اُسکا بدلہ مجھ سے ثواب پالیتا یَابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَارَبِّ كَیْفَ اَسْقِیْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْسَقَیْتَهٗ وَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ ۝ اے آدم کے بیٹے میں نے تیرے سے پانی مانگا تھا تُو نے مجکو پانی نہ پلایا۔ بندہ کہیگا اَے میرے پروردگار تو ساری جہان کا مالک اور پرورش کرنیوالا ہے مَیں کسطرح تجکو پانی پلاؤں۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا۔ میرے فلاں بندہ نے تیرے سے پانی پینے کے لئے مانگا تھا۔ تُو نے اُسکو پانی نہ دیا۔ اگر تو اُس کو پلا دیتا۔ آج اُسکا ثواب مجھ سے پالیتا +

مؤلف۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دولتمندوں کو خصوصاً لازم ہے کہ حتی الامکن فقرا اور مساکین کی ہر طرح سے خبر گیری کرتے رہیں اگر اُن کے پاس کوئی حاجتمند اپنی حاجت پیش کرے تو اُسکی حاجت روائی میں دریغ نہ کریں نہیں تو روز قیامت کے معتوب ہونگے + اَے میرے بھائیو تم دیکھو کہ جناب سرور کائنات باوجود اس شان و شوکت کے مسکینوں کیساتھ کس طرح کا سلوک کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:

نقل ایک روز جناب سالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مبارک مسجد میں رونق افروز ہوئے صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنی گودڑی پر پیوند لگاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اَے صہیبؓ مجکو دے کہ میں تمہاری گودڑی پر ٹلیاں لگا دُوں صہیبؓ نے کہا کہ اَے آدمؑ کی ذُرّیّت کے تاج میری سو ہزار جان تیرے پر قربان ہووے مَیں آپ کو اپنی گودڑی کے سینے کی تکلیف کیوں دوں۔ مَیں نہیں چاہتا ہوں کہ آپ کو میرے جُبّہ سینے کی تکلیف پہنچے آپ نے فرمایا کہ اے صہیبؓ مجکو دے کہ مَیں اسکو ابھی سی کر تیرے حوالے کروں تا کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ سے نکلے کہ یہ وُہ مرد ہے کہ دُنیا میں درویشوں اور مسکینوں کے کپڑے سیتا تھا۔ جناب نے صہیب سے گدڑی لی اور اسکو سینا شروع کیا۔ اسی اثنا میں حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ اَے دو جہان کے سردارؐ آپ کے شان کو شایاں

نہ تھا جو کہ آپنے کیا اسوقت ملاءاعلےٰ کے رہنیوالے آپؐ کے خُلق کو دیکھ رہے ہیں اور یہ مقولہ زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں ؎

آب ہمہ نیکوان بجوئے تو بود	زان جان ودلم بجستجوئے تو بود
چندانکہ بآفتاب وبہ مے نگرم	خاطر بسوئے دیدن روئے تو بود

فصل فی فضائل الصدقۃ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ یُبَلِّغُکَ نِصْفَ الطَّرِیْقِ وَالصَّوْمُ یُبَلِّغُکَ بَابَ الْمَلِکِ وَالصَّدَقَۃُ تُدْخِلُکَ عَلَی الْمَلِکِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز تجکو آدھے راستہ میں پُہنچا دیتی ہے اور روزہ تجکو بادشاہ کی درگاہ میں اور صدقہ تجھ کو بادشاہ کے پاس بٹھا دیتا ہے +

اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ وَالْجِہَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ وَالصَّدَقَۃُ شَیْءٌ عَجِیْبٌ نماز دین کا سُتون ہے۔ اور جہاد عمل کی کوہان ہے۔ اور صدقہ ایک عجیب چیز ہے + ایک مرد نے کہا یارسُول اللہ وُہ عمل جو میرے نزدیک فاضلتر ہے آپنے وہ بیان نہیں کیا فرمایا وُہ کیا عمل ہے کہا روزہ۔ فرمایا ھٰذَا قُرْبَۃٌ وَلَیْسَ ھُنَاکَ روزہ بھی ایک قربت ہے۔ لیکن صدقہ کا مرتبہ اُسکی قربت سے بڑھکر ہے۔ روزہ کجا اور صدقہ کجا۔ ع

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک!

حضرات علمائے نے خیرات اور صدقہ کی فضیلت اور اُس کے عجیب ہونے میں بُہت سے دلائل بیان کئے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ اعمال خیر جو عبُودیت کے مرتبہ کی رفعت کا موجب ہیں جیسے نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ کو ربُوبیّت کے مرتبہ کیساتھ کچھ مناسبت اور لگاؤ نہیں مگر چونکہ صدقہ کہ اسمیں عبودیت سے بدرجات ربوبیّت کے ترقی متصوّر ہے۔ اس لئے کہ اُسکو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عجیب کی صفت سے مُوصُوف فرمایا + اے میرے دوستو اگر تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو تمہارا صدقہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے تصدق سے زیادہ عجب ہے اس لئے کہ اُسکی ذات بابرکات اپنے ذاتی استغنا اور عدم احتیاج سے تصدّق کرتی ہے اور تم لوگ باوجود موجودگی فقر اور احتیاج کے اپنے حوائج کو بند کر کے تصدّق کرتے ہو +

ازانجملہ تصدق کی فضیلت اور دیگر تمام اعمال پر اُسکی ترجیح کے لئے یہ روائت کافی ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے مسجد کے دروازہ پر ایک کُتّا کھڑا ہوا دیکھا معلوم کیا کہ یہ شیطان لعین ہے۔ پوچھا کہ اے لعین تو اس جگہ کیوں کھڑا ہے۔ ابلیس نے کہا میں اس جگہ اسواسطے کھڑا ہوں کہ آپ جو کچھ پوچھو گے میں اسکا جواب کما ینبغی دونگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے ابلیس تو سچ کہ جب میری اُمت نماز باجماعت پڑھنے میں مشغول ہوتی ہے اُن کو دیکھکر تیرا کیا حال ہوتا ہے۔ کہا اسوقت انکو اس شان و شوکت میں دیکھ کر مجکو آتشی تپ چڑھ جاتا ہے۔ اور میں غش کھا جاتا ہوں۔ فرمایا جب میری اُمت کے لوگ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں تو تجھ پر کونسی حالت طاری ہوتی ہے۔ کہا کہ اُسوقت میں بہرہ گونگا۔ اندھا ہو جاتا ہوں۔ فرمایا جب میری اُمت دُعا کرتی ہے۔ کہا اُس وقت میری گردن پر زنجیر اور میرے پاؤں پر بیڑیاں اور میرے ہاتھوں پر آگ کی ہتھکڑیاں رکھدیتے ہیں۔ فرمایا جب میری اُمت کے لوگ تصدق اور خیرات کرتے ہیں اُسوقت تیرا حال کیسا ہوتا ہے؟ کہا یارسول اللہ یہ بات مجھ سے مت پُوچھ مجکو اس کا جواب دینا گویا اپنی ہتک بیان کرنی پڑتی ہے۔ فرمایا کیوں کہا اس لئے کہ جب یہ لوگ یعنے تیری اُمت کے سخی سخاوت کا دروازہ کھولتے ہیں اور کرم اور تصدق کا دستر خوان بچھاتے ہیں تو اُن کو حق سُبحانہ وتعالیٰ تین دولتیں عطا فرماتا ہے۔ اوّل یہ کہ میں اُسوقت ایسا ہو جاتا ہوں کہ گویا میرے سر پر ارّہ چل رہا ہے۔ اور میرے پلید وجود کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ ایک ٹکڑا مشرق دُوسرا مغرب میں پھینکدیتے ہیں۔ دوم وُہ صدقہ مصدق اور دوزخ کی آگ کے درمیان ایک حائل یعنے پردہ ہو جاتا ہے۔ سوم۔ صدقہ کے سبب حق سبحانہ وتعالےٰ کا غضب فرو ہو جاتا ہے۔ جب صدقہ میں یہ مذکورہ باتیں پائی جاتی ہیں تو بایں معنے صدقہ تمام اعمال پر ترجیح رکھتا ہے۔

ازانجملہ تصدق کی فضیلت میں شرف اختصاص کافی ہے کما ورد اَلصَّدَقَۃُ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ اَوَّلًا ثُمَّ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الْفَقِیْرِ یعنے صدقہ پہلے خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں پڑتا ہے اس کے بعد فقیر کے ہاتھ آتا ہے اے میرے بھائیو! یہ خصوصیّت صرف صدقہ ہی کو حاصل ہے کہ صدقہ دینے والے کے ہاتھ سے نکلتے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جا پڑتا ہے۔ دیگر اعمال صالح اس درجہ کی قبولیّت کے شرف سے مشرف نہیں ہوتے۔

روایت ہے کہ ایک روز جناب مستطاب رسالتمآب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دولتخانہ میں بیٹھے ہوئے تھے - کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا حضرت بی بی عائشہ رضؓ اُس سائل کے واسطے اچھے کھرے درم چُننے لگیں - حضرت نے دیکھ کر فرمایا اِنِّی اَدٰی مِنْكِ الْعَجَبَ یَا عَائِشَۃُ عائشہ نے کہا وَفَوْقَ الْعَجَبِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِعْتُ اَنَّ الصَّدَقَۃَ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ تَقَعُ فِیْ کَفِّ الْفَقِیْرِ - یعنے میں نے آپؐ سے سُنا ہے کہ صدقہ جب تک خدا کے ہاتھ میں نہ پڑے تب تک فقیر کے ہاتھ میں نہیں پڑتا - بایں خیال میں نے چاہا کہ جب ان درموں سے پہلے صدقہ یدِ قبول میں پڑتا ہے تو میں وہی نکالوں - جو سب سے کھرے اور پاکیزہ ہوں - فرمایا وَفَّقَكِ اللّٰہُ یَا عَائِشَۃُ +

مؤلف - نقل ہے کہ سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض رحمہما اللہ دونوں حضرت وہب قدس سرہٗ کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور کہا آپ ہم کو کوئی نصیحت فرماؤ فرمایا تم قرآن کی کسی آئت پر تصدیق اور عمل کر سکتے ہو اور حق سبحانہ وتعالےٰ کو اپنے حکموں میں سچا جان سکتے ہو - اُنہوں نے کہا ہم خدا کے بھیجی ہوئیں سب آیات کی تصدیق کرتے ہیں فرمایا جو شخص ان آیات کی تصدیق کرے فَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وہ اپنے جُبہ میں ایک حبہ بھی باقی نہیں رکھتا ہے +

نقل ایک روز حاتم اصم قدس سرہ نے روزہ رکھا جب افطار کا وقت ہوا پوچھا کہ افطار کیواسطے کوئی چیز ہے - روٹی کا ایک ٹکڑا اُن کے پاس لائے ابھی روزہ افطار نہیں کیا تھا کہ ایک سائل نے شَیْئًا لِلّٰہِ کی آواز دی وہ ٹکڑا اُس کے حوالہ کر کے نماز میں مشغول ہو گئے ابھی دو رکعت نہیں پڑھ چکے تھے کہ ایک شخص گوناگون کھانوں کا ایک خوان آراستہ کر کے آپ کی خدمت میں لے آیا - اسی اثنا میں ایک سائل نے آواز دی وہ خوانچہ بے کم وکاست اُس کے پاس بھیجدیا - اور کہا کہ میرا مالک مجھ سے طرح طرح کے امتحان لیتا ہے - اور پھر نماز میں مشغول ہو گئے - ابھی دو رکعت نماز پوری ادا نہ کر چکے تھے کہ ایک شخص نے علی بن عیسےٰ ابو وزیر کیطرف سے ایک بدرہ اشرفیوں کا لا کر شیخ الوقت کے پاس رکھا - شیخ علیہ الرحمۃ نے باآواز بلند اَلْغَوْثُ مِنَ الْخَلْقِ کہا کہ ان لوگوں نے مجکو بڑا تنگ کر رکھا ہے - کہ تھوڑے صدقہ کے بدلے مجکو اسقدر مال سے تکلیف دیتے ہیں اتفاقاً آپکا ایک ہمسایہ خلق نام تھا اُس نے آپ کی آواز سُنکر بہت اندیشہ کیا اور ملول خاطر ہوا آپکی

خدمت میں حاضر ہو کر کہا یا شیخ میرے سے کیا گستاخی سرزد ہوئی کہ آپ میرے سے فریاد کرتے اور اَلْغَوْثُ مِنَ الْخَلْقِ زبان سے فرماتے ہیں اور میرے ہمسایہ بھی اس بات کو سنکر میرے قتل کے درپے ہیں۔ شیخ رحہ نے کہا اے بھائی تو خاطر جمع رکھ کہ میں اپنے خالق کی خلق سے فریاد کرتا ہوں کہ اُس نے میرے بارے میں کیسا احسان کیا ہے اگر میں ایک سیر بھر صدقہ کروں تو اُس کے عوض میں بحکم وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ مجکو من بھر بھیجدیتا ہے۔ قال الحکماء ما انفق له اکرم باربع کرامات۔ جو شخص اپنے مال کو راہ مولے میں خرچ کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو چار کرامتوں سے مکرم کرتا ہے۔ پہلی یہ کہ اُس کا مال فانی تھا جب اُس نے دیدیا تو وہ مال باقی ہو گیا۔ کما ورد مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۔ دوم مال قلیل رکھتا تھا جب اُسنے خدائتعالیٰ کے نام پر صدقہ کیا تو وہ خدا کی بارگاہ میں تربیت پاکر کثیر ہو گیا۔ کما ورد وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ اور روائت ہے کہ رسولؐ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُرْبِي صَدَقَاتِكُمْ كَمَا تُرَبُّوْنَ اَشْبَالَكُمْ یعنے حقتعالےٰ اپنے بندوں کے صدقات کو پالتا ہے جیسے تم اپنی بکری کے بچوں کو پالتے ہو اکثر بندوں نے جو اپنا مال راہ مولےٰ میں تصدق کیا ہو۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی برکت سے اُسکو قیامت کے دن اپنی نکوئی کے پلہ میں مثل ایک پہاڑ کے دیکھینگے اس لئے کہ بندہ کا احسان اُسکی عبودیت کے لائق ہے اور حق تعالےٰ کا احسان اُسی ربوبیت کے مطابق ہے ✦ سوم تصدق کے فضائل میں سے ہے کہ جب تک مال آدمی کے پاس ہوتا ہے تلف کے خطرہ میں رہتا ہے۔ جب آدمی اُس مال کو تصدق کر دیتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۔ اور آدمی قیامت کے دن اُس مال کو بے کم وکاست بلکہ اُس سے زیادہ پالیگا۔ کما ورد وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۔ چہارم یہ ہے کہ انسان کا مال اُن کے فوت ہو جانیکے بعد وارثوں کا حق ہے اور متوفی اُس سے سوائے کفن کے بے نصیب ہے جب اُس نے اپنی زندگی میں تصدق کیا تو وہ مال خاصتہً اُسی کا ہؤا اور اُس کا نفع اُسی پر منحصر ہؤا۔ کما ورد اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۔ سعدی علیہ الرحمۃ

زرو نعمت اکنون بدہ کان تست	کہ بعد از تو بیرون زفرمان تست
بدنیا توانی کہ عقبےٰ خری	بخر جانِ من ورنہ حسرت بری

عبداللہ بن عطیہ رضؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی کی بڑی زراعت تھی اسی ہزار کو فروخت کردی اور اسکا سارا ماحصل درویشوں مسکینوں۔ فقیروں۔ یتیموں میں نفقہ کردیا عوام کالانعام نے جاکر اسکو کہا کہ اگر آپ تھوڑا سا مال اپنے اہل وعیال کیواسطے رکھ لیتے۔ تو اُن کا بھی گذارہ چلتا رہتا کہا کہ میں نے اپنے مال کو راہ مولےٰ میں خرچ کیا اور اپنے اہل وعیال کے واسطے باقی کچھ نہیں رکھا۔ قطعہ

منہ مال از بہر اہل وعیال۔		کہ بد بہ نگردد بتدبیر تو
بیقین دان کہ تدبیر رزق ہمہ		چنان کرد ایزد کہ تقدیر تو

فقیہ ابی اللیث سمرقندی رحؒ نے تنبیہ الغافلین میں فرمایا ہے۔ کہ بزرگان دین نے کہا ہے کہ تصدق یعنے صدقہ کرنے میں دس خصلتیں پسندیدہ ہیں از انجملہ پانچ تو دُنیا میں اور پانچ عالم عقبےٰ میں وہ پانچ جو عالم دُنیا کے ساتھ مخصوص ہیں ✤

پہلی خصلت دل کی تفریح یعنے مساکین اور فقرا کا دل خوش کرنا اور یہ عمل فاضلترین اعمال کا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں۔ کما ورد جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا عمل ارشاد فرمائیے جو بہشت میں داخل ہونیکا موجب ہووے۔ فرمایا اے عائشہ جو کوئی کسی مسلمان کے دلکو راضی اور خوش کرے حق سبحانہ وتعلےٰ اُس کے واسطے کوئی ثواب اور کوئی مغفرت سوائے بہشت کے مقرر اور معین نہ فرمائیگا ✤ اور انس بن مالک رضؓ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی حاجت بر لائے سات ہزار سال کی عبادت پسندیدہ مثل روزہ اور قیام کے اُس کے اعمالنامہ میں ثابت کردیتے ہیں ✤ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کے دل کو خوش کرتا ہے۔ اور وُہ خوشی جو اُس کے دلمیں آتی ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اُس شادی سے بارہ فرشتے پیدا کرتا ہے۔ اور وُہ فرشتے حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور تحمید اور تہلیل اور توحید میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ جب اُس محسن بندہ کو لحد میں رکھتے ہیں تو بارہ فرشتے اچھی صورتوں میں اُس کے پاس آکر کہتے ہیں کہ اے بندے تو ہمکو پہچانتا ہے۔ بندہ کہیگا میں آپ لوگوں کو نہیں پہچان سکتا ہوں۔ خود ہی فرمائیے کہ آپ اس بے نظیر حُسن وجمال اور عظمت وجلال کیساتھ کون لوگ ہیں وُہ فرشتے کہیں گے کہ ہم وُہ خوشی

کا اثر اور سرور ہیں کہ فلانے دن فلانی ساعت فلاں بندے کے دل میں تو نے ہم کو داخل کیا تھا یعنے اُس کے دل کو خوش کیا تھا اور حاجت روائی کی تھی۔ اب ہم کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجدیا ہے تاکہ اس وحشت سرا میں تیرے مُونس رہیں اور منکر نکیر کے سوال کے وقت تجھ کو جواب باصواب کی تلقین کریں۔ اور تجھ کو کلمۂ توحید پر ثابت رکھیں اور جب قبر سے تم کو اُٹھائیں گے تو انشاءاللہ عرصات کے جنگل میں ہمراہ ہو کر تیرے حالات کے مُمِدّ رہیں گے۔ جب تو حساب کے لئے پیش کیا جائیگا۔ تو ہم تیرے شفیع اور تیری مہمّات کو کفائت اور تیرے حسنات کے رجحان کا سبب ہو جائیں گے ٥

خدارا بریں بندہ بخشائش است	کہ خلق از وجودش در آسائش است
کسے نیک بیند بہر دو سرائے	کہ نیکی رساند بخلق خدائے

دُوسری خصلت۔ متصدق کے مال میں برکت۔ یعنی جو شخص اپنے حلال مال سے صدقہ کرے اور حقوق اللہ کے ادا کرے اُس کے مال میں ہمیشہ برکت رہتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۔ یعنے جو کچھ تم راہ مولےٰ میں دو حقتعالیٰ اُس کے عوض میں اُس سے بہتر دیتا ہے۔ جیسا حضرت ابوہریرہ رضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہیں مَا نَقَصَتْ صَدَقَۃٌ مَالَ رَجُلٍ۔ یعنے صدقہ کسی کے مال کو کم نہیں کرتا ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسُول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب صدقہ کیا جاتا ہے تو البتہ مال میں کسیقدر نقصان پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً سَو میں سے پانچ صدقہ کیا۔ باقی پانچ کم سو رہ گیا۔ مَا نَقَصَتْ کے معنے ہماری سمجھ میں نہیں آتے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص دو سَو درم رکھتا ہو۔ اُسمیں سے ایک سو پچانویں اُسکا حق ہے۔ اگر اُسمیں سے پانچ درم کی زیادتی کریگا۔ تو بیشک گنہگار ہوگا۔ بلکہ جو مہم جس کا آسان ہونا دو سو درم سے ہووے وہ ایکسو پچانوے سے بھی آسان ہو سکتی ہے۔ اور یہ بات تجربہ سے کئی بار معلوم ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس متصدق کی مہمات کو اپنے فضل وکرم سے آسان کر دیتا ہے ٭

اور بعض مفسرین نے اس حدیث کے معنی اسطرح بیان کئے ہیں۔ جب بندہ کسی چیز کا صدقہ اللہ کی راہ میں کرتا ہے۔ سُنت الٰہی اُسمیں جاری ہے کہ اُس شخص کو بباعث صدقہ کرنیکے محتاج نہیں کرتا ہے۔ اگر محتاج بھی ہو جائے تو اُسکی احتیاج کو رفع کر دیتا

ہے ایسی وجہ سے کسی طرح کی تکلیف اُس متصدق کو نہیں پہنچتی ہے اور بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ تصدق کی برکت سے حق سبحانہ وتعالیٰ اُس کو بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔ جو اُس نے دیا تھا۔ جیساکہ وارد ہوا وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُهٗ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفًا وَّلِکُلِّ مُمْسِکٍ تَلَفًا کے اثر سے متصدق ہمیشہ بابرکت ہی رہتا ہے حکایات میں عامر بن قیس رحؒ سے منقول ہے کہ جب عامر گھر سے باہر نکلتے تھے۔ کچھ روپے یا درم وغیرہ جو چیز موجود ہوتی اُسکو اپنی چادر کے پلہ پر بکھیر دیتے تھے اور جو شخص اُن سے کچھ مانگتا تھا اُسی سے اُنکو عطا کر دیتے تھے۔ جب گھر میں آتے تھے جو کچھ اپنے ساتھ لیجاتے تھے باوجود انعام اور عطا دینے کے بے کم وکاست اپنے گھر میں واپس لے آتے تھے کہ وزن اور عدد میں کچھ تفاوت نہیں ہوتا تھا۔

مؤلف بیشک صدقہ ایسی چیز ہے کہ متصدق کو کبھی محتاج نہیں ہونے دیتا ہے اور اُس کے مال میں کبھی نقصان عائد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ دن بدن اُس کے مال میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور رسول مقبول کا فرمان بیشک سچّا اور درست ہے جو آپ ؐ نے فرمایا مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مَالَ رَجُلٍ ۔

حکایت اے میرے بھائیو! صدقہ ایسی چیز ہے کہ متصدق کو بہشت میں پہنچا دیتا جیساکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلسَّخَاوَةُ شَجَرَةٌ مِّنْ اَشْجَارِ الْجَنَّةِ اَغْصَانُھَا مُتَدَلِّیَاتٌ فَمَنْ اَخَذَ غُصْنًا مِّنْھَا قَادَہٗ ذٰلِکَ الْغُصْنُ اِلَی الْجَنَّةِ (جامع صغیر للسیوطی من عینہ) سخاوت ایک درخت ہے بہشت کے درختوں سے اور اُسکی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ پس جس نے اُسکی شاخوں میں سے کسی شاخ کو پکڑ لیا وہ شاخ اُسکو کھینچتی ہوئی بہشت میں لیجائیگی جیساکہ حضرت مولانا معنوی مثنوی شریف میں یہی معنے ارشاد فرماتے ہیں ؎

لب بہ بند وکف پُر از زر بر کشا	بخل تن بگذار پیش آور سخا
ترک شہوتہا ولذت ہا سخاست	ہر کہ در شہوت فرو شد بر نخاست
این سخا شاخیست از سرو بہشت	وائے اوکز کف چنین شاخ بہشت
مے برد شاخ صفا ای خوب کیش	مر ترا بالا کشان تا اصل خویش

صدقہ اور جود انسان کیواسطے ایسی صفت ہے جو بلا کہ باوجود اس عصمت اور رفعت کے

اس خاکی انسان کے لئے ہمیشہ دُعا کرتے رہتے ہیں کہ الٰہی متصدقوں اور منفقوں کو آسودگی میں رکھ اور ممسکوں کو ہمیشہ ذلیل اور خوار رکھ جیساکہ حدیث میں وارد ہوا۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن یوم یُصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللّٰھم اعط کل منفق خلفا اللّٰھم اعط کل ممسک تلفا متفق علیہ بخاری اور مسلم میں بروائت ابوہریرہ رض کے وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں دن ایسا کہ صبح کریں بندے مگر کہ دو فرشتے آسمانوں سے اُترتے ہیں پس ایک ان دونوں میں سے کہتا ہے اے بار خدایا خرچ کرنیوالونکو عوض دے یعنی بدلہ اور دوسرا کہتا ہے الٰہی ممسکوں کو تلف کردے اور حوادث میں یعنے بلا میں مبتلا کردے ہمیں معنے مولنا روم رح فرماتے ہیں۔ مثنوی

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند	دو فرشتہ خوش منادی میکنند
کاے خدایا منفقان را دہ خلف	کاے خدایا ممسکانرا کن تلف
یا الٰہی منفقان را سیر دار	ہر درم شاں را عوض دہ صد ہزار
کاے خدایا ممسکانرا در جہاں	تو مدہ الا زیاں اندر زیاں
گر نماند از جود در دست تو مال	کے کند فضل الٰہت پائمال
ہر کہ کارد گردد انبارش تہی	لیکش اندر مزرعہ باشد بہی
ہر کہ در انبار ماند و صرفہ کرد	شتہ و موش حوادث پاک خورد
غل بخل از دست و گردن دور کن	سخت تو دریاب از چرخ کہن

لیکن عاقل آدمی کو لازم ہے کہ ہر ایک کام میں میانہ روی اختیار کرے۔ مثلاً انفاق اور امساک میں افراط تفریط نہ کرے بلکہ سخاوت اور نفاق میں پہلے اپنے قرابت والوں کی بشرطیکہ وہ فقیر ہوں خبر گیری کرے اور اُس کے بعد دیگر مستحقوں کی امداد میں دریغ نکرے کما ورد قال اللہ تعٰ وات ذالقربی حقہ اور دے قرابت والوں کو جو ان کا حق ہے خرچ اور اچھیطرح نباہ کرنا اُن کے ساتھ ۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قرابت والوں کا حق یہ ہے اگر وہ فقیر محتاج ہوں تو انکو خرچ دو۔ اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ذوی القربےٰ سے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار مراد ہیں اور اُن کا حق خمس عطا کرنا ہے انہیں اُس چیز میں سے جو حقتعالیٰ نے اُن کیواسطے مقرر فرمائی ہے ۔ امام

ثعلبی رحمہ اللہ کی تفسیر میں ہے کہ امام حسین بن علی علیہما السلام نے شام کے لوگوں میں سے ایک مرد سے یہ بات کہی کہ تو قرآن پڑھتا ہے وہ بولا کہ ہاں امام نے کہا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں کیا تو نے یہ آیت پڑھی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ اُس مرد نے جواب دیا کہ ہاں پڑھی تو ہے۔ کیا آپ وہ قرابت والے ہیں جنکا حق دینے کا خدا نے حکم دیا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرابت والے ہم ہی ہیں وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔ اور دے تو فقیر کو اور راہ چلتے کو حق اُنکا زکوۃ میں سے اور فضول خرچی نہ کر یعنے جن مقاموں پر مال نہ خرچ کرنا چاہئیے وہاں اپنا مال بے فائدہ پراگندہ کرنا۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کار خیر میں اگر اُحد کے پہاڑ کے برابر خرچ کرنا پڑے تو ہرگز اسراف نہیں اگر جو برابر باطل اور خلاف شرع کریں تو وہ اسراف ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ بیشک اسراف کرنیوالے ہیں بھائی شیطانوں کے یعنی شرارت اور مال تلف کرنے میں شیطانوں کی مثل ہیں۔ عرب کی عادت ہے کہ جب کسی قوم کی عادت پر کسی اور شخص کو پاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ شخص اُس قوم کا بھائی ہے۔ لکھا ہے کہ مکّہ معظمہ کے کفار لوگوں کو دکھانے سُنانے کیواسطے اپنے مال خرچ کیا کرتے تھے اور ایک مہمان کے واسطے کئی اُونٹ ذبح کر ڈالتے تھے۔ حق تعالیٰ اُن کی مذمّت کرتا ہے۔ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا۔ اور شیطان اپنے رب کیواسطے منکر ہے۔ اور اُسکی نعمت کی ناشکری کرنیوالا ۔ اے میرے بھائیو! ہر ایک آدمی کو چاہئے کہ اس بات میں شیطان کی متابعت نہ کرے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بلال اور صہیب اور جباب اور فقیر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے ایک وقت حضرت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین سے کوئی چیز مانگی کہ موجود نہ تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم کے مارے اُن صحابہ کیطرف سے مُنہ مبارک پھیر لیا تو یہ آیت نازل ہوئی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْھُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْھَا اے محمد اگر تو مُنہ پھیرے محتاج صحابہ سے واسطے انتظار روزی کے اپنے رب کے پاس سے اُمید رکھتا ہے تو اُس کے فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا تو کہہ اُنسے نرم اور اچھی بات یا دعا کرو اُن کیواسطے کہ فقر و فاقہ کا بوجھ اُنپر آسان ہو جائے یا وعدہ کرو اُن سے بھلائی کرنیکا اور یہ آیت نازل ہونے کے بعد جب وہ محتاج صحابہؓ آپ سے

کچھ مانگتے اور حاضر ہوتے تو آپ فرماتے کہ اللہ ہمیں تمہیں دے ٭
لکھا ہے کہ ایک مسلمان عورت نے ایک یہودی عورت سے یہ دعوے کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ موسے کلیم اللہ سے زیادہ سخی ہیں اور حضرت موسےؑ کی سخاوت یہ تھی کہ جو چیز اُن کے پاس حاصل ہوتی اور کوئی سوال کرتا تو وہ چیز اُسے دیدیتے سوال ردّ نہ کرتے یا نرم اور شیریں جواب دیکر سائل کو راضی کر دیتے۔ غرضیکہ یہ بات آزمانے کیواسطے اُس نے اپنی لڑکی کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں بھیجا وہ لڑکی آئی اور یہ بات زبان پر لائی یا رسول اللہ میری ماں آپ سے پیراہن مانگتی ہے۔ جو آپ کے جسم مبارک پر ہے۔ حضرت علیہ السلام حجرہ شریف میں تشریف لیگئے اور جسم مبارک سے پیراہن اُتار دیا۔ اور خود ذات مبارک برہنہ بیٹھ رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی صحابہ نماز کے لئے جمع ہوئے اور آپ کا انتظار کرنے لگے اور حال یہ تھا کہ بے پیراہن آپ نماز کو باہر نہ آسکتے تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ اَے محمد نہ کرلے اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن میں جبتک تو کشادہ رکھنے پر قادر ہو۔ ہاتھ گردن میں باندھ لینا کنایہ ہے بخل اور امساک سے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور نہ کشادہ کردے اپنا ہاتھ بالکل کشادہ کردینا ہاتھ کشادہ کرنا عبارت ہے بخشش سے اور بالکل کشادہ کردینا اشارہ ہے اسراف کی طرف یعنی اسراف نہ کر فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا کہ بیٹھے تو ملامت کیا ہوا اور ماندہ اور محتاج حقتعالیٰ سخاوت کی صفت میں اوسط کا حکم فرماتا ہے۔ اُسکی دونوں طرفوں سے کہ ایک خسّت دوسری فضولخرچی ہے منع فرماتا ہے مجمع البحرین میں ابو موسیٰ کا قطعہ اس آیت کے معنی میں لکھا ہے۔ وہو ہذا ٥

مبند از سر امساک دست در گردن مکن بجانب اسراف تو چندان میل چو درمیانہ این ہر دو راہ چندانی پس احتیاط توسط ہست در جمیع امور	کہ خصلتیست نکوہیدہ پیش اہل نہا کہ ہر چہ ہست بیکدم کنی ز دست رہا تفاوت است کہ از آفتاب تا بہما بداں دلیل کہ خیر الامور اوسطہا

خاصیت تیسری۔ صدقہ متصدق کی عمر میں برکت پیدا کرتا ہے۔ کما ورد حدیث جیسا کہ حدیث میں وارد ہو۔ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ یعنے قضائے الٰہی کو کوئی چیز نہیں دفع کرسکتی ہے مگر دعا اور انسان کی عمر میں

کسی چیز سے کمی یا زیادتی نہیں ہوسکتی ہے مگر نکوئی سے یعنے تصدق۔ علماء نے اس حدیث کی تحقیق میں بہت دقیقے بیان کئے ہیں اور کہا ہے کہ جب قرآن مجید میں تنصیص کی گئی ہے کہ عمر بحکم اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ہ کے کم زیادہ نہیں ہوتی پھر برّ یعنے تصدق کسطرح عمر میں زیادتی کرسکتا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اگر حدیث کے معنے اسطرح کئے جائیں تو آیت مذکورہ اور حدیث میں مطابقت ہوجاتی ہے کہ بیشک عمر معینہ میں کسیطرح کی کمی یا زیادتی نہیں ہوسکتی۔ لیکن صدقہ سے برکت بڑھ جاتی ہے۔ جیسے مثلاً کوئی شخص فوت ہوگیا اور ابھی خیرات مبرّات اُس سے وجود میں آتا رہتا ہے۔ جیسے صدقات جاریہ کہ مرنے سے بھی اُسکا ثواب فوت نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کا فرزند صالح رہ جائے اُسکے باپ کی رُوح کی راحت کا سبب ہوجاتی ہے۔ جیسے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ روائت کرتے ہیں کہ ایکروز جناب رسالتمآب ؐ کی مجلس مبارک میں عُمر کے بڑھنے گھٹنے کی بابت ذکر ہورہا تھا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کی عمر کو دُعا زیادہ کردیتی ہے اور بعض نے اس حدیث کی تاویل جسمیں عُمر کی زیادتی سمجھی جاتی ہے اسطرح کی ہے کہ قضاء الٰہی دو قسم ہے ایک معلّق دوسری مُبرم حدیث مذکورہ قضاء معلق کیطرف اشارہ ہے۔ اور آئت کے معنوں کو قضاءے مُبرم پر حمل کیا ہے اِس صُورت پر آئت اور حدیث میں تلفیق اور تطبیق کی ہے۔ خلاصہ تقریر کا یہ ہے کہ جو قضائے مبرم ہے وُہ کبھی دُعاؤں سے نہیں ٹلتی ہے اور جو قضا معلّق ہے وُہ دُعا کرنے سے ٹلجاتی ہے اور بزرگوں نے اس قضا کو بحسب معنی قائم مقام قضیّۂ شرطیّہ کے مقرّر کیا ہے۔ مثلاً لوح محفوظ میں ایسا لکھا گیا ہے کہ اگر فلاں آدمی یہ تصدّق کریگا تو ہم اُسکی عُمر سَو سال تک پہونچا دینگے۔ اگر وُہ آدمی تصدّق نہ کریگا تو ہم اُسکو نوّے برس میں ہی دُنیا سے اُٹھا لینگے۔ ازین قبیل واقعات ہم نے اہل تذکیر کی کتابوں میں دیکھے ہیں چنانچہ فقیہ ابی اللّیث رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ:-

حکایت۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام ایک قریہ میں گئے اور اُس گاؤں میں ایک قصار یعنے دھوبی جو صفات ذمیمہ سے موصُوف تھا رہتا تھا۔ اور اُسکی بد اخلاقی سے لوگ بڑے تنگ رہتے تھے۔ سب لوگوں نے متفق ہو کر حضرت عیسٰے علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس قصار کی شکائت کی۔ اِسی اثناء میں وُہ دھوبی کپڑوں کا ایک پشتوارہ

اُٹھائے ہُوئے جو دھونے کے لئے گھاٹ پر جاتا تھا - آن پہنچا - گاؤں والوں نے کہا یا
رُوحُ اللہ وُہ قصار یہی شخص ہے کہ آدمیوں کے کپڑے پھاڑ لاتا ہے اور وعدہ کا خلاف
کرتا ہے اور اکثر آدمیوں کے کپڑے ضائع کر دیتا ہے - یا رُوحُ اللہ اگر آپ کی توجہ سے
یہ بلا ہمارے سر سے ٹل جاوے اور آپ کی دُعا سے خدا تعالیٰ اُس ناپاک کو ہلاک کر دے
تو ہم آپ کی طفیل اُسکی شرارت سے بچ جاتے ہیں - حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اُن کی
التماس اور شکائت کو باجابت مقرون کر کے اُس کے حق میں لعنت کی اور فرمایا - اَللّٰھُمَّ
لَاتُنَجِّہٖ بِذِمَّتِہٖ اور اس کے بعد حضرت عیسےٰؑ نے اُنکو بشارت دی اور کہا کہ اس قصار
فجار کی عمر میں سے صرف آج کا ہی دن باقی تھا وہ کبھی زندہ گاؤں میں نہیں داخل ہو گا -
حاضرین کو حضرت عیسےٰؑ کی دُعا سے اطمینان کُلّی ہُوا - اور اُس کے ہلاک ہونے پر تیقّن
ہو گئے - وُہ گازر اپنی عادت پر جنگل میں چلا گیا اور اپنے چاشت کے لئے تین روٹیاں
اپنے ساتھ لے گیا جس چشمہ پر وہ کپڑے دھوتا تھا - اور ایک کنارہ پر ایک پہاڑ تھا - اور
اُس پہاڑ پر ایک عبادتخانہ اور اس عبادت خانہ میں ایک مرد عابد خدا تعالیٰ کی عبادت
میں مشغول رہتا تھا - اتفاقاً چند روز اُس عابد کو طعام نہ پہونچا - اور کسی نے اُسکی خبر گیری
نہ کی بھوک کے غلبہ سے بمقتضائے بشریّت تاب نہ لاکر پہاڑ سے اُتر آیا - اور اُس دھوبی
کے پاس آکر کہا اے مرد خدا اگر تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو مجکو دے کہ اسوقت مجکو
بھوک نے بہت لاچار کر رکھا ہے - اگر تو طعام نہ دیسکے بارے مجکو دکھا ہی دے کہ شاید
اُسکی بُو ہی سے مجکو آرام اور میرے نفس کو تسلّی حاصل ہو جائے - قصار نے اُن تین روٹیوں
سے جو اُس کے پاس موجود تھیں ایک روٹی اُٹھا دی عابد نے نہائت خوشوقت ہو کر اُس
قصار کے حق میں دُعا دیکر کہا - غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَطَھَّرَ قَلْبَکَ اُس
گازر کو عابد کی دُعا پسند آئی - خوش ہو کر دُوسری روٹی بھی عابد کو دی عابد نے کہا غَفَرَ
اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قصار نے تیسری قُرص بھی اُس کے حوالہ کر دی -
عابد نے کہا بَنَی اللّٰہُ لَکَ قَصْرًا فِی الْجَنَّۃِ یہ کہکر اپنے صومعہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور
قصار اپنے کپڑے دھونے میں مصروف ہوا - عصر کی نماز تک اپنے کام سے فراغت پاکر اور
دُھلے ہُوئے کپڑے باندھکر اور اپنی پُشت پر اُٹھا کر سلامت باکرامت اپنے گھر کی طرف روانہ
ہُوا - حضرت عیسےٰ علیہ السّلام معہ اپنے یاروں اور حواریوں کے راستے میں بیٹھے ہُوئے تھے

کہ قصار سلامت کپڑے اُٹھائے اُن کے پاس سے گذرا سب لوگ اس کو دیکھکر متعجب ہوئے اور کہا یا نبی اللہ دیکھئے وُہ قصار فجار صحیح سالم چلا آتا ہے۔ آپ کے وعدہ کی تصدیق نہوئی حضرت عیسےٰ رُوح اللہ نے فرمایا اُس کو بُلا لو۔ تو اُس کے حال کی پڑتال کروں۔ الغرض قصار حضرت عیسےٰؑ کے دربار میں حاضر ہوا عیسےٰ علیہ السلام نے پُوچھا اے قصار میں تجھ سے یہ پُوچھتا ہوں کہ آج تو نے کیا کام کیا اور تیرے اعمال خیر سے کیا ظہور میں آیا۔ عرض کی یا نبی اللہ جب میں پہاڑ کے نیچے چشمہ کے کنارے پُہنچا ابھی اپنے کام میں مصروف نہیں ہؤا تھا کہ ایک بھُوکا درویش میرے پاس آپہونچا۔ اور میرے سے اُس نے طعام مانگا مجکو اُسکا حال زار دیکھ کر رحم آگیا۔ میں نے دو تین روٹیاں جو میرے پاس تھیں اُس کو دیدیں اور اُس درویش نے ہر ایک روٹی کے بدلے دُعا دی۔ حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا اَے قصار تم ذرا اپنا پشتارہ کھولو۔ جب پشتارہ کھولا گیا۔ اچانک اسمیں سے ایک کالا سانپ نکل آیا اور اُس کے مُنہ میں لوہے کی ایک لگام دی ہوئی تھی۔ اور اس کا دہن لجام سے جکڑا ہوا تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے سانپ کیطرف متوجہ ہوکر کہا یا اَسْوَدُ سانپ نے کہا لبیک یا رُوحَ اللہ فرمایا کیا تجکو اس گاذر فاجر کے ہلاک کرنیکے لئے خدا نے بھیجا ہے۔ کہا ہاں فرمان باری میرے نام جاری ہوا کہ فلاں گاذر کو جو فلاں چشمہ پر کپڑے دھو رہا ہے جاکر ایسا ڈنگ لگا کہ دم بھر میں اُسکا دم نکلجائے۔ میں نے بھی اس ارادہ پر کمر باندھی اور اُس کے رخت میں جا گھسا اور وقت کا منتظر رہا۔ اسی اثنا میں وُہ درویش خدا پرست جو اُس پہاڑ میں اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اُس نے پہاڑ سے اُتر کر طعام کی درخواست کی۔ اِس گاذر کے پاس تین روٹیاں موجود تھیں تینوں روٹیاں نوبت بنوبت اُس درویش کو دیدیں۔ درویش نے ایک ایک روٹی کے عوض میں گاذر کے حق میں دعا دی۔ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ایک فرشتہ مع لجام آہنی کے میری طرف بھیجدیا اُسنے آکر بلا تامل میرے مُنہ کو آہنی لجام سے ایسا جکڑا کہ میں اپنے کام سے ناکام ہوگیا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا یا قصارُ اِسْتَانِفِ الْعَمَلَ اَے گاذر تو اپنا کام ازسر نو شروع کر کہ حقتعالیٰ نے تیرے گذشتہ گناہوں کو اس صدقہ کی برکت سے بخشدیا ہے۔ اور تیری عمر میں بھی برکت دی دُوسری روایت میں ہے کہ اُس گاذر کی تیس سال عمر تین روٹیوں کے بدلے بڑھ گئی ۔

خاصیت چوتھی۔ صدقہ کی یہ ہے کہ تصدق بلاؤں اور مرضوں کو دفع کردیتا ہے۔
کما ورد اَلصَّدَقَةُ تَرُدُّ الْبَلَاءَ وَتَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ یعنے صدقہ بلاؤں کو دور کردیتا ہے اور عُمر کو زیادہ کردیتا ہے۔ مؤلف اے میرے بھائیو اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو یہ ہے کہ صدقہ انسان کے سر سے بلاؤں کو دُور کردیتا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ متصدق کی عمر میں ترقی ہوجاتی ہے۔ اُسکی تفصیل اور تاویل ہمنے تیسری خاصیت میں مع تمثیل بیان کردی ہے۔ اب ہم حدیث کے پہلے جملہ کے ثبوت کے لئے ایک عجیب نقل سامعین کی خدمت میں پیش کرکے دُعائے خیر کی درخواست کرتے ہیں:-
نقل عجیب۔ حضرت وہب منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حدّا یعنے مُوش گیرنے حضرت سلیمان کے دربار میں حاضر ہوکر کہا کہ یا رسُول اللہ ایک مرد کے گھر میں ایک درخت ہے۔ اور میں نے اُسپر ایک آشیانہ بنایا ہؤا ہے اور جب کبھی میں بچےّ نکالتا ہوں وُہ صاحب خانہ قضائے مبرم کیطرح میرے بچوں کو گھونسلے سے نکالکر لیجاتا ہے کئی سال سے یہ وبال مجھ عاجز کے عائد حال ہے اب تک میری نسل سے ایک جانور بھی رُوئے زمین پر نظر نہیں آتا ہے۔ اگر اسیطرح میرے سر پر ظلم کے اولے پڑتے رہی تو میری نسل منقطع ہوجائیگی۔ یا نبی اللہ میری فریادرسی کرکے میرا انصاف فرمائیے۔ سُلیمان علیہ السلام نے صاحب خانہ کو بُلاکر کیفیت پُوچھی اور کہا کہ یہ مُرغ کیا کہتا ہے کیا تونے اس مُرغ کے بچّونکو آشیانہ سے نکالا ہے عرض کیا یا رسُول اللہ میں ایک طبیب آدمی ہوں از رُوئے تجربہ طبّی کے موشگیر کے چُوزے بعض علّتوں میں مفید ہیں۔ بیشک میں اس کے چوزوں کو نکالکر اپنی ادویات کی حبوب یا معاجین میں صرف کرتا ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا خیر جو کچھ گذرا سو گذرا خبردار آئندہ اس کے بچوں کیطرف نگاہ بھی نہ کرنا اسواسطے کہ اس صورت میں ان کی نسل منقطع ہوجاتی ہے۔ اُس سادہ لوح مرد نے کہا اگر اس مرغ کو اپنے بچوں کی حفاظت منظور ہے تو میرے گھر کے درخت سے اپنا آشیانہ اُٹھا لیجائے۔ اور میرے درخت پر کبھی گھونسلا نہ بنائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اُس مرد کی گستاخانہ بات پسند نہ آئی۔ شاہانہ حکم سے دو نفر دیووں کو بُلاکر فرمایا کہ تم دونوں اس بیوقوف مرد کے گھر میں جو درخت ہے اُسپر اپنا بسیرا کرو جب یہ مُرغ چُوزہ نکالے اور یہ آدمی اُن چوزوں پر دست اندازی کرے تو اسکو پہلے منع کرو اور ایسی ناشائستہ حرکت سے جو ہمارے حکم کے برخلاف ہو روکو

اگر تمہارے روکنے سے نہ رُکے تو تمہارا ایک اُسکا ایک پاؤں اور دُوسرا دُوسرا پاؤں پکڑکر
ایسا زور سے کھینچے کہ اُس کے وجُود کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ اُس کا ایک ٹکڑا مشرق اور
دُوسرا مغرب کیطرف پھینکدو۔ الغرض اُن دیووں نے اپنے بادشاہ کے حکم سے اُس
درخت پر اقامت کی ایک سال کے بعد اُس مُرغ نے بچّے نکالے جب وُہ چوزے اپنے کمال کو
کو پہونچے اور اُن کے اُٹھانے کا موقع قریب ہؤا اُس طبیب آدمی نے اپنی قدیمہ عادت کے بموجب
ان چوزوں کے اُٹھالانے کی نیت سے درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا اُسی اثنا میں ایک سائل
دروازے پر آپہونچا اور اپنی حاجت کے بموجب اُس طبیب نے گھر میں سے روٹی کا ٹکڑا جو اُس وقت
موجود تھا اُٹھاکر اُس سائل کو دیا۔ سائل نے کہا جزاک اللہ وحفظک اللہ عن شر النوائب
اناں بعد اُس مرد نے درخت پر چڑھکر اُس مُرغ کے چُوزے پکڑ لیئے اور حدّار روتا پیٹتا دوڑتا
حضرت سُلیمان ؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر التماس کی یا نبی اللہ اب بھی وہ جلّاد ظالم میرے
بچّوں کو نکال لے گیا اور آپ کے مقرر کردہ دیووں نے میری کچھ امداد نہ کی سلیمان علیہ السلام
نے غضب میں آکر اُن دیووں کو بُلایا کہ ان کو سزا دیجائے جب وہ دیو حاضر ہُوئے حضرت
سلیمان نے کہا تم نے باوجود تاکید کے ہمارے حکم کی تعمیل میں تقصیر کی اُنہوں نے کہا یا
نبی اللہ جب اُس مرد نے چوزوں کے نکالنے کا ارادہ کیا تو اُسطرف ہم نے بھی اس ہلاک کرنے
کے سامان تیار کیئے اسی اثناء میں ایک سائل اُس کے دروازے پر آپہونچا۔ اس طبیب مرد نے
روٹی کا ٹکڑا اُسکو دیا اور وُہ سائل اُسکو دعا دیکر چلا گیا۔ اُسکا چلا جانا اور دو فرشتوں کا آسمان
سے اُترنا اُنہوں نے آکر بن پُوچھے ایک کو پکڑ کر مشرق کیطرف اور دُوسرے نے دُوسرے کو
مغرب کیطرف پھینک ڈالا اور ہمارے شر کو صدقہ کی برکت سے اُس سے ہٹا دیا۔

نقل عجیب ۔ صدقہ کے فضائل میں۔ لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے
زمانہ مبارک میں ایک مرد تھا ناپسندیدہ صفات سے موصُوف اور بخل اور امساک میں معروف
لیکن دُنیا کے مال سے مالامال تھا اور کبھی کسی کو کوئی چیز نہیں دیتا تھا۔ یہانتک کہ کھانے پینے
مین بخل کرتا تھا نہایت بخیلی سے ملعون کے لقب سے ملقب ہؤا خاص وعام ملعون کے نام
سے اُسکو بلاتے تھے اُس بخیل کے زمانہ میں کافروں کی ایک جماعت نے اہل اسلام پر چڑھائی
کی اور مسلمان بھی اُن کے مقابلہ کے لئے مامور ہُوئے اور اپنی استعداد کے بموجب ہر ایک
تیاری کر رہا تھا۔ اور جہاد کے اسباب کی تربیت اور حرب کے آلات کا اہتمام کر رہا تھا۔ ازانجملہ ایک

فقیر مسلمان اُس لڑائی میں بنظر ثواب شامل ہونا چاہتا تھا مگر اپنی بے سامانی سے اندیشناک تھا لیکن وُہ درویش ملعون کی ہمسائیگی میں رہتا تھا۔ دلمیں سوچا اگر میں اپنے ہمسائے کے پاس جاکر استمداد کروں شاید منظور کرے۔ خواستہ نخواستہ اُس کے پاس چلا گیا۔ اور کہا اے ملعون میں خوب جانتا ہوں کہ تو اگرچہ اہل اسلام ہے مگر اس جہاد میں کبھی شامل نہیں ہوگا اگر تو مجکو کسی قسم کی مدد دیوے تو مَیں اس جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہوکر ثواب حاصل کروں شاید خدا تعالیٰ قیامت کے دن میری دستگیری کرلے۔ ملعون نے درویش کی التجا سے اعراض کیا اور اُس کی بات کیطرف التفات نہ کی۔ درویش نا امید ہوکر واپس چلا گیا جب درویش چند قدم گیا تو ملعون نے اپنے دلمیں سوچا کہ یہ فقیر مرد کافروں کیساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور میں اپنے وجود میں اسقدر طاقت اور مردانگی نہیں رکھتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ ہوکر اس ثواب کو حاصل کروں۔ اور وہ مرد فقیر اور تُو غنی ہے۔ اور باوجودیکہ تو اُسکی مدد کرسکتا تھا۔ اُس کو اپنے سے نومید کرکے تو نے لوٹا دیا۔ یہ امر بہتر نہ تھا۔ اُس درویش کے پیچھے جاکر اُسکو اپنے گھر میں لے آیا۔ اور ایک تلوار جو اپنے گھر میں رکھتا تھا اندر سے نکالکر اُس درویش کو دی اُس فقیر مرد نے نہائت راضی اور خوشدل ہوکر اپنے کام کی راہ لی۔ راستہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اُسوقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی رفاقت میں بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک عابد (جسنے ستّر سال اپنے پروردگار ذوالجلال کی عبادت میں صرف کئے) ہمراہ تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اُس فقیر سے سوال کیا کہ اے درویش یہ تلوار کہاں سے لایا ہی اُس نے عرض کی یا نبی اللہ آج میں اُس دولتمند کے پاس گیا تھا جو ملعون کے لقب سے مشہور ہے مَیں نے اُس سے استمداد کی پہلے تو اُس نے انکار کیا ازاں بعد معلوم نہیں کہ اُس کے دلمیں کیا بات آئی پھر مجکو بُلاکر یہ تلوار بطور انعام کے دی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس کلام کے سُنتے ہی معہ اُس عابد کے نہائت بشاشت اور خوشی کیساتھ ملعون کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ ملعون نے جو اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور وُہ عابد جو زہد اور اصلاح میں مشہور ہے۔ دونوں حضرت ایک تو خدا کا نبی اور دُوسرا خدا کا ولی ہے اُن کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے دل میں کہا کہ میں ان خدا کے دوستوں کا مُنہ دیکھ لوں اور اُن کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔ آگے

بڑھکر اُن کے نزدیک جا کھڑا ہوا۔ جب اُس زاہد نے ملعون کو دیکھا۔ کہ یہ مردود ہمارا تقرب چاہتا ہے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کی صحبت سے مجکو بچنا چاہیئے ایسا نہو کہ اُس کے گناہوں کی شامت کی آگ میں میں بھی جل جاؤں اس لئے اپنے تئیں اُس سے ہٹا لیا۔ ملعون نے اپنے دلمیں سوچا کہ یہ دو بزرگوار میری قسمت سے میرے غریب خانہ کے قریب تشریف لائے ہیں ۔ چند قدم اُن کی صحبت میں مشرف ہو کر اُن کے پاک کلام سے فائدہ حاصل کروں۔ اُن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ اور یہ دونوں حضرت دین کے باب میں باتیں کر رہے تھے۔ اُس کے دلمیں آیا کہ میں بھی ان کے نزدیک جا کر اس کلام پاک سے استفادہ کروں۔ مگر کیا کیا جائے کہ وُہ شخص تو عیسےٰؑ خدا کا بھیجا ہوا جلیل القدر پیغمبر ہے۔ اُس کے نزدیک جانا ادب سے بعید ہے۔ بارے اُس عابد کیخدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اور اپنی قبولیت کے لئے اُسکو اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔ الغرض وہ گنہگار آدمی عابد کے قریب پہونچا۔ عابد نے ملعون کے پاؤں کی آہٹ سُنکر پیچھے دیکھا کہ ملعون میرے ساتھ تقرب کرنا چاہتا ہے۔ زاہد اُسکی صورت دیکھ کر بھاگ گیا اور پھر وُہ نا اُمید ہو کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیطرف متوجہ ہوا۔ اُنہوں نے اُسکی طرف کچھ التفات نہ فرمائی۔ وُہ شخص گنہگار خجل اور شرمسار ہو کر دُور جا کھڑا ہوا۔

نظم

گنہگار برگشتہ اختر ز دُور ۔ چو پروانہ حیران در آن بحر نور
خجل زیر لب عذر خواہان بسوز ۔ ز شبہا کہ در غفلت آورد روز
سرشک غم از دیدہ باران چو میغ ۔ کہ عمرم بغفلت گذشت اے دریغ
بر انداختم نقد عمر عزیز ۔ بدست از نکوئی نیاوردہ چیز
چو من زندہ ہرگز مبادا کسے ۔ کہ مرگم بہ از زندگانی بسے ۔
گناہم بہ بخش اے جہان آفرین ۔ کہ گر با من افتد فبئس القرین
وزین نیمہ عابد سر پُر غرور ۔ تُرش کردہ بر فاسق ابرو ز دُور
کہ این مدبر اندر پئے ماچہ است ۔ نگون بخت جاہل نہ در خورد ماست
چہ خیر آمد از نفس تر دامنش ۔ کہ صحبت بود با مسیح و منش
چہ بودے کہ رحمت ببردے ز پیش ۔ بدوزخ برفتی پس کار خویش
ہمے رنجم از طلعت ناخوشش ۔ مبادا کہ در من فتد آتشش
بمحشر کہ حاضر شود انجمن ۔ خدایا تو با او مکن حشر من

درین بود وحی از جلیل الصّفات ۔۔۔ در آمد بعیسےٰ علیہ الصّلوٰۃ
کہ گر عالمست آن دگر وے جہول ۔۔۔ مراد عوتِ ہر دو آمد قبول
تبہ کردہ ایّام برگشتہ روز ۔۔۔ بنالید برمن بزاری وسوز
بہ بیچارگی ہر کہ آمد برم ۔۔۔ نیندازمش ز آستانِ کرم ۔
عفو کردم از وے عملہائے زشت ۔۔۔ بانعام خویش آرمش در بہشت
اگر عار دارد عبادت پرست ۔۔۔ کہ در خلد باوے بہم بر نشست
بگو ننگ زو در قیامت مدار ۔۔۔ کہ این را بجنّت برم آن بنار
کہ آن را جگر خون شد از سوز و درد ۔۔۔ کہ این تکیہ بر طاعتِ خویش کرد
ندانستہ در بارگاہِ غنی ۔۔۔ کہ بیچارگی بہ ز کبر و منی

اُسیوقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کو فرمایا کہ اے عیسےٰ اس میرے گنہگار بندے کو یعنے ملعون کو کہدے کہ جسقدر گناہ تونے اپنی عمر بھر میں کئے ہیں میں نے اُس تلوار کی برکت سے جو تونے اُس فقیر کو بطور صدقہ کے دی ہے معاف کئے اور اُن سے درگذر کیا ۔ اور اُس محبّت کی برکت سے جو تونے میرے دوستوں کیساتھ کی ہے اور چند قدم اُن کی متابعت میں چلا ہے ۔ میں نے تجکو اپنا محبّ بنالیا ہے ۔ بلکہ اپنی محبّت کے لئے چُن لیا ہے ۔ اور اے عیسےٰ اس عابد بندے کو میرا پیغام پہونچادے ۔ کہ اے عابد تو اپنی عبادت کے گھمنڈ اور بھروسے پر نازاں ہوکر اس بیچارے بندے سے تونے کنارہ کشی کی اور اسکو بنظر حقارت دیکھا وہ قیامت کے دن بہشت میں تیرا رفیق ہوگا ۔ عابد نے جب یہ بات سُنی سُنتے ہی آگ بگولا ہوگیا ۔ اور کہا مجکو خدا کی قسم ہے میں کبھی بہشت میں اُسکی رفاقت کو پسند نہ کرونگا ۔ اور اُس کیساتھ ہوکر بہشت میں نہ جاؤنگا ۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا ۔ اے عیسےٰ اس عابد کو کہدے کہ اے متکبّر عابد تو میری قضا پر راضی نہیں اور میرے گنہگار بندے کو بنظرِ حقارت دیکھتا ہے ۔ اس لئے میں نے اپنے جلال اور غیرت کی سیاست سے اور اپنے قرب کی بساط سے باہر نکالکر تجکو ملعون ابدی بنادیا ہے اور اس گنہگار کو اپنی جناب کا مقرّب بنالیا ہے ۔ اور تیرے بہشت کی جگہ اسکو دیدی ہے اور اُسکی دوزخ کی جگہ پر تجکو بٹھایا گیا ہے ۔ اے میرے بھائیو یہاں دم مارنےکی جگہ نہیں

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝

۵۰	وز بتکدہ بخواند و گوید کہ آشناست	ازصومعہ براند و گوید کہ یار نیست	
	گناہ آمرز رندانِ قدح خوار	بطاعت گیر پیرانِ ریا کار	

صدقہ کی پانچ خاصیتیں جو آخرت سے متعلق ہیں

پہلی خاصیت یہ ہے کہ قیامت کے دن کی حرارت میں وہ صدقہ متصدق کے سر پر سایہ کریگا۔ اور اُس کو آفتاب کی حرارت سے بچالیگا + دوسری حساب کیوقت آسانی اور خفت کیساتھ اُسکا حساب ہو جائیگا۔ تیسری اُس کے حسنات کا پلہ بھاری ہوگا + چوتھی۔ پلصراط پر اپنے متصدق کو ایک نور کرامت فرمائیگا کہ اُس نور کی برکت سے وہ آدمی آسانی سے پار ہو جائیگا + پانچویں یہ کہ صدقہ کی برکت سے بہشت میں اُس کے درجات زیادہ ہو جائیں گے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکو رفعت درجات عطا فرمائیگا

مؤلف اے میرے دینی بھائیو وہ آدمی بڑا خوشحال اور بڑا خوش نصیب ہے جو دُنیائی عاجل زندگی میں اپنی آخرت کے درجات حاصل کرے اور اپنی تھوڑی عمر دنیوی میں اُخروی فضائل کا اکتساب کرے اور یہ بات ہر ایک خاص وعام کے نزدیک مسلّم ہے اور کوئی بشر جس کو خدا نے عقل سے کچھ حصّہ بخشا ہے انکاری نہیں کہ اخلاق پسندیدہ اور صفات مرضیہ میں سے جو عنداللہ وعندالناس محمود اور محبوب ہے وہ سخاوت اور جود ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی عبادت اور ریاضت نہیں یہ نقصانوں کے دُور کرنیوالی اور عیبوں کے چھپانیوالی ہے۔ جو شخص سخاوت اور بخشش کے حلیہ سے متحلّی ہووے اور بذل وکرم کی چادر میں ہنر دی ہووے کسی عیب جو کے تعرض کا ہاتھ اُس کے سماعت کے دامن میں نہیں پہنچتا ہے۔ اور حوادث کی بے آبی کا پانی اُس کے نامی نام کو زمانہ کے دفتر سے محو نہیں کرسکتا ہے + ادلہ واضح میں سے ایک دلیل جو میری تقریر کی مؤکد اور مؤیّد ہے یہ ہے کہ انسان کے لئے کوئی عیب کفر سے بڑھکر نہیں۔ باوجود اس کے ہزارہا سال گذر چکے ہیں اب تک حاتم کا نام تمام رُوئے زمین پر چلا جاتا ہے اور جہاں سخاوت کا ذکر ہوتا ہے۔ پہلے ہی حاتم کی تعریف شروع ہو جاتی ہے۔ حاتم اگرچہ کسی ملک کا حاکم اور بادشاہ نہ تھا صرف ایک درویش آدمی تھا۔ مگر چونکہ سخاوت بے ریا اور کرم کے دروازے کی کنجی اُس کے ہاتھ میں تھی اُسکی سخاوت کی برکت سے اُسکا نام عالم کے دفتر سے محو نہ ہوگا + سعدی۔ نظم

بایثار مردان سبق بُردہ اند	خورانندہ بسیار کم خوردہ اند
کرامت جوانمردی و نان دہیست	مقالات بیہودہ طبل تہی ست
قیامت کسے بیند اندر بہشت	کہ معنے طلب کرد و دعوی بہشت
بمعنے توان کرد دعوے درست	دم بیقدم تکیہ گاہ است سُست

اے میرے عزیزو بہ نظر غور دیکھو اور ہوش کے کانوں سے سُنو کہ روپیہ یا پیسہ روٹی یا کوئی ٹکڑا جب تک تمہارے کیسہ یا دستر خوان میں ہے - چنداں قدر و قیمت نہیں رکھتا ہے لیکن جسوقت وُہ روپیہ یا پیسہ - روٹی یا ٹکڑا اپنی منزل سے نقل کر کے کسی مستحق فقیر کے وسیلہ سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی قبولیت کے خزانہ میں موصول اور مقبول ہو جاتا ہے تو اُسکی قدر قیمت بڑھ جاتی ہے کما ورد جیسا کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب صدقہ اپنے صاحب کے ہاتھ سے باہر آتا ہے سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے پانچ کلمات سے متکلم ہوتا ہے - اوّل کُنْتُ قَلِیْلاً فَکَثَّرْتَنِیْ میں تھوڑا تھا تونے مجکو زیادہ کیا - کُنْتُ صَغِیْراً فَکَبَّرْتَنِیْ میں چھوٹا تھا تونے مجکو بڑا کر دیا کُنْتُ عَدُوًّا فَاَحْبَبْتَنِیْ میں تو دشمن تھا تونے مجکو دوست بنا دیا - کُنْتُ فَانِیًا فَاَبْقَیْتَنِیْ میں فانی تھا تُونے مجکو باقی بنا دیا - کُنْتُ حَارِسِیْ اَلْاٰنَ صِرْتُ حَارِسَکَ تو میرا رکھا تھا - اب میں تیرا نگہبان ہو گیا ❊

مؤلف - اے میرے دوستو! صدقہ دنیا میں بھی آدمی کا نگہبان ہے - اور عاقبت میں نیز اس کا مددگار ہے - عالم دُنیا میں اسکو بلاؤں سے بچاتا ہے اور عالم عقبےٰ میں اُسکو عذاب الٰہی سے سالم رکھتا ہے ان دو امروں کی تحقیق میں یہ راقم آثم واسطے اطمینان حضرات سامعین کے دو روائتیں پیش کرتا ہے وُہ جو میں نے کہا کہ دُنیا میں بلاؤں سے بچاتا ہے یعنے متصدق درود بلا سے بچتا ہے - کما ورد روائت کے رُو سے جیسے کہ سعید بن مسعود کندی رضؓ حضرت رسالت علیہ السلام سے روائت کرتا ہے کہ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی مرد نہیں کہ صدقہ کرے رات کے وقت یا دن میں مگر یہ ہے کہ حقتعالیٰ اُسکو تین طرح کی موت سے بچا لیتا ہے - مَوْتُ لَادِغَۃٍ - یعنے موذی جانوروں میں کوئی اُسکو نہیں کاٹتا ہے اور مَوْتُ ہَادِمَۃٍ سے یعنی وُہ شخص کسی دیوار کے نیچے دبکر نہیں مریگا - اور مَوْتُ بَغِیْتَۃٍ سے یعنی وُہ شخص مرگ مفاجات سے سالم رہیگا

روائت ثانیہ۔ نقل ہے کہ سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک ضعیفہ کا نہائت محبوب اور مرغوب بیٹا تھا بتقریب تفریح اور سیر کے اُس فرزند دلبند کو جنگل میں لے گئی۔ اچانک بھیڑیا اُس کے فرزند کو اُٹھا لیگیا اور وُہ ضعیفہ روتی پیٹتی اُس کے پیچھے دَوڑی۔ اسی اثناء میں ایک سائل نے اُس کے آگے سوال پیش کیا اُس نے ایک روٹی جو اُس کے پاس تھی سائل کو دیدی فے الفور بھیڑیے نے آکر اُسکا فرزند اُس ضعیفہ کے آگے لا رکھا۔ ضعیفہ حیران ہو گئی۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اَے ضعیفہ تو نے اپنا لقمہ اپنے سے ہٹا کر ایک درویش کو دیا اُس کے عوض میں ہم نے یہ لقمہ بھیڑیے کے دہان سے نکالکر اُسی کے ہاتھ تیرے پاس بھیجدیا۔ اور وُہ جو ہم نے کہا تھا کہ صدقہ عذاب الٰہی سے بچاتا ہے اُسکی دلیل وُہ روائت کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روائت کرتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت جس کا ایک ہاتھ سُوکھا ہوُا تھا خدمت میں جناب سرور کائنات علیہ السلام کی آئی اور یہ درخواست کی یارسُول اللہ ؐ آپ میرے لئے دُعا فرمائیے کہ حضرت جلال احدیت میرے ہاتھ کو جیسے پہلے تھا سالم اور تندرست کر دیوے۔ حضرت رسُول اکرم ؐ نے فرمایا اے ضعیفہ اس تیرے ہاتھ کو کیا صدمہ پہنچا تھا۔ عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ؐ میں نے خواب میں قیامت کو قائم ہوئی دیکھا اور بہشت اور دوزخ اپنی اپنی جگہ ہیں دیکھے اچانک میرا گذر دوزخ کیطرف ہوُا کیا دیکھتی ہوں کہ دوزخ بھڑک رہا ہے اور اُسمیں بڑی بڑی فراخ جنگل آگ سے بھرے ہوئے جوش مار رہے ہیں اور ہزارہا مخلوق اُس آگ میں جل رہی ہے۔ ناگاہ میں کیا دیکھتی ہوں کہ میری والدہ سر پَیر سے ننگی سخت عذاب میں مبتلا ہو رہی ہے اور دوزخ کی آگ چاروںطرف سے اُسکو لپیٹ رہی ہے۔ اور اُس نے ایک ہاتھ میں ایک پُرانے کپڑے کی ٹلّی پکڑی ہوئی ہے۔ اور دُوسرے ہاتھ میں قدرے پنبہ ہے۔ تنبیہ الغافلین کی روائت سے ثابت ہے کہ وُہ عورت اُس پنبے کو چُوستی تھی اور پیاس اور جلن سے چلاّتی تھی اور پُرانے کپڑے کی ٹلّی سے اپنی شرمگاہ چھپاتی تھی اور روضۃ العلماء کی روائت میں ہے کہ جب دوزخ کی آگ کا زبانہ اُسپر حملہ کرتا تھا۔ وُہ ٹلّی اور پنبہ آگے کر دیتی تھی اور دوزخ کی آگ پیچھے ہٹ جاتی تھی۔ اُس عورت نے کہا یا رسُول اللہ ؐ میں نے اپنی ماں سے پُوچھا اَے میری ماں یہ کیا حالت ہے کہ تیری پیش آئی اور کونسا عمل تیرے سے سرزد ہوا جسکی شامت سے تو اس بلا میں مبتلا ہوئی اور تو

عالم زندگی میں بڑی دیندار۔ نیکوکار اور پرہیزگار عورت تھی کہ خدا کی عبادت اور طاعت اور اپنے شوہر کی رضا اور فرمانبرداری اور اپنے اقارب اور اباعد خویشوں کی خاطرداری میں ہمیشہ کوشش کرتی رہتی تھی۔ ماں نے کہا اے میری خیرخواہ بیٹی میں عالم دنیا میں یہہ سب کچھہ کیا کرتی تھی۔ مگر میں فی ذاتہا بڑی بخیلہ عورت تھی میں اپنے بخل کی شامت سے اسدرجہ کو پہونچی اس لئے کہ دوزخ بخیلوں کی جگہ ہے اور پھر میں نے کہا اے ماں! پرانی ٹلی اور روٹی کیسی ہے کہ تو اسکو ہاتھ میں رکھتی ہے۔ کہا اے بیٹی میں نے اپنی تمام عمر میں اسیقدر خیرات اور صدقہ دیا ہے۔ اب دوزخ کی آگ اسی ٹلی اور روٹی سے ہٹاتی ہوں۔ اور میں اپنی عمر گذشتہ پر افسوس کرتی ہوں۔ اگر میں اپنے مال سے کچھہ خیرات کرتی تو آج دوزخ کی آگ کے صدمے نہ اٹھاتی۔ پھر میں نے کہا اے ماں میرا باپ کہاں ہے کہا بیٹی! تیرا باپ سخی مرد تھا اور سخیوں کی جگہ بہشت ہے وہ بیشک بہشت میں ہوگا۔ میں بہشت کی طرف دوڑی یارسول اللہ جب میں حوض کوثر کے کنارے پر پہنچی۔ دیکھتی ہوں کہ میرا باپ حوض کوثر کے کنارے پر کھڑا ہوا ہے اور لبالب پیالے حوض کوثر کے پانی کے بھرے ہوئے شاہ مردان علی کرم اللہ وجہ کے ہاتھ سے لیتا ہے اور وہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے اور وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے اور وہ حضرت ابابکر صدیقؓ کے ہاتھ سے لیتا ہے میں نے کہا اے باپ میری ماں دنیا میں تیری رفیق رہی اور ہمیشہ تیری مطیع اور فرمانبردار رہی۔ اب وہ دوزخ کی فلاں وادی میں قید ہے اور تجکو خدا تعالی نے یہ دولت کرامت فرمائی ہے اور نہائت تشنگی سے اس بیچاری کی زبان منہ سے باہر نکل رہی ہے اگر ازراہ شفقت اس پاک شراب سے ایک پیالہ مجکو عنائت ہووے تو میں اس پیاسی ترستی کو پلا آؤں۔ باپ نے کہا اے بیٹی تیری ماں بخیل تھی اور اسکو بخیلوں میں جگہ ملی اور حوض کا پانی ممسک بخیلوں پر حرام ہے۔ پھر میں نے کہا اے باپ ایک پیالہ پانی کا مجکو میرے پینے کیواسطے دے۔ باپ نے ایک قدح شرابا طہورا کا میرے حوالے کیا میں نے باپ کی نظر سے چھپا کر وہ پیالہ پانی کا اپنی ماں کو پلا دیا۔ اچانک میرے کان میں آواز آئی کہ غیبی گوئندہ نے کہا اَیبَسَ اللّٰہُ یَدَکِ حَیثُ سَقَیتِ البَخِیلَۃَ مِن حَوضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم یارسول اللہ جب یہ خوفناک آواز میرے کان میں پڑی تو میں خواب سے جاگی اور اپنے ہاتھ کو سوکھا ہوا پایا۔ آپنے فرمایا کہ اے ضعیفہ تیری ماں کے بخل نے تجکو دنیا ہی میں یہ ضرر پہنچانا

تھا۔ اسی پر قیاس کر کہ عالم عقبے میں اُسکو کسقدر ضرر پہنچا ہوگا۔ ازاں بعد حضرت عائشہ رضی
فرماتی ہیں کہ حضرت علیہ السلام نے اُس ضعیفہ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ کر فرمایا
اِلٰھِیْ بِحَقِّ الرُّؤْیَا الَّتِیْ حَکَمَتْ اَنْ تُصْلِحَ یَدَھَا اے میرے اللہ اس خواب کی حرمت
سے جو اس ضعیفہ نے بیان کی ہے اس عاجزہ کے ہاتھ کو اچھا کردے۔ فی الحال اُس کا ہاتھ
اچھا ہوگیا۔ اور پہلی حالت پر آگیا۔ اس مسئلہ کو صاحب روضۃ العلما اور صاحب تنبیہ الغافلین
اور صاحب اربعین نے بیان کیا۔ انتہٰی ؛

روایت۔ زہرۃ الریاض میں مکحول شامی سے مروی ہے کہ جب مومن بندہ صدقہ
دیتا ہے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اُس شخص پر بڑا راضی اور خوشنود ہوتا ہے اُسوقت
دوزخ بارگاہ ایزدی میں مناجات کرتا ہے کہ الٰہی مجھے اجازت فرما کہ میں تجھے اس امر کی
شکرگذاری کیوجہ سے سجدہ کروں کہ تو نے آج ایک شخص کو حضرت سید الانبیا کی امت سے
میرے عذاب سے آزاد کیا۔ اس لئے کہ مجکو آنحضرت کی نسبت ایسی محبت اور ارادت ہے کہ مجکو
اُسکی اُمت مرحومہ کے کسی آدمی کو جلاتے ہوئے شرم آتی ہے مگر کیا کروں کہ تیرے فرمان
کی اطاعت سے چارہ نہیں۔ اعاذنا اللہ بفضلہ من عذابہ والیم عقابہ ؛

حکایت۔ لکھا ہے کہ بقراط حکیم سے لوگوں نے سوال کیا کہ انسانیت کیا چیز ہے
فرمایا التواضع فی الدولۃ والعفو عند القدرۃ والسخاء مع القلۃ بغیر المنۃ ؛

مولف۔ اے میرے بھائیو دین کے بزرگوں نے کہا ہے انسانیت کی ہمت سر پر
سخاوت اور جود سے شریف تر کوئی تاج نہیں بشریت کی قدرت کے قدم پر کرم اور لطف
سے کوئی قبا لطیف تر نہیں اور فوائد کے اقسام سے جو آدمی ان کو حاصل کر سکتا ہے فتوت
اور مروت کے سوا کوئی زیادہ فائدہ بخش قسم نہیں اس لئے کہ یہ فائدہ لازم و متعدی دونو
قسموں کو شامل ہے وکذالک کوئی صنف اصناف رذائل سے کہ جاہل آدمی اسمیں مبتلا
ہوجائے۔ بخل اور کنجوسی سے بڑھکر نہیں کہ اس کا ضرر لازم بھی ہے اور متعدی بھی ہے۔
کما ورد جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْبَخِیْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ وَ
السَّخِیُّ لَا یَدْخُلُ النَّارَ۔ اور سمجھنا چاہئے کہ وجود بیجود عدم ہے اور جواد آدمی اگرچہ بظاہر
فانی ہوجاتا ہے مگر اُسکا نام قیامت تک باقی رہتا ہے۔ تم دیکھتے سنتے ہوگے کہ حاتم نے دنیا
میں چند روز رہکر سخاوت اختیار کی اب ایکہزار پانسو سال کے قریب مدت گذر گئی۔ اب تک

ہر روز اُس کے ذکر کی بہار آراستہ اور اُسکا نیک نام ہر ایک محفل میں مذکور ہوتا ہے **نظم**

اگر نام نیکو ببابد بدہر — زگنج جوانمردی بردار بہر
نہ بینی کہ حاتم کہ بیگانہ ایست — زجودش بہر محفل افسانہ ایست
تراچون کرم باشد آئین کار — کرم بینی آخر ہم از کردگار
تو با تنگدستی کرم مے کنی — مکافات او چشم دار از غنی
یقین دان کہ ارباب احسان وجود — ز دریائے جودش نمی ہم نبود
بجود ار چہ ہم خلق حاتم بود — مثالش چو دریا و شبنم بود

مؤلف۔ دلیل استقرائی سے معلوم ہوا ہے کہ تمام فضائل کے اصناف جن سے آدمی کی تعریف کی جاتی ہے وہ بارہ چیزیں ہیں۔ حیا۔ مروّت۔ صدق۔ تواضع رحمت۔ جود۔ عفت۔ امانت۔ وفا۔ عدل۔ علم اور شجاعت اور صفات رذیلہ جن سے آدمی کی مذمّت کیجاتی ہے اور اُس کو ندامت حاصل ہوتی ہے۔ وُہ بھی بارہ چیزیں ہیں۔ بخل۔ کبر کذب۔ حقد۔ حسد۔ ریا۔ رعونت۔ نمیمہ۔ غدر۔ ظلم۔ جہل۔ نفاق۔ فضائل کے بارہ اوصاف کے مقابل میں بارہ اصناف رذائل کے عالم دُنیا میں موجود ہیں۔ جیسے دن کی بارہ ساعتوں کے مقابل میں رات کی بارہ ساعتیں ہیں۔ سعادتمند بندہ وہی ہے جو بارہ مہینے اپنی سعادت کے حاصل کرنیکے لئے بارہ حرفوں کے کلمہ شہادت کو ادا کر کے اپنے اخلاق کے تبدیل کیواسطے بارہ خصائل مرضیّہ کیساتھ اتّصال کا خواہاں رہے اور صفات ردیہ سے انفصال اور اجتناب کرتا رہے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو آدمی کے فضائل کا سر دفتر جود اور کرم ہے اور رذائل کا سرگروہ بخل اور کنجوسی ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ کمال قدرت الٰہی نے جس شخص کو عدم سے موجود کیا ہے سو واسطے اظہار وجود کے پیدا کیا ہے کما ورد خلقتکم لتربحوا علیّ لا لاربح علیکم تاکہ سب لوگ واجب الوجود کے جود کے معترف اور اقراری ہو جائیں اور سُنت الٰہی کے مقتدی بنجائیں۔ حضرت مولٰنا معنوی قدس سرّہٗ نے اسی بات کیطرف اشارہ کر کے فرمایا۔ **مثنوی**

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — قصدِ من از خلق احسان بودہ است
من نکردم امر تا سودے کنم — بلکہ تا بر بندگان جودے کنم
من نگردم پاک از تسبیح شان — پاک ہم ایشان شوند و دُر فشان

آفریدم تا ز من سودے کنند | تا ز شہدم دست آلودے کنند

اگر آفریدگار عالم کو جود اور سخاوت کا ظاہر کرنا مقصود اور منظور نہ ہوتا تو تمام خلائق کو غنی پیدا کرتا۔ لیکن چونکہ حکمت ازلی کو جود کا اظہار منظور تھا اس لئے بعض کو فقر و فاقہ کی محنت میں اسیر کر دیا اور بعض کو اسباب غنا سے مستغنی فرمایا تاکہ یہ غنی لوگ سنت الٰہی کی پیروی کر کے فقیروں کیساتھ سلوک کر کے کمال کے درجے کو پہنچ جاویں۔ اور محتاج۔ مساکین اہل سخاوت کے جود کے انوار سے مال اور منال سے اکتساب کریں ✤

اے میرے بھائیو! آفریدگار عالم نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو جمال ظاہری اور علوم باطنی سے آراستہ کر کے پیدا کیا۔ اور اس نے چاہا کہ کمال خلق سے معروف ہو جائے کنعان کے ملک میں قحط ڈالدیا تاکہ کرم یوسفی آشکارا ہو جائے۔ اور اس کی جوانمردی خاص و عام کو معلوم ہو جائے۔ کما قلت **نظم**

از برائے دفع قحط و احتیاج	حسن یوسف را مزید آمد رواج	گر نہ قحط نان بکنعان آمدے
کے بسوئے مصر مہمان آمدے	قحط و ناداری دلیل آمد دلیل	تا رسد از خوان یوسف زین سبیل
عاقلان را زخم بیماری و درد	رو بدرگاہ خدا آورد فرد	کافران در بحر از تاراج موج
حق تعالی را بخوانند فوج فوج	آن گدا از فقر و از افلاس خویش	پیش شہ دست طلب آورد پیش
آن گنہگار از خجالت نزد رب	اشک میریزد زدیدہ روز و شب	گر نبودے آن گناہ و ذلتش
از کجا بودے نیاز و خجلتش	اوّل اندر جرم ذلّت افگند	آخر اندر شرم و خجلت افگند
بس گناہ مفتاح بار خجلت است	از خجالت فتح باب رحمت است	اوّل اندر طفل گریہ مے نہد
چون بگریہ بعد ازان شیرش دہد	کار مسکینان گدائی کردن است	کار سلطانان گدا پروردن است
بین کہ در بار است خوان انداختہ	مفلسی باید زجان پرداختہ	تا گدایانہ بدان خوان رو نہد
ننگ و نام و عقل و دین یکسو نہد	تو نبودی کو ترا میخواست	بہر تو بزم وصال آراستہ
گر ترا صبر ست زان حسن و جمال	او بجست و جوئے میگوید تعال	تو بر فتن صد بہانہ مے کنی۔
در گدائی میگریزی از غنی	تو کہ از سر پنجہ شیران عشق	جان توانی برد از میدان عشق
آن کمند عشق کن فتراک اوست	میکشد یکسر ترا تا پیش دوست	او کمند افگند و ما را مے کشد
از رہ بطلان سوئے راہ کشد	آن کمندت چیست درد و ابتلا	قحط و بیماری و اندوہ و بلا
جذب حق ہست آن غم اندوہ و غمست	آن جراحت نیست غیر مرہمست	این کشاکش از برائے جذب تست

تا قبای عشق آید بر تو چست	این محبت با تو میدانی کہ چیست	آنکہ آئینہ خدائے بندگیست
جود و احسان را کہ آئینہ است	مظہر جودش گدائی کردن است	تو ہمہ جرم و خطا و احتیاج
او ہمہ جود و سخا و ابتہاج	از تو آید جرم و عصیان در خورت	وز خدا احسان و جود و مغفرت

حکایت - سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز معن بن زائدہ کہ عرب کے بادشاہوں میں سے تھا اپنے باغ میں نشاط اور عیش کی بساط بچھا کر بیٹھا ہوا تھا اور زمانہ ناہنجار کے حوادث اور جہان نابکار کے غموں سے دل کو خالی کیا ہوا تھا۔ اتفاقاً ایک اعرابی اسکی زیارت کے لئے آیا تا کہ زمانہ کی ضرب و طعن سے بباعث ملاقات معن کے خلاصی پائے جب دور دراز مسافت کو قطع کر کے معن کی بارگاہ میں پہونچا اور اپنی ناقہ کو کہیں باندھ کر باغ کے دروازے پر آکر چاہا کہ دستک کرے اور قلابہ امید کا کھڑکائے۔ حجابوں کی ایک جماعت نے جو دروازہ نشین تھے اعرابی کو کہا کہ آج آپ تشریف لیجائیے اس لئے کہ امیر صاحب خلوت میں ہیں اور زائرین کی زیارت کا وقت نہیں۔ اعرابی نے جو ایک دور دراز سفر سے آیا ہوا تھا۔ حاجبوں کی بے مہری اور بے التفاتی سے رنجیدہ ہو کر اپنے دل میں کہا کہ میں کس امید پر اپنے عیال و اطفال کو انتظاری میں چھوڑ کر آیا۔ اور ان دربانوں کی شرارت اور بے ایمانی سے امیر کیساتھ شاید ہی ملاقات ہووے بہتر یہ ہے کہ میں اپنا قصہ قلمبند کر کے معن کیطرف بھیجدوں اگر مقصود حاصل اور افلاس بھی زائل ہو گیا تو اس احسان کی تعریف سے رطب اللسان ہو کر وطن کو لوٹ جاؤنگا۔ اگر غرض حاصل نہوئی تو بموجب اس حدیث کے اَلْیَاسُ اِحْدَی الرَّاحَتَیْنِ اور کَلِمَۃُ الْحَرِیْضِ مُحَرَّمٌ پڑھتا ہوا چلا جاؤنگا۔ اور اپنا پُر غصہ قصہ لکھا۔ اور حاجبوں کو کہا کہ اس میری عرضی کو بادشاہ تک پہونچا دو۔ دربانوں نے بقول سعدی ؎

سگ و دربان چو یافتند غریب	این گریبان گرفت وآن دامن

اس بیچارے اعرابی کا دامن کھینچکر پیچھے ہٹا دیا۔ اور کہا امیر اسوقت خلوت میں ہے۔ یہ وقت ملاقات کا نہیں۔ اعرابی نے دلتنگ ہو کر نہائت دلشکنی سے بمقتضائے اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ ایک بیت کاغذ پر لکھا اور وہ بیت یہ ہے ؎

ایا جود معنٍ ناج معنا بحاجتی	فمالی الی معنٍ سواک شفیع

اور ایک بوتل میں ڈالکر اُس کے سر کو موم سے بند کر کے اُس نہر میں جو بادشاہ کے حوض

میں پڑتی تھی ڈالدیا۔ اتفاقاً معن باغ میں اپنے دوستوں کیساتھ حوض کے کنارے پر بیٹھا ہئوا تھا۔ اور پانی کی آمد کا سیر کر رہا تھا۔ اچانک پانی کے صدمہ سے وُہ بوتل حوض میں جا پڑی اور معن نے اُسکو دیکھکر پکڑ لیا اور کھولا اور کاغذ کو نکال کر پڑھا پڑھتے ہی معن نے ایسا رونا شروع کیا کہ اُس کے مُنہ سے صاف بات نہیں نکلتی تھی۔ آخر طبیعت کو ضبط کر کے فرمایا کہ اس کاغذ کے لکھنے والے نے میری سخاوت اور جُود کو اپنا شفیع پیش کیا اور یہ ایسا شفیع ہے کہ اسکی تردید کسی حجت سے نہیں ہوسکتی ہے اُس شخص کو میرے پاس لاؤ چوبداروں نے اعرابی کو بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا۔ معن نے اُس کو سب اراکین مجلس سے بالا دست بیٹھنے کے لئے جگہ دی اور سونے کا طبق موتیوں سے بھرا ہئوا اعرابی کے حوالہ کر دیا۔ بار دیگر معن نے اُس بیت کو پڑھا اور کہا اس اعرابی نے میرے جُود کو اپنا شفیع بنا کر میرے پیش کیا ہے میری جوانمردی سے بعید ہے کہ صرف زر ہی پر اکتفا کیا جائے فرمایا جتنے گھوڑے میرے طویلہ میں اور جتنے مویشی جنگل میں تھے سب اُس کے حوالے کر دو ۔ اور اس کو اپنے دربار سے انعام دیکر رخصت کیا؛

اَے میرے بھائیو! تم سُنتے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تمکو ایک عجیب بشارت سُنا رہا ہوں۔ جو شخص کریم مجازی کے جود اور سخاوت کو اپنا شفیع بنا کر اُس مجازی کریم کے پیش کرتا ہے وہ کریم مجازی جو کچھ سرمایہ رکھتا ہے سب کا سب اُس کے حوالے کر دیتا ہے۔ بندہ مومن اگر اپنے واجب الوجود کو جسکا نام اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے اپنے گناہوں کا شفیع اور اپنی ہدایت کا ہادی بنا لیوے۔ اگر اکرم الاکرمین کا کرم اور ارحم الراحمین کی رحمت اُس کے گناہوں کو معاف کر کے اُسکو بیچ مکان فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ کے بٹھا دیوے تو کچھ بعید نہیں۔

نظم

اے کوئے تو ام مقصد و ای روئے تو مقصود	وَے آتشِ عشقِ تو دلم سوختہ چون عُود۔
چہ باک اگر عقل و دل و دین نباید۔	کو ہیچ نماز آنکہ توئی زین ہمہ مقصود
گر آدمی ما کہ کفِ خاکِ سیاہ است	بیواسطہ وادئی تو وجودے ز سر جود
گر زندہ قبا ئیست کہ آن خاص ایاز است	در کسوتِ او جلوہ کند خلعتِ محمود
در عشقِ تو جانم کہ وجود و عدمش نیست	دانی تو کہ چونست نہ معدوم نہ موجود
مردانہ دریں راہ درآئی دلِ غافل	کز عشق نہ مقبول بود مرد نہ مردود

چون خضر برون آئی ازین سترّ نہادت	تا باز کشائند ترا این رہ مسدود
ہر چیز کہ اندر دو جہان بستہ آنی	آنست ترا در دو جہان مونس و معبود
عطّار اگر سایہ صفت گم شود از خود	خورشید بقا تابدش از روزن مقصود

مؤلف۔ اے میرے بھائیو اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ جود اور سخاوت حقیقی نے مجازی وجود کے آئینہ میں اپنے جمال کا جلوہ دکھایا ہے ورنہ اس مٹی کے پتلے کا کیا امکان ہے جو اُس صفت اعلےٰ کیساتھ موصوف ہو جائے اس لئے کہ حقیقت میں سخی اللہ ہی کی ذات مقدس ہے اور جو لوگ سخاوت کرتے ہیں وہ حقیقۃً اُسی ذات کی صفات کا مظہر ہیں اس تقریر پر مَیں ایک حکائت بیان کرتا ہوں:۔

حکائت۔ لکھا ہے کہ ایک بُڑھیا اُونٹ کی مہار اپنی گردن پر ڈالے ہوئے جنگل میں جاتی تھی۔ اصمعی کہتا ہے کہ میں نے اُس بُڑھیا سے کہا کہ اے مادر! یہ اُونٹ مجکو بقیمت دے اور جس قدر قیمت میرے پاس موجود ہے لے اور باقی کے لئے چند روز میرے پر احسان کر انشاءاللہ وہ بھی ادا کردونگا۔ بڑھیا نے میری بات سُنتے ہی اُونٹ کی باگ میرے ہاتھ میں دیدی اور جو نقدی میں نے نقد دی تھی مجکو واپس کردی اور چلی گئی اور چلتے وقت یہ کلمات طیّبات کہے الاحسان عند نا ترك الكل احسان یہ نہیں ہے کہ بعض قیمت کا لیا جاوے اور بعض چھوڑا جائے جب تو نے میرے سے احسان کی درخواست کی تو میرے نزدیک احسان یہ ہے کہ اُونٹ تجکو بلا قیمت دیدوں۔ پس اونٹ اُس کے حوالے کر کے وہ مردانہ عورت چلی گئی +

اشارت۔ جب ایک بُڑھیا کے مجازی احسان کا حال بدیں منوال ہے تو غور کرنے کی جگہ ہے کہ احسان حقیقی حضرت ذوالجلال جل وعلا کا اپنے بندوں مفلسوں کے ساتھ کس درجہ کا ہوگا اُس کے احسان کی کوئی حد نہیں۔ انسان کی کیا قدرت ہے کہ اُسکی احسان شماری کر سکے۔ لکھا ہے:۔

نقل ہے کہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ کے عہد میں ایک جوان تھا کہ اُس کی اطاعت کا کھلیان جلا ہُوا تھا۔ اور اُس نے معصیت کا عَلم کھڑا کیا ہُوا تھا اور بدکرداری کی آگ جلائی ہوئی تھی اچانک کسی بیماری سے بیمار ہو گیا۔ اضطراری کیحالت میں توبہ کا ارادہ اُس کے باطن میں پیدا ہُوا اور کہا الٰهی اقلنی عثرتی واقبلنی من مرضی فانی

لا اعود اے میرے اللہ جو کچھ ناپسندیدگی میرے سے سرزد ہوتی رہی ہے وُہ تو اپنے کرم وفضل سے مجکو بخشدے اور اس بیماری سے مجکو خلاصی دے ۔ آئندہ مَیں کبھی تیری نافرمانی نہ کرونگا ۔ اور گناہ کے گرد نہ پھرونگا ۔ حقتعالیٰ نے اُس کو شفا بخشی ۔ اور جب اسکی جان میں جان آگئی اور اُس کے بدن میں طاقت اور توانائی آئی تو اپنی معہودہ عادت کی بموجب معصیت اور گنہگاری شروع کردی چند روز کے بعد پھر بیماری میں مبتلا ہو گیا ۔ اور اُس حالتمیں پھر تائب ہوا صحت پاکروہی قدیمی عادت کے کام شروع کردیئے تیسری بار بیماری نے ایسا پکڑا کہ تھوڑے ہی دنوں میں مرنے کے قریب ہو گیا ۔ اُس کا بھائی امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے امام المسلمین وہ جوان جس کو آپنے کئی بار نصیحت فرمائی مگر اُس نے آپ کا کہنا قبول نہ کیا وُہ جان بلب ہو رہا ہے ۔ اگر ممکن ہووے تو آپ اُس کے پاس تشریف ارزانی فرماویں شاید آپ کی طفیل اُسپر سعادت کے آثار نمودار ہو جائیں ۔ امام حسن بصری رح نے اسبات کو تسلیم کرلیا اور اُسکی عرض کو بدرجہ اجابت مقرون فرمایا ۔ جب اُس جوان کے گھر کے دروازے پر پہونچے اُس جوان کی ماں نے آپ کو دیکھکر گریہ زاری کرکے کہا سبحان اللہ ایسا برگزیدہ ایسے گنہگار ناپسندیدہ تباہ کار کی عیادت کے لئے کیونکر آیا ۔ اور ایسے پاک کو ایسے بیباک سے کیا سروکار ۔ مخلصوں کو مفلسوں سے اور نیکوکاروں کو بدکاروں سے کیا مطلب ہے

سودائے تو کے رخت نہد در سرِ ما	مادر خور نہ توایم و تو در خورِ ما	مہر تو بلند و پست و بالا در ما	تاب و تنگ اسپ ندارد خرِ ما

حسن بصری رح نے کہا اے بوڑھی عورت تو خاطر جمع رکھ کہ حق سُبحانہ وتعالےٰ کی رحمت بیشمار ہے ۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ وُہ اپنے فضل وکرم سے تیرے فرزند کے گناہوں کو معاف کردیگا ۔ جب اُس کے بالین پر بیٹھے بیمار نے آنکھ کھولی اور امام ہمام کو اپنے بالین پر دیکھا اور حسرت کا پانی آنکھوں کے چشموں سے جاری کیا امام نے فرمایا اے جوان تو اپنے گناہوں سے توبہ کر ۔ جوان نے کہا یا حضرت خدا کی درگاہ میں میرا کچھ اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ میں نے کئی بار توبہ کے عہد کو توڑ ڈالا ہے ۔ اب میں توبہ کے لائق نہیں رہا آپ ہی میری توبہ کے لئے جناب الٰہی میں دُعا فرمائیے ۔ حسن بصری رح نے آسمان کیطرف متوجہ ہو کر اُس گنہگار کے حق میں دعا کی ہاتف غیبی نے آواز دیا کہ جرّبنہ مِرارًا فوجدنہُ کذّابًا کہ ہم نے اُسکو

کرار اً مرار اً آزمالیا ہے یہ آدمی اپنے وعدہ کا جھوٹا ہے۔ جب امام ہمام نے یہ کلام سُنا اُسکے بالین سے اُٹھکر باہر چلے گئے بیچارہ جوان اس بات سے حیران رہگیا اور از رُوئے حیرت اور حسرت کے اپنی ماں کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے میری ماں اگرچہ مَیں بظاہر گناہوں کی نجاست سے آلودہ ہوں مگر میرا باطن شرک کے چرک اور کفر کے خبث سے بیزار ہے اور میں اللہ اور اُسکے رسُول کے ایمان میں سچّا ہوں جب میرا قالب سے رُوح نکل جائے میرا مُنہ خاک پر رکھدینا اور تو اپنا سر ننگا کر کے حق سبحانہ و تعالےٰ کی بارگاہ میں میری بخشش کیلئے دُعا کر۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ تیری دُعا میرے حق میں اکسیر ہو جائیگی اور میری تقصیر معاف ہو جائیگی جب وہ جوان فوت ہو گیا تو اُسکی ماں وصیّت بجالائی ابھی دعا ہی میں مصروف تھی کہ ہاتف غیبی نے آواز دی ایتہا المرءۃ ان اللہ رحم ولدك ووھب لك من ذنبہ اے بڑھیا میں نے تیرے فرزند کے گناہ معاف کئے اور اُس کو اپنی جناب میں قبول کر لیا ع

عفوت لعشق بازی روزے ہزار بار

مؤلف اے میرے بھائیو! راقم آثم فقیر محمد فخر الدین گجراتی سب احباب کیخدمت میں التماس کرتا ہے کہ اس ہیچدان ناتوان نے اس مجلس چہارم میں حتما امکن اپنی لیاقت اور وُسعت کے مطابق مسائل زکوٰۃ کو کُتب معتبرہ سے استنباط کر کے زبان سلیس ہندی میں بطور وعظ و تذکیر کے بیان کئے ہیں اگر کسی مسئلہ یا عبارت میں سہو ہو گیا ہو تو اُسکو بہ نظر اصلاح اصلاح کر دیں مگر میں اپنے زمانہ کے بھائیوں سے خصوصًا حضرات علماء سے جو برائے نام علماء ہیں امید کرتا ہوں بلکہ اس امر کو یقینی جانتا ہوں جب وہ میری اس کتاب کو دیکھینگے یا کسی سے سنیں گے تو سوائے عیب چینی اور حرف گیری کے کوئی کلمہ خیر زبان سے نہ نکالیں گے ہاں جو لوگ علوم ظاہری اور باطنی کے خوب عالم ہیں اور اپنی باطن کی صفائی کے موجب انصاف پسند اور سخن رس اور اشارات و کنایات کے رموز سے آگاہ ہیں اور درمیان عنبر اور روث کے فرق کر سکتے ہیں البتہ میری تقریر کو دلپذیر تصور کریں گے۔ اب اس مجلس کو حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات پیش کر کے ختم کرتا ہوں:۔ **مناجات**

خداوندا امید رحمت تست	مرادِ من لقائے حضرت تست	مرا نے زہد و نے علم و طاعت
تہیدستی و فقر و بے بضاعت	کریمی او کریمان راست احسان	مرا نومید زین در وا نگردان
خداوندا در احسان کشادے	ز لطف و رحمت خانہا نہادے	گدایان تو مشتاقند بردار

باحسانت گدا یہ از توانگر
مطیعانرا چو طاعت شد حمایت
امید من ہمہ دیدارش آمد
بلطفِ خود مرا از خاک بردار
یکے انگار ما را زان گدایان
باہلِ بیت واصحاب کبارش
زقید دوزخم آزاد گردان
مرا بر درگہت چون آبرو نیست
بدرگاہت امید آوردہ ام من
چہ شد یارب کزین درگاہ عالی
برین جانِ فگارِ من بہ بخشا
مرا باین ہمہ بے مائیگیہا
کہ بر روئیم نیاری ہیچ ذلت
زلطفت گفتہ ام با بندگانت
کہ خاطر زین جہت دارم پریشان
زقالب چون برون آید روانم
بیا گاہان زخواب مستئ من

بدرگاہِ تو ہر کس روئے آورد
ہمین زو دست در ذیلِ عنایت
خداوندا تو مے دانی کہ ہیچم
چنین افتادہ ام در راہ مگذار
بآبِ روئے آن نورِ دو دیدہ
بدان لشکر کشان جان نثارش
من انگہ میشوم دلخوش خدایا
زبانم را مجالِ گفتگو نیست
مکن نومید از رحمت خدایا
ہمہ دستِ پر و من دست خالی
چہ باشد گر کمالِ مہربانی
بچندین جرم و ناشائستگیہا
خدایا در محاریب و منابر
بجود و فضل میدارم نشانت
مرا با ہر کہ باشد آشنائی
بہ بخشا بر من و بر دوستانم
مرا از غیر خود بیزار گردان

نصیبِ خود زخانہا بخود برد
امید ہر کسے کردارش آمد
چہ ہیچم من سخن دیگر چہ ہیچم
چو کردی لطفہا با بے نوایان
محمد پیشوائے برگزیدہ ۵
کہ روزِ آخرم در شاد گردان
کہ ازآدم کنی ز آتش خدایا
بلطفِ اعتماد آوردہ ام من
مرا نومید زین درگاہ گدا را
بروز روزگارِ من بہ بخشاء
مرا زین ورطہ سالم بگذرانی
چنان امید میدارم ز فضلت
بنظم و نثر در چندین دفاتر
مگردان شرمسارم پیش ایشان
زتاریکی ببر تا روشنائی
برون آور مرا از ہستئ من
بجنت در خور دیدار گردان

برحمت بر من و گفتارِ من بین
دو عالم را اجابت باد آمین

ثُمَّ الْمَجْلِسُ الرَّابِعُ مِنَ الْاَرْكَانِ الْخَمْسَةِ
فِيْ بَيَانِ مَسَائِلِ الزَّكٰوةِ وَفَضَائِلِ الصَّدَقَاتِ
وَبَذَلَ فِيْهِ جُهْدًا كَثِيْرًا وَّسَعْيًا بَلِيْغًا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ وَلِمَنْ سَعٰى فِيْهِ

حصۂ چہارم

رُکن پنجم در باب حج

المجلسُ الخامسُ

فِی بیانِ الحجِّ وھُوَ الرُّکنُ الخامسُ من ارکانِ الاسلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَن علیٍّ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہُ قال قال رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہِ وسلّم من ملک زادًا وَّراحلۃً یُبلغُہٗ اِلٰی بیتِ اللّٰہِ ولم یحجّ فلا علیہِ اَن یّموتَ یھودِیًّا اَو نصرانِیًّا وَّ ذٰلِکَ لِاَنَّ اللّٰہَ تبارکَ وتعالٰی یقولُ وللّٰہِ علَی النّاسِ حجُّ البیتِ منِ استطاعَ اِلیہِ سبیلًا

بازم از عالمِ تحقیق خبر مے آید	جز بہ از آن خیر بشر مے آید
میرسد مژدہ از آن یوسفِ گم گشتہ	چشمِ یعقوب مرا نور بصر مے آید
این خبر غنچہ صفت میشگفاند دل و جان	چون نسیمی کہ بہنگام سحر مے آید
نفحۂ عطر بہشت است یقین میدانم	ہر نسیمے کہ از آن روضہ بدر مے آید
تا شبے روز کنم بر سر آن روضہ چو شمع	ہر دم از سوزِ دلم دود بسر مے آید
دار داز شوق طوافِ حرم کعبہ معین	گوش بر رہ کہ خبر از چہ ممر مے آید

نعت خواجہ علیہ السلام کٓھٰیٰعٓصٓ ۝ ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَہٗ زَکَرِیَّا ۝ مواہب الٰہی جو حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہٗ پر اُترے اسمیں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کی تین صُورتیں ہیں ایک صُورت بشری جیساکہ حقتعالی نے فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ دُوسری صورت ملکی جیساکہ خود حضرت ؐ نے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ

تیسری صورت حقی جیسا کہ خود آپ نے فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ" اور اس سے بھی کھلی کھلی حدیث ہے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ ؂

اے میرے بھائیو! جمال کمال محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ذوالجلال جل وعلا نے لباس بشریت اور عبادت آدمیت میں یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ چھپا رکھا ہے اور بموجب غیرت کے کہ کوئی اغیار ہیں سے میرے نازنین دلدار کو نہ دیکھ جائے بموجب لَا یَعْرِفُ غَیْرِیْ اُنکی آنکھوں سے بچا رکھا ہے۔ یہانتک لکھا ہے کہ ایک درویش سالک تھا۔ اس قدر اپنے مالک کی یادگاری میں مشغول تھا کہ ہمیشہ مراقبہ میں ہوکر اُس کے ذکر میں محو رہتا تھا۔ اور اُسکی محبت میں رو رو کر اُسکی ظاہری آنکھیں جاتی رہی تھیں اور وقت ادائے نماز کے رکوع اور سجود میں ایسا محو ہوجاتا تھا۔ کہ اُسکو اپنے وجود کی خبر نہیں رہتی تھی۔ وہ سالک کہتا ہے کہ ایک رات میں اپنے سوز محبت کے براق پر سوار ہوکر عالم علوی پر جا پہونچا اور فرش سے مصعد عرش پر ترقی کرکے عالم ارواح تک پہنچکر بارگاہ الٰہی میں مناجات کی اے میرے اللہ مجکو روح پُر فتوح حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرما نہیں تو مجکو فرقت محمدی کی آگ جلا دیگی اور میرا وجود اُس کے عشق کے نائرہ سے یکبارگی خاکستر ہوجائیگا۔ حضرت رب الارباب کی جناب سے خطاب مستطاب ہوا اے عاشق جمال محمدی علیہ السلام کا عیسٰے علیہ السلام کے وجود پر جو بشر نبوت محمدی تھا۔ عالم دنیا میں جلوہ دیا۔ اور اُس نور کی طفیل اُس کے ہاتھ سے اندھے۔ اپاہج ابروص۔ مجذوم۔ مُردے زندہ ہوتے رہے اور ایک جہان نے اُسکی رُوحانیت کو دیکھکر اُسکو ہماری طرف منسوب کردیا۔ کما قالت النصارٰی اَلْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ اے عاشق محمدی اگر جمال رسالت اور کمال جلالت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم دُنیا میں ظاہر کردیں۔ تو جملہ اموات قبروں ہی میں زندہ ہوکر اپنے گھروں میں آجاویں۔ اور آسمان بھی زمین پر رگر پڑے اور عالم علوی کے رہنیوالے ملائک جو اپنے کام میں ہشیار ہیں دیوانہ ہوجائیں اور ہمارے چھپے ہوئے بھید سب کے سب کھلجائیں اور تمام رُوحیں اپنے اپنے بدن کے خرقہ پہن لیویں۔ ملکوت کی عروس فلک کے نقاب سے باہر نکلجائے۔ آسمان زمین کے قدم چومنے لگ جائے اور زمین افلاک کے دائرہ سے باہر نکلجائے اور عرش فرش کے ساتھ برابر ہوجائے اور تمام عالم اور زمرہ بنی آدم کا جملگی محمد پرست ہی بنجائیں اور جن و

انس عشق محمدی کے جام سے سرمست ہو جائیں۔ اے میرے محبوب محمدؐ کے عاشق یہی منا سب ہے کہ عالم دنیا میں جمال باکمال محمدؐ کو جو جمال ذوالجلال کا عین ہے لباس بشریت میں چھپا کر رکھیں وَمَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ قُلْ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تاکہ انتظام ملک کا قائم رہے۔ جب قیامت کے دن صبح دمیگی اور آفتاب نیر اعظم جلالت اور رسالت محمدی صلعم کا قبولیت کے آسمان پر طلوع کریگا اُسوقت ہم عاشقان محمدی علیہ السلام کو وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ کی حقیقت سے مطلع کرینگے اور اسکے اصلی حسن وجمال کی کیفیت دکھائیں گے۔ اور کہدینگے کہ یہ محمدؐ وہی محمدؐ ہے جو تم نے آب وخاک کے پردہ میں دیکھا تھا دیکھو میری کاملہ قدرت سے اُس جمال باکمال اور جان پاک کو کسطرح بشریت کے لباس میں تمکو دکھایا ہی یہ وہی میرا محبوب ہے جس کی شان میں اُسکا کمترین خادم آثم فقیر مسکین فخرالدین بزبان قال مجلس محمدی میں بیٹھ کر یہ مقال کہہ رہا ہے ؎

آن سیدے کہ عالم وآدم برائے اوست
ملک و بہشت وجنت واعلےٰ سرائے اوست

آن مہتری کہ درشب اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ
برتر زبام ہفت فلک متکائے اوست

شمع جہان نما کہ خورشید خاوری است
آئینۂ زپرتو نور و صفائے اوست

کرسی وعرش وسدرہ ولوح وقلم بگو
کین جملہ خاکروب درحجرہ ہائے اوست

صدق وصفائی وعدل وحیا چہار یار
نان ریزۂ زسفرۂ جودوسخائے اوست

مارا امید عفو بچندین گناہ وجرم
از دولت شفاعت ویمن دعائے اوست

درگفتن درود چہ تقصیر مے کنی
درحق آن رسول کہ جانہا فدائے اوست

خبرے درفضیلت صلوٰت - حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو فرمایا اَتُرِیْدُ اَنْ اَکُوْنَ اَقْرَبَ اِلَیْکَ مِنْ کَلَامِکَ اِلٰی لِسَانِکَ وَمِنْ وَسْوَسَۃِ قَلْبِکَ اِلٰی قَلْبِکَ وَمِنْ رُوْحِکَ اِلٰی بَدَنِکَ وَمِنْ نُوْرِ بَصَرِکَ اِلٰی عَیْنِکَ وَمِنْ سَمْعِکَ اِلٰے اُذُنِکَ وَمِنْ نَفْسِکَ اِلٰی فَمِکَ وَمِنْ سَوَادِ عَیْنِکَ اِلٰی بَیَاضِھَا۔ اے موسےٰؑ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے کلام سے جو تیری زبان سے نزدیک ہے زیادہ تر نزدیک ہو جاؤں حضرت موسےٰؑ نے کہا ھٰذَا الَّذِی اَتَمَنّٰی مِنْکَ الٰہی میری دلی مراد یہی ہے کہ میں تیری بارگاہ عالی کا مقرب ہو جاؤں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا یَامُوْسٰی فَاکْثِرِ الصَّلٰوۃَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اے موسےٰ تو میرے حبیب محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر بہت بہت

درود اور سلام بھیجا کر اور اپنی قوم بنی اسرائیل کے خاص و عام کو میرا پیغام پہنچادے کہ اے قوم بنی اسرائیل جو شخص تم میں سے میری بارگاہ میں آوے اور میرے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر ہووے میں اُسپر دوزخ کے دوربانیہ مسلّط کردونگا اور اپنے اُس کے درمیان ایک حجاب پیدا کردونگا کہ وہ میرا دیدار نہ دیکھیگا اور میرے مشاہدہ سے محجوب رہیگا۔ نہ تو کوئی فرشتہ اُسپر رحم کریگا اور نہ کوئی پیغمبر اُسکی سفارش کا دم بھریگا تَسْحَبُہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی حَرِّ جَہَنَّمَ فرشتے اُسکو مُنہ کے بل گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں لے جائینگے اور اُسکو دوزخ میں دائم الحبس کردیں گے۔ حضرت مُوسےٰ نے کہا یارب من محمّد حتی لا نتقرب الیک بالصّلوٰۃ علیہ۔ خداوندا محمدؐ کون ہے کہ تیری بارگاہ کا قرب بغیر توسل درُود اُس کے کے میسّر نہیں ہوتا ہے۔ مجکو اُسکی شان اور حال سے مطلع فرمایا جاوے۔ خطاب ہوا۔ یٰمُوسےٰ لَوْلَا مُحَمَّدٌ وَّ اُمَّتُہٗ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَلَا الاَنْہَارَ وَلَا مَلَکًا مُّقَرَّبًا وَّلَا نَبِیًّا مُّرْسَلًا وَّلَا اِیَّاکَ اے اگر محمد اور اُسکی اُمت نہوتے تو موجودات سے کوئی چیز موجود نہ ہوتی یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ اور سُورج اور چاند اور آسمان اور زمین اور دن اور رات پیدا نہ ہوتے اور نہ کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی نبی مُرسل اور نہ تو اے مُوسےٰ پیدا ہوتا یہ سب کارخانہ اُسی کی خاطر بنایا گیا ہے۔ وَلَوْ لَمْ تُقِرَّ بِنُبُوَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تُصَلِّ عَلَیْہِ لَاَحْرَقْتُکَ بِالنَّارِ وَلَوْ کُنْتَ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلًا۔ اے مُوسےٰؑ اگر تو میرے حبیب محمد علیہ السلام کی نبوت کا اقرار نہ کریگا اور اُسپر درود نہ بھیجیگا تو البتہ میں تجھکو میں تجکو جہنم کی آگ میں جلا دُونگا۔ اگرچہ تو ابراہیمؑ میرا خلیل ہووے۔ ثم قال موسیٰ الٰھی اقررت بنبوۃ محمد وفضلہ واکثر الصلوٰۃ علی محمد صلعم فقال مُوسیٰ الٰھی انا احب الیک ام محمد ؐ پھر حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی میں تجکو پیارا ہوں یا محمدؐ۔ فرمایا اے مُوسےٰ تو میرا کلیم ہے اور محمد میرا حبیب ہے۔ اور حبیب کلیم کی نسبت زیادہ تر پیارا ہوتا ہے۔ حضرت مُوسےٰ نے کہا الٰہی کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے۔ حقتعالیٰ نے فرمایا۔ اے مُوسےٰ کلیم وُہ ہے کہ جو کچھ کرتا ہے اپنے حق تعالےٰ کی رضا سے کرتا ہے۔ اور حبیب وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ خداتعالےٰ کرتا ہے اپنے حبیب کی رضامندی کے مطابق کرتا ہے اور اے مُوسےٰؑ کلیم وُہ شخص ہے کہ خداتعالےٰ کو دوست رکھتا ہے اور حبیب وُہ ہے کہ حق تع

اُسکو دوست رکھے اور اے موسےٰ کلیم وُہ ہے کہ چالیس دن رات صیام اور قیام میں بسر کرے اور پھر طُور سینا پر جاکر میرے ساتھ ہمکلام ہووے۔ اور حبیب کی شان یہ ہے کہ رات کو اپنے بستر پر سویا ہوا ہو اور میں ایک اپنا برگزیدہ فرشتہ اُسکی طرف بھیجکر اُسکو نیند سے جگاؤں اور اسکو ایک طرفۃ العین میں اُس مقام میں پہنچاؤں کہ کوئی مخلوق وہاں نہ پہونچا ہو۔

شب معراج عروج تو گذشت از افلاک	بمقامے کہ رسیدی نرسید ہیچ نبی

یاموسیٰ ناجیتک وانت علی طور سینا وانا جی محمدا وھو اقرب من فوق العرش من قاب قوسین او ادنیٰ ما علی السماء الشئی تکلم ربہ وجبریل نائی والحبیب مقرب بحرمۃ سیدنا علی کلامہ وصلتنا فیھا النبیوت ترغب بنور رسول اللہ اشرقت الدنیا ففی نورہ کل یجیٔ ویذھب یراہ جلالا الحق للخلق رحمۃ وکل الوریٰ فی برۃ منقلب +

توضیح حدیث ۔ مؤلف۔ اے میرے بھائیو یہ سیّد برگزیدہ اور یہ قرۃ العین ہر دو دیدہ جسکی تعریف تم سُن چکے ہو ارشاد فرماتے ہیں مَنْ مَلَکَ زَادًا وَّرَاحِلَۃً یُبَلِّغُہٗ اِلٰی بَیْتِ اللّٰہِ الخ اس حدیث شریف کے معنی یہ ہیں جو بندہ مومن اسقدر مال کا مالک ہو جاوے کہ وہ مال اسکو کعبہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیوے اور وُہ شخص باوجود موجودگی سامان کے حج مناسک ادا نہ کرے اور بیت اللہ کی زیارت بجا نہ لاوے فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا پس اس شخص کو کوئی مشکل نہیں اس امر میں کہ وہ جھودی یا نصرانی ہوکر مرے یعنے اُس شخص کے جھُودی اور نصرانی ہوکر مرنے میں کچھ شک نہیں۔ اس لئے کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو دو ہی چیزوں نے یہودی اور نصرانی بنایا ہے کہ ان دو چیزوں کے سبب مبغوض اور مطرود ہو گئے ہیں ایک تو نعمت خداوندی کا کفران اور دوم امورات شرعیہ کا ترک پس جو شخص باوجود موجودگی زاد اور راحلہ کے بیت اللہ کی زیارت سے جو مامور ہے مبادرت نہ کرے گویا اُس نے نعمت خداداد کا کفران کیا اور مامور سے انکار بھی کیا اور بایں معنے یہود اور نصاریٰ کیساتھ مشارکت اور مشابہت کی اور بموجب اس حدیث کے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ وُہ بیشک یہودیوں اور نصرانیوں کے زمرہ میں گنا گیا اور بعض علماء نے اس حدیث کی تعبیر اسطرح کی ہے کہ اس امر شریف کا تارک یہود و نصاریٰ کیساتھ اسواسطے مشارکت اور مشابہت رکھتا ہے کہ جب بندہ مومن

کسی امر کا امور شرعیہ میں مخاطب ہوتا ہے اور وُہ مامور بہ کے بجالانیکا اہتمام نہ کرے اور اُسکی ترک کا کچھ خوف نہ رکھے۔ گویا اُس نے اپنے تئیں اُس گروہ سے شمار کیا جو اس امر کے مخاطب نہیں ہیں جیسے یہود اور نصارےٰ اور دیگر مشرکین جو امورات شرعیہ محمدیہ علیہ السلام کیساتھ مامور نہیں ہیں وُہ شخص بھی بباعث عدم ایتان مامور بہ کے ان جیسا ہوگیا اسیواسطے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث کے بعد یہ ارشاد فرمایا اَلَا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا اِس حدیث شریف میں اہل عرب کی اصطلاح کے بموجب دو اور مسئلوں کا عوام کو سمجھانا ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ حدیث شریف میں زاد و راحلہ دو چیزوں کا ذکر ہوا اور اُس کے بعد فعل مفرد مذکور اور ظاہر یہ تھا کہ تثنیہ لایا جاتا۔ مثلاً فرمایا جاتا یُبَلِّغَانِہٖ اس لئے بحکم حدیث مبلغ دو چیزوں سے عبارت ہے ایک زاد دوم راحلہ لیکن اس جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معنوں کیطرف نظر فرماکر فعل کو مفرد بیان فرمایا اور لفظ کی طرف خیال نہیں کیا اس لئے کہ زاد و راحلہ سے مراد استطاعت ہے اور ایسے مقاموں میں فعل کا بلفظ واحد لانا بایں تاویل جائز ہے۔ دوم مسئلہ یہ ہے کہ جناب سرور کائناتؐ نے فرمایا فَلَا عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ الخ اس عبارت میں حذف اور اضمار ہے تقدیر کا کلام یہ ہے فَلَا تَکُنْ عَلَیْہِ حَسْرَۃٌ اَنْ یَّمُوْتَ کذا جیسا کہ کہا جاتا ہے فَلَا یُصْعِبَنَّ عَلَیْہِ اَنْ یَّمُوْتَ مَوْتًا مُّشَابِھًا یَمُوْتُ اَحَدٌ مِّنَ الْفِئَتَیْنِ ٭ واللہ اعلم بحالہ ٭

الحدیث الثانی فی ہذا المعنے۔ عبدالرحمن سابط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص باوجود عدم مانع کے حج اسلام بجا نہ لائے اور وُہ مرجائے یعنے اُس کو موافقت ضروریہ سے کوئی امر مانع نہ ہووے۔ مثلاً افلاس یا کوئی بیماری یا ظالم سلطان کے خوف کی اضطراری ایسے موانحات سے کوئی مانع نہیں۔ پھر وُہ بغیر ادائے حج کے مرجائے۔ تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلْیَمُتْ عَلٰی اَیِّ حَالٍ شَآءَ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا اَوْ مَجُوْسِیًّا ٭ پس اے میرے بھائیو حج کرنا یعنے بیت اللہ شریف کی زیارت ارکان مسلمانی کا ایک رُکن ہے اور ہر ایک اُسکا مناسک اور مراسم کئی طرح کے حقائق اور معانی کو شامل ہے اور ہم اس مجلس میں حج کے اشارات بدیعہ اور بشارات منیعہ کو بخوبی بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

مگر سب سے پہلے اس عمل شریف کے فضائل اور مناقب میں چند حدیثیں جنکی صحت میں کسی کو کلام نہیں بیان کرتے ہیں و باللہ التوفیق ھو نعم المولیٰ و نعم الرفیق +

حدیث اوّل - فقیہہ ابی اللیث کی تنبیہ الغافلین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا ہم سب صحابہ منا مین ساتھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے کہ مین کیطرف سے ایک طائفہ آیا اور حضرت رسالتپناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حج کے مناقب اور خصائل کی بابت سوال کیا آپ نے فرمایا جو شخص بہ نیت حج یا عمرہ اپنے گھر سے باہر آتا ہے بدلے ہر ہر قدم کے اُٹھانے رکھنے کے گناہ اُس کے بدن سے ایسے گرجاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتّے گرتے ہیں - اور جب وُہ مدینہ شریف میں پُہنچکر میرے روضے کی پاس آکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ کہتا ہے تو ملائکہ اُس کے سلام کا جواب دیکر اُس کیساتھ مصافحہ کرتے ہیں - اور جب ذوالحلیفہ میں پُہنچکر غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکو گناہوں سے پاک کردیتا ہے - اور جب احرام کے نئے کپڑے پہنتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے حسنات کو تازہ کردیتا ہے - اور جب تلبیہ کے وقت کہتا ہے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ اَجَابَہُ الرَّبُّ بِلَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ اَسْمَعُ کَلَامَکَ وَانْظُرُ اِلَیْکَ - اور جب مکہ شریف میں داخل ہوتا ہے اور بیت اللہ کا طوف اور صفا اور مروہ میں سعی کرتا ہے حق تعالیٰ اُسکی خیرات کو قبول کرتا ہے - اور جب حاجی عرفات پر کھڑے ہوکر جناب الٰہی میں عرض مناجات بلند آواز سے پکار پکار کرتے ہیں تو حق سبحانہ وتعالےٰ اُن کے سبب سے ملائکہ کے درمیان بطور مناجات کے فرماتا ہے یَا مَلٰٓئِکَتِیْ وَسُکَّانَ سَمٰوٰتِیْ اَمَا تَرَوْنَ اِلٰی عِبَادِیْ اَتَوْنِیْ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ شُعْثًا غُبْرًا ۱ھ اے میرے فرشتو اور میرے آسمان کے رہنیوالو تم میرے بندوں کیطرف دیکھو کہ میرے دیدار کے شوق سے اپنے گھر بار اور عیال و اطفال کو چھوڑ چھاڑ کر اور بیابانوں اور پہاڑوں کو طے کرکے اور اپنے مالوں کو میری رضامندی میں خرچ کیا ہے اور اپنے ابدان کو رنج اور تکالیف میں ڈالکر ساتھ دل پُردرد اور رخسار گرد آلود کے میرے آستان فیض نشان پر دل وجان سے حاضر ہُوئے ہیں :-

فَوَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ لَاَبْدِلَنَّ مُسِیْئَھُمْ بِمُحْسِنِھِمْ وَلَاُخْرِجَنَّھُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ کَیَوْمٍ وَلَدَتْھُمْ اُمَّھَاتُھُمْ مجکو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں اُن کے بدکرداروں کو اُن کے نیکوکاروں کے ساتھ بخشدونگا - اور اُن کو گناہوں سے ایسا پاک کردونگا گویا کہ یہ آج

ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہوئے ہیں اور جب رمی جمار اور باقی مناسک پورے بجالاتے ہیں تو عرش مجید سے یہ ندا آتی ہے ارجعوا مغفوراً لکم واستانفوا العمل اے میرے بندو تم پاک اور صاف ہو کر اپنے وطنوں کیطرف لوٹ جاؤ اور اعمال کو از سرِ نو شروع کر دو یعنے تمہارے سب گناہ میں نے بخشدئے اور تمہارے سب اعمال میں نے پسند کر لئے

حدیث دوم - حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن بندہ بہ نیّت حج اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہُوا۔ اور بدلے ہر ہر قدم کے جو اس راہ میں اُٹھاتا ہے ستّر سال کی عبادت اُس کے حق میں کرامت فرماتے ہیں۔ جب حاجی حج سے لوٹ کر اپنی منزل میں آتا ہے تو اُسکی دُعا کو غنیمت جانتے ہیں اس لئے کہ اُس کی دُعا مستجاب ہے ✣

حدیث سوم - حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں حاضر ہُوئے اور اُس کے سر پر عصابہ زرد باندھا ہوا۔ اور اُس کے مبارک مُنہ پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی مبارک آستین سے حضرت جبرائیل امین کے پیشانی پر کس سبب سے پہنچ گیا عرض کیا یارسُول اللہ آج ملائکہ کرّوبیوں نے واسطے زیارت بیت الحرام کے حضرت خداوندی جل وعلا سے استیذان کی اجازت پانے کے بعد بیت اللہ کی زیارت کیواسطے دوڑے یہ غبار اُن کے اژدحام کا ہے پھر حضرت جبرائیل نے فرمایا یارسُول اللہ آپ حق سبحانہ وتعالےٰ سے درخواست فرمائیے تاکہ آپ کی امت کو ملائکہ کی دعاؤں کیساتھ مشارکت کرامت فرماوے حضرت رسالتمآب صلعم نے دُعا فرمائی حضرت جبرائیل حق سبحانہ وتعالےٰ کی بارگاہ سے پیغام لایا کما ورد مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ اُمَّتِكَ فَلَهٗ ثَوَابُ مَلٰٓئِكَةِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَلَا يَرْجِعُ اِلَّا مَغْفُوْرًا یعنے جو کوئی تیری اُمّت کا آدمی اس گھر کا حج بجالاوے اُس کو ساتوں آسمان اور زمینوں کے فرشتوں کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وطن کے قریب پہونچنے سے پہلے ہی مغفور ہو جاتا ہے ❊

حدیث چہارم - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کو ان دجلا نام

جبین مبین سے گرد جھاڑتے اور شفاء فرماتے تھے کہ اے جبرائیل یہ غبار رکھتا ہے مبارک

عِنْدَ الْکَعْبَةِ فَجَاءَ اِنْسَانٌ فَقَالَ قُمْ وَطِفْ فَقَالَ مَالِیْ وَالطَّوَافَ فَاَخَذَہٗ بِرِجْلِهٖ وَجَرَّہٗ مُسْتَلْقِیًا حَتّٰی اَطَافَہٗ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی جَسَدَ هُمَا عَلَی النَّارِ یعنے اگر ایک مرد خانہ کعبہ کے پاس سویا ہوا ہو - دوسرا اُس کو آکر کہے بھائی اُٹھ ہوش میں آ - اور بیت اللہ کا طواف کر وہ جواب میں کہے - مجکو بیت اللہ اور طواف سے کیا سروکار وہ مرد اُس خفتہ مرد کا پاؤں پکڑ کے اُسکو پشت کے بل کعبہ کے ارد گرد گھسیٹے اور اسطرح مجبوراً طواف کرائے حقتعالے اُن دونوں کو بخشدیتا ہے اور دونوں کے بدنوں کو آتش دوزخ سے بچالیتا ہے ✣

مؤلف - اے میرے بھائیو جب بندہ کو بحالت اضطراری خانہ کعبہ کا طواف حاصل ہووے تو وہ بھی رحمت الٰہی سے مستفید ہو جاتا ہے اور اُسکا جبری طواف رائگان نہیں جاتا ہے اور جو بندہ کہ اپنے خانمان اور اہل وعیال سے دل اُٹھا کر اپنے تئیں محنت اور کلفت کی ٹھاٹھوں میں ڈالے اور سر سے قدم اور خون جگر سے غذا کرکے جنگلوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کو طے کرکے از روئے ذوق کے لبیک شوق سے پڑھتا ہوا خانہ کعبہ کی خاک کو بوسہ جادیوے - اور کمال ارادت سے اُس کے طواف کے آداب بجالاوے - اگر حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کمال کرم سے اُس کے نا ملائم جرائم کو معاف کردے اور دردمندی اور مستمندی پر رحم فرمائے تو کچھ عجب نہیں ✣

حکایت محتوی بر لطیفہ - نقل ہے کہ ایک بزرگ نے کعبہ معظمہ میں پہنچکر نیاز کا ہاتھ کعبہ شریف کے حلقہ پر رکھکر بارگاہ الٰہی میں التجا کی اور کہا ملکا بادشاہا اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج کے دو حرف ہیں - ح اور ج الٰہی ح سے حلم تیرا اور ج سے جرم میرا معاف فرمائیے یعنی اپنے حلم سے میرے جُرم کو معاف کر ہاتف غیبی نے آواز دیا - اے میرے عاصی بندے تونے کیسی عمدہ مناجات کی مکرر کہو وہ درویش زیرک آدمی اہل علم تھا - اس عبارت کو دوسرے پیرایہ میں بیان کیا اور کہا اے میرے غفار تیری مغفرت کا دریا گنہگاروں کے غفران کیواسطے ہے اور تیری رحمت کا خزانہ سائلوں ہی کے لئے ہے - اور اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج کے دو ہی حرف ہیں ح - ج ح سے میری حاجت اور ج سے تیرا جود تو اپنے جُود سے مجھ مسکین کی حاجت برلا ہاتف نے نے آواز دی کہ اے جوانمرد تونے خوب کہا پھر کہہ - درویش نے کہا اے ہادی تیری وہ پاکذات ہے جس نے عافیت کا ستر مسلمانوں کو عنایت کیا اس گھر کی زیارت کو حج کہتے

ہیں اور حج کے دو حرف ہیں ح اور ج - ح سے میرے ایمان کی حلاوت اور ج سے تیری جہانداری کی جلالت تو اپنی جہانداری کی جلالت کی برکت سے مجھ ضعیف گنہگار کے ایمان کی حلاوت کو نگہ رکھ - ہاتف غیبی نے کہا اے ہمارے مخلص اور عاشق صادق بندے میرے علم اور میرے جُود اور میری جہانداری کی جلالت سے جو کچھ تو نے مانگا ہے وُہ میں نے تجھکو عطا کیا + **لمؤلفہ - اشعار**

خدایا تو شاہی وما بندہ ایم
کہ از بندگی نیز شرمندہ ایم
چو بندہ نیارد حق بندگی
چہ باز آرد آں غیر شرمندگی
بدی باد ارچند در خورد اوست
پدید گر نکوئی تمامی نکوست
قبولت فرستد رواج ہمہ
بدرگاہِ تست احتیاجِ ہمہ
اگر قہرت از در براند مرا
خدائے دِگر گو کہ خواند مرا

حضرت مصلح الدین شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بوستان سے یہ حکائت اس مقام کے بہت مناسب ہے - کیا خوب فرماتے ہیں - **حکائت**

شنیدم کہ پیرے شبے زندہ داشت
سحر دست حاجت بحق برفراشت
یکے ہاتف انداخت در گوش پیر
کہ بیجا صلی رو سرِ خویش گیر
بدین در دعائے تو مقبول نیست
بخواری برو یا بزاری بایست
شنیدم کہ از ذکر و طاعت نخفت
مریدے زحالش خبر داشت گفت
چو دیدی کزان روئے بربست در
بہ بیجا صلی سعی چندین مبر
برخسار بر اشک یاقوت فام
بحسرت بباریدو گفت اے غلام
بنومیدی آنگاہ بگردیدمے
ازین در کہ راہِ دگر دیدمے
مپندار گر وے عنان برشکست
کہ من باز دارم ز فتراک دست
چو خواہندہ محروم گشت از درے
چہ غم گر شناسد درِ دیگرے
شنیدم کہ راہ درین کوئی نیست
ولے ہیچ راہے درین رُوئے نیست
درین بود سر بر زمین فدائے
کہ دادند در گوش جانش ندائے

قبولست گرچہ ہنر نیستش
کہ جز ما پناہے دِگر نیستش

حکایت۔ لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے ایک حاجی کو ایک جنگل میں دیکھا۔ پوچھا کہ تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں اعرابی نے کہا دور دراز سفر کے اختیار کرنے اور وطن مالوفہ کے افتراق کا سبب کیا ہے حاجی نے کہا میں بڑا گنہگار آدمی ہوں اپنے گناہوں کی آمرزش کیخاطر میں نے اس سفر دور دراز کی تکلیف کو اپنے اُوپر گوارا کیا ہے۔ اعرابی نے کہا تو کہاں سے آتا ہے۔ حاجی نے کہا میں نے راہ دُور اور منزلگاہ بعید سے حرم شریف کا احرام باندھا ہے۔ اور اپنے مالک کی بخشش کے مائدہ کی امید رکھی ہے۔ اعرابی نے کہا۔ انصرف یا مجنون فقد غفرلك الله اے دیوانے آدمی لوٹ جا خدا تعالےٰ نے تیری گناہوں کو بخشدیا ہے حاجی نے کہا یہ بات تمکو کسطرح معلوم ہوئی۔ اعرابی نے قسم کھا کر کہا اے حاجی دیکھ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سوائے اس اُونٹنی کے کسی چیز کا مالک مجکو نہیں کیا صرف یہی اونٹنی میرا راحلہ ہے اور یہی میرا مرکب ہے۔ اور یہی میرا مجلب ہے اور یہی میرا مکسب ہے۔ اگر تو میرے پاس ٹھیرے اور اس ناقہ کی مجھ سے درخواست کرے۔ مجکو اپنے خداوند کی قسم ہے میں تجکو یہ اونٹنی عطا کردوں اور کوئی عذر درمیان نہ لاؤنگا۔ یا حاجّ فکیف رب الکریم حیث جئت من مکان بعید لیغفرك الله وھو علیہ اھون ❊

بزرگان دین نے کہا ہے کہ طاعات اور عبادات ہر ایک کے لئے ایک صُورت ہے اور ایک معنیٰ ہے۔ چنانچہ اس صورت کو قالب کیطرح تصوّر کرنا چاہئے اور معنوں کو اس قالب کا رُوح سمجھنا چاہئے اور جو شخص اس عبادت یا طاعت کی صُورت پر قناعت اور اکتفا کرتا ہے وہ شخص اُس کے معنوں سے محروم رہجاتا ہے گویا اُس شخص نے قالب بیجان پر قناعت کی اے میرے بھائیو! بیت اللہ کی زیارت یہ بھی ایک بڑی عبادت ہے اور حج کے مناسک میں بیشمار اسرار حضرات علمائے نے بیان فرمائے ہیں اور خلاصہ اُن کے کلام کا یہ ہے کہ مناسک حج کا اعتبار اُس کے اسرار کے اعتبارات پر رکھا ہے۔ اب یہ راقم آثم حضرات سامعین کی خدمت میں ایک نقل جس کے ضمن میں حج کے اسرار بیان کئے جاوینگے پیش کرتا ہے ❊

نقل ہے کہ حضرت شیخ شبلی قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا تھا۔ جب حج کر کے واپس آیا اپنے شیخ کیخدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ نے پوچھا کہ عزیزا تو حج کر آیا ہے۔ درویش نے کہا ہاں صاحب میں حج کر آیا ہوں۔ شیخ نے فرمایا جسوقت

تو نے حج کے مناسک ادا کئے تھے اُسوقت حج کی نیّت دل میں کی تھی کہا ہاں صاحب میں نے
حج کی نیّت کی تھی کہا اُسوقت کہ تو نے حج کی نیّت دل میں کی تھی اور اس کے عقد کا استحکام
خوب طرح سے کیا تھا۔ جو عقد محبت کا مخلوق الٰہی کیساتھ منعقد تھا اُسکو تو نے فسخ کیا ہے
یا نہیں کہا نہیں فرمایا تو نے عقد نیت حج کا باندھا ہی نہیں شیخ نے ازاں بعد فرمایا دستو
شرعیہ ہے کہ احرام کے وقت کپڑے تن سے اُتار ڈالتے ہیں ۔ اور سنت نبوی کے مطابق
احرام کا غسل کرتے ہیں۔ جسوقت کہ تو نے اپنے تن سے کپڑے اُتارے تھے اُسوقت تو ماسوا اللہ
سے مجرّد ہو گیا تھا یا نہیں درویش نے کہا نہیں فرمایا تو نے احرام کا غسل ہی نہیں کیا اور
نہ احرام باندھا پھر فرمایا تو نے لبیک اللّٰھم لبیک کہا تھا یا نہیں کہا ہاں کہا تھا فرمایا تو نے
تلبیہ کا جواب جناب اقدس عزاسمہ کی بارگاہ سے سُنا تھا یا نہیں کہا نہیں۔ فرمایا پس تو نے
تلبیہ بھی نہیں کیا پھر فرمایا تو حرم شریف میں بھی داخل ہوا تھا کہا ہاں فرمایا حرم شریف
میں داخل ہونے کے وقت تو نے جمیع محرموں سے ترک اختیار کی تھی کہا نہیں فرمایا پس
گویا تو حرم میں بھی داخل نہیں ہوا۔ پھر پُوچھا کہ تو مکۂ مبارکہ میں بھی مشرف ہوا تھا یا نہیں
کہا ہاں کہا مکہ شریف میں مشرف ہونیکے وقت کوئی سِرّ اسرار الٰہیہ میں سے یا کوئی حال غیبی
حالوں سے تیرے پر منکشف ہوا تھا۔ کہا نہیں فرمایا گویا تو مکہ میں بھی داخل نہیں ہوا ازاں بعد
فرمایا کیا تو مسجد حرام میں داخل ہوا تھا۔ کہا بھی فرمایا تو تو قرب الٰہی میں پہونچ گیا تھا کچھ
قرب کے آثار تجھپر نمودار ہوئے تھے یا نہیں کہا نہیں فرمایا تو مسجد حرام میں داخل نہیں ہوا پھر
فرمایا اے درویش تو نے کعبہ شریف کو دیکھا تھا یا نہیں۔ کہا ہاں فرمایا اُسوقت تو نے
کیا قصد کیا تھا۔ کہا میں نے کعبہ کی زیارت کے وقت کوئی ارادہ یا قصد نہیں کیا۔ فرمایا
پس تو نے کعبہ کو بھی نہیں دیکھا پھر فرمایا تو نے میلین اخضرین کے درمیان سعی کی ہے
یا نہیں۔ کہا ہاں۔ فرمایا اُسوقت تو اپنی خودی سے بھاگ کر وجود حقیقی کو جا ملا تھا یا نہیں
کہا نہیں۔ فرمایا تو نے واجبات حج کے جو صفا اور مروہ کے درمیان اپنی خودی سے بھاگ
جانا ہے ادا نہیں کئے۔ پس فرمایا تو نے حجر اسود کا استیلام اور تقبیل کیا ہے۔ کہا ہاں۔
فرمایا احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ جو شخص حجر اسود کا مصافحہ کرتا ہے وہ بیشک خدا تعالیٰ
کیساتھ مصافحہ کرتا ہے اور جو شخص حق سُبحانہ و تعالیٰ کیساتھ مصافحہ کرتا ہے وہ محل امن
میں رہتا ہے۔ پس اے درویش کچھ آثار امن کے بھی تیرے وجود پر نمودار ہوئے ہونگے

کہا ہرگز نہیں فرمایا تو حجر اسود کے مصافحہ سے بھی محروم نہ رہا۔ فرمایا اے درویش تونے مقام ابراہیمؑ پر جو فی الحقیقت بین یدی اللہ ہے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ادا کی ہے کہا ہاں جی فرمایا اُسوقت تمکو اپنی منزلت اور سکان سے جو خدا تعالے کی بارگاہ سے تمکو عطا ہوتا ہے۔ آگاہی کماہی حاصل ہوئی کہا نہیں فرمایا۔ گویا تو نے مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر نماز ادا ہی نہیں کی پھر فرمایا تونے زمزم کا پانی پیا ہے کہا ہاں فرمایا تونے اپنے دل سے شیطانی وسوسے نکالدئے ہیں کہا نہیں کی پھر فرمایا تونے زمزم کا پانی بھی نہیں پیا۔ پھر فرمایا صفا پر صعود کرکے بقدر ایک ساعت تو وہاں ٹھیر اتھا۔ کہا ہاں فرمایا تونے وہاں کیا کیا عمل کئے کہا میں نے وہاں سات تکبیریں کہیں اور خدا تعالیٰ سے اپنے حج کے قبول ہونیکے لئے درخواست کی فرمایا تونے تکبیر کیساتھ ملائکہ کی بھی مقارنت پائی کہا نہیں پس فرمایا۔ تونے تکبیر بھی نہ کہی پھر فرمایا تو صفا سے نیچے اُترا تھا کہا ہاں فرمایا تو وہاں اُتر کر سب علتوں سے پاک اور صاف ہو گیا تھا کہا نہیں۔ فرمایا تو صفا پر جانیسے صاف ہو کر نہیں اُترا پھر فرمایا تونے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی کہا ہاں فرمایا تو اُسوقت اپنی خودی اور خود بینی سے بیزار ہو کر اپنے وجود حقیقی کو پہنچ گیا تھا۔ کہا نہیں فرمایا گویا تونے سعی بھی نہیں کی۔ پس فرمایا تو جبل العرفات پر پہنچا تھا۔ کہا آرے فرمایا جس چیز کے لئے تو پیدا کیا گیا ہے اُسکو تونے پہچان لیا ہے اور جو تیرا مرجع ہے اُسکو تونے جان لیا ہے اور جس نے تجکو شناسا کیا ہے اُسکو تونے پہچان لیا ہے کہا نہیں فرمایا۔ پس وقوف عرفات کا کما ینبغی تجکو حاصل نہوا گویا تو عرفات پر پہونچا ہی نہیں پس فرمایا۔ تو مزدلفہ میں گیا تھا کہا ہاں فرمایا تونے مزدلفہ میں جاکر خدا کو ایسا یاد کیا تھا کہ غیر کا خیال تیرے دل سے بھول گیا ہو کہا نہیں فرمایا تو مزدلفہ میں بھی نہیں گیا پھر فرمایا تونے منا میں جاکر کسی جانور کو قربان کیا تھا کہا ہاں فرمایا تونے اپنے نفس کو راہ مولے میں ذبح کیا تھا کہا نہیں فرمایا تونے رمی جمار بھی کیا تھا کہا ہاں فرمایا اُسوقت تونے اپنے جہل کو اپنے وجود سے دُور کرکے ایسی عبادت کی تھی۔ کہ اس سے پہلے کبھی تونے ایسی عبادت نہیں کی ہوگی کہا نہیں فرمایا تونے گویا رمی جمار بھی نہیں کیا۔ پھر فرمایا تونے حلق کیا تھا یعنے اپنے سر کے بالوں کو مونڈایا تھا کہا ہاں۔ فرمایا سر منڈانے کے وقت تونے اپنی نفسانی آرزوں اور خواہشوں کو کم کیا تھا کہا نہیں۔ فرمایا گویا تو حلق کی سُنت کو بجا نہ لایا پھر فرمایا تونے

طواف وداع بھی کیا تھا کہا ہاں فرمایا کوئی حال یا حالت زیارت وداعی کے وقت تونے مشاہدہ کی تھی یا کوئی حقیقت حقائق غیبی تیرے پر منکشف ہوئی تھی جیسا کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا اَلْحَاجُّ وَالْعَمَّارُ زُوَّارُ اللّٰهِ وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ اَنْ يُّكْرِمَ زُوَّارَهٗ درویش نے کہا نہیں شیخ نے فرمایا - اے درویش دُوسری بار بیت اللہ کی زیارت کے لئے جا - اور جسطرح میں نے تمکو اشارۃً سمجھایا ہے - حج کے مناسک بجالا - انشاء اللہ تعالیٰ اگر تو میری نصیحت کے مطابق حج بجالائیگا - تو اُس کے رُوح کی حقیقت تیرے پر کُھلجائیگی ٭

اشارت - مؤلف - اے میرے بھائیو! حضرت عزّت جل جلالہ نے ظاہر میں کعبہ بنا کیا ہؤا ہے - چنانچہ انسانوں کے دل اُن کے سینوں میں کعبہ کی مانند ہیں ظاہری کعبہ کی بنا اینٹوں اور احجار سے ہے اور باطنی کعبہ کی بنیاد حقائق اور اسرار ہے - ظاہری کعبہ اصناف خلائق کا مطاف ہو اور باطنی کعبہ خالق کے الطاف کا مطاف ہے اور وُہ کعبہ خلقت کا قبلہ ہے اور یہ کعبہ فراست کا قبلہ ہے - وہ کعبہ حضرت ابراہیم کا بنا کیا ہؤا ہے اور یہ کعبہ لُطف کریم کا بنایا ہؤا ہے - اُس کعبہ کے مضافات میں عرفات ہے اور اس کعبہ کے مضافات میں عرفان خالق کائنات ہے اُس کعبہ کے نزدیک مروہ اور صفا ہے - اور اس کعبہ میں مروّت اور وفا ہے - اُس کعبہ میں مقام خلیل ہے اور اس کعبہ میں لُطف جلیل ہے اُس کعبہ میں زمزم کا چشمہ ہے اور اس کعبہ میں الطاف کے دریا لبالب ہیں - اُس کعبہ میں رُکن یمانی ہے اس کعبہ میں کنوز معانی ہے اُس کعبہ میں حجر اسود ہو اور اس کعبہ میں اسرار مؤید ہیں - ایسا کعبہ مقدسہ جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دوستوں کے سینے میں رکھا ہے اگر جنت الماوٰے اور فردوس اعلےٰ میں ڈھونڈے تو نہیں ملسکتا ہے - اِس تقریر کے ثبوت میں ایک حکائت پیش کرتا ہوں ٭

حکائت - حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے خانہ کعبہ کی زیارت کا ارادہ اپنے دلمیں مصمّم کیا چاہتے تھے کہ اپنی آنکھوں کو بیت اللہ شریف کے مشاہدہ سے منوّر کریں - جب اپنے شہر سے قدم باہر رکھا تو اپنے دل میں یہی ارادہ رکھتے تھے کہ حضرت رسالت کا حکم ہے کہ جب کوئی شخص دُور ودراز سفر کا ارادہ کرے تو پہلے کسی نیکوکار آدمی سے ملاقات کرکے اور اُس سے دُعا کی استدعا کرکے سفر کوجاوے ٥

گفت پیغمبر سفر ہر جا روی	باید اوّل طالب مردے شوی

اتفاقاً راستہ کے اثنا میں اُنکا گذر ایک گاؤں میں ہؤا کہ اُس گاؤں میں ایک پیر مرد ولی اللہ خدا پرست جسکا دل وجان محبت الٰہی میں مشغول تھا رہتا تھا۔ اور اُس کے باطن کی آنکھیں نور معرفت سے روشن تھیں مگر اُسکی ظاہر بین آنکھیں بند تھیں اور اسکو شیخ عبداللہ ضریر کہتے تھے۔ حضرت بایزید علیہ الرحمۃ اُسکی بزرگی کا آوازہ سنکر اُنکی ملاقات کے لئے گئے۔ چنانچہ مولٰنا معنوی قدس سرّہ نے فرمایا ؎

دید پیرے باقدِ ہمچون نہال	بود در وے خوش گفتا حال
دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب	ہمچو پیلے دیدہ ہندوستان بخواب

جب اُس شیخ نے بایزید کو دیکھا تو کہا اَے بایزید تیرا کس طرف جانیکا ارادہ ہے۔ فرمایا یا شیخ میرا ارادہ بیت اللہ کی زیارت کا ہے۔ مُدت مدید سے میں ارادہ رکھتا تھا کہ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مستفید ہو جاؤں۔ شیخ ضریر نے فرمایا اے بایزید اس سفر دور دراز کیلئے زادراہ بھی پاس رکھتا ہے یا نہیں۔ فرمایا ہاں چند درم حلال کی کمائی کے میں نے جمع کئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے اس بے پایاں بیابان کو قطع کر کے منزل مقصود پر پہنچوں شیخ ضریر نے فرمایا اَے بایزید! اگر اس دور دراز سفر سے تمہارا ارادہ قربت الٰہی اور احراز فضیلت کا ہے تو یہ درم میرے آگے رکھدے۔ چنانچہ مولٰنا معنوی قدس سرّہٗ نے فرمایا۔ مثنوی

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار	وین نکوتر از طوافِ حج شمار
وآن درمہا پیش من نہ اَے جواد	دان کہ حج کردی وحاصل شد مراد
کعبہ ہر چندیکہ خانہ برِّ اوست	خلقتِ من نیز خانہ سرّ اوست
تا بکرد آن خانہ کس دروے نرفت	وندرین خانہ بجز آن حے نرفت
عُمر کردی عمر باقی یافتی۔	صاف گشتی بر صفا بشتافتی
گردِ کعبۂ صدق برگردیدۂ۔	چون مرا دیدی خدا را دیدۂ۔
خدمتِ من طاعت وحمد خداست	تا نہ پنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کُن در من نگر	تا بہ بینی نور حق اندر بشر
بایزید کعبہ را دریافتی۔	صد بہا وعزّ وصد فر یافتی
آمد از وے بایزید اندر مزید	منتہیٰ در منتہیٰ آخر رسید

حکائت - معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت مالک دینار قدس اللہ سرہٗ حج کو جاتے تھے۔ اثناء راہ میں ایک گاؤں میں پہونچے۔ دیکھا کہ ایک ضعیفہ مردار کا گوشت اُٹھائے اپنے گھر کیطرف لئے جاتی ہے۔ مالک رحنے اُس سے پوچھا کہ اے ضعیفہ یہ کیا ہے۔ کہا اے خدا کے بندے میرے ہاں دو چار لڑکے بالے چند روز سے فاقہ کش ہیں اور میرے پاس دُنیا سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ میں خرچ کر کے اس فاقہ کا علاج کرسکوں اور مخبر صادق کا قول ہے کہ اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ مالک رح زادراہ جو حج کے لئے اپنے پاس رکھتے تھے اُس بڑھیا کے حوالے کر کے اپنے مکان سکونت کیطرف لوٹ گئے۔ جب حج کا موسم گذر گیا اور حاجی لوگ اپنے اپنے وطنوں کیطرف واپس ہوئے مالک رح اُن کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ جب حاجیوں کی نظر مالک رح پر پڑی سب کے سب اُن پر آگرے اور باآواز بلند کہا اے مالک تو ہمارے ساتھ مکہ مدینہ میں گیا اور عرفات میں بھی ہم نے تمکو دیکھا تو ہم سے جدا ہو کر کس راستہ سے ہمارے پہلے ہی گھر میں پہنچگیا۔ حضرت مالک رح اُنکی باتیں سُنکر متعجب ہوئے۔ جب رات کو سوئے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مالک دینار کو بشارت دے رہے تھے کہ اے مالک تو خوش رہ اور حاجیوں کی باتوں سے متعجب نہ ہو کہ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ تیری صُورت کر کے اس قافلہ کیساتھ شامل کیا اور اسکو حکم فرمایا کہ ہر سال موسم حج میں آکر بیت اللہ کی زیارت بجالاوے اور اُسکا ثواب اعمالنامہ میں ثبت ہوتا رہے۔ قیامت تک وُہ فرشتہ تیری صورت میں ہو کر مناسک حج بجالاتا رہیگا۔ پھر جناب رسالتمآب علیہ السّلام نے فرمایا اے مالک یہ دولت اور سعادت تجکو اُس صدقہ کی برکت سے حاصل ہوئی کہ تو نے اُس ضعیفہ کو دیا تھا اور اُس کو مُردار کھانے سے بچایا تھا +

مؤلف اے میرے بھائیو! بیشک حق سبحانہ وتعالےٰ کی سخاوت اور کرم کے خزانے ہمیشہ معمور اور بھرے رہتے ہیں اور اُس کے الطاف اور نعمتوں کے دریا جوش زن رہتے ہیں اُسکی ذات مقدس ہمارے اعمال کی محتاج نہیں۔ اور نہ اُسکو ہماری پرواہ ہے لیکن جس جگہ کوئی دل شکستہ یا جگر خستہ ہے اُسکی رحمت کی نظر اُس کے احوال کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور ایسے شخصوں کیساتھ احسان کرنا اور اُن کی تکالیف کو رفع کرنا اور اُن کے مجروح دلکو خوش کرنا بہ نسبت حج کرنیکے زیادہ تر فائدہ بخش ہے۔ **مثنوی**

دِل بدست آور کہ حج اکبر ست	کز ہزاران کعبہ یکدل بہتر ست
کعبہ بنیادِ خلیلِ آذر ست	دِل گذرگاہِ جلیلِ اکبر ست

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس باب میں خوب بیان فرمایا ہے ؎

مشو تا توانی زرحمت بری	کہ رحمت برندت چو رحمت بری
چو بینی دُعا گوئے دولت ہزار	خداوند را شکرِ نعمت گذار
کہ چشم از تو دارند مردم بسے	نہ تو چشم داری بدستِ کسے
زر و نعمت اکنوں بدہ کان تست	کہ بعد از تو بیرون ز فرمان تست
بدنیا توانی کہ عقبےٰ خری	بخر جانِ من ورنہ حسرت بُری

نقل ہے کہ حضرت شیخ سہل عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں مکہ شریف کے راستہ میں ایک بیابان میں جاتا تھا۔ میں نے ایک پیر مرد کو جس کے سر پر عصا پہ بندھا ہؤا اور ہاتھ میں عصا پکڑے جاتا تھا دیکھا۔ میں نے اپنے دلمیں کہا۔ شاید یہ بوڑھا قافلہ سے پیچھے رہ گیا ہے اسکا پہونچنا سوائے سواری کے محال ہے میں نے اپنے جیب میں ہاتھ ڈالکر چند روپے نکالکر اُس کو دیئے اور کہا اے بُوڑھے تو اپنی سواری کا بندوبست کرلے۔ تاکہ تو منزل مقصود کو پہونچ جائے۔ اُس بوڑھے نے متعجب ہوکر حسرت کی اُنگلیاں تحسّر کے دانتوں میں پکڑکر اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کیا اور مُٹھّی بھر اشرفیاں میرے آگے رکھکر کہا اے سہل تو روپیہ اشرفی جیب سے نکالتا ہے اور مَیں غیب سے لیتا ہوں۔ یہ بات کہتے ہی میری نظر سے غائب ہوگیا۔ اور مَیں اُسکی حسرت میں راستہ طے کرتا ہوا عرفات تک پہونچا۔ جب میں طواف کے لئے طواف گاہ میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ ایک شخص کے اِرد گرد طواف کرتا ہے۔ آگے بڑھکر میں نے دیکھا تو وہی بوڑھا بیٹھا ہے اور کعبہ اُس کے اِرد گرد پھرتا ہے۔ جب اُس بوڑھے نے مجکو دیکھا تو کہا اے سہل جو شخص قدموں کے بل چلکر کعبہ میں پہونچے اُسکو کعبہ کا طواف کرنا ضروری ہے۔ لیکن جو شخص اپنی خودی کو اُٹھا کر کعبے کا جمال دیکھے کعبہ کو اُس کے اِرد گرد طواف کرنا چاہئے۔ کسی شخص نے ہمیں معنے کہا ہے۔ **بیت**

تا یکے نقطہ صفت دائرہ مے پائم	تو چو مرکز بنشین گرد تو پُر کار منم

مؤلف اَے میرے بھائیو! حج کرنے کیلئے استطاعت چاہیئے۔ عوام کی استطاعت

مال ہے اور خواص کی استطاعت حال ہے۔ عوام کا حج نفس سے ہوتا ہے اور خواص کا حج سِرّ سے ہُوا کرتا ہے۔ جو کوئی اپنے تن سے حج کرتا ہے وہ میل میل منزل منزل قطع کرتا ہے۔ اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے وہ کون ومکان ایک ہی دم میں طے کرجاتا ہے اور جو شخص ساتھ نفس کے حج کرتا ہے وہ وطن سے جُدا ہو جاتا ہے اور وُہ جو سِرّ سے حج کرتا ہے اُس اُسکا وطن خدا ہوتا ہے۔ جو شخص نفس کے ساتھ حج کرتا ہے وہ لَبَّیْکَ زبان سے ادا کرتا ہے اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے اُس کے وجود کے ایک ایک ذرّہ سے لَبَّیْکَ نکلتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کیساتھ حج کرتا ہے جب کعبہ میں پہنچتا ہے تو اُسکو بالکل اطمینان ہو جاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اب میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں۔ اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے جب تک وُہ اپنے خدا کو نہ پالیوے۔ تب تک اُسکو آرام اور چین نہیں آتا ہے۔ جو شخص اپنے نفس کیساتھ حج کرتا ہے۔ جب وُہ جبل العرفات پر پہنچتا ہے تو وہاں سے لَوٹ آتا ہے اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے اگر ساری عُمر میں لَوٹنے کا خیال اُسکے دِلمیں گذر جائے تو مرتد اور بیدین ہو جاتا ہے جو شخص نفس سے حج کرتا ہے اُسکی نیت میں یہ ہوتا ہے۔ کہ میں اُس گھر تک پہنچ جاؤں اور جو کوئی سِرّ سے حج کرتا ہے اُسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ میں اُس گھر کے مالک کو پالوں ؎

حاجی شب وُ روز در بیابان گردد		عاشق بطواف کوئی جانان گردد	
مشتاق جمالِ دوست جان بر کفدست		تا گی رُخ او بیند و قربان گردد	

الحکایۃ العجیبۃ فی اثبات ہذا التقریر۔ شیخ ابوالقاسم حکیم قدس سرّہٗ نے کہا میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ اُس کے چہرے کا رنگ سُرخ اور اسکی گردن موٹی اور بڑا بہادر چالاک سوٹا ہاتھ میں پکڑا ہُوا۔ اور بڑی تیزی اور چالاکی سے جاتا تھا میں نے اُسے کہا کہ آپ کہاں جائیے گا کہا الیٰ بیت اللہ ایک سال کے بعد پھر میں نے اُسکو دیکھا کہ اُسکا رنگ زرد اور ضعف کے آثار اُس کے چہرہ پر نمودار تھے میں نے پوچھا آپ کا ارادہ کہاں کا ہے کہا مِنْ بیت اللہ تیسرے سال پھر میں نے اُسکو دیکھا کہ اُسکا سارا بدن ضعیف اور نحیف اور دُبلا پتلا اسقدر ہو رہا تھا کہ بغیر اعانت دُوسرے کے حرکت بھی نہیں کرسکتا ہے میں نے کہا کہ آپکا ارادہ کہاں جانیکا ہے فرمایا منہ الیہ میں نے اپنے دلمیں سوچا اگر یہ آدمی سچ کہتا ہے تو ہنس پڑیگا اس لئے کہ جو شخص مشاہدہ کے درجہ کو پہنچا ہُوا ہوتا ہے اُسکی علامت چہرہ کی

بشاشت اور دل کی کشادگی ہؤا کرتی ہے۔ شیخ ابو القاسم نے کہا جب یہ خیال میرے دلمیں گذرا اُسی وقت ہنسنا شروع کیا اور ایک نعرہ مار کر جان بحق تسلیم ہو گیا۔ میں نے اپنی چادر اُسپر ڈالدی اور میں اُسکی تجہیز اور تکفین کی ترتیب کیواسطے کہیں گیا۔ جب اُسکا کفن لیکر واپس آیا میری چادر پڑی تھی اور درویش رُوپوش ہو گیا۔ میں نے ایک ساعت عالمِ حیرانی میں ہو کر دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا۔ اچانک میں نے آواز سُنی۔ کہ اے ابو القاسم تو اُسکو ڈھونڈتا ہے۔ جسکو مالک نے دوزخ میں تلاش کیا نہ پایا۔ رضوان نے بہشت میں اُسکو ڈھونڈا اُس کو نہ ملا۔ فرشتوں نے آسمانوں میں ڈھونڈا نہ پایا حاملان عرش نے عرش کے نیچے تلاش کیا اُن کو بھی نہ ملا۔ اے ابو القاسم تو جانتا ہے کہ وُہ کہاں ہے وُہ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ یا ابا القاسم الوداع لک والفقر لنا +

حکائت۔ شیخ شقیق بلخی قدس اللہ روحہ نے حج کا ارادہ کیا اُس کے جوار میں ایک یہودی تھا۔ حضرت شقیق رح کیساتھ چل پڑا۔ شقیق رح نے پُوچھا اَے یہود تو کہاں جاتا ہے کہا میں نیشاپور میں ایک ضروری کام کیواسطے جاتا ہوں جب وُہ دونوں نیشاپور میں پہونچے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے بغداد کا ارادہ کیا یہودی نے اِس سفر میں بھی شیخ کی موافقت کی شیخ نے فرمایا اے بھائی تو لَوٹ جا۔ یہودی نے کہا یا شیخ آپ کی صحبت اور رفاقت بس غنیمت ہے۔ جب بغداد میں پہونچے تو قافلہ والوں نے بیابان میں قدم رکھا۔ شیخ نے اُس یہودی کو کہا کہ بھائی اب ہم مکہ کو جاتے ہیں اور تو اپنے وطن کیطرف چلا جا۔ یہود نے کہا میرا دل تمہارے سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا ہے۔ جب وُہ ایک بیابان میں جہاں دس بیس کوس تک آبادی نہ تھی پہنچے۔ اُن کا زادراہ ختم ہو گیا۔ سہ روز متواتر کھانا نصیب نہ ہؤا چوتھے روز حضرت شقیق بلخی رح نے ایک گوشہ میں جاکر دوگانہ ادا کر کے جناب باری میں التجا کی بحرمت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مجکو اس بیگانہ کے رُوبرو شرمندہ مت کر اور ہمارے لئے کھانا بھیج جب شقیق رح نے سجدہ سے سر اُٹھایا۔ تو ایک آراستہ وپیراستہ خوان جسمیں طرح طرح کے کھانے رکھے ہُوئے تھے۔ مَوجود پایا فوراً اُٹھا کر اُس یہود کے پاس لا کر تناول کیا۔ دُوسرے دِن یہود کی نوبت آئی۔ یہود بھی ایک گوشہ میں گیا۔ اور زمین پر اپنا مُنہ رکھا اور کہا الہٰی بحرمت اُس نام کے جو کل شقیق دُعا کے وقت زبان پر لایا تھا۔ مجکو بھی اُس کے رُوبرو شرمسار نہ کیجیو۔ جب سجدہ سے سر اُٹھایا تو ایک خوانچہ کھانوں سے آراستہ مَوجود پایا۔ اُٹھا کر شقیق رح کے پاس لیگیا۔ شیخ رح

نے فرمایا اے بھائی یہود تجھے معلوم ہے کہ میں نے دُعا کے وقت کیا کہا تھا۔ کہا نہیں۔ فرمایا میں نے حضرت محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واسطے شفاعت کے پیش کیا تھا۔ یہودی نے کہا اے میرے رفیق شقیق محمدؐ کا یہ مرتبہ ہے شقیق رح نے کہا ہاں بلکہ اُس سے لاکھ گُنا بڑھکر اُسکا منصب ہے یہودی نے شہادت کی اُنگلی اُٹھا کر کلمہ شہادت کا صدق دل سے ادا کیا اور دین محمدی میں داخل ہوگیا الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

شقیق کہتا ہے۔ جب میں نے عرفات سے مراجعت کی اچانک میری نظر اُس پر جا پڑی۔ میں نے دیکھا کہ ایک گوشہ میں بیٹھکر اپنے رب کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ میں آگے بڑھا تو وہ یہ کہہ رہا تھا۔ کہ الٰہی! تیرے بندے زر اور مال رکھتے ہیں اور حسب المقدور قربانیا کرتے ہیں۔ میں بیچارہ غریب غریب الوطن مُفلس کچھ بھی نہیں رکھتا ہوں۔ میں اپنے وجود کو جو دُنیا کی سب چیزوں سے مجکو پیارا ہے تیرے واسطے قربان کرتا ہوں۔ پس اُنگلی سے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا اور سر کے بل زمین پر گر گیا۔ میں جھٹ پٹ اُس کے بالین پر گیا میرے پہونچنے سے پہلے جان بحق تسلیم ہوچکا تھا۔ اُس کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر میں نے لکھا ہوا دیکھا۔ ھٰذا قتیل اللہ وحبیب اللہ ہ

بدست دوست درین دہر کہ قربان شد	کیش زندہ دلان پائے تا بسر جان شد
چو عید بہ ازین عاشق بلاکش را	کہ پیش خنجر بران عشق پران شد
زبہر کشتن خود دست و پا زدم بسیار	ولی بکوشش خود سر خروئے نتوان شد
ثواب حج ہمہ عمرہا کسے دریافت	کہ صبح و شام بگلگشت کوئے جانان شد

لطیفہ در فضائل کعبہ و شفاعت او در روز قیامت

حضرت وہب بن منبہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے توریت کے ورقوں میں دیکھا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور خلائق کے طرائق عرصات کے موقف میں حاضر کریں گے حضرت جلال احدیت عز اسمہ سات لاکھ فرشتوں مقربین کو بیت الحرام کیطرف بھیجیگا۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں سونیکی سُرخ زنجیر دیگا تاکہ کعبہ معظمہ کو سات لاکھ طلائی زنجیر سے مجلی کرکے محشر کے میدان میں لیجائیں۔ مقربین ملائک کعبہ کی عروس کو سات لاکھ طلائی زنجیر کے زیور سے آراستہ پیراستہ کرکے عرصات کے میدان میں لے آویں گے اور ملائکہ کی فوجیں طرح طرح قسما قسم کہتی ہوئی آگے آگے دوڑینگی اور کہینگی سر یا کعبۃ اللہ الی المحشر۔ مُحتبر کتابوں

ہیں لکھا ہے کہ اُسروز کعبہ کی دو آنکھیں بینا اور زبان گویا ہوگی۔ جناب الٰہی میں مناجات کریگا اور کہیگا ان لی الی اللہ شفاعتہ یعنے مجکو حضرت خداوندی سے امید عطائے شفاعت کی ہے مجکو اپنے خداوند کی قسم ہے کہ جب تک وُہ میری مُراد پُوری نہ کریگا۔ تب تک مَیں اس جگہ سے قدم نہ اُٹھاؤنگا۔ آسمان کی جو سے ایک فرشتہ آواز دیگا۔ کہ اے کعبہ مانگ جو مانگتا ہے بعرض کریگا کہ الٰہی میں چاہتا ہوں کہ میری شفاعت میرے ہمسایوں کے حق میں یعنے جو لوگ ایماندار میرے مرغزار میں مدفون ہیں قبول فرمائی جاوے۔ حق سُبحانہ وتعالےٰ شفاعت اُسکی قبول فرمالیں گے اور جتنے مقبور اہل ایمان جو کعبہ کے حوالی میں ہونگے۔ سفید رُو سفید ریش کعبہ شریف کے ارد گرد جمع ہوجائیں گے اور لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ کی آواز سے قیامت کے میدان میں شور مچ جائیگا۔ فرشتے کعبہ کو خطاب کریں گے سِرّی کعبتہ اللہ کعبہ کہیگا میری ایک اَور حاجت ہے ذرا ٹھیرو۔ منادی غیب ندا کریگا اے کعبے جو مانگتا ہے مانگ التماس کریگا الٰہی تیرے بندے جو نزدیک و دور سے ٹولوں کے ٹولے گروہوں کے گروہ از رُوئے تحقیق کے مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ سے گرد آلود غم فرسود اُلجھے ہوئے بال خراب حال سوکھا ہُوا سینہ لبیک کہتے اور جنگل بیابان پہاڑ دریا۔ سمندر طے کرتے ہوئے میرے طواف کے لئے آئے تھے میں چاہتا ہوں تو اپنے فضل و کرم سے اُن کو فزع اکبر کے خوف سے بیخوف کردیوے اور میرے ارد گرد میں مجتمع ہونیکا حکم صادر کردیوے اُسوقت منادی ندا کریگا الا من زار الکعبتہ فلیعزل بین الناس یعنے سُنو کو جس نے خانہ کعبہ کی زیارت کی ہے خلائق کے درمیان سے الگ ہو جائے اُسوقت حاجی امن و امان سے مقرون ہو کر بڑی خوشی اور فرحت کیساتھ کعبہ کی اطراف میں جمع ہوجائینگے اور طواف اور لبیک میں اشتغال کریں گے۔ پھر فرشتے خطاب کریں گے یا کعبتہ اللہ سِرّی کعبہ شریف کہیگا میں کسطرح چلوں۔ میری حاجت ابھی باقی ہے۔ جب تک میری حاجت بر نہ آویگی تب تک میں اسجگہ سے قدم نہ اٹھاؤنگا۔ میری عرض کی غرض یہ ہے کہ فقیروں کی ایک جماعت جو عدم استطاعت کے سبب سے اس طاعت کے ایتان سے محروم رہے ہیں اور میرے وصال کی آرزو میں اُنہوں نے اپنی عمر کو بسر کیا ہے۔ اور میرے وصال کے شرف سے مشرف نہیں ہُوئے۔ اپنی کم استعدادی سے میرے تک نہیں پہونچے مگر اُن کے دل میرے دیدار کے لئے تڑپتے رہے ہیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ

کہ میری شفاعت اس طائفہ کے حق میں قبول فرمائی جاوے اور اُن آرزومندوں اور مشتاقوں اور فراق کے محبوسوں کو ساتھ نشان معافی کے مغفور اور مشکور کیا جاوے حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائیگا اے کعبہ تیری شفاعت اس فرقہ کے حق میں مَیں نے قبول فرمائی اور تیرے سب ہواخواہوں کو مغفرت کی دولت اور مکرمت کی سعادت سے مخصوص کیا اے میرے کعبہ بیت الحرام تو نوعروسوں نازنینوں کی طرح دارالسلام کے تماشا گاہ میں چل کعبہ معظمہ معہ اپنے فرقہ مکرمہ کے لبیک کہتا ہوا جناب قدس میں روانہ ہو پڑیگا اور یہ اشعار زبان حال سے پڑھیگا۔ **اشعار**

صُبح خیزان بین بصدر کعبہ مہمان آمدہ	جانِ عالم دیدہ و در عالم جان آمدہ
آستانِ خاص سلطان السلاطین آمدہ	پس بہارِ عام پیش تخت سلطان آمدہ
کعبہ استقبال شان فرمودہ ہم در بادیہ	پس ہمہ را باہمہ لبیک گویان آمدہ
کعبہ برخانے نشاندہ بے نوایان راز راز	گوئیا زانجا سلیمانؑ مور آن خان آمدہ
برسرِ آن خانِ عزت نسر طائر چو مگس	بلکہ جبرائیلؑ آنجا چون مگس ران آمدہ
از برائے خانِ کعبہ ماہ درماہے دوبار	گاہ سیمین نان وگہ زرین نمکدان آمدہ
مصطفےٰ اُستادخان سالار رضوان طشت دار	برسرِ این خان کہ خاص وعام یکسان آمدہ
فاقہ پروردان پاکان وبخواری روزہ دار	کعبہ ہمچو خان عیسےٰ عبدالشان آمدہ

روایت۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جناب قدس عزاسمہ سے ایک سو بیس نظریں رحمت کی خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوتی ہیں انمیں سے ساٹھ طائفوں کے حوالہ ہوتی ہیں اور چالیس خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بست صرف کعبہ کی زیارت کرنیوالوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اہل اشارت نے کہا ہے کہ کعبہ شریف اور اُن کے طائفوں اور زائروں کو جو شرف حاصل ہوا وُہ محض ایکسو بیس نظرات کی رحمت سے ہے۔ جب یہ پانی مٹی کا گھران ایکسو بیس نظروں کی طفیل شرف پاتا ہے اگر انسان کے دل وجان کا کعبہ تین سو ساٹھ نظرات جلال وجمال کی برکت سو فضل وکمال کا خلعت پالیوے تو کیا عجب ہے +

اشارت۔ اے میرے بھائیو! ایک سو بیس دن کے چار مہینے ہوتے ہیں۔ ایک سو بیس نظرات رحمت الٰہی کی برکت سے چار مہینوں نے احترام کا خلعت پایا کہا

ورد ق ادبعۃ منہا حرم جب یہ ایکسو بیس روز ان چار مہینوں کے ایک سو بیس نظرات لطف الٰہی کی برکت سے متبرک ہوئے اسیواسطے ان مہینوں میں قتل اور اہل حرم کو ایذا اور تکلیف دینی حرام ہوگئی پس بموجب حدیث نبوی علیہ السلام کے کہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یَنْظُرُ اِلیٰ قَلْبِ کُلِّ مُؤْمِنٍ فِی کُلِّ یَوْمٍ ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَّ سِتِّیْنَ نَظْرَاتٍ اور بارہ مہینوں کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔ کما ورد اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اِثْنَا عَشَرَ شَھْرًا اگر بندہ مومن کے تمام وقتوں کو محترم کردے۔ کیا عجب ہے +

مسئلہ۔ سمجھنا چاہئے کہ حج کے رُکن دو ہی چیزیں ہیں۔ عرفات پر کھڑا ہونا۔ اور طواف زیارت۔ لیکن احرام شرط ہے رُکن نہیں۔ اس لئے کہ احرام کی تقدیم حج کے مہینے پر جائز ہے جیسے وضو کی تقدیم نماز کے وقت پر جائز ہے۔ لیکن وقوف عرفات بموجب فرمان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا یُکَفِّرُھَا اِلَّا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَۃٍ۔ یعنے بڑے بڑے گناہ ہیں کہ اُن کا کفارہ سوائے وقوف عرفات کے دُوسری چیز نہیں +

اشارت اے میرے عزیزو! غور کرنے کی جگہ ہے کہ وقوف عرفہ اگرچہ ایکساتھ ہوئے کفر ذنوب ہے اور جو کوئی پچاس۔ ساٹھ۔ ستّر سال کی مدت تک معرفت الٰہی کے پہاڑ پر کھڑا ہے کیا اُس کے گناہوں کا مکفر نہوگا کما ورد قال علیہ السلام اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا مَّنْ وَّقَفَ بِعَرَفَۃٍ وَّظَنَّ اَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَغْفِرْ لَہٗ یعنے سب گناہوں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص عرفات میں کھڑا ہووے اور پھر اپنی مغفرت میں شاکی رہے فکیف من استقام علیٰ دین الاسلام +

اِحرام۔ اے میرے بھائیو! احرام لباس مدنی سے عاری اور مجرّد ہونا۔ اور صرف آزار پر قناعت کرنا اور سر پیر سے برہنہ ہوکر لبیّک کہتے ہوئے حریم حرم کو کہتے ہیں۔ حضرت جل وعلا کے دربار میں حاضر ہونا مجازی بادشاہوں کی کچہری میں جانے کے برخلاف ہے۔ عالم دُنیا میں جو شخص دربار میں حاضر ہونیکا ارادہ کرتا ہے اپنے بدن کو خوب صاف کرکے کپڑے نفیس پہنتا ہے اور اپنے مُنہ اور بالوں کو آراستہ کرلیتا ہے اور حتی المقدور اپنے کپڑوں کو خوشبو سے مطیّب کرتا ہے غرض اپنے بدن کو جو بظاہر بادشاہ کی نظر کا محل ہے۔ مزیّن کرلیتا ہے۔ اور جب حاجی واسطے طواف کعبہ شریف اور

اور زیارت کے جاتا ہے اُسکو بادشاہِ حقیقی سے فرمان پہنچتا ہے کہ تُم گرد آلود اُلجھے ہُوئے بال سر پیر سے برہنہ اور کفن میں ملفف ہوکر میرے دربار عالی میں حاضر ہو تاکہ عوام کالانعام کو معلوم ہوجائے کہ خلائق کا معاملہ ظاہر پرستی پر ہے اور ہماری نظر حقائق اور باطن پر ہے۔ ہم کو اُس کے ظاہر سے کچھ سروکار نہیں کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ یعنے خدا تعالیٰ جلّ شانہ تمہاری صُورتوں اور تمہارے مالوں کیطرف نہیں دیکھتا ہے۔ لیکن تمہارے دِلوں اور نیّتوں کیطرف نظر فرماتا ہے۔ الغرض اجابت اور قبولیّت کا مدار دِلکی صفائی اور نیک نیّتی پر ہے۔ تمہاری خوبصُورتی اور ثروت کی زیادتی خدا کو ہرگز منظور نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات مقدس اس عارضی حُسن اور دولت سے مستغنی ہے۔ کما ورد اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِس مدعا پر گواہ ہے۔ چنانچہ مولٰنا معنوی قدس سرّہٗ نے اِس حدیث کے معانی میں ارشاد فرمایا ہے ؎

وانکہ ان گفتہ خدا کہ ننگرم	من بظاہر من بباطن بنگرم
منظرِ حق دِل بود در دو سرائے	کہ نظر در شاہ باشد شاہ رائے
نے نظر گاہِ شعاع آہن است	پس نظر گاہِ خدا دِل نے تن است
حق مے گوید نظر ما بر دِل است	نیست بر صُورت کہ آن آب و گل است
ننگرم در تو در آن دِل بنگرم	تحفہ آور آور اے جان بر روم

حکایتِ تمثیلیہ

دید موسےٰ یک شبانے را براہ	کو ہمے گفت اے خدا و اے اِلٰہ

مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نے ایک ایالی کو جنگل میں دیکھا کہ وُہ ایک گوشہ میں بیٹھکر کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا اور میرے اِلٰہ! میرا گھر بار اور میرا مال واموال اور میری بکریئیں اور میری جان ناتوان تیرے پر قربان ہوویں۔ اگر مَیں تیرا دولت خانہ جہاں تیرا مسکن ہے جانتا تو صبح اور شام تازہ دُودھ اور تازہ روغن تیرے گھر میں بلاناغہ پہنچا آتا۔ اور عمدہ پنیر اور روغنی روٹیاں اور تازہ میٹھے جغرات کے دیگچے تیار کرکے تیرے کھانیکے واسطے صبح وشام حاضر کردیتا۔ اے میرے اللہ تو کہاں رہتا ہے اگر میں تجکو پالوں تو تیری چاکری اور خدمتگاری کا بیڑا سر پر اُٹھالوں۔ تیرے لئے

چارق بناؤں اور تیرے سر کو دُودھ سے دھو کر شانہ کروں اگر تیرا جُوتا ٹوٹ جائے - تو میں اُسکو پیوند لگا کر درست کردوں - اور تیرے پاؤں میں کانٹا چُبھ جائے تو اُس کو بڑی آسانی سے نکالڈالوں اور تیری بیماری کی غمخواری کروں - یعنے ایالی جب کمال عرفان کیساتھ دست وگریبان تھا اور محبّت الٰہی کے دریا میں اور مودّت جناب ایزدی کی آگ میں ڈوبا اور جلا ہُوا تھا کہ سوائے معبُود ہر جا موجُود کے دُوسری کسی چیز کا نام ونشان اُس کے دل اور جان سے نہیں گُذرتا تھا اسیواسطے جو کچھ اُس کے پاس موجود تھا بلا تکلّف پیشکش کرتا تھا - چنانچہ مولاناؒ نے فرمایا - مثنوی

اے فدائے تو ہمہ بُزہائے من	اے بیادت ہے ہے وہے ہائے من
زین نمط بیہوُدہ میگفت آن شبان	گفت مُوسےٰ باکہ استت اے فلان

یعنے مُوسےٰ علیہ السلام نے ایالی کو فرمایا کہ اے شبان نادان ایسے ایسے کلمات کِسکو کہتا ہے اور اپنے کلام کا کسکو مخاطب کرتا ہے - یعنی مخاطب تیرا کون ہے - جو ایسی بے تکلفانہ باتیں کرتا ہے - ایالی نے کہا جیسا کہ مولٰنا رومؒ نے فرمایا ہ

گفت باآنکس کہ ما را آفرید	این زمان وچرخ زاں آمد پدید

جب حضرت مُوسےٰ نے اُس ایالی کی گفتا ناگفتنی سُنی ازرُوئے شان ہدائت کے جو منصب نبوّت سے وابستہ ہے اُسکو ہدائت کرنی شروع کی اور اُس ازخود گذشتہ بخُدا پیوستہ کو اس کلام سے کہا یعنی منع کیا اور اُس واصل بجاناں کو ہجر کی آگ میں جلایا اُسوقت حضرت مُوسےٰ اصل حقیقت سے واقف نہ تھے - اس لئے کہ غیب دانی اور راز نہانی ربّانی علم کا خاصہ ہے وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ

گفت مُوسےٰ ہائے خیرہ سر شُدی	خود مسلمان ناشدہ کافر شُدی
گفت مُوسےٰ ہے مکن تو این سخن	زین ہمہ باشد منزہ ذوالمنن
این چہ ژاژ ست وچہ کفرست وفشار	پنبۂ اندر دہانِ خود فشار
گندہ کفرِ تو جہان را گندہ کرد	کفر تو دیبائے دین را ژندہ کرد
گرنہ بندی زین سخن تو حلق را	آتشے آید بسوزد خلق را

حضرت مُوسےٰ علیہ السلام نے فرمایا اَے نادان شبان یہ چارق اور پاتابہ تجکو اور تیری جیسے کو مناسب ہے - آفتاب کو ایسی ادنےٰ چیزوں کی کیا پرواہ ہے - حق سبحانہ وتعالےٰ کی

ذات بابرکات تیری ایسی خدمتوں سے مستغنی ہے دُودھ وُہ پیا کرتا ہے جسمیں نشوونما کی صفت پائی جائے ۔ چارق وہ پہنتا ہے جو پاؤں کی حاجت رکھے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اُسکی پاک ذات کو لائق اور والد مولود کا وُہ ہے خالق اُسکی ذات کیطرف ایسی صفات کو منسوب کرنا عین بےعقلی بلکہ کفر ہے تو ایسے ہفوات سے اپنی زبان کو بند کر ۔ ایالی نے حضرت مُوسٰیؑ کے کلام کو سنکر کہا ؎

گفت اے مُوسٰی دہانم دوختی	وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد و تفت	سر نہاد اندر بیابان و برفت

جب ایالی نے سمجھا کہ میں راہ سے گمراہ ہوا نہائت تاسّف سے روتا پیٹتا حیران و سرگردان جنگل میں پھرنے لگا ۔ جناب الٰہی میں غیرت گذری اور حضرت جبرائیل کو حکم ہوا کہ تو مُوسٰی علیہ السلام کو یہ خطاب باعتاب سُنا دے کہ اے مُوسٰیؑ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجکو اسواسطے نبی کر بھیجا ہے کہ تو گمراہوں کو راہ راست پر لادے اسوسطے تمکو نہیں بھیجا کہ جو لوگ میری بارگاہ میں واصل ہیں اُنکو میرے سے جدا کردے ؎

حق تعالٰے کرد با مُوسٰے خطاب	بندۂ مارا چرا کردی عتاب
وحی آمد سُوئے مُوسٰے از خدا	بندۂ مارا ز ما کردی جُدا
تو برائے وصل کردن آمدی	یا برائے فصل کردن آمدی
تا توانی پا منہ اندر فراق	ابغض الاشیاء عندی الطّلاق

اے مُوسٰےؑ میں نے ہر ایک شخص کے وجود میں ایک خصلت رکھی ہے اور ہر ایک فرقہ کو ایک خاص اصطلاح عطا فرمائی ہے چنانچہ ہند کے رہنیوالے اپنی اصطلاح میں مجکو پُکارتے ہیں اور سندھ کے باشندے سندھی بول چال میں میریطرف رجوع لاتے ہیں اگرچہ اُن کے الفاظ تیرے نزدیک مدح کے برخلاف ہیں اور ہماری ذات مقدس صفت کی پاکی اور ناپاکی سے بری ہے اُن کے ملائم نا ملائم لفظوں سے ہماری ذات میں کسیطرح کا نقصان عائد نہیں ہوتا ہے ہماری قدرت کا مقتضا یہ ہے کہ ہم انسان کی زبان اور قال کیطرف خیال نہیں کرتے ۔ ہماری نظر اُن کے دل اور حال کیطرف متوجّہ ہے اگر انکا دل ہمارا فرمانبردار ہے تو اُن کے ناموزون الفاظ کا ہم کچھ اعتبار نہیں کرتے ۔ اُن کے موزون الفاظ اور اضمار اور مجاز کی ہمکو کچھ پرواہ نہیں ہم تو سوز اور درد اور محبّت اور اشتیاق کے مشتاق ہیں مگر ؎

موسیا آداب دانان دیگر اند	سوختہ جان و روانان دیگر اند
گر زبانت کج بود معنیست راست	آن کجی لفظ مقبول خداست

اے بھائیو دیکھو سنو کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک حبشی آدمی تھے - مگر جب صورت روحی صاف اور مصفا رکھتے یعنی بجائے اَشہَدُ کے اَسہَدُ بولتے تھے - معہذا انکی خوش آوازی اور خوش الحانی کا آوازہ بموجب اُن کی پاک طینتی اور کامل الایمانی کے جو اُن کے شامل حال تھی اسدرجہ تک پہنچا تھا کہ عالم بالا کے ملائک اُسکی آذان سُننے کا انتظار کرتے تھے - چنانچہ انکی تعریف میں کہا گیا ہے ؎ بر اشہد تو خندہ زند اسہد بلال اس لئے کہ مدار مقبولیت اور محبوبیت کا باطن صفائی اور حسن معنوی پر ہے اسیواسطے مولنا معنوی رحہ نے فرمایا - **مثنوی**

گر زبانت کج بود معنیست راست	ہان کجی لفظ مقبول خداست
تو ز مستان قلاوزی مجو	جامہ پاکان راچہ فرمائی رفو
چونکہ موسےٰ این خطاب از حق شنید	در بیابان از پئے چوپان دوید

جب حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے یہ خطاب با عتاب حق سبحانہ وتعالیٰ کا سُنا بے سر و پا ہوکر بیابان میں دوڑنے لگے اور بڑی تلاش کے بعد اُس چوپان کو پایا اور اُسکو قبولیت کا مژدہ سُنایا اور فرمایا **بیت**

اے معاف یفعل اللہ مایشاء	بے محابا رو زبان را برگشاء

مسئلہ - حاجی کو لازم ہے کہ احرام کیحالت میں سیا ہوا کپڑا نہ پہنے اور دستار سر پر نہ رکھے اور پاؤں میں موزہ نہ پہنے - سلا ہوا کپڑا اس لئے ممنوع ہے کہ اُس قسم کا کپڑا عادتی تصنعات کے جملہ سے ہے اور حاجی محرم کعبہ کی قربت میں ہے اور قربت ترک عادت ہے - کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثتُ لِقَطعِ الرُّسُومِ وَالعَادَاتِ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبادت میں ترک عادات کی فرمائی ہے اور عادت میں ترک عبادت کی ہے *

دلیل دیگر یا ہم اسطرح کہتے ہیں کہ سلا ہوا کپڑا رشتہ اور سوزن کے ذریعہ سے سلا ہوتا ہے اور یہ سلائی عارضی ہے پس وہ کپڑا وصلی ہے اصلی نہیں پیوند ایسا چاہئے کہ اصلی ہووے وصلی نہووے - گویا محرم کہتا ہے میں اس دربار میں اپنے اصل سے حاضر ہوا ہوں نہ وصل کے طور پر اس لئے کہ وصل میں افتراق بھی ہوتا ہے اور اصل میں اجتماع - یا ہم یوں کہتے

ہیں کہ سِلا ہوا کپڑا اصلی نہیں اس لئے کہ آدمی جب رحم کے مشیمہ سے عالم کے میدان میں ظہور پاتا ہے اُس کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا اور وہ کسی ٹلّی میں لپٹیا جاتا ہے۔ گویا بندہ مومن احرام کے وقت کہتا ہے الٰہی مَیں تن برہنہ ہو کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہُوں تو اپنے فضل سے مجکو چھپالے۔ الٰہی میں بندہ گنہگار لباس اتقا اور پرہیز گاری سے عاری اور برہنہ ہو کر تیرے گھر میں آیا ہوں تو اپنے کرم کے ستر میں مجکو چھپالے اور مجکو گناہوں کی آلودگی سے ایسا پاک اور صاف کردے کہ گویا میں آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہُوا ہُوں +

مؤلف ۔ اے میرے بھائیو خانہ کعبہ کے طواف میں حضرات علمائے نے بہت حکمتیں بیان کی ہیں اور مطابق مقام کے اشارات ارقام فرمائی ہیں۔ بعض علمائے نے کہا ہے کہ کعبہ کے طواف سے یہ اشارت ہے۔ مثلاً کسی شخص کا محبوب ہو اور عاشق کو اُسکی ملاقات مطلوب ہووے۔ جب عاشق اُسکے دیدار کی بار نہیں پاتا ہے تو اُس کے در و دیوار کے اِرد گرد طواف کرتا ہے اور اُس کے دار کے در و دیوار سے جھانکتا ہے ٥

یار ائے آن چو نیست کہ در یار بنگرم رفتم بسے بکعبہ ندیدم نشان او	بارے روم در آن در و دیوار بنگرم یکرہ روم بخانہ خمار بنگرم

تقریب قال علیہ السلام اَلْهِرَّةُ سَبُعٌ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلّی درندوں میں سے ہے اور صاحب شریعت درندوں کے دہان کو نجس کا حکم فرماتا ہے مگر بلّی کے دہان کو بحکم سُؤْرُ الْهِرَّةِ طَاهِرٌ لِكَوْنِهَا طَوَّافَةٌ عَلَى الْعِبَادِ اس حکم سے مستثنےٰ کر لیا ہے۔ اے میرے بھائیو ذرا غور سے سُنو صاحب شریعت ایک درندہ کو بباعث طواف کرنے تمہارے گھروں میں نجاست سے پاک کر دیتا ہے۔ اگر ہمارے گناہوں کی نجاستیں پروردگار جل وعلا کے بلند گھر کے طواف کرنے سے دُور ہو جائیں تو کیا عجب ہے +

احرام ۔ جب مومن بندہ احرام باندھتا ہے جو چیز اُس سے ڈرتی ہے وُہ امن میں ہو جاتی ہے پس بندہ مومن جس چیز سے ڈرتا ہے بطریق اولےٰ ایمن اور بیخوف ہو جاتا ہے گانّہٗ تعالےٰ يَقُولُ عَبْدِی اَلصَّيْدُ يَخَافُ مِنْ وِصَالِكَ وَاَنْتَ تَخَافُ مِنْ فِرَاقِي فَقَالَ الْاِحْرَامُ اَمِنَ الصَّيْدُ مِنْ وِصَالِكَ فَاَوْلٰى اَنْ تَامَنَ مِنْ فِرَاقِي +

مسئلہ اگر کوئی مُحرم حرم شریف میں شکار کرے اُسپر جزا یعنے بدلہ لازم ہے۔ یعنی شکار کی قیمت تصدق کرے۔ اگر ایک مُحرم دُوسرے مُحرم کو کہے کہ جا اُس دُوسرے مُحرم کو کہہ کہ فلاں

جگہ میں شکار ہے۔ تیسرا محرم دوسرے محرم کے کہنے سے جا کر شکار کو پکڑے تینوں محرموں پر جزا واجب ہے اس لئے کہ شکار حرم شریف کے امان میں ہے اگرچہ اُسکی مزاحمت کے تعرّض میں بہت وسائط ہوں۔ سب کو صاحب شریعت تاوان سے پکڑ کر اُسکی جزا کی سزا واجب کر دیتا ہے۔ تاکہ تعدّی اور تعرّض کا ہاتھ ہمارے پناہ داروں کے دامن سے ہٹا رکھیں۔

نکتہ اے میرے بھائیو! جو چارپایہ کہ حرم کعبہ کی پناہ میں جو بنا کیا ہوا حضرت ابراہیم اور اسمٰعیلؑ کا ہے آجاوے اُسکو امن وامان کی صفت ایسی لاحق ہو جاتی ہے کہ صاحب شریعت اُس کے معترضوں کو غرامت اور جزا سے سزایاب کر دیتا ہے۔ علیٰ ہذا سب مومن جنہوں نے خدا کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کی دل وجان سے تصدیق اور زبان سے اقرار لیا ہوا ہے حرم کعبہ کی معرفت کے پناہندے ہیں اگر آخری دم میں شیطان لعین کے مکر سے ہمکو بچا لیوے اور اس مردود کے تعرّض کے ہاتھ کو ہٹا دیوے تو اُس کے کرم اور فضل سے عجب نہیں۔

مسئلہ۔ جسطرح حرم شریف کے حیوان کو تعرّض کرنا حرام ہے یعنی حریم حرم کعبہ کے حیوانات کا شکار کرنا بباعث حرم شریف کے جواُن کو حرمت حاصل ہے حرام ہے تم اُسطرف خیال نہ کرو کہ وُہ حقیر اشیا خس وخاشاک ہے بلکہ تم اسطرف دیکھو کہ ان چیزوں نے باوجودیکہ حقیر ہیں۔ احترام کا ہاتھ حرم بیت الحرام کے دامن میں لٹکایا ہوا ہے۔

اشارت۔ اے میرے عزیز دُنیا کا مال اور سامان ایک خار وخس کی مانند ہے جو ہر کس وناکس کو دامنگیر ہے لیکن یہی مال جسکی مذمت قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہے۔ جب کسی اہل ایمان کیساتھ اختصاص پاتا ہے یعنی اُس کے ملک میں آجاتا ہے پھر اُسکی طرف تعرّض کرنا یعنے اُسکو چرا لیجانا بلا اجازت مالک کے اُسمیں تصرّف کرنا حرام ہو جاتا ہے اُسکی ذاتی حقارت کیطرف مت دیکھو بلکہ اسطرف دیکھنا چاہئے کہ کس کے ملک میں ہے اگرچہ یہ مال دُنیا ایسا بیقدر ہے کہ خدا اور رسول کے نزدیک ساری دُنیا کی محبّت مچھرؔ کے پر کے برابر بھی نہیں مگر دیکھو کہ دس درم نے کسقدر قیمت پائی کہ آدمی مسلمان کا ہاتھ گویا اُس کا آدھا وجود ہے۔ اِن دس درموں کے بدلے تن سے جدا کر دیتے ہیں اسواسطے کہ اس مال نے ایک مسلمان کی حرز میں اضافت پائی ہے اگر کوئی شخص ہزار درم بیحرز یعنے غیر محرز اُٹھا کر لیجائے تو شریعت اُسکے لئے قطع واجب نہیں کرتی۔

نکتہ جب صاحب شریعت اس امر کو جائز نہیں رکھتا ہے کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان

کامال اُسکی حرز اور حفاظت سے باہر لیجائے - اَے میرے بھائیو! تم کیا گمان کرتے ہو ایمان اور توحید کے گراں بہا موتی کے باب میں جو مومن کے دل کے صندوق میں مخزون اور محرز کیا گیا ہے - حق سُبحانہ وتعالیٰ کب پسند کرتا ہے کہ شیطان لعین اُس دُرثمین کو اس حرز متین سے باہر نکالکر لیجائے بلکہ بمجرد اس کے ارادہ ہی کرنیکے اُسکو بحکم وَعَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ مردود خلائق کر دیا +

ہمنے کہا ہے کہ محرم موزہ نہ پہنے - اس لئے کہ موزہ سفر کا سامان ہے جب کوئی آدمی کسی سفر دور دراز یا نزدیک کا قصد کرتا ہے تو واسطے حفاظت اپنے پاؤں کے موزہ یا جوتا پہن لیتا ہے اور جب مسافر منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اُسکو موزہ کی حاجت نہیں رہتی جیسے حضرت موسےٰ علیہ السّلام جب کوہ طور پر پہونچے خطاب مستطاب فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ کا وارد ہوا - تو حضرت موسےٰ علیہ السّلام نے جوتیاں اپنے پاؤں سے اُتار ڈالیں - کذالک جب حاجی اپنے سفر کو طے کر چکے اور احرام باندھکر حرم کعبہ کے قریب ہو جائے تو اُسکو چاہئے کہ اپنے پاؤنکو بھی ننگا کرے اور موزہ نہ پہنے تا کہ اُسکا پاؤں اُس کے سر کے موافق ہو جائے یا سر اور پاؤں کے ننگا رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ زمین کی برکتیں اُس کے پاؤں کی حرکات سے باہر نکلتی ہیں اور آسمان سے فیض اور رحمت اُس کے سر پر وارد ہوتا ہے - اسی لئے حاجیوں کو حکم ہؤا کہ اے حاجیو تم پاؤں کو زمین پر بایں طور رکھو کہ تمہارے پاؤں اور زمین میں کسیطرح کا واسطہ نہووے تو اُسکی برکات تمہارے متصل ہو جائیں اور محرم کو کہدو کہ تو اپنے سر کو ننگا رکھ تا کہ تمہارے سر اور رحمت آسمانی میں فاصلہ نہ ہو جائے - **نظم**

کسے کو برہنہ ست امروز در راہ	درو مے تابد آن خورشید درگاہ	مشو اے عاصیٔ بیچارہ نومید
کہ چون پیدا شود اشراق خورشید	اگر افتد بقصر بادشاہی	ہم افتد نیز در کنج گدائی -

نقل ہے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کسی فرشتہ کو آسمان سے زمین پر نہیں بھیجتا مگر پہلے بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے مامور ہوتا ہے عرش سے کعبہ تک لبیک لبیک کہتے ہوئے اُترتا ہے اور دو رکعت نماز خانہ کعبہ کے اندر ادا کرتا ہے اور پھر آسمان کیطرف صعود کرتا ہے دیگر آسمانوں کے ملائک اس مبارک گھر کی زیارت کیلئے مبادرت ڈھونڈھتے ہیں مگر انکی درخواست باجابت مقرون نہیں ہوتی ظاہراً یہ امر اس امر پر مبنی ہے کہ جب کوئی بادشاہ اپنے حرم محترم کے ملازموں کی طرف نگاہ کرتا ہے جس شخص کو

اپنے آستان کے مطیعوں اور معتکفوں سے پسند کرتا ہے اُسکو اپنی عنائت کی نظر سے مخصوص کرتا ہے جیسا کہ حضرت سلطان العارفین ابراہیم ادہم قدس سرہٗ نے اپنے رفیقوں کی ایک جماعت کیساتھ کعبہ عظمیٰ کی زیارت کے ارادہ پر بیابان میں قدم رکھا اور صادق توکّل پر موفق یاروں کیساتھ جنگل بیابان طے کرتے جاتے تھے۔ اثنار راہ میں ایک جوان متوکل صُورت ہمارے قافلہ کیساتھ شامل ہو کر بیابان کو قطع کرتا تھا حضرت ابراہیم ادہم رح فرماتے ہیں کہ جب ہم کہیں اُترتے تھے وُہ شخص بھی اُتر پڑتا تھا اور جب ہم چل پڑتے تھے وُہ بھی روانہ ہو پڑتا تھا۔ اور رنج و راحت میں ہمارا شریک تھا مگر صلوٰۃ۔ صیام۔ قیام اور دیگر عبادات میں ہمارے موافق نہ تھا میں نے اُس جوان سے پُوچھا کہ اے جوان تیرا نام کیا ہے کہا میرا نام عبدالمسیح ہے میں نے کہا کیا تو نصارٰے کی قوم سے ہے کہا ہاں میں نے کہا تیرا کہاں کا ارادہ ہے کہا خانہ کعبہ کا میں نے کہا تو عیسائی ہے اور خانہ کعبہ کو تسلیم بھی کرتا ہے تو پھر باوجود انکار کے اس دور و دراز سفر کی مشقّت اُٹھانیسے تیرا مطلب کیا ہے کہا میں نے سُنا ہے کہ آدمی اس مقام میں مجانین کے افعال کا اقدام کرتے ہیں اور جو کام مقتضائے عقل کے برخلاف ہو اُسکو ابرام کرتے ہیں میں نے صرف اُن کے دیکھنے کو بوجہ استہزا کے مبادرت کی ہے۔ حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں یہ بات سُنکر بحکم اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ ط اُس سے نہائت متنفر ہُوا۔ اور اسکی عداوت اور بُغض ہمارے دل میں متمکّن ہوئی۔ ازاں بعد ہم کسی وجہ سے اُس کے حال کیطرف متوجہ ہُوئے ایک روز ہم سب یار خانہ کعبہ کے طواف میں مصروف تھے۔ اچانک ایک آواز دردناک ضعیف و حزین میرے کان میں پہنچی۔ میں نے دیکھا وہی جوان ترسائی کہ کعبہ کے غلاف میں چنگل مارا ہُوا نہائت عجز و نیاز اور ابتہال سے بحضرت ذوالجلال جل وعلا التماس کر رہا ہے۔ میں نے کہا اے جوان تو عبدالمسیح ہے کہا نہیں میں پہلے عبدالمسیح تھا اب عبد رب المسیح ہو گیا ہوں پھر میں نے تجاہل عارفانہ کے طور پر پُوچھا اے جوان کیا تو وہ نہیں ہے کہ نادانستہ ایسی باتیں کہہ رہا تھا کہا ہاں لیکن جب میری نظر اس گھر پر پڑی مجھ کو ایسا معلوم ہُوا کہ میرے سینہ کو پھاڑتے ہیں اور غل و غش اور کدورت اسمیں سے نکالتے ہیں اور مجکو ایمان کے حلیہ اور عرفان کے زیور سے آراستہ کیا اور مومنوں کی سلک اور عارفوں کے زمرہ میں منخرط کیا حضرت ابراہیم ادہم رح نے جب یہ بات اُس درویش سے سُنی آسمان کیطرف ہاتھ اُٹھا کر کہا یا ربّ ان ھذا زار بیتک مستھزئًا فوجد القبول منک اے میرے اللہ یہ آدمی تیرے گھر میں بطور استہزا کے آیا ہے اور تیرے فضل سے قبولیّت کا خلعت پاتا ہے وہ شخص جو نیاز اور خلاص

اور اعوا ازکیوجہ سے تیری بارگاہ عالی میں اپنی دلی ارادت سے اقدام کرے اگر تیرے منظوران نظر کی سلک میں منتظم ہو جائے تو کیا عجب ہے ؎

	لب تشنہ سوئے آب ضلالت بنیم		تا چند سرادقِ جلالت بینم	
	در ہر چہ نظر کنم جمالت بنیم		بردار حجاب کون گردیدۂ جان	

اے میرے بھائیو کعبہ مبارک ایسا متبرک مکان ہے جسکی نظر اُس کے جمال باکمال پر پڑی رجا کی نرگس اور امید لقائے کے پھول سعادت کے باغ سے اپنی ارادت کے مطابق چنئے ٭

حکائت - ابراہیم دمشقی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مَیں جبل العرفات میں کھڑا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ سب آدمی جناب الٰہی میں دعا کر رہے ہیں اور اپنی اپنی حاجتیں پیش کر رہے ہیں مَیں نے ایک جوان کو دیکھا کہ ایک پتھر کی آڑ میں بیٹھا ہوا اور ساعت فساعت سر نکال کر کہتا تھا اور ہنستا تھا اور پھر سر نیچے لیجاتا تھا ۔ میں نے اُس کے نزدیک جا کر کان لگائے تو وہ کہہ رہا تھا ؎

	فلا اطوف ببیت الطین والحجر		الیک قصدی یا سؤلی ویا املی	
	وانت یا سیدی حجی ومعتمر		للناس کلھم حج ومعتمر	

جب میں اُس کے نزدیک گیا تو ایک جوان ضعیف البنیان دیکھا میں نے کہا من این انت فقال لاتحل بینی وبین حبیبی یا ابراہیم اے جوان تو کہاں سے ہے کہا اے ابراہیم یہ بہتر ہے کہ تو میرے اور میرے دوست کے درمیان دخل نہ دیوے ابراہیم رح کہتے ہیں کہ مَیں اُس کے پاس سے چلا آیا مگر میرے دلمیں ایسا گمان پیدا ہوا کہ شاید ضعف کے غلبہ سے اسکا قالب رُوح سے خالی ہو جائے ۔ جب میں اپنے شغل سے فارغ ہوا اور مکہ میں واپس آیا تمام رات میں نے حرم میں گذاری اچانک ایک کالی گھٹا چڑھ آئی اور جہان میں اندھیرا پھیل گیا ۔ اور آندھی نے چراغ اور مشعلوں کو بجھا دیا ۔ اس تاریکی میں بیت الحرام کے ایک دروازے سے نُور کی لاٹ نمودار ہوئی ۔ میں نے کہا شاید کوئی دولتمند کعبہ کیطرف طواف کے لئے آتا ہے جب میں نے بنظر غور دیکھا ۔ اُسی جوان کو دیکھا کہ کعبہ شریف میں آیا اور کعبہ کا دروازہ بند تھا ۔ جب وہ جوان کعبہ کے دروازے کے پاس پہونچا تو خود بخود دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا ایک ساعت کے بعد باہر نکل آیا اور طواف الوداع شروع کیا ۔ جس رُکن پر وہ پہنچتا تھا دو ہاتھ اُس سے نکلتے تھے ۔ اور اُس کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے ۔ جب طواف سے فارغ ہوا تو اُس نے کہا ادعك وداع من لا یعود الیك یہ کہکر حرم شریف سے دوڑ کر باہر نکل گیا ۔

میں نے اُسکو ضعیف نحیف پتلا دُبلا دیکھا ہُوا تھا میں اسکے پیچھے پیچھے دوڑ پڑا وُہ تو قدم بقدم جاتا تھا اور میں سرپٹ دوڑتا تھا تو بھی اُسکو نہ پہنچ سکا اور چلا جاتا تھا اور یہ بیت پڑھتا تھا ؎

عاجز شوقی الی لقا حبیبی	عججت اسری الی الحبیب سریعا

جب یہ بات میں نے سُنی تو اُس کے پکڑنیکے لئے دوڑا ہاتف نے آواز دی کہ اے ابراہیم دمشقی مت دوڑ کہ تو اُسکو نہیں پکڑ سکیگا اس لئے کہ یہ دِل کے قدموں سے دوڑتا ہے اور تو آب و گِل کے قدموں سے چلتا ہے اگر ملاء اعلیٰ کے مقرب اپنے طاؤسی پروں سے اُڑیں اور اس جوان کو پکڑنا چاہیں تو ہرگز اُس کو نہیں پائیں گے۔ اشعار

بزور عشق چو پا از حدوث پے کردم	بیک قدم کہ زدم ہر دو کون طے کردم
ازین سرا کہ چہ فانی قدم زدم بیرون	چو قصد بارگہ کبریائے وے کردم
بسوخت از نفسم پردہائے ہفت فلک	ہنوز سوز نہان آشکار کے کردم
روم بمیکدہ و رُو بخاک در بنہم	کنون کہ غسل طریقت باب مے کردم
دمید روح قدس در معین مسیح صفت	ببین کہ مُردہ دلا نرا چگونہ حے کردم

اے میرے بھائیو حرم ذات اور حطیم صفات کے طواف اسکی مناجات کے عرفات میں صفا اور مروہ تک پہنچ گئے ہیں اور اُسکی قربت کے خلوتخانہ کے مقرب ہمیشہ اپنی جان کی زبان سے خطاب لبیک اللھم لبیک کا کہہ رہے ہیں اور اپنی ہوش کے کان سے لبیک عبدی کا جواب سُن رہے ہیں رباعی

تا از خم معرفت شرابم دادی	صد جوش وخروش و اضطرابم دادی
بر باز گذر براز جنابم دادی	یکبار بخواندہ صد جوابم دادی

حکایت۔ حضرت مالک بن دینار قدس سرہٗ نے کہا چودہ سال بلا انفصال میں خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے جاتا رہا ہر ایک نوبت میں میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ کعبہ کے دروازے کے حلقہ کو ہاتھ مارا ہُوا اور لبیک کہتا تھا اور عالم الغیب کیطرف سے آواز لا لبیک کا سُنتا تھا چودھویں سال میں میں نے اُس کے پاس جاکر کہا اے درویش تو بہرہ ہے یا شنوا ہے کہا میں سب کچھ سُنتا جانتا ہوں میں نے کہا تیرے لبیک کے جواب میں جو خطاب آتا ہے تو سُنتا ہے کہا میں بیشک سُنتا ہوں میں نے کہا پھر یہ تکلیف اور رنج کس لئے اُٹھاتا ہے۔ کہا اے شیخ میں قسمیہ کہتا ہوں اگر بجائے چودہ سال کے چودہ ہزار سال میری عمر ہو جائے اور بجائے ہر سال کے ایکبار کے ہر روز

ہزار بار یہ جواب لَا لَبَّیْکَ کا سنوں تو بھی اُسکے دروازے سے سر نہ اُٹھاؤنگا یہ دونوں اسی بات میں مصروف تھے کہ ایک کاغذ آسمان سے اُتر کر اُس کے سینہ پر آ پڑا اور وہ درویش لکھ پڑھ نہیں جانتا تھا خط مالک دینار کے حوالہ کیا جب مالک نے دیکھا اُسمیں لکھا ہوا تھا اے مالک تو میری بندہ کو مجھ سے کیوں جُدا کرتا ہے تو نے گمان کیا ہوگا کہ میں نے اس کے چودہ سال کے حجوں کو قبول نہیں کیا ایسا نہیں بلکہ اب کے سال تمام حاجیوں کے حج اُسکی نیاز کی برکت سے مینے قبول فرمائے۔ اس لئے کہ کوئی شخص میری درگاہ سے نوُمید ہو کر واپس نہ جائے جیسا کہ حضرت شیخ رومی نے فرمایا ہے

ہلہ نومید باشی کہ ترا یار براند	گرت امروز براند فردات بخواند	در اگر توبہ ببند دمرو وصبر کن آنجا
انپئے صبر ترا دلبر صدر نشاند	وگر او بر تو بہ بند وہم راہگذر ہا	رہ دیگر بکشاید کہ کس آنراہ نداند

حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے بندو جو شخص از روئے نیاز کے ہماری بے نیاز درگاہ میں آتا ہے اُسکو محرومی سے کیا کام اور جس نے فقر کا خلعت اور مسکنت کی پوشاک ہمارے کرم کے توشہ خانہ سے پہن لیا اُس کو مفلسی اور برہنگی سے کیا عار ہے جب ہمارے کرم اور جود کا سلطان اپنے لطف وکرم کے خزانہ کا دروازہ کھولتا ہے تو جس جگہ کوئی گدڑی پوش برہنہ دوش ہوتا ہے ہمارے کرم کے آثار اور ہمارے الطاف اور نعم کے جواہر زواہر اُسکے وقت بمیقت کے حوالہ ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی تاجدار با مقدار ہوتا ہے ہمارے قہر کی تُند ہوا دولت اور کامرانی کا تاج اُس کے نامبارک تارک سے اُڑا لیجاتی ہے اس لئے کہ کسی کا تفاخر اور تکاثر ہماری بارگاہ میں کچھ اثر نہیں رکھتا ہے ہاں جو شخص ہمارے بندوں میں سے باوجود استعداد خداداد کے فقیر بنکر اپنا عجز پیش کرے اور اپنی لیاقت استطاعت اور عبادت پر نازاں نہو کر تہیدست بنکر ہماری بارگاہ میں حاضر ہووے تو وہ شخص بے شک ہماری درگاہ سے خلعت اجابت کا حاصل کر سکتا ہے۔ اس تقریر کے ثبوت میں راقم آثم ایک نقل پیش کرتا ہے:۔

حکایت۔ شیخ ابوالقاسم نصر آبادی قدس روحہ نے ساٹھ حج کئے تھے آخری حج میں جب جبل العرفات پر وقوف فرمایا۔ تو ان کے دلمیں یہ خیال آیا کہ میرے جیسا کون ہے کہ میں ساٹھ حج کی عبادت کا سرمایہ رکھتا ہوں۔ ساٹھ سال سے میں اس بے پایان بیابان کو صدق اور ایقان کے زاد وراحلہ سے طے کرتا رہا ہوں بمجرد اس خیال کے ہاتف غیبی نے پکار کر کہا

اے ابوالقاسم تو ہماری درگاہ میں اپنے حجوں کا ناز دکھاتا ہے۔ تو یہ نہیں جانتا ہے کہ ہمکو کسی مخلوق کی عبادت کی کچھہ حاجت نہیں اِنَّ اللّٰہَ یُغْنِیْ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ جب یہ آواز غیب سے اُس کے کان میں پڑی۔ عرفات کی پہاڑی پر کھڑا ہوکر باآواز بلند ندا دی کی۔ اے عرفات کے لوگو سُنو اور میری طرف متوجہ ہو۔ میں ابوالقاسم نصیر آبادی ہوں۔ میں نے اپنی عمر گذشتہ میں ساٹھ حج کئے ہیں اور اب میں سب حجوں کو دو روٹیوں کے بدلے بیچتا ہوں۔ کوئی شخص تمہارے سے اگر خریدنا چاہے تو خرید لیوے ایک مرد نے پیش ہوکر کہا آپ راست کہتے ہو تو میں اُن کا خریدار ہوں۔ ابوالقاسم نے اہل عرفات کے روبرو دو روٹیاں لیکر اُس درویش کے حوالہ کردیا اور سب حجوں کی قیمت یعنی دو روٹیاں ایک کُتّے کے آگے رکھدیں اور آپ ایکطرف نکل گئے جب رات ہوئی اپنی پیشانی خاک پر رکھی اور کہا الٰہی اب تک مجکو اپنے حجوں پر بھروسا تھا اب میں نے اپنے حجوں کو دو روٹیوں کے عوض بیچ ڈالا اور اسکی قیمت سے کُتّے کا کھانا بنایا۔ اب میں مفلس تہیدست ہوکر تیری درگاہ میں آیا ہوں کوئی ایسی صورت ہووے کہ میں مفلس بھی تیری درگاہ میں قبول ہو جاؤں۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے ابوالقاسم تیرے دعوے کے سبب جو تجکو اپنی عبادت پر اعتماد تھا۔ تمہارا ان ساٹھوں حجوں سے ایک حج بھی میری بارگاہ میں قبول نہ تھا۔ اب جو تو نے اخلاص کی رقم اپنے پر ثابت کی اور تہیدست ہوکر ہمارے حضور میں حاضر ہوا اگر مفلسوں کی خریداری ہم نہ کریں تو اٹھارہ ہزار عالم میں کون ان بیچاروں کی خریداری کریگا اب میں نے تیرے سب حجوں کو قبول کیا اور ثواب تیرے ساٹھ حجوں کا اُس درویش کے اعمالنامہ میں لکھدیا ہے جس نے تیرے حج خریدے تھے اِس لئے کہ اُسکا گمان ہماری طرف خطا نہ ہو جاوے اور تجکو بھی اپنے فضل و کرم سے بخشدیا۔ اور اب کے سال سب حاجیوں کے حج تیری طفیل سے ہم نے قبول کئے۔ تاکہ عالم کے لوگ جان لیں کہ ہماری ذات مقدس کو کسیکی خدمت اور عبادت کی احتیاج نہیں اور ہمارے روز بازار میں سوائے شکستگی اور اُفتادگی کے کسی چیز کا رواج نہیں ہے

تا نظرِ خویش کم از کم نشوی	اندر حرم وصال محرم نشوی
تا پاک و مجرد نشوی عیسےٰ وار	باروح قدس رفیق و ہمدم نشوی

تمثیل درباب تواضع وتکبر۔ اے میرے بھائیو تم نہیں دیکھتے ہو جب دانہ خاک کے نیچے پامال ہوا آفتاب کی تاب اُسپر چھوڑ دیتے ہیں اور بارش کے پانی سے اُسکو تربیت کرتے ہیں تاکہ جمادات کے مقام سے نباتات کے مرتبہ تک ترقی کرجاے پھر جب وہ دانہ خوشہ

پیدا کرتا ہے اور اس کے وجود کا صدف گندم کے دُرِ دانہ کا محل ہوا تو اُس دانہ میں عجب اور سرکشی پیدا ہو جاتی ہے - لاجرم دہقان آدمی اُس کے سر کو افلاس کی داس یعنے درانتی سے کاٹ کر عام وخاص کے پاؤں میں پھینکدیتا ہے - اے میرے عزیزو اگر تم بھی دانہ کیطرح اپنے تئیں تواضع کی زمین میں بندگی اور سرافگندگی سے پائمال کر ڈالوگے تو نظر عنایت ایزدی کا آفتاب بحکم مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ فَقَدْ رَفَعَهُ اللّٰهُ تمہارے سینوں کو ایمان اور عرفان اور تقوے اور ایقان کی سرسبزی بخشدیگا - اور اگر تم بھی خوشہ کی مانند تکبرؔ اور تجبرؔ کے گریبان سے سر نکالوگے لابد تمہارے سروں کو اجل کی درانتی سے کاٹ کر بحکم مَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ خاک میں ملادینگے ۵

چو دانہ گر بیفتی در سرائے	چو خوشہ سرکشی گر پا درائے	مدارا کن کہ خوئے چرخ تند است
بہمت رو کہ پائے عمر کند است	ہوا مسموم شد با بردمے ساز	دوا معدوم شد با درد میساز
چو طفل انگشت خود میمک درین مہد	زخونِ خویش کن ہم شیر وہم شہد	بگیر آئین خورسندی ز انجیر
کہ ہم طفل است وہم پستان وہم شیر	اگر عیش است صد تیمار با دست	دگر برگ گی صد جا با دست

رجعنا الی مباحث الحج وفضائله عن انس بن مالک رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مَنْ مَاتَ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّةَ مُقْبِلًا اَوْ مُدْبِرًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْبَتَّةَ وَيَشْفَعُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ جو کوئی مکہ کے راہ میں خواہ جاتے یا آتے برضاء الٰہی فوت ہو جائے - حق سبحانہ وتعالے اُسکو بخشدیتا ہے اور وُہ شخص قیامت کے دن اپنے اہلبیت کے سترؔ آدمیوں کی شفاعت کریگا +

حدیث - رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو کوئی حج کے راستے میں جانے کے وقت فوت ہو جائے قیامت تک ہر سال دو حج کا ثواب اُس کے اعمالنامہ میں لکھدیتے ہیں - علماء نے ان دونوں شخصوں کی تفاوت میں یہ وجہ لکھی ہے کہ حج کو جانیوالا دل وجان اہل وعیال اور اولاد وقبیلہ اور احباب ووطن اور تمام مالوفات اپنے سے معرض ہے اور حضرت خداوندی جل وعلا اور زیارت حبیب مجتبٰی صلعم کی طرف من کل الوجوہ متوجہ ہے اور حج سے واپس آنیوالا معرض ہے - اُس چیز سے کہ جانیکے وقت اُسکی طرف مقبل تھا اور مقبل ہے طرف اُس چیز کی کہ اُس سے معرض تھا اور بے شبہ معرض از خلق اور متوجہ بحق کا فضل معرض از حق اور متوجہ بخلق سے بڑھکر ہے +

وجہ دوم - یہ ہے کہ حج کو جانیوالا چونکہ منزل مقصود میں پہنچنے سے پہلے اُس کی

اجل منقضی ہو جاتی ہے اور نایافت مطلوب کی حسرت تمام میں اپنی ناتوان جان قضا کے موکل کو تسلیم کرتا ہے اس لئے اللہ تعالٰے اُس کے حال زار پر رحم فرماکر ہر سال دو حج کا ثواب اُسکو کرامت کرتا ہے۔ اور وہ شخص جو منزل مقصود پر پہنچکر اپنی آنکھوں کو کعبہ کے دیدار سے مشرف کر کے بوقت مراجعت کے جان بحق تسلیم کرتا ہے اور اپنے اہل وعیال اور منزل و اموال سے ملحق نہیں ہوتا ہے ہر سال میں ایک حج کا ثواب اُس کے اعمالنامہ میں ثبت کر دیتے ہیں اس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ بارگاہ الٰہی میں نامرادی اور حسرت اور درد نایافت اور محنت کی بڑی قدر ومنزلت ہے جیساکہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ:۔

حضرت رابعہ عدویہ قدس سرہا نے بیت اللہ شریف کی زیارت کا ارادہ کیا تھا اور سات بیابان میں اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھا تھا۔ جب عرفات پر پہنچیں تو جناب الٰہی میں طلب مزید درجات کے لئے عرض حاجات پیش کئے۔ استار غیب سے خطاب ہوا کہ اے مدعیہ یہ کیا طلب ہے کہ تیری ہمت کے دامن نے اختیار کی ہے تو نے سمجھ رکھا ہوگا کہ مینے سات برس اپنے وجود کو شاقہ ریاضتوں سے راہ خدا میں مضمحل کر دیا ہے اگر تو چاہے میں ایک تجلّی ایسی تیرے پر وارد کروں کہ فوراً تیرا سارا وجود گل جائے عرض کیا یارب العزّت رابعہ عاجزہ میں اسقدر سرمایہ اٹھانیکی طاقت نہیں لیکن میں صرف تیرے سے فقر کی درخواست کرتی ہوں خطاب ہوا اے رابعہ فقر ہمارے قہر کا ایک خشک سال ہے کہ مردان راہ کے راستہ میں رکھا ہوا ہے جب طلب کے سالک کعبہ مقصود کے نزدیک پہنچتے ہیں تو وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں اچانک اُن کا کام بصورت دیگر پلٹ جاتا ہے اور وصال فراق سے تبدیل ہو جاتا ہے اے رابعہ ابھی تیرے سلوک کے راستہ میں ستّر حجاب باقی ہیں جب تک تو اپنے ستّر حجاب سے بالکلیہ باہر نہ ہو جائیگی اور ان ستّر مقاموں سے نہ گذر جائیگی فقر کا نام زبان پر لانا تمکو مناسب نہیں جب رابعہ نے یہ کلام بارگاہ ملک العلام سے سُنا اُسکا تعجب حد سے بڑھ گیا۔ ہاتف غیبی نے کہا اے رابعہ ذرا اوپر کی جانب کو دیکھ جب نظر اُٹھا کر اُوپر کو دیکھا تو خون کا ایک دریا معلق ہوا جوش مار رہا ہے پوچھا الٰہی یہ کیا چیز ہے حکم ہوا کہ اے رابعہ یہ میرے عاشقوں کے دل کا خون ہے کہ ہمارے وصال کی طلب میں آنکھوں کی چشموں سے ٹپکا ہے اور ہماری طلب کی پہلی منزل میں ایسے ڈوب گئے ہیں کہ دوجہان میں اُنکا نام ونشان کا بھی کچھ اثر باقی نہیں رہا ہے رابعہ نے کہا الٰہی میں ان بزرگوں کی دولت سے ایک صفت مجھ عاجزہ کو عطا فرما اُسی وقت

حضرت رابعہ کو باوجود کبرسن اور یاس کے عورتوں کا عذر جاری ہو گیا اور تمام بدن خون سے آلودہ ہوا ہاتف نے آواز دیکر کہا کہ میرے عاشقوں کا پہلا مقام یہ ہے کہ سات سال پہلو کے بل چلتے ہیں جب وہ ایک کلوخ جو ہماری رکھی ہوئی ہے اُسکے نزدیک پہنچتے ہیں تو انکا فعل ہی اُن کے راہ کو بند کر دیتا ہے رابعہ جب اس کنایہ سے مطلع ہوئی تو نہایت قلق اور اضطراب سے گرم ہو کر کہا الٰہی بڑا افسوس ہے کہ تو نے مجکو اپنے گھر میں بیٹھنے نہ دیا اور اشتیاق کا قاصد میرے بلانے کے لئے تم نے بھیجدیا اور مجکو اپنے مکان سے تو نے باہر نکالدیا اور سات سال مجکو خونخوار بیابانوں میں قرعہ کیطرح ڈھکایا۔ جب میں تیرے گھر میں پہنچی تو نے مجکو اس جگہ میں رہنے کے قابل بھی نہ چھوڑا۔ غزل

شکائت است مرا با تو عرضہ خواہم داشت	بشرط آنکہ ازین بندہ عفو فرمائی
روا بود کہ برانی مراد با دِگران	بہ بزم عیشش نشینی و بادہ پیمائی
تو جورمے کن و من میکشم ولے چہ کنم	تو خود بگو کہ تا کے بود شکیبائی
چہ قطرہا کہ فشاندم زگریہ بر رخ خویش	کہ تا مگر بشکر خندہ لعل بکشائی
معین چو لالہ زعشق تو داغہا بر دل	نہادہ روئے بصحرا غریب سودائی

علماء نے کہا ہے کہ حضرت رابعہ کو جناب الٰہی سے خطاب ہوا کہ اے پیرزال تیرے دردمندانہ نالہ سے جو تو نے ہمارے کبریا آستانہ میں معروض کیا ہے ہم نے تجکو کئی حجوں کا ثواب کرامت فرمایا۔ اور تیرے حجاب کی حسرت کی برکت سے اب کے سال تمام حاجیوں کے حج قبول کئے ؎

ہر کہ خواہد کشش رشتے در جود	بردرش حلقۂ نیاز زنند
مدبران را چہ باز مے خوانند	مقبلان را چگونہ باز زنند

حدیث دیگر در مسائل حج وحاجیان۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْحَاجُّ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِہٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ بندہ مومن جب بہ نیت حج اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے اُسیوقت اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے گویا اپنی ماں کے پیٹ سے تولد ہوا وَلَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عِبَادَۃُ سَبْعِیْنَ سَنَۃً حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ اور آنے جانے تک بدلے ہر ایک قدم کے ستر سال کی عبادت اُس کے اعمالنامہ میں لکھی جاتی ہے۔ فَاِذَا رَجَعَ فَاغْتَنِمُوْا بِدُعَائِہٖ فَاِنَّ

دُعاءُہٗ مُسْتَجابٌ - پس جب حاجی سفر حج سے واپس وطن میں آوے تو اُسکی دعا کو غنیمت سمجھو یعنی اُسکی خدمت میں حاضر ہوکر استدعائے دُعا کرو تاکہ وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کرے اس لئے کہ اسکی دعا مستجاب ہے ریاض المذکرین میں لکھا ہے کہ جب حضرت جلال احدیت جل وعلا نے آدم صفی اللہ کو خانہ کعبہ کے بنانے کے لئے ارشاد فرمایا اور آدم علیہ السّلام نے امر الہٰی پر قیام کیا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کی یارب ان لکل عامل اجرا فما اجر عملی خداوندا جو کوئی عمل کرتا ہے اُس کے عوض میں ثواب پاتا ہے اَے میرے اللہ اس میرے عمل کا کیا ثواب ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا اَے آدم جب تیرے معرض فرزند اس گھر کا طواف کریں گے میں اپنے کرم سے اُنکو ساتھ مغفرت اور رحمت کے مخصوص کرونگا حضرت آدم نے کہا اس سے زیادہ کر فرمایا اَے آدم جو شخص تیری اولاد سے اس گھر کے دیکھنے کی محبت رکھے اور کسی مانع کے سبب اسکو زیارت میسّر نہووے میں حاجیوں کی دُعا اور سفارش کی برکت سے رحمت کرونگا اور ان کے گناہوں کو معاف کردونگا۔ آدم علیہ السلام نے کہا یارب حسبی۔ الٰہی اتنا ہی مجھے کافی ہے۔

نقل ہے کہ شیخ یحییٰ قدس سرہ جب اپنے حج سے فارغ ہوئے خانہ کعبہ کے دروازے پر آکر مناجات کی الٰہی جو خادم اپنے بادشاہ کی خدمت میں آتا ہے اور خدمتگاری کا طریق مرعی رکھتا ہے جب وہ اپنے گھر کی طرف مراجعت کرتا ہے اوسکے دوست اور یار اوسکے تحائف اور ہدایا کی توقع رکھتے ہیں اے خداوندا میں بھی تیرا بندہ ہوں اور چندروز تیرے آستانہ کی خدمت میں مشرف ہوا ہوں اب میری مراجعت کا وقت قریب ہے تحایف جو ہدیہ کے طور پر اپنے اہل بیت اور احباب اور اقارب اور اباعد کے لئے اس تیرے آستان فیض نشان سے لیجانے کا ارادہ ہے وہ یہ ہے کہ جب میں صحیح وسالم اپنے وطن میں پہنچوں تو اپنے سب اقارب کو کہوں کہ اے میرے دوستو یارو میں جو دربار الٰہی میں گیا جناب حضرت عزت وجل وعلا سے تمہارے لئے مغفرت اور رحمت لایا ہوں اے میرے اللہ اس وقت ان کے روبرو مجھکو شرمندہ نہ کریو ہاتف غیبی نے آواز دیا کہ اے یحییٰ جو وعدہ کہ تو اپنے دوستوں کیواسطے چاہتا ہے بلاریب اون کو اون کے وفا کی خوشخبری دہ بیشک میں تیری اہلبیت اور تمام مومنوں کو بخشدیا تاکہ میرے بندے اس امر کا یقین لاویں کہ میری ذات مقدس کریم ہے جب گداگر اور بینوا کریم کے گھر میں آتے ہیں تو جب تک ان کی مرادیں حاصل نہ ہولیں تب تک اون کو نہیں لوٹاتا ہے اور اونکی سب حاجتیں برلاتا ہے اور محتاجوں کے حق میں اونکی شفاعت ضائع

نہیں کرتاہے اللھم ارزقنا مؤلف اے میرے بھائیو ارباب اشارت نے حج کے اسرار میں لطائف اور اشارات بکثرت تحریر فرمائے ہیں اس مختصر میں چند لطیفے اور اشارتیں واسطے تفریح سامعین کے لکھی گئیں۔

اشارت اولیٰ قال اللہ تبارک وتعالیٰ لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس صاحب اشارت کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ جو اوس سے خواص اور عوام ممنوع نہیں ہیں اوسمیں پہنچنا بدون مشقت اور تکلیف کے میسر نہیں ہوتا ہی جنت کا خانہ جو ارباب اختصاص سے خاص کیا گیا ہے اس گھر میں بغیر رنج خدمت اور اطاعت کی مشقت اور عبادت میں ریاضت اور مجاہدت کے داخل ہونا کس طرح میسر ہو سکے۔

اشارت ثانیہ قاعدہ مقررہ اور ضابطہ مقدرہ ہے کہ راہ کے چلنے والوں اور بیت اللہ کی زیارت کرنیوالوں کو اکثر تکالیف مثلاً قلت بضاعت اور کثرت عطش اور مجاعت ملحق ہوتی رہتی ہیں جب اونکے دیدے رمد کشیدہ کعبہ کے پر انوار دیدار سے مشرف ہوجاتے ہیں سب تکلیفیں اور محنتیں جو جلنے کے وقت اونکو لاحق ہوتی ہیں بھولجاتی ہیں اور بجائے ہر ایک مشقت کے ایک مسرت اونکے عائد حال ہوجاتی ہے ہاں اے میری بھائیو میں تمکو ایک واقعی امر سے آگاہ کردیتا ہوں جس طرح حاجیوں کی تکالیف بمجرد زیارت بیت اللہ کے رفع ہوجاتی ہیں کذالک دنیا کی مختلفہ تکلیفیں جو تم کو لاحق ہو رہی ہیں عنقریب ہی تمہارے سے رفع ہوجائینگی اور عالم عاقبت کی دولتیں تمہاری طرف اقبال کرینگی۔ اور موت کی موجوں کا تلاطم اور فوت کی لوٹیوں کا تراکم منقضی ہوجائیگا۔ اور زاویہ لحد کا اختباس اور ہاویہ گور کا انکاس نعیم مقیم سرمدی سے متبدل ہوجائیگا اور قبور سے جانب قصور اور خاک وحشت سے بہشت عنبر سرشت کیطرف منتقل ہوجائیگا اور افلاس کے پلاس سے انبساط اور استیناس کی بساط پر انشاء اللہ بیٹھوگے اور فراق کی حضیض سے وصال کی اوج پر ترقی کروگے اوس وقت تم کو سب تکلیفیں اور محنتیں جو تم نے راستہ میں اٹھائی تھیں بھول جائینگی اور سب طرح کی نعمتیں تم کو حاصل ہوجائینگی اور تم کو لازم ہے کہ طلب مولا کے بیابان کو ارادت کے قدموں سے طے کرکے بموجب وصل الحبیب لے الحبیب عاشقوں کی طرح اپنے معشوق اور طالبوں کی مانند اپنے مطلوب کو پہنچ جاؤ جیساکہ مولانا معنوی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہ

بہر جائے کہ باشی مے طلب	آب میجو دائما اے خشک لب
خشکی لب ہست پیغامی ز آب	کہ بمات آرد یقین این اضطراب
این طلب ہاہمچوں خروسے در صباح	میزند نعرہ کہ مے آمد صباح

آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آبت از بالا و پست
گفت پیغمبر کہ چوں کوبی درے	عاقبت زاں در بروں آید سرے
چوں نشینی بر سر کوئے کسے	عاقبت بینی تو ہم روئے کسے
سایۂ حق بر سر بندہ بود	عاقبت جوئندہ یابندہ بود

اشارت ثالثہ اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف وغیرہ عواطف میں مسافر اور مقیم اور غریب اور بلدی کو برابر رکھتا ہے۔ کما ورد سَوَآءً الْعَاكِفُ وَالْبَادِ مکہ کے رہنے والوں کا اختیار نہیں کہ کسی غریب الوطن کو خانہ کعبہ کی زیارت سے ہٹادیں یا اونکو روک دیں۔ اسلئے کہ اصلی مقصود اظہار مکرم وجود ہے گویا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو میرے دو ہی گھر ہیں۔ ایک تو زمین کما ورد اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ اور دوسرا آسمان سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کما ورد عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اے آج دنیا میں اس گھر کی زیارت میں ہم نے آشنا اور بیگانہ میں فرق نہیں رکھا ہے۔ اگر قیامت کے دن وس دائمی گھر میں داخل ہونیکے وقت مطیع اور عاصی اور نیکوکار اور بدکار کو جدا اور علیحدہ نہ کریں اور سب کو قیامت کے روز بازار میں اپنے دیدار کے مشاہدہ سے مشرف کردیں تو ہمارے کرم سے بعید نہیں۔

اشارت رابعہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے کعبہ شریف کو چاندی سونے اور جواہر زواہر سے مرتب نہیں کیا بلکہ پتھروں اور مٹی سے آراستہ کیا۔ اس کا موجب یہ ہے کہ عالم دنیا کے رہنے والے اس امر کو معلوم کرلیویں اور اپنے عقل سے سمجھ جائیں کہ عزت اور احتشام اور چیز ہے اور اعزاز واکرام اور چیز ہے زر اور نقرہ خلائق کو عزیز ہے اور ان کے نزدیک پتھر اور مٹی خوار اور ذلیل لاشیا ہے لیکن ہمارے کرم اور جود کے خزانہ میں وہی چیز عزیز ہے جسکو ہم معزز اور عزیز کریں اور ذلیل اور خوار وہی چیز ہے جسکو ہم ذلیل اور خوار کریں۔ سو مزار محل زرنگار اور بستان رفیع الشان جو ہمارے دنیادار بندوں نے روئے زمین پر بنائے اور اونکی اونچائی کیوان تک پہنچائی لیکن جب وہ ہمارے اعزاز کی طرز سے نامطرز اور ہمارے اعتزاز کے حلیہ سے نامعزز تھے۔ اسی واسطے ہم نے انکو جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا کے صاعقہ خاک کے ساتھ یکساں کردیا اور یہ دوچار پتھروں کا گھر جو اس مقبل عارف صاحبدل بندہ یعنی ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بحکم ملک جلیل جل ذکرہٗ کے ہاتھ کا بنایا ہوا اور اس کی بنیاد رکھی ہوئی ہے۔ چونکہ اس معظم گھر نے تخصیص کا خلعت اِنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ کی اضافت سے اپنے وجود پر پہنا ہوا ہے یعنی ہماری ذات مقدس نے اس گھر کو لباس

إِنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ کا پہنا ہوا ہے اور فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کا جام اُسکو پلایا ہوا ہے اسی واسطے اُس کے شان کی رفعت اور اُس کے برہان کی بسطت روز بروز ترقی اور تزائد اور انتما میں ہے لیعلم الخلائق انی انا المعز والمذل **اشعار**

چو مارا بدنیا تو کردی عزیز	بعقبےٰ ہمین چشم داریم نیز
عزیزی و خواری تو بخشی و بس	عزیزے خواری نہ بیند زکس

ابرہ ملعون میرے عزیز کو خوار کرنا چاہتا تھا ۔ چار ہزار ہاتھی کو برگستوان پہنا کر اور کئی ہزار آدمیوں کی فوجیں اور کئی ہزار اونٹ خانہ کعبہ کے خراب و ویران کرنے کے ہمراہ لایا جب وہ مردود وادی المجاز میں جو مکہ سے دو فرسنگ ہے آ اُترا ۔ دوسرے روز تمام لشکر میں منادی کرائی کہ مکہ کی غارت اور کعبہ کی تخریب میں بالکل کوشش کرنی چاہیئے کہ اُسکی اینٹیں اور پتھر ایکدوسرے سے جدا ہو جائیں اور اُسکی خاک حبشہ تک پہونچائیں ۔ دوسرے روز ہاتھیوں کو آراستہ کر کے خانہ کعبہ کیطرف ہانکنا شروع کیا ۔ ہاتھیوں نے اپنے خرطوم کو زمین پر ٹکایا اور اُس مقام سے ایک قدم بھی تجاوز نہ کیا ۔ کافروں نے ہر چند اُن کو مارا پیٹا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اسی اثناء میں دریا کی طرف سے بیشمار لشکر حضرت پروردگار کے لشکروں میں سے جنکے پر سیاہ اور منقار زرد اور گردن سبز اور دراز پنجے ٹڈی سے بڑے اور خطاف سے یعنی ابابیل سے چھوٹے ہر ایک نے تین تین پتھر ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں لئے ہوئے جدہ کیطرف سے مکہ کیجانب کو ڈلوں کے ڈل نمودار ہوئے اور خانہ کعبہ کے اردگرد میں طواف کرنے لگے طواف سے فارغ ہو کر حبشہ کے لشکر کیطرف جاتے تھے اور اُن کے سروں پر پر در پر صف باندھتے تھے ۔ جب خورشید کی سپاہ کے طلیعہ نے زبرجدی پردہ کے اُفق سے جمال دکھایا حضرت خداوندی جل وعلاء کا فرمان پہنچا کہ اے میرے بہادر پرندو سب سے پہلے تم سنگینہ دل ابرہ کو سنگ بارانی کرو ازاں بعد اُس کے لشکر کی خبر لو ۔ لکھا ہے کہ جب کوئی اُس فجار کی لشکر کی سوار کو پتھر مارتا تھا تو اُس کے سر کو توڑ کر اُسکی دُبر سے نکلجاتا تھا اور جس کے پہلو میں وہ پتھر کا ریزہ لگتا تھا ۔ اُس کے دوسرے پہلو سے پار ہو جاتا تھا ۔ اُس کافر فاجر کا سارا لشکر ایسا ابتر ہو کر ہلاک ہوا کہ ان میں سے ایک تن زندہ نہ نکلا ایک روایت میں دیکھا گیا ہے کہ ابرہ نے ان سب میں سے تنہا سخت ہزیمت کھا کر مارے خوف کے بھاگ کر اپنے دارالبوار کی راہ لی جب حبشہ میں پہونچا اور گذشتہ حال کی حقیقت نجاشی کو سُنائی ۔ ایک مرغ جو اُس کی

تقدیر کا تھا اُس مجلس میں نمودار ہوا۔ ابرہ نے نجاشی کو کہا اسیطرح کے جانوروں نے ہمارے لشکر کو کَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ کر دیا ہے۔ یہ بات کہتا ہی تھا کہ اُس مرغ نے اُس کے سر پر ایک پتھر مارا کہ اُس کے بدن کو چیرتا ہوا اُسکی مقعد سے باہر نکلگیا اور وُہ کافر نجاشی کے روبرو فی النار ہوگیا اے میرے بندو وہ گھر جسکو ہم نے معزز اور عزیز بنایا ہوا ہے جب اُس کافر نے اُسکی خواری اور اہانت کا قصد کیا ہمنے اُس کے سارے لشکر کو کیسی خواری اور نگونساری سے ہلاک کیا کما ورد اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ کذالک حضرت آدم صفی اللہ ہمارا عزیز اور مکرم ہے کما ورد وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اور شیطان لعین جو اُسکی اہانت کے درپے ہوا ہمنے اُس مردود کو بحکم وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ لعنت ابدی کا سنگسار کیا۔ اسیطرح ہمارے مومن بندے بھی ہمارے عزیز ہیں اور اُن کی عزت بحکم وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ہمارے نزدیک ثابت ہے۔ شیطان لعین کو ہم کب اُسکے نزدیک آنے دیتے ہیں کہ آخر دم میں اُسکی عزت میں رخنہ ڈالے کما ورد اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۝

لطیفہ عجیبہ۔ ابرہ کافر ہمارے معزز اور عزیز خانہ کعبہ کے گرانے اور خوار کرنے کے قصد پر چار ہزار فیل ہمراہ لیکر آیا تھا ہم نے اپنے غیبی لشکر کو بھیجا اور اُسکو ذلیل کرکے ہلاک کر دیا وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ۔ اے میرے بھائیو ان معنوں کی تحقیق میں میرے عجیب نکتہ کو سُنو۔ اگر بنظر غور دیکھا جائے۔ تو کعبہ ہمگی و تمامی دو ہی ہیں ایک کعبہ ظاہری جو مکہ میں ہے اور دُوسرا کعبہ باطنی یعنے حضرت دل جو مومن بندہ کے سینے میں ہے۔ اُس ظاہری کعبہ کی خرابی و بربادی کے لئے ابرہ کافر نے چار ہزار ہاتھی متعرض کئے۔ کہ اس کعبہ کو ویران کر دیوے۔ ہم نے اُس کے مکائد اور مکروں کو اپنے مرغ ضعیف کے ہاتھ سے نیست و نابود کر دیا کما ورد اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ۔ وہ کعبہ ظاہر تھا اور وُہ دشمن بھی ظاہر اور وہ مرغ بھی ظاہر۔ اور اس جگہ کعبہ بھی باطنی اور اُسکا دشمن بھی باطنی اگر خدا تم کو عقل دے تو جب یہ دشمن باطنی تیرے باطنی کعبہ کی ویرانی کا قصد کرے تو فے الحال اپنی زبان پر کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کالا۔ اس لئے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ جب بندہ کلمہ طیبہ زبان پر لاتا ہے تو ایک مُرغ سبز رنگ بندہ کے دہان سے

پرواز کرتا ہے چنانچہ اس مسئلہ کی تحقیق پہلی مجلس میں گذر چکی ہے - جسطرح اُن غیبی مرغوں نے چار ہزار ہاتھی کو جو ابرہہ خانہ کعبہ کی خرابی کیواسطے لایا تھا۔ نیست و نابود کر دیا تھا - کذالک یہ مرغ جو کلمہ طیبہ سے پیدا ہوتا ہے بندہ کے چار ہزار گناہ کبیرہ کو نیست و نابود کر دیتا ہے - کما ورد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَدَّ ھَاھَدَمَتْ لَہٗ اَرْبَعَۃَ اٰلَافِ ذَنْبٍ مِّنَ الْکَبَآئِرِ +

اشارت خامسہ - خانہ کعبہ کی بنا کیواسطے اچھے اچھے مکانات اور بلاد و امصار جنمیں عمدہ عمدہ ریاض اور حیاض اور انہار ہیں جو اُنکے فرحت افزا میدان دیکھنے سے طبیعت میں فرحت آجائے چھوڑ کر ایک بے آب بے درخت بے زراعت تنگ عیش با مجالت وادی کو اختیار کیا اور تشریف کے خلعت سے مزیّن اور مشرّف کیا تاکہ جو شخص اطراف اور اکناف سے اُس منبع الطاف اور مرجع اشراف کی زیارت کا اقبال کرے اُسکی نیّت کا صدق اور خلوص کی نیّت تمام خلائق پر معیّن اور مقرر ہو جائے - اس لئے کہ اگر حرم کا میدان ریاض اور حدائق اور ریاحین اور شقائق اور اشجار مثمرہ اور زراعات وافرہ اور محصولات متکاثرہ سے آراستہ و پیراستہ ہوتا تو لائق تھا کہ اس باکرام مقام کا ارادہ نفس کی رعونت اور طبیعت کے میلان پر محمول ہوتا اور حظوظ نفسانی کو فیوض ربانی کے ساتھ اشتراک ہو جاتا +

حکمت دوم - یا میں کہتا ہوں کہ اس وادی کے اختیار کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ مقام شریف حق سبحانہ وتعالےٰ کی خدمت کیواسطے مستخلص اور خاص ہو جائے - اگر یہ مکان مبارک اور ملکوں کیطرح سرد سیر ہوتا تو بعضے زراعت اور نہروں کے جاری کرنے اور درختوں کے بونے بوانے میں مشغول اور مصروف ہوتے تو بتامہ طاعت اور عبادت میں مصروف نہ ہو سکتے +

حکمت سوم - یا میں کہتا ہوں کہ اس وادی منبع نامرادی کو اس مکان مبارک کے لئے اسواسطے اختیار کیا تاکہ یہ وادی فقر اور ارباب ریاضت و مجاعت کی منزل اور طاعت اور عبادت کے صومعہ میں بیٹھنے والوں کا معبد ہو جائے اور جبابرہ اور اکاسرہ جو اپنی تمام ہمتوں کو نفس کی ہوسات اور مشتہیات میں مصروف رکھتے ہیں - اس جگہ کو غیر آباد دیکھکر توطن نہ بنا سکیں گے - یا میں کہتا ہوں کہ ارباب بصیرت اور عارفان پاک سیرت کے دلپر

یہ بات واضح ولائح ہو جائے کہ دُنیا اور اُسکی دولتیں اور نعمتیں عنداللہ کچھ قدر نہیں رکھتیں اگر اس ناپائدار دُنیا کے سازو سامان کا اللہ کے نزدیک کچھ قدر ہوتا تو اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہنے کیلئے سب ملکوں سے اعلےٰ اور افضل ملک اختیار فرماتا۔

اشارت سادسہ۔ احرام کے وقت لباس کی تجرید کا امر اور سر کی تحلیق کی نہی اور اُلجھے ہوئے بال رہنا اور اپنے مُنہ پر آسائش اور راحت کا دروازہ نہ کھولنے میں کیا حکمت ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ملازمان درگاہ مخلوق اور زائران بارگاہ حضرت خالق سُبحانہ و تعالےٰ کے درمیان فرق اور امتیاز ہو جائے۔ اس لئے کہ سلاطین روزگار کی یہ عادت ہے کہ اپنے ملازموں کو ملاقات اور ملازمت کے وقت لباس کی تحسین اور بدن کی تزئین کیواسطے جاری کرتے ہیں۔ یہانتک کہ جس ملازم کا لباس فاخرہ تر ہوتا ہے بادشاہ کی عنایت کی نظرات اُس کے حقمیں زیادہ تر ہوتی ہیں اور بارگاہ ایزدی عزّ اسمہ میں اُس کے برخلاف معاملہ ہے کہ وہ مالک الملک شہنشاہ لایزال اپنے حریم حرم کے زائروں کو لباس فاخرہ سے تجرید کا حکم فرماتا ہے کہ جو کوئی لباس فاخرہ دنیویہ سے برہنہ تر ہے وہ میرے جود اور کرم کے خلعت کے لئے اولیٰ تر ہے۔ مخلوق اور خلعت کا تفاخر خودی اور خود پرستی کے جوش اور خوش پوشی میں ہے اور حق سبحانہ وتعالےٰ کے نزدیک تفاضل گرسنگی اور تہی دستی میں ہے۔ چنانچہ حضرت مولنا رومی رحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے

چون الف از استقامت شد بہ پیش	او نداند ہیچ از اوصاف خویش
گشت فرد از کسوت خوہائے خویش	شد برہنہ جان بجان افزائے خویش
شاہش از اوصاف قدسی جامہ کرد	چون برہنہ رفت پیش شاہ فرد
خلعتے پوشید از اوصاف شاہ۔	بر پرید از چاہ بر ایوان شاہ
قرص خورشید است خلوتخانہ اش	کے حجاب آرد شب بیگانہ اش
علت و پرہیز شد بحران نماند	کفر ایمان شد و گر کفران نماند

اس حکمت کے جواب میں میں کہتا ہوں اگر احرام کے وقت لباس سے تجرید کا امر نہ ہوتا تو اغنیا لباس فاخر پہنکر حرم کے میدان میں اپنا جلوہ دکھاتے اور طرح طرح کی زینتوں سے اپنے وجود کو آراستہ و پیراستہ کرتے اور بیچارے فقرا اور مساکین انکی طمطراق دیکھکر دلشکستہ اور جگر خستہ حیران رہجاتے حکمت الٰہی نے اس میدان میں اغنیا کو فقراء کیساتھ یکرنگ کر دیا اور

تونگروں اور مفلسوں کو برابر کر دیا*

مؤلف - اے میرے بھائیو! قیامت کے دن مخلصوں اور مفلسوں کیساتھ ایسا ہی معاملہ ہوگا - اس لئے سب مخلص مفلس پرہیزگار بدکار اس کے اقتدار کے قبضہ میں مسخر اور اُسکی قدرت کے پنجہ میں مضطر ہیں جیساکہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

خدایا بغفلت شکستیم عہد	چہ زور آورد با قضا دست جہد
چرا باید از ضعف حالم گریست	اگر من ضعیفم پناہم قویست
چہ برخیزد از دست تدبیر ما	ہمین نکتہ بس عذر تقصیر ما

تمثیل

سیہ چردۂ راکسے زشت خواند	جوابے بگفتش کہ حیران بماند
زمن صورت خویش خود کردہ ام	کہ عیبم شماری کہ بد کردہ ام
ترابا من از زشت روئی چہ کار	نہ آخر منم زشت و زیبا نگار
از انم کہ برسر نوشتی ز پیش	نہ کم کردہ اے بندہ پرور نہ بیش
تو دانائی آخر کہ قادر نیم	توانائے مطلق توئی من کیم
جہان آفرین گر نہ یاری کند	کجا بندہ پرہیزگاری کند

یا میں کہتا ہوں کہ تجرید میں یہ حکمت تھی کہ راہ توحید کے سالک اس بات کو جان جائیں - کہ آب و گل کے خانہ کا تقرب بغیر تجرید کے حاصل نہیں ہوتا ہے - فکیف من یرید التقرب الی رب البیت فلا یحتاج ان یتجرد عن جمیع المکونات ہے

گرت قربتے ہست در بارگاہ	بخلعت مشو غافل از بادشاہ
خلاف طریقت بود کاولیا	تمنا کند از خدا جز خدا

اشارت سابعہ - صفا و مروہ میں دوڑنے اور طواف کے وقت سرعت سے چلنے میں حضرات علماء نے یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ پانچ چیزیں مجانین کے افعال میں سے ہیں برہنہ ہونا اور شور و غل مچانا اور کوچہ و بازار میں دوڑے پھرنا اور بیہودہ پتھر مارنا اور سر کے بالوں کو منڈانا یہ پانچ فعل دیوانوں کو لازم ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے حاجیوں کو ان پانچ امروں سے مامور فرمایا - گویا اسمیں یہ اشارہ کیا کہ اے میرے گھر کی زیارت کرنیوالو تم آج اپنے تئیں مجانین کیطرح بنالو جسطرح اُن سے تکالیف شرعیہ اُٹھائی ہوئی ہیں اسی طرح تمہارے سے بھی

قلم اُٹھالیں گے اور تمہارے گناہوں کو بخشدیں گے ❖

اشارت ثامنہ - قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا یعنے جو کوئی احرام باندھتا ہے اور حرم شریف کے حبل متین سے تمسک کرتا ہے وہ امن اور امان میں آجاتا ہے یعنے اُسکو کسیطرح کی تکلیف من حیث الدنیا ومن حیث الاٰخرۃ نہیں پہنچتی کما ورد قال النبی صلے اللہ وسلم اَلْمَکَّۃُ حَرَمُ اِبْرَاهِیْمَ وَالْمَدِیْنَۃُ حَرَمِیْ مَنْ مَّاتَ فِیْهِمَا لَا یُعْرَضُ وَلَا یُحَاسَبُ یعنی مکہ میرے جدّ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حرم ہے اور مدینہ میرا حرم ہے جو مومن بندہ مکہ یا مدینہ میں فوت ہوجائے وُہ عرض اور قیامت کے حساب سے محفوظ رہیگا - **نکتہ** اے میرے بھائیو دو حرم جو ان دو پیغمبروں کی طرف مستند ہیں جو مُردہ یا زندہ ان حرمین شریفین میں ہے وہ بیشک عذاب دُنیا اور آخرت سے محفوظ سبحانہ وتعالےٰ کی طرف مسند ہے - کما قال اللہ تعالیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ جو مومن بندہ اس حصن حصین اور عروہ وثقائے متین میں متحصّن ہوا - اگر وُہ دنیا کے عذاب اور عقبےٰ کے نکال سے مصئون اور محفوظ ہوجائے تو اُس کے کرم سے بعید نہیں کما ورد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اٰمَنَ مِنْ عَذَابِیْ ❖

نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کعبہ شریف میں تشریف لائے اور حضرت امام المسلمین رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے - حضرت امام جعفرؓ نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے - لوگوں نے کہا کہ یا حضرت یہ شخص نعمان بن ثابت ہے فرمایا یا نعمان ماتقول فی قولہٖ تعالیٰ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا - حضرت امام اعظم نے فرمایا صار اٰمنا لایقام علیہ الحد ولا یقبل حتی یخرج یا حضرت اس آئت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جو شخص حرم شریف میں داخل ہوئے اُسپر حدود شرعیہ قائم نہ کئے جاویں اور اس سے قصاص نہ لیا جاوے - تاوقتیکہ وُہ حرم شریف سے باہر نہ نکلجائے - حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اے ابو حنیفہؒ جب یہ امر ہے تو بس عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور فلان فلاں کس وجہ سے اور کیوں قتل ہوئے فاین الامن حضرت امامنا ابو حنیفہ رح چپ ہوگئے - اور امام جعفر صادق رح روانہ ہوگئے حضرت امام ہمام اعظم رح نے پُوچھا کہ یہ مرد خدا کون ہے لوگوں نے کہا امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں - حضرت امام حنیفہ رح نے نزدیک جا کر عرض کیا یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما معنی هذہ الاٰیۃ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرۃ العین اس آیت کے کیا معنے

ہیں فرمایا اے ابوحنیفہ رح ہمارا علم وراثت اور تمہارا علم روایت کیوجہ سے ہے اور وراثت روایت پر مقدم ہے ہمکو اپنے آباواجداد کرام سے بطور وراثت کے اسطرح پہونچا ہے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا اے مَنْ دَخَلَهُ الْاِيْمَانُ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِ الرَّحْمٰنِ ؂

اشارت تاسعہ - ایجاب حج اور تجرد میں حکمت عظمےٰ یہ ہے کہ انسان کو اپنی موت اور قیامت اور اپنا انقلاب یاد رہے - کیونکہ ارباب اشارت نے کہا ہے کہ حج کے مناسک اور ارکان مرگ اور قیامت کا نمونہ ہے - چنانچہ اس تحقیق کی تفصیل اسطرحپر ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہو جاوے اُسکو چاہئے کہ وہ اپنے وارثوں کو وصیت کرے تاکہ اُس کے حقوق لازمہ وغیرہ اُس کے ذمہ سے ادا ہو جاویں - کذالک مستحب ہے کہ جب کوئی شخص ارادہ حج کا کرے پہلے اپنے لازم وغیر لازم حقوں کو ادا کرے تاکہ وہ دل کی فراغت سے مسافت کو قطع کر سکے -

دیگر یہ ہے کہ جب بیمار حالت نزع میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اپنی نظر اقارب اور اباعد اور احباب سے اُٹھا لیتا ہے - اور جہات اور جوانب سے نظر ایک جانب پر لگا رکھتا ہے اسیطرح حاجی بھی وداع کے وقت اپنے عیال واطفال سے اور مال ومنال سب چیزوں سے دل اُٹھا کر جانب قبلہ کو متوجہ ہو جاتا ہے - اور جب جان بدن سے مفارقت کرتی ہے تو اُس میّت پر واجب ہو جاتا ہے - کذالک جب حاجی اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے تو اُس کے نامۂ اعمال کو گناہوں سے دھو ڈالنا کرم الٰہی جل جلالہ پر واجب ہے - قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْحَاجُّ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ؂

دیگر - جب حاجی اپنے مرکب پر قدم رکھے تو اُسوقت اپنے جنازہ کے اُٹھائے جانے کو یاد دلائے - جب حاجی کے وداع اور رخصت کرنیکے لئے اُس کے احباب واقارب باہر آتے ہیں اور اُسکو وداع کر کے اپنے گھرونکی طرف لوٹ جاتے ہیں تو اپنا وہ وقت یاد کرے - کہ میرا جنازہ ابھی قبر سے باہر ہی پڑا ہوگا تو میرے احباب مجکو چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے جائینگے اور جب حاجی بیابان میں قدم رکھے اور دوستوں اور یاروں سے تنہا رہجائے اور طرح طرح کی مشقتیں اسکو راستہ میں پیش آویں - تو اُسوقت اپنی قبر کے واقعات اور لحد کی مشقات کو یاد کرے - اور جب حاجی کی طبیعت پر قطاع الطریق کا ہول اور رہزنوں کا خوف غلبہ کرے تو اُس وقت منکر اور نکیر کے اہوال سے یاد کرے - جب کوئی عقبہ راستہ کے عقبات سے راہ میں پیش آجائے تو آخرت کے عقبات کو فراموش کرے - اور جب حاجی بیابان میں زاد وراحلہ کا حاصل

کرنا محالات سے سمجھتا ہے تو اسی لئے اپنا زاد و راحلہ اپنے شہر اور ولائت سے بہم پہونچا کر
اپنے ساتھ لیجاتا ہے تو اُسوقت قیامت کی احتیاج اور بیزاری اور درماندگی یاد کرے - اور
اپنے دلمیں یقیناً سمجھ لے کہ جو شخص ہلاکت سے چھوٹ کر سعادت کو پہنچنا چاہے اُسکو چاہئے
کہ دنیا ہی سے اپنی قیامت کا توشہ ساتھ لیجائے - اگر دُنیا کی زندگی کو رائگان و برباد کردیگا
تو اُس کے بعد اُسکا حاصل کرنا اور حاصل ہونا ممکن نہیں اور جب حاجی میقات پر پہنچے
اور احرام باندھے اُسوقت قبر سے باہر نکلنے کا حال یاد کرے کہ اسیطرح میں حشر کے دن
کفن کی دونوں چادریں پہنے ہوئے اپنی قبر سے اُٹھونگا - جب حاجی کی نظر بیت اللہ شریف
پر پڑتی ہے - اگرچہ راستہ میں کئی طرح کی ہلالت اور کلالت اُسکو پہونچتی رہی ہو - مگر ایک ہی
نظر سے اُسکی تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں - علےٰ ہذا القیاس اگرچہ قیامت کا دن ہر چند اُسکی
درازی اور انتظاری اور اُس کے اہوال انسان کے حال کیساتھ شامل رہتے ہیں - مگر جب
اُسکی نظر پروردگار کے آثار رحمت پر پڑتی ہے تو دُنیا کی محنتیں اور عقبےٰ کی تکلیفیں بالکلیہ
فراموش ہو جاتی ہیں - اور جب حاجی اپنے بدن سے لباس اور تن کو برہنہ کرے اور پاؤں سے
جُوتا اُتار ڈالے تو اُس وقت کے اوضاع اور اطوار کو یاد کرے - کما ورد یحشر الناس
یوم القیمۃ حفاۃ عراۃ - اور جب عرفات پر وقوف کرے تو وقوف کے وقت میں ید اللہ
کو یاد کرے کما ورد یقوم الناس لرب العٰلمین اور جب عرفات پر اپنے گناہوں سے پشیمان
ہووے تو اُسوقت اپنے دلمیں ایسا قصد کرے کہ آئندہ کبھی میں گناہ کے گرد نہ پھرونگا
اور قیامت کے دن کی پشیمانیوں کو یاد کرے - کیونکہ اُس روز گنہگار جب عذاب میں گرفتار
ہونگے تو جناب باری میں التجا کریں گے کہ الٰہی ہمکو اُس عالم سے نکال اور پہلے عالم میں داخل
کردے تو ہم وہاں جا کر عمل نیک کما لاویں - کما ورد وھم یصطرخون فیھا ربنا اخرجنا
نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل حاجی کو لازم ہے کہ جب اپنے وطن میں سلامت پہنچ
جائے تو پھر اصلاً گناہوں کیطرف متوجہ نہ ہووے تاکہ لو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ کی
سرزنش سے محفوظ رہے اور جب عرفات سے لوٹ آوے - اور امام کو خطبہ میں دست بدعا
دیکھے اور خلائق کا اقتدار مشاہدہ کرے تو اُسوقت اُمت کا اقتدار اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت کا حال یاد کرے اور جب حاجی مزدلفہ میں پہونچے تو اپنا پُلصراط پر گذرنا
یاد کرے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ قیامت

کے دن ذبح ہونا یاد کرے جیساکہ حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو بصورت کبش املح بہشت اور دوزخ کے درمیان ذبح کرینگے ازاں بعد حاجی جب دیکھے کہ حاجی تین قسموں میں منقسم ہیں بعضے تو راستہ ہی میں ہلاک ہوئے اور بعضے غرقی یا حرقی کے صدمہ سے تباہ ہوئے اور بعض سلامت وطن میں پہنچے اور بعض نے حرم شریف کی مجاورت اختیار کی اُسوقت اہل دوزخ اور اہل بہشت اور اہل اللہ کو یاد کرے اور سمجھے کہ اہل اللہ سب سے فائق ہیں جیساکہ عارف رومی نے فرمایا ہے

طواف حاجیان دارم بگرد یار میگردم	نہ اخلاق سگان دارم کہ بر مردار میگردم
جہان مارست زیرا و یکے گنج ست پنہانی	سر آن گنج من دارم کہ گرد یار میگردم
مثال باغبان ہستم نہادہ بیل برگردن	زبہر خوشہ خرما بگرد خار میگردم
رفیق خضرم و مردم نقاب خضر راجویان	قدم برجائے سرگردان کہ چون پرگار میگردم
نمیدانی کہ رنجورم کہ جالینوس میجویم	نمے بینی کہ مخمورم کہ بر خمار میگردم
زکعبہ کار نکشاید کہ من دلدار مے جویم	نہ من دینار میخواہم کہ بر دیدار میگردم
نہ من پروانہ آتش کہ بال و پر خود سوزم	منم پروانہ سلطان کہ بر انوار میگردم

کعبہ شریف کی بنا کے بیان میں

روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ جب حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بسبب زلت کے باغ بہشت سے ان سختیوں کے زندان میں بھیجا تو بہشت کی کرامات کے فوات پر بہت تاسف اور تحسر انکے شامل حال ہوا۔ اضطراری کیحالت میں جناب باری تعم میں مناجات کی اثنا میں واہب العطیات کی بارگاہ سے اپنے زخمی دل کے لئے مرہم کی درخواست کی حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایک یاقوت جنت کے یاقوتوں سے جس کا نام بیت المعمور تھا اُسکی تفریح کے لئے بھیجدیا اور ملائکہ نے اُسکو کعبہ کے مکان پر لا رکھا اور آدم کو اُس کے طواف کے لئے حکم ہوا اور اُسکی توبہ اُس کے وسیلہ سے قبول ہوئی اور اُسکو بار دیگر دولت کے تخت پر بیٹھایا اور یاقوت ایک قبہ سرخ کی شکل پر تھا اور دو دروازے ایک شرقی دوسرا غربی تھے اور دس ہزار قندیل آفتاب اور ماہ سے روشن تر اس میں لٹکی ہوئی تھی اور اس روز حجر الاسود بہشت کے جواہر سے ایک سفید یاقوت تھا اور اس قبہ میں ایک کرسی رکھی تھی حضرت آدم علیہ السلام اس پر

بیٹھتے تھے۔ تیسیر میں میں نے دیکھا ہے کہ بیسبب بہ دمہا عہ حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنے آنسو اُسی کپڑے سے پونچھے تھے۔ حقتعالیٰ نے کئی ہزار فرشتے اُس قبہّ کی محافظت کے لئے بھیجے ہوئے تھے اور وہ ملائکہ اُس کے تعہد پر قیام کرتے تھے اور شیاطین اور ابالسہ کو اُس سے دفع کرتے تھے بلکہ سرکش شیاطین کی نظروں سے اسکو چھپائے رکھتے تھے اس لئے کہ یہ قبہ بہشتی تھا۔ اور قاعدہ مثبتہ عند اللہ ایسا واقع تھا کہ جس شخص کی نظر بہشتی چیزوں پر پڑے البتہ وُہ بھی بہشتی ہو جاتا ہی نکتہ اسبات میں یہ ہے کہ مومن بندے کا ایمان اور توحید بارگاہ الہٰی سے آیا ہے کما ورد شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور مومن بندے کا دل جو یقین کی آنکھوں سے ایمان کے نور اور عرفان کے ظہور کیطرف نظر کرتا ہے اگر اسکی برکت سے اہل بہشت اور صاحب رضا اور لقا ہو جائے تو کیا عجب ہے۔ القصّہ جب آدم علیہ السلام فوت ہو گئے اُس قبہّ کو آسمان پر لیگئے۔ ازاں بعد اسکی اولاد نے اُس مقام پر کہ وُہ قبہّ رکھا ہُوا تھا ایک گھر مٹی اور پانی سے تیار کیا۔ حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانہ تک وہ گھر قائم رہا اور لوگ اُسکا طواف کرتے تھے۔ اس کے بعد وُہ گھر بباعث ظہو طوفان کے بے نشان ہو گیا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا اگرچہ اس امر میں روایات مختلفہ وارد ہوئی ہیں مگر اُن کی تحقیق میں صاحب تفسیر بحر الدر نے جو تقریر لکھی ہے وہ اس جگہ لکھی جاتی ہے وھو ھذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس گھر کی عمارت کے لئے مامور ہوئے اُن کو جناب الہٰی سے ایسی تاکید ہوئی تھی کہ بیت المعمور کے مقدار پر بے کم و کاست خانہ کعبہ بنایا جاوے اور اُس کی جگہ اور مساحت بباعث اندراس آساس کے ابراہیمؑ پر مشتبہ تھی حق تعالیٰ سے واسطے تبیین بنیاد کی کیفیتّ سے ارشاد فرمایا۔ اسبات میں نیز روایات مختلفہ مطالعہ میں آئی ہیں چنانچہ از انجملہ ایک روائت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا تاکہ وہ بیت المعمور کے مقدار پر زمین پر سایہ ڈالے اور اُس ابر کا سر اور زبان تھی چنانچہ اُس ابر نے کعبہ کے مکان پر اپنا سایہ ڈالکر کہا کہ اے ابراہیمؑ خانہ کعبہ کو میرے اندازے پر بنا کرہ اور قصص میں لکھا ہے کہ جب ابر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ اور مقدار سے اطلاع دی تو جناب الٰہی سے خطاب مستطاب وارد ہُوا کہ اے ابر تو نے ہمارے خلیل کو کعبہ کے ثبوت کے لئے دلیل ارشاد فرمائی ہم تیرے اسقدر عمل کو ضائع نہیں کرینگے۔ چند روز تو گروہ ہوا میں توقف کر۔ جب سید آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونگے اور اپنے سرو آسا قد و آفتاب کا سایہ زمین پر ڈالیں گے تو چھتر کی مانند اُسکی سائبانی کی خدمت میں مشرف ہو گا جیسا کہ آنحضرتؐ کے سر مبارک پر ابر کی سایہ بانی کا حال سیر کی کتابوں میں ثبوت کو

پہونچ گیا ہے اَے میرے بھائیو اہل اشارت نے ان معنوں میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ جب ابر نے حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلائی حق سبحانہ و تعالیٰ اُسکی سعی کو ضائع نہیں کرتا ہے اور اُسکو شاہ لعمرک کے سر کا چتر بناتا ہے۔ اگر بندہ موحد کی سعی کو جو رب البیت کا ارشاد کیا گیا ہے ضائع نہ کرے اور اُسکے ایمان کو چتر کی مانند آفتاب قیامت کا سائبان بنا دیوے تو کچھ عجب نہیں

دُوسری روائت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عنکبوت کو بھیجا اور اُسنے بیت المعمور کے عرض و طول کے بموجب اپنے لعاب سے ایک شادروان بنایا اور ابراہیمؑ کو سمجھایا پس خطاب ہُوا کہ اے عنکبوت جب تو محمدیوں کے قبلہ کی دلیل بنگیا ہم تیری اس تکلیف کو ضائع نہیں کرینگے اور تجکو غار کے دن اسرار سرور انبیاء علیہ وعلیہم السلام کا پردہ دار کر دیں گے *

تیسری روائت یہ ہے کہ حقتعالیٰ نے ہوا کو بھیجا اور اُس ہوا نے فراشوں کیطرح بیت المعمور کے مقدار پر زمین کو صاف کیا پس خطاب ہُوا کہ اے ہوا تو مکہ کی نواحی میں ٹھیری رہ جب اس مکان کا مالک دنیا کی بساط کو اپنے بانبساط جمال سے آراستہ کریگا اور بموجب بلّغ ما انزل الیک اس صدر کا کام بدر کی لڑائی تک انجام پکڑیگا تو اس جگہ اس شہنشاہ رسالت کی مدد کر کے اُس کے فضل کے خزانہ سے اپنا حصہ حاصل کر اور اُس کے دشمنوں کی آنکھوں میں مٹی ڈالدے کما ورد وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی الحاصل جب خلیل علیہ السّلام بنائے کعبہ میں مشغول ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السّلام سنگ کشی پر مامور ہوئے اور حضرت اسمٰعیل سنگ تراشی کے کام کو انجام دیتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم چنائی کرتے تھے۔ اور امر رب الجلیل جل جلالہ تھا۔ جب ابراہیم کعبہ شریف کو بنا چکے۔ حکم الٰہی ہُوا کہ اے ابراہیم سات دفعہ اس گھر کا طواف کر جب طواف سے فراغت پا چکے تو حضرت جبرائیلؑ نے آکر فرمایا اَے ابراہیم آدمیوں کو حج کے لئے پکار کما ورد وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ ابراہیمؑ نے کہا الٰہی میری آواز تمام رُوئے زمین کی آبادی میں کیونکر پہنچ سکتی ہے۔ حکم ہُوا اَے ابراہیم تیرا کام بلانا اور ہمارا کام پہنچانا ہے یعنی ہر ایک بنی آدم کو سُنا دینا ہمارا کام ہے جیسے ہم نے تیری آواز اُس روز مرغوں کو جو پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے پہونچا دی تھی۔ ویسے ہی آج تمام عالم کے اجساد جسمانی اور افراد روحانی کے کانوں تک پہنچا دونگا بلکہ تمام ارواح جو اباؤں کے اصلاب کے پہاڑوں اور امہات کے ارحام کے شعاب میں ہیں اُن کو بھی سُنا دونگا۔ جسطرح چیونٹی کی آواز سُلیمان علیہ السلام کے کانوں تک پہونچا دی تھی۔ اسیطرح تیری آواز خلائق اولین و آخرین کو پہنچا دونگا۔ اور جیسے یوسف علیہ السّلام کے

پیراہن کی بو بست روز کی مسافت سے یعقوب علیہ السلام کے دماغ میں گذار دی تھی ایسے تیری آواز تمام مخلوقات موجودہ وغیر موجودہ کے کانوں تک پہونچا سکتا ہوں۔ اس فرمان کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کوہ ابوقبیس پر چڑھکر باآواز بلند کہا الا ان ربکم بنی بیتا وامرکم ان تحجوہ فحجوہ حق سبحانہ وتعالیٰ اُسکی آواز کو عالم کے اقطار واکناف میں منتشر کر دیا۔ چنانچہ جن وانس سے کوئی فرد بشر اور طیور و وحوش اور حجر وشجر سے کوئی چیز ایسی نہ رہی جس نے یہ آواز نہ سُنی ہو۔ مومن۔ کافر۔ مطیع۔ عاصی اس آواز کے سُننے میں بجملگی شریک تھے۔ مگر اجابت کی توفیق اُن لوگوں نے پائی جو کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور جس نے ایک بار اجابت کی اُس نے ایکبار خانہ کعبہ کی زیارت کی اور جس نے دوبار اجابت کی اُس نے دوبار زیارت کی وعلیٰ ہذا۔

سوال کیا حکمت تھی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے دعوت کے وقت میں لینے خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کما ورد واذن فی الناس بالحج اور دار السلام کیطرف بلانے کے وقت بذات مقدس خود متصدی ہوا کما ورد واللہ یدعوا الی دار السلام؟

جواب بعض علماء نے فرمایا ہے۔ چونکہ کعبہ شریف کے حرم میں پہنچنا بدوں اٹھانے مشقت سفر کے محال ہے اور جب مسافت بعیدہ کو قطع کر کے وادی غیر زرع میں بندہ پہنچتا ہے تو وہاں نہ پانی نظر آتا ہے نہ کھیتی تو اسیواسطے اُسکی دعوت حضرت خلیل کو تفویض ہوئی۔ تم نہیں دیکھتے ہو کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے دوزخ کی دعوت کو دوزخ کیطرف نسبت کیا کما ورد تدعوا من ادبر وتولیٰ۔ اور جب دار السلام الطاف اور اکرام اور مواعد رضا اور لقا ملک العلام سبحانہ وتعالیٰ سے تمام مجسم ہے اسیواسطے واسطہ کو درمیان سے اُٹھا دیا۔ اور اپنے جُود سے اپنے بندوں کو اُسکی طرف بلایا جیسا کہ فرمایا واللہ یدعوا الی دار السلام اور ویسا ہی جب اپنی رحمت اور مغفرت اور آسائش کیطرف بلاتا ہے تو اُس دعوت کو اپنی طرف نسبت کر کے فرماتا ہے کہ یدعوکم لیغفر لکم اور جب اپنی رحمت کیطرف دلالت فرماتا ہی تو اپنی ذات کیطرف اسناد بلفظ معروف کرتا ہے۔ کما ورد کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ

لطیفہ۔ حقتعالیٰ نے کعبہ کی تطہیر کیلئے حضرت ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ کو ارشاد فرمایا ان طہرا بیتی للطائفین اس لفظ میں چند اشارتیں مندرج ہیں۔ اول یہ ہے کہ کعبہ کی طہارت عباد ہے اسکی زینت سے طواف کرنیوالوں کے لئے اسمیں یہ اشارہ ہے۔ آج دُنیا میں طائفوں اور

زائروں کے واسطے کعبہ کو زینت دیتے ہیں - کل کو یعنے قیامت کے دن حق سبحانہ وتعالیٰ بہشت کو اپنے عارفوں کے لیئے جو دار النعیم کے مقیم اور متوطن ہونگے کسطرح زینت نہ باندھیگا کما ورد اعددت لعبادی الصّٰلحین مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولاخطر علیٰ قلب بشرٍ - دوم دوسری اشارت یہ کہ کعبہ آب وگل کی تطہیر کے لیئے وُہ دو پیغمبر بزرگوار مامور ہیں کما ورد ان طَہِّرَا بَیْتِیَ الخ انسان کی جان ودل کی تطہیر کا مباشر حضرت پروردگار جل جلالہ بموجب وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا کے بذات خود ہے اور ان دونو تطہیروں میں بڑا فرق ہے اسلیئے کہ وہ تطہیر خلقت کے واسطے ہے اور یہ تطہیر خدائتعالیٰ کیواسطے ہے جو تطہیر بندوں کے لئے تھی وہ اُنکے حوالہ کیگئی اور جو تطہیر حضرت خداوندی جل جلالہ کے متعلق تھی لاجرم ذات مقدس بذات خود اُسکی طرف متوجہ ہوئی واللہ المستعان بساط اے میرے بھائیو دعوت تین طرح پر ہوتی ہے - ایک دعوت ایمان اور طاعت اور خدمت کی ہے اور یہ دعوت انبیاء کے حوالہ کیگئی کما ورد اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ - اور دُوسری دعوت توبہ اور مغفرت کیلیئے اور یہ دعوت حضرت خداوندی کی طرف سے ہے کما ورد فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَدْعُوْا لِیَغْفِرَ لَکُمْ تیسری ضیافت بہشت اور روئت کیواسطے ہے اور یہ بھی حضرت ایزدی کی عنائت کیساتھ متعلق ہے کما ورد وَاللّٰہُ یَدْعُوْکُمْ اِلیٰ دَارِ السَّلَامِ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنے بالرویۃ ارباب اشارت فرماتے ہیں کہ حقتعالیٰ نے جب بندونکو اپنی درگاہ میں بُلایا بندوں نے عذر پیش کرکے کہا کہ اے ہمارے پاک اللہ ہم معیوب ہیں اور تیری ذات بے عیب ہے اور معیوب معیب کی محبت کے کب لائق ہے حق سبحانہ وتعالیٰ نے دعوت کا باعث ظاہر کرکے فرمایا اے میرے بندو تم کو اپنے لئے نہیں بُلاتا ہوں بلکہ تمہارے ہی لئے تمکو بُلاتا ہوں کما ورد یَدْعُوْا لِیَغْفِرَ لَکُمْ یعنے ہم سب معیوب اور عیب ناک آدمیوں کے خواہاں ہیں اس لئے کہ ہم انکو بخشیں اور بے عیب کرکے اپنی رضامندی کے مقام پر بٹھادیں *

اشارت - ابلیس پلید مشرق مغرب میں رات دن پھرتا رہتا ہے جس جگہ کسی پاک صورت پاک سیرت کو پاتا ہے اُسکو گناہ کی نجاست سے آلودہ کردیتا ہے اور جہاں بے عیب کو پاتا ہے اُسکو معیوب بنادیتا ہے اور ہمارا مولیٰ جل وعلا مشرق سے مغرب تک بنظر رحمت دیکھتا رہتا ہے جس جگہ کسی آلودہ کو دیکھتا ہے اُسوقت اُسکو اپنی رحمت سے پاک کردیتا ہے - بساط دعوتیں چار ہیں دعوت ظاہر اور دعوت باطن اور دعوت تصریح اور

دعوت کنائتی۔ دعوت ظاہر یہ ہے کہ پیغمبروں کو واسطے ہدائت خلقت کے بھیجا کہ اُن کو خدا تعالیٰ کیطرف بُلاتے رہے۔ اور دعوت باطن یہ ہے کہ انکو معرفت اور عقل دیا اور دعوت تصریحی یہ ہے کہ علما اور نصحا اور مؤدب بھیجدیئے تاکہ انبیاء کی نیابت کی مسند پر بیٹھکر عوام کو علم اخلاقیہ اور امورات شرعیہ سے آگاہ کرتے رہیں۔ اور دعوت کنائتی یہ ہے کہ ان چیزوں کے ظہور سے انسان خود سمجھ جائے اور حرکات ناشائستہ سے باز آجائے جیسے پیری اور بالونکی سفیدی اور بدن کی ضعیفی وغیرہ۔ جب انسان کے حواس میں کسیطرحکا ضعف آجاتا ہے تو اُسکو خود بخود سمجھ آجاتی ہے اور ازاں بعد حق سُبحانہ وتعالیٰ نے انسان کو چار مرکب عطا فرمائے تاکہ ان مرکبوں کے وسیلہ سے قبول کے حرم اور وصُول کے خلوتخانہ میں پہنچ سکے اور وُہ مراکب یہ ہیں ایک علم دوم عقل سوم معرفت چہارم توفیق۔ اَے میرے بھائیو۔ اِس تقریر میں ایک نکتہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو جب اپنی طرف بُلایا ہے اور اُن کیلئے مرکب بھیجدیئے اور یہ فقیر اُن مرکبوں پر سوار ہوکر بموجب فرمان کے جناب قدس میں حاضر ہُوئے عقل کب تقاضا کرتی ہے کہ ان بیچاروں کو اپنی بارگاہ میں دخل نہ دیوے اور اپنی درگاہ خداوندی سے لوٹا دیوے ✤

حدیث۔ عبداللہ بن عمر حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہیں کہ آنحضرت فرمایا جو شخص ضیافت میں بلایا جاوے اور وُہ دعوت کی اجابت سے انکار کرے بیشک وہ شخص خدا اور رسول کا گنہگار ہے اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ تم کو بہشت میں بلاتا ہے۔ کما ورد وَاللہُ یَدْعُوْا اِلیٰ دَارِ السَّلَامِ اور تم اُس کے فرمان میں تعلل کرتے ہو تم کو لازم ہے کہ تم توبہ اور ترک معصیت بحکم سَارِعُوْا اِلیٰ مَغْفِرَۃٍ کے جلدی کرو اگر کوئی بندہ کسی دوسرے بندہ کو بلاوے اور وہ اجابت نہ کرے۔ بیشک وُہ گنہگاروں کے جملہ میں سے ہو جاتا ہے۔ پس کیا حال ہوگا اُس شخص کا جو حق سُبحانہ وتعالیٰ اُسکو دار السّلام کیطرف واسطے غفران آثام اور وصُول مرام کے بلاوے اور تم تعلل اور توقف کو درمیان لاؤ تو کس قدر گنہگار مجرم ہوگا پس تمکو چاہیئے کہ داعی حق کی دعوت کو اجابت کرو اور معصیت اور بیفرمانی کو ترک کرو اور اُسکی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہو ✤

مسئلہ شرعیہ۔ دعاك الیٰ طعام وانت صائمٌ فعلیك الافطار اگر کوئی شخص تیری ضیافت کرے اور تو روزہ دار ہووے۔ پس تجکو لازم ہے کہ تو روزہ کو افطار کردے اس لئے کہ افطار کا

ثواب صوم سے زیادہ ہے کما ورد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَفْطَرَ لِحَقِّ اَخِیْہِ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ ثَوَابَ صَوْمِ اَلْفِ یَوْمٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَلْفِ اَلْفِ یَوْمٍ اے میرے بھائیو جب صاحب شریعت واسطے دعوت خلق کے طاعت کی ترک تیرے پر ایجاب کرتا ہے تو البتہ واسطے دعوت حق سبحانہ وتعالےٰ کے معصیت کو ترک کرنا واجب ہوگا ۔

نقل ہے کہ ایک مرد نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنی زوجہ کو رفاقت کیوجہ سے بلاتا ہے۔ اور زوجہ اُسکی نماز نفل کیحالت میں ہے۔ صاحب شریعت فتوٰے دیتا ہے کہ عورت کو لازم ہے کہ اپنی نماز کو ترک کرکے اپنے خاوند کے حکم کی اجابت کرے۔ جب صاحب شریعت فتوٰے دیتا ہے کہ زوجہ کو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کے لئے نماز نفل کو چھوڑ دے تو اگر مالک حقیقی اپنے بندے کو رحمت کے لئے بُلائے تو بندے کو اُس کے حکم کی اجابت میں کچھ تقصیر نہ کرنی چاہئے

نقل ہے کہ حضرت آدم سے حضرت مُوسٰے علیہ السّلام تک کوئی شخص گنہگار پیدا نہوا حضرت مُوسٰے علیہ السلام کے وقت ایکروز ایک آدمی کو باپ نے بُلایا۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اُس شخص کو گنہگار کردیا۔ اُسی روز سے یہ علّت آدمیوں کے درمیان پھیل گئی۔ اے میرے بھائیو جو شخص اپنے باپ کی دعوت کا انکاری ہوکر اجابت نکرے وہ گنہگار ہونیکی علت میں گرفتار ہوجاتا ہے اور جو کوئی حق تعالےٰ کی اجابت نہ کرے۔ اگر بعلّت صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ پھر وہ گنہگار اندھا ہوجائے۔ تو کچھ عیب نہیں ۔

رجعنا الی مباحث الحج فی المغرب الحج القصد ومنہ المحجۃ وھی الطریق وقال بعضھم الحج الکثرۃ القصد والتردد وتسمی فارغۃ الطریق بمحجۃ لکثرۃ التردد فیھما ویسمی قصد البیت حجاً لکثرۃ تردد الناس الیہ والحج فی الشرع عبارۃ عن قصد مخصوص الیٰ مکان مخصوص۔ وقال فی القوت القلوب الحج فی اللغۃ ھو القصد الیٰ من یعظم فینبغی ان یکون الحاج معظما لمن قصدۃ بالحج۔ التحقیق ھٰذا الاسمُ ۔ اور تعریف میں لکھا ہے کہ شیخ عمر حاجی قدس سرہٗ نے کئی سال مکہ میں اقامت کی اور حرم میں اپنے وضو کو نہ توڑا۔ اور ہر بار قضائے حاجت کے لئے حرم سے باہر جاتے تھے۔ طہارت کرکے مکہ میں داخل ہوتے تھے طبقات میں لکھا ہے کہ شیخ نصارائے قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ عمر قدس سرہ ساٹھ حج بجالائے تھے۔ اور چالیس سالوں میں بول اور غائط اس سے وجود میں نہ آیا ۵

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید	معشوق ہم اینجاست بیائید بیائید

معشوق تو ہم خانہ و دیوار بدیوار	در بادیہ سرگشتہ شما در چہ ہوائند
دہ بار ازینخانہ بدان خانہ برفتند	یکبار ازینخانہ برین بام برآئند
آنخانہ لطیف ست نشانہاست بگفتید	از خواجہ آن خانہ نشانے بنمائند
فی الجملہ ہمہ رنج شما گنج شما باد	افسوس کہ بر گنج شما پردہ شمائند
خواہید کہ بینید رُخ اندر رخ مقصود	زنگار آئینہ بصیقل بزدائند

حکایت۔ نقل ہے کہ ابراہیم خواص قدس روحہ نے فرمایا کہ میں نے ایکروز ارادہ کیا کہ اپنے انتظار کشیدہ آنکھوں وبیضت عیناہ من الحزن کو یوسف کعبہ کے جمال سے مشرف اور مجلی کروں۔ اس نیت سے بیت اللہ کیطرف روانہ ہُوا۔ جب میں ایک جنگل میں پہونچا تو میں نے ایک لڑکا جسکی پیشانی پر ابھی بلوغت کے آثار نمودار نہ تھے۔ دیکھا کہ بغیر زاد راہ دشت اور صحرا کو طے کرتا ہُوا چلا جاتا تھا۔ میں نے اس سے پُوچھا کہ اے لڑکے تو کون ہے۔ اور تیرا ارادہ کہاں کا ہے۔ بولا کہ میں بیت اللہ شریف کی زیارت کو جاتا ہوں۔ میں نے کہا اے لڑکے امر اور نہی کی تکلیف اس شخص پر لکھتے ہیں۔ جو بلوغ کی ولائت کے امر کا مکلف ہو اور آستان سپہر ایوان کعبہ کی ملازمت کے لئے اُس شخص کو بُلاتے ہیں جو اُس کے معاملہ کا کیسہ استطاعت کے نقد سے مملوّ ہو۔ کما ورد وَلِلّٰہِ عَلَے النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ لڑکے نے جوابدیا اے ابراہیم عبُودیت امر پر موقوف ہے۔ لیکن حضرت عشق کو امر کی کچھ حاجت نہیں۔ جو چیز بندے تکلیف سے کرتے ہیں اور عاشقوں کو اگر رد بھی کردیں تو خدمت اور اطاعت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ میں نے کہا اے لڑکے میں نے مانا کہ اس سفر کا باعث عشق اور محبّت ہے۔ لیکن اس سفر کا زاد و راحلہ کیا ہے۔ کہا ای ابراہیم زاد و راحلہ کی بابت کیا بات کرتے ہو۔ اہل دُنیا سبب کیطرف التفات کرتے ہیں میرا توشہ یقین اور میرا مقصد دوست کا وصال ہے۔ یہ بات اچھی نہیں کہ تو دوست کے گھر مہمانی کیواسطے جائے اور اپنے ساتھ روٹی لیجائے۔ ابراہیم نے کہا میں اُس لڑکے کے حال اور قال سے حیران ہوگیا اور وہ لڑکا میرے سے آگے بڑھ گیا۔ جب میں کعبہ شریف میں جا پہنچا تو اُس لڑکے کو خانہ کعبہ کے اردگرد طواف کرتے دیکھا۔ جب اُسکی نظر میرے پر پڑی تو کہا اے شیخ آپ کے اس استبعاد اور انکار کا کیا اعتبار ہے۔ جس شخص کو معرفت کامل اور یقین شامل ہوتا ہے وُہ جانتا ہے کہ انسان کی حیات اور ممات حق سبحانہ وتعالیٰ کے اجبار اور امانت سے

متعلق ہے جسکو اُس نے جان دی ہے اُس سے روٹی کا دریغ نہیں رکھیگا - بیت

غمِ روزی چہ میخوری شب و روز	کہ سگ و گربہ را ہمین کار یست

الحکایت - حضرت شقیق بلخی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز مکہ کے راستہ میں ایک جوان کو دیکھا کہ مسافت کے طے کرنے سے اُس کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے اور چلنے سے رہ گئے تھے اُٹھتا بیٹھتا جنگل میں جاتا تھا اور کہتا تھا ؎

عشق برانگیخت مہا نہ خواہم	اینک بنظارۂ رخت می آیم
بے پائے بہمت بدرت می آیم	کاندر رہ تو عشق تو آمد پا یم

میں اُس شخص سے آگے چلا گیا - جب میں مکہ میں پہنچا - ایک رات میں طواف کر رہا تھا اچانک میری نظر اُس جوان پر جا پڑی کہ وہ بڑے طمطراق سے خانہ کعبہ کے ارد گرد طواف کر رہا تھا - میں نے کہا اے جوان باوجود ضعف بنیت کے خونخوار جنگل کو تو نے کسطرح طے کیا کہا اے شقیق اگر میں ضعیف ہوں تو میرا پہنچانیوالا بڑا قوی زبردست ہے ؛

مؤلف اے میرے بھائیو عشق اور محبت کا مرکب بڑا تیز رفتار ہے - کہ کعبۂ مراد کے طالبوں کو داد اد کے مقصد اور ارشاد کے حرم میں پہنچا دیتا ہے - بیابان تکلیفات عقلیہ کی اکثر ایسے مسافر بھی ہوا کرتے ہیں جو رات دن جنگل اور دریا اور سمندروں کو قطع اور طے کر کے تمام مشقت کے بعد بیت الحرام کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں - آستان عشق اور محبت کے مجاور ایسے بھی ہوا کرتے ہیں کہ ثبات اور استقامت کے پاؤں سے تحقیق اقامت کی طریق کو طے کر کے استغنا کے دامن میں پاؤں دبا کر بیٹھ رہتے ہیں اور محبوب حقیقی ازراہ تقاضا کعبہ شریف کو اُنکی زیارت کے لئے بھیجدیتا ہے ؎

تو یکے نکتہ صفت دائرہ می پیمائی	تو چون مرکز بنشین گرد تو پرکار منم

الحکایت - اصمعی کہتا ہے کہ کافر بادشاہوں میں سے ایک بڑے بادشاہ کی ایک لڑکی صاحب حسن و جمال تھی اور درجہ کمال کو پہونچی ہوئی تھی - فہم و ادراک اور عصمت و عفت اور پاکدامنی سے آراستہ و پیراستہ تھی اور بادشاہ کو اُسکی نسبت بڑا اہتمام تھا - اتفاقاً اُس لڑکی کو جنون کی بیماری طاری ہوئی کہ بے اختیاری کے عالم میں اپنے تخت و بخت اور مال و منال اور جاہ و جلال کو چھوڑ کر پہاڑوں اور بیابانوں کیطرف متوجہ ہوئی - بادشاہ نے تمام ملکوں میں اشتہار جاری کر دیئے کہ جو شخص میری اس لڑکی مجنونہ کا علاج کرے اور اس مرض سے اُسکو اچھا کرے

مَیں اُس شخص سے دُو وعدوں کا اقرار کرتا ہوں ایک یہ کہ دو تہائی اپنے ملک اور بادشاہی کی اور دو تہائی اپنے خزانوں اور دفینوں کی اُسکو دیدونگا۔ دوسرا یہ کہ اُسی لڑکی کا نکاح اُسکے ساتھ کردونگا۔ القصہ دوردراز ملکوں سے بڑے بڑے حکیم حاذق اُس شہزادی کے علاج کیلئے آئے اور اپنی اپنی حکمت سے اُسکا معالجہ کیا لیکن کسی شخص کی سعی مشکور نہ ہوئی اور وہ برج شاہی کا ستارہ بیماری کے محاق سے باہر نہ آیا اور بادشاہ نے یہ حکم بھی دیا ہؤا تھا کہ جو شخص اطبّا اور حکما سے اُس قرۃ العین شہنشاہی کا معالجہ کرے اور اس سے اس امر کی اصلاح نہو سکے وُہ مقتولوں کے زمرہ میں منخرط کیا جاویگا۔ اسی لئے اکثر حکیموں کے سر دروازوں پر لٹکا دیئے گئے اور بڑے بڑے عالیشان سپہ سالاروں کے خون خواری کی خاک پر گرائے گئے۔ حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ اشتہار دیکھا تو میرے دماغ میں یہ خیال پیدا ہؤا کہ میں بھی اس معاملہ میں اپنی بخت آزمائی کروں اُس لڑکی کے معالجہ اور اُس کے مرض کی تشخیص کے ارادہ پر کفّار کے بلاد کیطرف روانہ ہؤا۔ روم کے ملک میں پہنچکر میں نے بادشاہ کو اپنے آنے کی اطلاع کردی اور اُس لڑکی کے معالجہ کا آوازہ کوچہ و بازار میں مشہور کردیا۔ بادشاہ نے مجھکو اپنے دربار میں بُلا کر کہا اے غریب الوطن بہتیرے اعلےٰ و ادنےٰ نے اس امر خطیر میں دخل دیا آخر اپنا سر کٹا کر ملک عدم کو روانہ ہوئے۔ تو کس واسطے اپنی جان ناتوان پر ظلم کرتا ہے۔ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تو اس خطرناک کام میں دخل نہ دے۔ اور اپنے وطن طرف سلامت چلا جائے۔ میں نے کہا اے شہنشاہ عالیجاہ جو کچھ آپ نے تقریر فرمائی وُہ میں نے سُن لی۔ لیکن میں اپنے خداوند کے کرم پر امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ میری سعی کو ضائع نہ کریگا۔ اور میری معالجہ میں برکت کرامت فرمائیگا۔ بادشاہ عالیجاہ نے ایک بدرقہ میرے ہمراہ کیا۔ جب میں اس راہ کی منزل گاہ میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک جنگل برّ کے گوشہ میں وطن بنایا ہؤا اور دُنیا کے تعلق اور تملق سے علیحدہ ہُوئی ہوئی۔ میں نے دُور سے اُسکو دیکھکر معوّذتین اور بسم اللہ اور سُورت فاتحہ پڑھنی شروع کیا۔ اس سے فراغت پاکر سُورۃ بقر کا اشتغال کیا۔ اسیوقت وُہ عورت اپنے بدن کی عورت کو گھاس پلاس سے ڈھانپ کر میرے نزدیک آئی اور قرآن شریف سُننے لگی۔ جب میں نے سُورۃ بقر کو تمام کیا تو ایک منٹ کا مقدار چپ ہو کر بیٹھا رہا۔ اس لڑکی نے کہا اے خدا کے بندے سورۃ آل عمران بھی مجھے سُنا دے۔ میں نے حیران ہو کر اپنے دلمیں کہا عجب ہے کہ اس کفرستان کی زمین میں اس لڑکی کو قرآن شریف کا علم کہاں سے حاصل ہوا

بولی اَیُّھَا الْخَرِیْبُ لَوْ لَمْ اَعْلَمْ قُرْاٰنَ اللّٰہِ کَیْفَ وَجَدْتُ الْقَرَارَ مَعَ اللّٰہِ اے غریب الوطن اگر میں اسکے کلام کو نہ جانتی تو اُس کے ساتھ کیونکر قرار پکڑتی - اصمعی کہتا ہے کہ میں نے اس لڑکی کے مرض پہچان لیا اور اس کے مداوا جانکر سورۂ آل عمران کے پڑھنے کا اشتغال کیا - جب میں نے اس سورہ کو ختم کیا - تو کہا سورہ نسا کو پڑھ - جب میں نے سورۂ نساء کو پورا کیا تو اُس لڑکی با ہوش نے کہا - اے صمعی تو نے جو کچھ پڑھا میں نے سُن لیا - اب میں پڑھتی ہوں تم سُنو - صورت حزین اور دلنواز آواز سے سورۂ انعام شروع کی اور آخر تک پہونچائی - اسکی قرأت سُن کر مَیں حیران ہؤا - اور کہا اے افسوس ایسا محبوب القلب اس تنہائی کے بیابان اور یکتائی کے جزیرہ میں تن تنہا ہووے - کہا اے بطال افسوس اور دریغ اسجگہ ہؤا کرتا ہے - جہاں دوست کی موانست حاصل نہووے اور دشمن کی مجالست میں مبتلا ہووے اور حقتعالےٰ کی صحبت سے جدا ہووے اور خلقت کی صحبت میں پھنسا رہے - مگر تو نہیں جانتا ہے کہ اِنَّ وَحْشَتِیْ مَعَ اللّٰہِ فِیْ اَیِّ مَکَانٍ کَانَ اَصْمَعِیْ رح ۵

ہر کہ با دوست ہمنشیں گردد		بمرادت خود قرین گردد	
برضائے خدا کسے برسد		کز ہمہ خلق خشمگین گردد	

میں نے کہا کہ اے سالکِ راہ خدا تجکو اس طریق میں سوائے کسی رفیق کے سلوک حاصل نہوگا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ عورتونکا سوائے شوہر کے گذارہ محال ہے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تجکو میرے ساتھ کوئی حاجت ہے - میں نے کہا میرا مطلب آرزوئے شہوت کے نہیں بلکہ آرزوئے موافقت کی ہے تاہم دونو طاعت اور عبادت الٰہی کے امورات میں ایکدوسرے کی اعانت کر کے سلوک کے طریق کو حقیقۃً طے کریں - اور مَیں حجاز کے سفر میں تیری ہمراہی کروں - اور تجکو بیت اللہ کی زیارت کرادوں - پوچھا کہ خدا تعالےٰ کا بھی کوئی گھر ہے - میں نے کہا ہاں اور بیت اللہ شریف کے چند اوصاف میں نے بیان کئے - کہا اسجگہ سے کتنے فاصلہ پر ہے میں نے کہا ایکسال کے راستہ کی مسافت ہے - میری اس بات کو سُنکر ایک ساعت متامل ہوئی اور اسجگہ سے اُٹھکر میدان میں بیٹھ گئی مینے نظر اُٹھا کر دیکھا کہ کعبہ شریف اس لڑکی کے اردگرد طواف کر رہا ہے میری طرف نظر کر کے کہا یا بطال اما علمت ان من احبہ اللہ حقیقۃ المحب جعل الکعبۃ حیث ھو - اے غریب الوطن تو نہیں جانتا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ وتعالیٰ کو حقیقۃ دوست رکھتا ہے حقتعالیٰ کعبہ کو اسکی زیارت کیلئے بھیجدیتا ہے اور یہ آیت پڑھی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا

فَلَمْ اَجِدْهُ اللہ اس کے بعد وہ لڑکی میری نظر سے غائب ہوگئی اور پھر میں کبھی اُس کے دیدار سے مشرف نہ ہُوا۔ **مؤلف** اے میرے بھائیو بعض بندے ایسے ہیں جو کعبہ مقصود کی طلب میں سر سے قدم تک اور خون جگر سے غذا کر کے فراق کے زخم کھا کر اپنے وجود کو نابود کر دیا۔ تب وہ محبوب کی زیارت سے مشرف ہُوئے۔ اور بعض بندے ایسے بھی ہیں جو اپنے پاؤں دامن میں دبا کر اور قدم کو استغنا کے مقام میں گاڑ کر شب و روز یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ مقصود کا کعبہ ازروئے تقاضا اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ کے اس کے اردگرد میں طواف کرتا ہے۔ قَوْمًا رَاَيْتُهُمْ زُوَّارَ بِكَعْبَتِهِمْ وَالْاٰنَ كَعْبَتُنَا زُوَّارُ اَقْوَامٍ ؎

اشماء الفرادین میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک عابد نے چار سو سال حضرت خداوندی ذوالجلال کی عبادت میں صرف کئے کہ اس مدت میں کسیطرح کا گناہ صغیرہ اور کبیرہ اس سے صادر نہ ہُوا۔ ایک روز اپنی مناجات میں کہتا تھا۔ اِلٰهِیْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ الْعَیْنِ وَلَا تُعْجِبْنِیْ بِعَمَلِیْ وَلَا تَجْعَلْ قَلْبِیْ مَيَّالًا اِلٰی ثَنَاءِ الْمَخْلُوْقِيْنَ ۔ الٰہی میرے نفس کو ایک طرفۃ العین خالی مت چھوڑ کر اور مجکو اپنے عمل پر مغرور مت کر۔ اور میرے دلکو مخلوق کی ثنا اور مدح کیطرف مائل نہ کر۔ حق سبحانہ وتعالےٰ نے اس زمانے کے پیغمبر کیطرف وحی بھیجی کہ اے ہمارے نبی تو اس عابد کو ہماریطرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ اے ہمارے عابد تم تین کام کرو اور اپنے دلکو تفرقہ سے جمع رکھو کُنْ مِنَ الْقِلَّةِ مُعْطِيًا۔ وَمِنَ النَّاسِ وَحْشِيًا۔ وَاِلَی اللّٰهِ مُشْتَاقًا۔ یعنے اگرچہ کتنی ہی قلت کی علت میں مبتلا ہو عطا اور سخاوت سے ہاتھ نہ روکو۔ دوئم دُنیا داروں کی صحبت سے وحشیوں کی طرح بھاگ جاؤ۔ سوئم جان و دل سے اپنی حضرت خداوندی سبحانہ وتعالیٰ کے مشتاق رہو۔ اگر تم ان تین باتوں کی تعمیل کرتے رہو گے۔ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ کا ماموربن جاؤ گے ؎

اے دل از عشق خدا و در دل و جان راہ دہی	دل بدو بخشی و جان در غم آن شاہ دہی
عاقبت در دل آن شاہ اثر خواہد کرد	گر بہائے کہ بسوز از دل آگاہ دہی

مؤلف۔ اے میرے بھائیو حق سبحانہ وتعالیٰ دنیا دوست کو لقمہ اور خرقہ بحکم مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا دیتا ہے اور عقبیٰ دوست کو شراب طہوری اور خوشہ انگوری اور زلف حوری ہاتھ میں دیتا ہے۔ کما ورد مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُوْرًا لیکن طالب مولیٰ کو نہ یہ اور نہ وہ عالم دُنیا میں برہنہ

اور بہشت میں سرگشتہ نہ تو وہ حور کی صحبت کو پسند کرتا ہے اور نہ شراب طہور کو چاہتا ہے۔ رضوان اُن کی استغنائی اور ان کی بے پرواہی کو دیکھ دیکھکر حیرت کی انگلی فکرت کے کانوں میں دباکر استفسار کریگا کما ورد من انتم و من این جئتم ما ذا تطعمون و ما ذا تریدون مستان خدا رضوان کی التجا کیطرف اصلاً اور مطلقاً متوجہ اور ملتفت نہونگے اور اُن کے سوال کا جواب نہ کہیں گے۔ رضوان بارگاہ ایزد سبحان میں عرض کریگا الٰہی یہ لوگ میریطرف التفات نہیں کرتے ہیں حقتعالیٰ سے خطاب پہنچیگا وھو اعلم بحالھم ما ذا یریدون عبادی پھر خطاب قدس اُن کیطرف متوجہ ہوگا کہ اے میرے بندو تم کیا چاہتے ہو۔ اس خطاب کے جواب میں وہ عرض کرینگے اے ہمارے اللہ ہم نے تیری پرستش اس غرض کے لئے نہیں کی کہ تو ہمکو مرغ بریان کھلاوے۔ اور بہشت کی حوروں کا جلوہ دکھاوے۔ پھر حق سبحانہ وتعالیٰ کا یہ خطاب مستطاب پہونچیگا کہ عبادی شغفتم الیٰ لقائی وانا الیکم اشد شوقا۔ اُسیوقت جمال محبوب حقیقی کے آگے سے جلال کے پردے اُٹھائے جاوینگے اور یہ ندا ہر ایک عاشق صادق کے کان میں پہونچائیں گے عبادی لقیتم معنا ولقینا معکم اے میرے بندو جب تم غیر اللہ اور ماسوی اللہ سے مجرد ہو گئے ہو تو اب ہم تم ایک ہوگئے اور ہمارے تمہارے درمیان کسی طرح کا حجاب باقی نہیں رہا۔

اے عاشقان اے عاشقان امروز مائیم وشما	اُفتادہ در غرقابۂ تا خود کہ داند آشنا
گر سیل عالم پُر شود ہر موج چون اُشتر شود	مرغان آبی را چہ غم کو گر خورد مرغ ہوا
ما رخ زشکر افروختہ با موج مہر آموختہ	زیر آنکہ ماہی را بود دریا و طوفان جان فدا
این بادہ اندر سر سرے سودائے دیگر مے پرد	سودائے آن ساقی مرا باقی ہمہ آن شما

رجعنا الی مباحث الحج قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا حَجَّ الرَّجُلُ بِمَالٍ حَرَامٍ وَوَلّٰی یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ حَتّٰی تَرُدَّ مَا فِیْ یَدَیْکَ حَتّٰی یُجِیْبَنِیْ مَالُکَ خُبُثٌ وَنَفَقَتُکَ حَرَامٌ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جب مرد حرام مال خرچ کر کے حج بجالاتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حق تعالیٰ فرماتا ہے لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ یعنے سے منع کرتا ہے اور ازاں بعد فرماتا ہے کہ میں نے تجھے کب بُلایا ہے تو مجکو دیوے تیرا مال پلید تیرا نفقہ حرام اور میں کوئی مال قبول نہیں کرتا ہوں۔ مگر پاک اور طیب یعنی میری ذات پاک ہے اور سوائے پاک مال کے دوسرے مال کی میری بارگاہ میں پذیرائی اور گنجائش اور سمائی نہیں جیسا کہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے:-

نقل ۔ حضرت امام زین العابدینؓ کے چہرہ مبارک کا رنگ احرام کے وقت زرد اور دگرگون ہو جاتا تھا۔ اور اُن کا مزاج مبارک ایسا مضمحل ہو جاتا تھا کہ تلبیہ یعنے لبیک کا لفظ زبان پر نہیں لا سکتے تھے لوگوں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اور امام حسینؓ رضی اللہ عنہ کے قرۃ العین آپ کس لئے لبیک نہیں کہتے ہو۔ فرمایا میں اپنے خداوند کے باکمال جلال سے ڈرتا ہوں شاید میری لبیک کے جواب میں لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ فرما دیوے۔ یہ بات کہکر ایسے بے اختیار ہوئے کہ اپنے مرکب سے زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے *

نقل احمد بن الجواری رحمۃ اللہ جو ابو سلیمان دارانی رح کے مرید تھے فرماتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد ابو سلیمان رحمہ اللہ نے لبیک کے وقت لبیک نہ کہی اور لوگوں کی لبیک کی آواز سُنکر عالم بیہوشی میں ایک میل تک چلے گئے۔ جب قدرے افاقہ ہوا تو پھر واپس آکر فرمایا۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی اور فرمایا کہ اے داؤد اپنی اُمّت کے ظالموں کو کہدو کہ میرا نام ہرگز اپنی زبان پر نہ لایا کریں۔ اور مجکو یاد نہ کیا کریں اس لئے کہ جو کوئی مجکو یاد کرتا ہے میں بھی بحکم فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ اُسکو یاد کرتا ہوں اور جب کوئی ظالموں کی جماعت سے مجکو یاد کرتا ہے تو میں اُسکو لعنت سے یاد کرتا ہوں اور نیز فرمایا کہ میں نے حضرت اکابر علماؔ سے سُنا ہے کہ جو شخص حج کا نفقہ مال حرام یا مشتبہ سے کرے اور پھر لبیک کہے اُس کے جواب میں لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک کہتے ہیں *

مؤلف اے میرے بھائیو اسی لئے اکثر حاجیوں کے حج چونکہ اپنے زاد و راحلہ کی حلّیت میں احتیاط نہیں کرتے ہیں شرف قبول کو نہیں پہونچتے ہیں اور رضائے خداوندی جل وعلا سے مشرف نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہوا *

الحکایت ۔ حضرت شیخ علی بن الموفق رحمۃ اللہ نے جو بزرگان دین اور منزل شناس راہ یقین کے تھے۔ فرمایا کہ ایک سال میں نے حج کیا عرفہ کی رات کو میں نے دو فرشتے سبز پوشاک پہنے ہوئے آسمان سے اُترتے دیکھے۔ جب وہ زمین کے میدان پر پہونچے تو ایک دوسرے کو کو پُوچھنے لگے کہ تجھے معلوم ہے کہ اب کے سال حاجیوں کی تعداد کسقدر تھی۔ دوسرے فرشتہ نے کہا کہ چھ لاکھ سے کم نہ تھے۔ کہا کچھ معلوم ہے کہ اس مقدار کثیر سے کتنے آدمیوں کے حج قبول ہوئے اُس نے کہا کہ مجکو اس امر کی بابت کچھ معلوم نہیں کہا کہ اب کے سال چھ آدمیوں کا حج قبولیت کے درجہ کو پہنچا۔ جب میں نے یہ بات ملائکہ سے سُنی تو میں نیند سے جاگ پڑا اور اسبات

کے ہول سے سخت غمناک ہؤا اور اپنے دلمیں خیال کیا کہ بہر حال میں اُن چھیوں میں سے نہیں ہونگا۔ اسی غم اور اندیشہ میں مشعر الحرام کے حرم میں جا پہونچا اور وہاں سوگیا وہی دو فرشتے جن کو میں نے پہلے عالم رویا میں دیکھا تھا خواب میں میری نظر میں آئے کہ وہی گفتگو آپسمیں کر رہے ہیں ایک نے دُوسرے سے کہا تو جانتا ہے کہ حقتعالی نے اپنی خلقت میں کیا حکم کیا ہے کہا مجکو معلوم نہیں کہا وُہ چھ لاکھ حاجی جنمیں سے چھ حاجیوں کا حج قبول ہؤا تھا وہ سب کے سب بخشے گئے۔ اور اپنی کرم اور رحمت کو اُن کے حق میں مصروف رکھا۔ جب یہ بات میرے کان میں پڑی۔ تو مَیں خواب سے جاگ پڑا اور اپنے خداوند سبحانہ وتعالےٰ کا شکر بجالایا۔

الحکائت۔ اور نیز شیخ علی بن الموفق رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں ایکروز بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب میں حج کے مناسک ادا کر چکا تو میرا خیال اُن لوگوں کی طرف گذرا جو کعبہ کے راستہ میں ہزارہا مشقتیں اٹھا کر بیت اللہ کو پہونچے۔ اور اُس کے مناسک بجملگی ادا کئے اور انکا عمل معرض قبول میں نہ پڑا۔ اور ان کے حج نے مبرور حجوں میں اثبات نہ پایا۔ ان شخصوں کے دردِ دل نے باطن میں ایسا اثر کیا۔ کہ میں نے بارگاہ ایزدی میں التجا کی۔ الٰہی میں نے اپنا حج مایُوس فقیروں کو بخشدیا۔ اور اسکا ثواب اُن کے اعمالنامہ میں درج فرمایا جاوے۔ اسی رات کو میں نے حضرت جلال احدیت کو بے کیف خواب میں دیکھا اور یا علی الموفق الا وانا خلقت السخاوۃ والاسخیاء اے علی الموفق تو ہماری بارگاہ میں اپنی جوانمردی دکھاتا ہے۔ حالانکہ سخاوت اور سخیوں کو میں نے ہی پیدا کیا ہے اور اجود الاجودین اور اکرم الاکرمین میری ہی ذات ہے۔ جُود اور کرم میرا ہی خاصہ ہے۔ اے علی بن الموفق! سمجھ اور سُن کہ آج کے دن جو شخص قبول کی دولت سے مشرف نہیں ہؤا اُسکا حج مبرور نہیں ہؤا مقبول کی برکت سے مَیں نے اُن کو بھی بخشدیا۔ اور ان کے اعمال ناقصہ کو انکا ملوں کی طفیل قبول کیا۔ ہکذا قال السعدی رح فی بستانہ ؎

شنیدم کہ در روزِ اُمید و بیم	بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

الحکائت۔ کفایۃ المجالس میں لکھا ہے کہ علی بن الموفق نے ایسے حج کئے تھے۔ ایکدن ارادہ کیا کہ اپنی جوانمردی درگاہ خداوندی میں ظاہر کرے۔ عرض کیا خداوندا میں نے اپنی مدت العمر میں ایسے حج ادا کئے ہیں۔ از انجملہ ستر حجوں کا ثواب حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا اور باقیماندہ سے چار حج خلفاء راشدین کی نظر کئے اور تین حجوں کا ثواب اپنی ماں کی

رُوح کو بخشا - اور باقیماندہ حج کا ثواب عام مومنوں کو بخشا - جب علی بن موفق نے اپنا سرمایہ خرچ کردیا تو اُسیوقت کعبہ کے ایک پتھر سے آواز آئی یا علیؓ اَتَدْرِیْ مَنْ اَنَا اَنَا الَّذِیْ خَلَقْتُ السَّخَاوَۃَ - یعنے اے علی میں وُہ خداوند ہوں جس نے سخاوت کو پیدا کیا اور اپنے بندوں کے دلمیں رکھا - بِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنِّیْ اَعْطَیْتُ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ مثل ما وسیت سبعین الف مرۃ مجکو اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ جو کچھ تو نے ہماری درگاہ میں سخاوت کی ہے - ستر ہزار گُنا میں نے امتِ محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے - اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالٰی نے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے کعبہ کی زیارت کے لئے چھ لاکھ آدمی حاضر ہُوا کرینگے اگر اس تعداد سے کم آئیں گے تو میں اس کمی کو ملائک بھیجکر پُورا کردونگا - اور لکھا ہے کہ قیامت کے دن کعبہ شریف کو ایک عروس کیطرح آراستہ کرکے عرصات میں لارکھیں گے جس کسی نے اسکی زیارت علےٰ وجہ لمسنون کے کی ہوگی اُس کے گرد میں طواف کریگا اور اس کے پردہ میں لٹکا رہیگا - اور جب کعبہ بہشت میں جاویگا اسکے زائرین بھی اُس کیساتھ بہشت میں جائینگے ❖

نقل ہے کہ حضرت کعب الاخبار نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلی نوبت حرم میں تشریف لائے تو اسمیں ایک پتھر جس پر چار سطریں لکھی ہوئی تھیں پایا - الاوّل :- انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدونی والثانی انا اللہ لا الہ الا اللہ والرابع الحرّ لے والکعبۃ بیتی امن من عذابی ❖

مقدمہ - اے میرے معزز بھائیو حضرات علما قدس اللہ اروا حہم کو حج کے وجوب اور بواقی واجبات پر اسکی مزیت میں بڑا مبالغہ ہے - یہانتک کہ نماز اور روزہ اور زکوٰۃ پر حج کو کئی طرح کی فضیلت سے ترجیح دیگئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ حج کو نماز اور روزہ پر تین وجہ سے فضیلت ہے - اوّل یہ کہ جب بندہ مثلاً ادائے نماز اور روزہ سے عاجز ہوجائے تو صاحب شریعت آدھی پائی گیہوں سے اُس کے نقصان کا جبر کردیتا ہے اور جب کوئی شخص حج ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو کسی صدقہ سے اُسکی نقصان کا جبر نہیں ہوسکتا ہے اور کسیطرح کا کفارہ اُسکا تدارک نہیں کرتا ہے الا یہ حکم ہے کہ اُسکی جانب سے حج گذارا جائے - جیسا کہ فقیہہ کتابوں میں یہ حدیث مذکور ہے کہ ایک عورت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی - اور عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ پر حج فرض

ہے مگر وہ نہائت ضعیف اور نحیف اور اسقدر لاغر ہے کہ مرکب پر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ اگر میں اسکے لئے حج کر آؤں آیا اُس کے ذمّہ سے ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔ جناب رسالتماب صلعم نے فرمایا اے عورت اگر کوئی شخص کا قرضہ تیرے باپ کے ذمّہ ہووے اور تو اُس قرضہ کے ادا کے درپے ہووے تو صاحب قرض اُس تیرے ادا کو منظور کریگا یا نہ۔ عورت نے کہا۔ نعم یارسول اللہ پس فرمایا اے عورت حق سبحانہ وتعالیٰ کا فرض ادا کرنا اس سے سزاوار تر ہے البتہ اسکا لطف اس دین کے قبول کرنے میں حق اور اولیٰ اور اہم ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہؤا کہ حج کے شان کی رفعت ایجاب کے باب میں نماز روزہ سے بڑھکر ہے۔

وجہ دوم۔ مثلاً کسی شخص پر نماز اور روزہ فرض ہؤا اور وُہ اس گمان سے نماز یا روزہ میں شروع ہؤا۔ ازاں بعد اُسکو یقیناً معلوم ہؤا کہ نماز یا روزہ میرے پر فرض نہیں اُسکو توڑ ڈالا۔ صاحب شریعت اُس نماز یا روزہ کی قضا اُسپر لازم نہیں کرتا ہے بخلاف حج کے اگر کسی شخص نے اس گمان سے کہ میرے پر حج فرض ہے حج کے مناسک کو ادا کرنا شروع کیا پھر معلوم ہوا کہ حج میرے پر فرض نہیں اُسکو قطع کیا، صاحب شریعت فرماتا ہے کہ اُس پر قضا واجب ہے ✤

وجہ سوم۔ مثلاً وہ آدمی جسپر حج فرض ہے اُس کے ادا کرنیسے عاجز ہؤا اور دوسرے آدمی نے اُسکے واسطے حج گذارا۔ ازاں بعد اسکا عجز زائل ہوا اور حج ادا کرنے پر قادر ہوا۔ تو صاحب شریعت فتوے دیتا ہے فعلیہ حجۃ الاسلام اور اُسپر واجب ہے کہ حج اسلام ادا کرے اور وُہ حج جو اُسکی طرف سے ادا کیا گیا تھا وہ نفل ہو جائیگا۔ اور نماز کے باب میں مثلاً اگر کسی شخص نے عذر کی جہت سے تیمم سے یا بیٹھکر نماز پڑھی بعد فراغت کے وُہ عذر رفع ہو گیا یعنے پانی کے استعمال یا قیام پر قادر ہؤا۔ صاحب شریعت اُس کو اعادہ نماز کی تکلیف نہیں دیتا ہے اور اُسکی نماز کو فرضیّت پر حمل کرتا ہے۔ پس ان تین وجہوں سے حج کے ایجاب کی مزیّت نماز اور روزہ پر ثابت ہوگئی۔ اب ہم حج کی افضلیّت زکوٰۃ پر بیان کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص پر مال کی زکوٰۃ واجب ہے اور اُس نے اُسکے ادا کرنے میں تعلّل کیا۔ یہانتک کہ اُسکا مال تلف ہوگیا۔ صاحب شریعت کہتا ہے کہ مال کی زکوٰۃ اُس کے ذمّہ سے ساقط ہوگئی۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اُسکا مال ابواب خیر میں تلف ہؤا تو زکوٰۃ اُس کے ذمّہ سے ساقط ہے اور اگر مال وجہ خیر میں صرف نہ ہؤا تو اُسکا مواخذہ باقی رہیگا۔ بخلاف حج کے مثلاً کسی شخص پر

حج فرض ہے اور اُس شخص نے اپنے مال کو ابواب خیر میں صرف کیا اور حج کے مناسک کو ادا نہ کیا صاحب شریعت فتوےٰ دیتا ہے کہ وُہ حج لازم اُس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا ہے اور اُسکے ذمہ میں بمنزلہ دین کے ہوتا ہے اور اُسکی تقصیر اور عدم ادا میں آثم اور گنہگار ہوتا ہے +

حج کی فضیلت اور اسکی مزیت میں ضحاک مفسر رحنے فرمایا ہے یجب الحج علےٰ کل مسلمٍ صحیحٍ وان لم یکن لہ مالٌ یعنے جو شخص تندرست ہے خواہ اُس کے پاس مال ہو یا نہو حج کرنا اُسپر واجب ہے لوگوں نے امام ضحاک سے پوچھا اور کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ فرمایا اگر کسی شخص نے مکہ کے رہنیوالے آدمی سے قرضہ لینا ہو بخدا کہ وُہ شخص اپنا قرضہ وصول کرنیکے لئے اگرچہ پیادہ ہو چلا جائیگا۔ جب اس جہان کے فانی منافع کی تحصیل کے لئے اسقدر تکلیف اپنے پر گوارا کریگا۔ تو اس جہان کے باقی فضائل کے حاصل کرنیکے لئے ضرورتاً اس مبارک سفر کو اپنے پر لازم کرنا چاہئے اگرچہ پیادہ پا جانا پڑے بلکہ اس سفر کو پیادہ پا طے کرنیمیں زیادہ ثواب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کا دن جب قریب آیا تو اپنے اہل بیت کو بلایا اور ان کو بیت اللہ کی زیارت کے لئے پیادہ پا جانیکی تاکید فرمائی۔ اور کہا کہ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ مَشٰی فِیْ طَرِیْقِ الْحَجِّ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ سَبْعُ مِائَۃِ حَسَنَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللہِ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ الْوَاحِدُ بِمِائَۃِ اَلْفَ اَلْفٍ یعنے جو شخص پیادہ پا حج کے طریق میں چلے ہر ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حرم کے حسنات سے اُسکو کرم اور عطا کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ حرم کے حسنات کیا درجہ رکھتے ہیں۔ فرمایا حرم کی ایک نکوئی لاکھ نکوئی کے برابر ہے +

نقل۔ حضرت شیخ ابوالفتح موصلی رحنے فرمایا۔ کہ میں ایک دن حج کے ارادہ پر گھر سے باہر نکلا۔ بیابان کے درمیان میں نے ایک لڑکا پیادہ پا چلتے دیکھا۔ کہ توکل کا قدم راستہ میں رکھا ہوا تھا۔ میں نے اُسکو نیک صورت اور سیرت سمجھکر السلام علیکم کہا۔ اُس نے میرے سلام کے جواب میں کہا وعلیکم السلام۔ میں نے پُوچھا کہ اے خورد سال لڑکے تو کہاں سے آتا ہے اور کہاں کو جاتا ہے۔ بولا کہ میں اپنے خداوند کے گھر کی زیارت کے لئے جاتا ہوں۔ میں نے کہا اے دوست مکلف ہونیسے پہ کیسی مشقت تو نے اپنے پر لازم کرلی ہے۔ کہا اے شیخ یہ آپ کا اعتراض مجھپر بیجا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس عارضی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اجل کے نزدیک خورد سال اور سالخوردہ برابر ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس عارضی زندگی میں بیت اللہ شریف کی

زیارت سے مشرف ہو جاؤں ؂

از غم ایام امان کس نیافت شام وسحر ہست رصد وار عمر		در روش دہر زمان کس نیافت زین دور صد خطا امان کس نیافت	

میں نے اس لڑکے کو کہا اے لڑکے بیت اللہ شریف کا رستہ بڑا دور دراز ہے اور تیرے قدم بہت چھوٹے چھوٹے ہیں توکسطرح اس مسافت کو طے کرسکیگا۔ کہا کہ یا شیخ قدم اُٹھانا میرا کام اور منزل میں پہنچانا میرے خالق کا کام ہے۔ اس لئے کہ فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ میں نے کہا اے میرے پیارے حبیب تیرے پاس نہ زاد ہے نہ راحلہ۔ اس بیابان کو کسطرح طے کریگا کہا میرا زاد یقین ہے جہاں رہونگا میرا رزق مجکو پہنچ جائیگا اور میرا راحلہ میرے قدم ہیں۔ مَیں نے کہا میرا سوال روٹی اور پانی سے ہے کہ بغیر روٹی اور پانی کے اس بیابان میں کسطرح چل سکیگا۔ اس لڑکے نے میریطرف متوجہ ہو کر کہا اے شیخ آپ کا نام کیا ہے۔ میں نے فتح موصلی بتایا۔ کہا یا شیخ میں آپ سے ایک بات پُوچھتا ہوں۔ اور اپنے معبود کی قسم دیتا ہوں۔ کہ آپ مجکو اسکا جواب دیجئے۔ مَیں نے کہا پُوچھو جو پُوچھتے ہو کہا اے فتح موصلی اگر تیرا کوئی بھائی تمکو مہمانی اور ضیافت کے طور پر بُلائے یہ لائق ہے کہ تو کھانا ساتھ لیجائے۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا اے ضعیف الیقین میرے سید میرے مولا جل وعلا نے مجکو اپنے گھر میں بلایا اور میرا کھانا دانہ پانی اپنے کرم واجب کیا۔ مَیں کسیطرح روٹی پانی اپنے گھر سے اُٹھاؤں اور عیاذاً باللہ اس کے کرم کو دلسے بھلا دوں شیخ فتح موصلی نے کہا کہ مجکو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں نے اپنی تمام عُمر میں ایسا لڑکا راہ یقین میں ثابت قدم نہیں دیکھا۔ اور بوڑھا زاہد تر اس سے نہیں پایا۔ رباعی

اندر دل ہر قطرہ ترا دریائے ست پیران جہاندیدہ بسے حیرانند		در سینۂ ہر صدف دُر یکتائے ست زان سر کہ ترا در دل ہر برنای ست	

رجعنا الی مباحث الحج و مسائلہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحاج اِذَا خَرَجَ مِنْ مَّنْزِلِہٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ رسُول اکرم صلعم نے فرمایا کہ جب مومن بندہ زیارت حج کے ارادہ پر اپنے گھر سے قدم باہر رکھتا ہے اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوُا ہے +

حدیث دیگر۔ حضرت عمر بن شعیب رض حضرت رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روائت

کرتے ہیں کہ فرمایا جب بندہ بہ قصد زیارت خانہ کعبہ گھر سے باہر آتا ہے۔ گویا وہ رحمت الٰہی کے بحر میں خوض کرتا ہے اور اُس کے ہر ہر قدم کے بدلے حق سبحانہ وتعالیٰ پانسو نیکی اُس کے اعمالنامہ میں درج کرنیکا حکم دیتا ہے اور پانسو بدی محو کر دیتا ہے اور پانسو درجہ اُس کے لئے بہشت میں بلند کر دیتا ہے۔ اور جب طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز با نیاز مقام ابراہیم علیہ السّلام میں گذارتا ہے تو اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور خدا تعالےٰ دس غلام جو حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہوں آزاد کرنیکا ثواب اُس کے اعمالنامہ میں لکھدیتا ہے اور ایک فرشتہ اُس کے استقبال میں آکر اُسکو کہتا ہے کہ اے مردِ خدا تیری گذشتہ عُمر کے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ تو عمل کو از سرِ نو شروع کر اور اُسکو ستر آدمیوں کی شفاعت کا منصب عطا کرتا ہے *

مؤلف۔ اَے میرے بھائیو! اگر تم آخرت کی بہتری چاہتے ہو تو حج کے لئے بیت اللہ شریف کیطرف روانہ ہو جاؤ۔ اور اگر تم حقتعالیٰ کی رضامندی کے خواستگار ہو۔ تو حج کا عزم مصمم کرو کہ اکثر طالبوں نے اپنا مقصود اور مطلوب اس مبارک سفر میں پایا ہے۔ ارباب اشارت نے کہا ہے کہ حقتعالےٰ نے کعبہ شریف کو بے پایان بیابان میں اس لئے رکھا ہے کہ بادشاہ عالیجاہ حرم سرا کا پیشگاہ اور میدان فراخ ہونا ضروری ہے کہ جب ملازم لوگ اس بساط پر خدمت کا قاعدہ بجا لائیں۔ تو خدمت حرم کی صلاحیّت اور محترم بارگاہ کی محرمیّت کو اچھی وجہ سے بجا لاسکیں۔ انسان جب تک خدمت کی بساط پر بطریق ادب نفس کو مؤدب نہ کرے تب تک قبول کے حرم اور وصُول کی حریم میں راہ نہ پائے گا ○

اینچہ درگاہست پُر الغا ہا	اہل حاجت گستریدہ داہا
دمبدم ہر مُوئے صاحب حاجتے	یافتہ زین در عطا و خلعتے۔
خاص و عام واز سلیمانؑ تا بمور	زندہ گشتہ چون جہان زان نفخ صُور
بانگ می آید کہ اَے طالب بیا	جو و محتاج گدایان چون گدا
جُود مے جوید گدایان ضعاف	ہمچو خوبان کائینہ جویند صاف
رُوئے خوبان ز آئینہ زیبا شود	رُوئے احسان از گدا پیدا شود

لکھا ہے کہ ایک شخص حرم محترم کے میدان میں کعبہ شریف کا طواف کرتا تھا اور کعبہ کے دروازے پر مُنہ رکھکر روتا اور کہتا تھا۔ الٰہی ذھبتِ اللذّات و بقیت الباقیاتُ وانت

ارحم الراحمین الٰہی میرے نفس کی لذتیں گئی گذریں اور زرومال باقی رہ چکا۔ اور تو نے ارحم الراحمین کے کرم کی رقم منشور رب العالمین کے طغرا پر کھینچی ہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ تو اپنے کمال کرم سے میرے گناہوں کو معاف کر دیوے۔ اسی مناجات میں تھا کہ اسکو کہا گیا۔ اے میرے بندے! میرے گھر کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اور اسمیں داخل ہونیکے لئے میں نے اذن عام دے رکھا ہے تو اس دولت کے پانیکے لئے مبادرت کر اور میرے دربار میں داخل ہو جا۔ اس شخص نے کہا۔ الٰہی مجکو تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ جب میرے قدم تیری خدمت کی بساط پر طواف کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو تیرے حرم سرا میں کیونکر داخل ہوسکیں جن قدموں نے معاصی اور زلات کے خلوت میں سعی کی ہو۔ دوست کے گھر داخل ہونیکی گستاخی اور جرأت کریں ۔

	چنین شدم قدم آلودہ ام بہ ناپاکی بہ تخت و بخت و نشاط نشاطے کے سپرم	بدین قدم نتوان بر بساط فرش شدن چو پائے روے ملوث بو بلوث بدن	

حضرت شیخ شبلی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ فرمایا حج کے دو حرف ہیں حا اور جیم۔ حاء سے حلم اور جیم سے جرم۔ اسمیں اشارت یہ ہے کہ الٰہی میں اپنے جرم اور جنایت اور جفا کو تیرے حلم اور رحمت اور حیاء کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اگر تو اپنے کمال حلم اور رحمت سے میرے جرم اور ذلت کو معاف نہ فرمائے تو مجکو کون بخشیگا۔ اور اگر تو ہم مفلسوں کو قبول نہ کرے تو ہم کو کون قبول کریگا۔ رباعی

	ہر گہ گناہ خویش تعداد کنم خواہم کہ دل غمزدہ را شاد کنم	صد آہ زنم ہزار فریاد کنم از رحمت بے نہایتش یاد کنم	

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہندوستان یعنی جزیرۂ سراندیپ سے روانہ ہوکر خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ میں آئے تھے۔ چنانچہ کفایۃ المجالس میں آیا ہے کہ حضرت آدم ہزار حج اور تین سو عمرہ بجالائے تھے۔ آخری حج میں حقتعالےٰ کی بارگاہ میں مناجات کی اور اسقدر گریہ وزاری کی کہ ملائکہ اُسکو دیکھکر حیران ہوئے اور اُن کے پاس آکر کہا کہ اے آدم تیرے تمام حج مقبول اور مبرور اور تیری سعی مشکور۔ اب جو تمہاری حاجت باقی ہے مانگ کہا الٰہی میری حاجت یہ ہے کہ جو شخص میری اولاد سے تیری وحدانیت اور یگانگی سچی پر گواہی دے تو میری یہی درخواست ہے کہ تو اُسکو بخشدیوے۔ اور یہ قاعدے کی بات ہے کہ جب کسی سائل کو اپنی بارگاہ میں بُلاتے ہیں تو اپنی بخشش کے خزانے کے دروازے اُس کے

مُنہ پر کھولیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے سائل ہماری جود و کرم کی نعم سے جو کچھ مانگتا ہے مانگ کہ وصال کا آبحیات جام میں موجود ہے - لابد جو کچھ وُہ سائل مانگتا ہے اُسکو پالیتا ہے اور جو مراد کہ ڈھونڈھتا ہے عز اجابت سے مقرون ہوجاتی ہے +

نقل ہے کہ سلطان العارفین بایزید بسطامی قدس سرّہٗ جب دار دُنیا سے رحلت فرماگئے کسی شخص نے اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن کے حال سے پُوچھا فرمایا کہ میں ایک روز موقف حج میں کھڑا ہُوا تھا - اور ہر ایک آدمی اپنی اپنی حاجتیں مانگ رہا تھا - اور مَیں محروم دل غمناک دیدہ نمناک حسرت کے دریا میں غوطہ کھاتا ہُوا اس میدان میں کھڑا ہُوا تھا - اور اپنی زبان کو کسی طرح کے سوال سے نہیں کھولتا تھا - اور کوئی حاجت حضرت جلال احدیت کی بارگاہ میں رفع نہ کی - اس لئے کہ میں دُعا کے رد ہونے سے روتا تھا اور غضب الٰہی سے اندیشہ کرتا تھا - جب دار دُنیا سے میں نے کوچ کیا اور مجھکو خاک میں گاڑ کر اینٹیں میرے مُنہ پر چُن دیں حقتعالیٰ نے میریطرف خطاب کیا اور فرمایا کہ اے بایزید تم کو یاد ہوگا کہ تو اُس روز موقف حج میں کہ تمام لوگ اپنی اپنی حاجات میری بارگاہ میں پیش کر رہے تھے اور مرادیں مانگ رہے تھے تو نے مجھ سے کچھ نہ مانگا اور اپنی کوئی مراد نہ پیش کی - اور چپ چاپ اس موقف میں کھڑا رہا - میں نے عرض کی اَے میرے خداوند اس روز مجھکو اپنے گناہ کی کثرت اور معصیت کی شامت سے ایسا شرم دامنگیر ہوا کہ اپنی حاجت کے پیش کرنے سے شرما گیا - حق سُبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اے بایزید موقف حج کے دن میں نے حاضرین کے احوال کیطرف دیکھا - سب سے تجھکو دل شکستہ اور اندوہناک اور محزون پایا میں نے نظر رحمت سے تیری طرف دیکھا - اور اپنے کمال لطف و کرم سے تیرے اعمال قبیحہ سے درگذر کیا اور تیرے کردہ کو ناکردہ جانا +

نقل اس سے زیادہ امید دلانیوالی سنو - حضرت شیخ سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک جوان تھا اُس نے کوئی گناہ صغیرہ و کبیرہ عمداً نہیں چھوڑا تھا - یہانتک کہ فسق و فجور میں مفسدوں کے درمیان بڑا مشہور تھا میں نے اُسکو دیکھا کہ عرفات میں دُعا کے ہاتھ اُٹھائے ہُوئے حضرت جلال احدیت سے رحمت اور مغفرت مانگ رہا ہے اُس کی تباہ کاری کا خیال میرے دلمیں گذرا اور میں اپنے دلمیں سوچ رہا تھا کہ یہ پریشان روزگار جوان پروردگار سے مغفرت کی امید رکھتا ہے - میں اسی تعجب میں سوگیا - سروش غیبی نے میرے کان میں کہا یا سفیان لا تظن باللہ ظنّ السّوء اے سفیان تو حضرت ارحم الرّاحمین

سے بدگمان مت ہو کہ میں اس سے بدتر کو بھی بخش سکتا ہوں ۝

اے من بتر از ہر کہ بعالم بتر است	وے لطف تو از من بتر آمرزید

فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ کی تفسیر و نکی ذیل میں ایک مفسّر نے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کی چھت کے اُوپر سے پرندے نہیں گذرتے ہیں اور اسکی حُرمت اور تعظیم نگاہ رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب کوئی پرندہ حرم شریف کے پرندوں سے بیمار ہو جاتا ہے تو اپنا شکم کعبہ کی دیوار پر ملنے سے فی الحال اُس مرض سے بری ہو جاتا ہے ✦

نکتہ اے بھائیو اس مسئلہ سے ایک نکتہ میری عقل ناقص میں آیا ہے بیان کرتا ہوں ذرا دل کی توجہ سے سُنو۔ کہ بیمار پرندے صرف کعبہ کی دیوار کیساتھ بدن کو لگانے سے اپنے مرض سے نجات پاتے ہیں۔ اگر بندہ عاصی بمرض از معاصی اس مبارک گھر کی زیارت کی برکت سے پاک ہو جائے اور عذاب برزخ دوزخ سے آزاد ہو جائے تو کیا عجب ہے قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ حضرات مفسرین نے بیت اللہ شریف کے بیت العتیق کے نام سے موسوم ہونیکی وجہ میں لکھا ہے۔ لانه من امن حوله صار عتیقاً من النار اور بعض نے یہ کہا ہے لانه اعتق من ایدی الجبابرة جب مکّاروں کے مکر اور جبّاروں کی قید سے مصئون اور محفوظ رہا لاجرم بیت العتیق کے نام سے موسوم ہُوا۔ اور جس نے اس مبارک گھر کی تخریب کا قصد کیا اُسنے اپنی خرابی اور بیخکنی میں کوشش کی۔ اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ کا مورد بنا ✦

لطیفہ۔ اے میرے بھائیو حضرت خداوندی کے دو ہی گھر ہیں۔ ایک ظاہر وہ تو کعبہ ہے اور ایک باطن وُہ مومن کا دل ہے کانه سبحانه تعالیٰ یقول اے میرے بندے جب میں کعبہ ظاہری کی خرابی جو میری طرف منسوب ہے۔ کما ورد اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ ظاہری دشمنوں کے ہاتھ سے (جیسے اصحاب فیل) نہیں پسند کرتا ہوں۔ کذالک مومن بندے کا دل جو کعبہ باطنی ہے۔ اور قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے دو سو جگہ میں بحکم اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ کے اپنی طرف منسوب اور مضاف کیا ہے کب باطنی دشمن شیطان کے ہاتھ سے خراب اور ویران کرانا پسند کرتا ہے۔ کما ورد اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ۔ ومن فضیلة الحج زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کما روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انه قال وَجَبَتْ شَفَاعَتِیْ مَرَّتَیْنِ لِثَلَاثَةِ نَفَرٍ مَنْ هَاجَرَ اِلَیَّ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ وَمَنْ کَانَتْ عبدہٗ اعرابیا

آدُاذْبعًا عدلٍ بَیْنَہُنَّ ۔ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت دو دو بار تین طائفوں پر واجب ہوئی اول وہ جو میری حیاتی کے دنوں میں میری طرف ہجرت کر آوے یعنی اپنا مذہب اور اپنا گھر بار اور اپنے عیال واطفال کو چھوڑ کر میرے دیس کیطرف آجاوے۔ میں اُسکی شفاعت دو دفعہ کرونگا۔ دُوم وہ کہ میری وفات کے بعد میرے روضہ کی زیارت کے لئے آوے۔ سوم وہ شخص کہ دو چار عورتیں رکھتا ہو۔ اُن کے درمیان نان ونفقہ وغیرہ باتوں میں انصاف کی رعائت کرے۔ حدیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا جس نے کعبہ کی زیارت کی اُسنے حقتعالےٰ کی زیارت کی وَحَقٌّ عَلَی الْمَزُوْرِ اَنْ یُّکْرِمَ زَائِرَہٗ ۔ جب مومن بندہ ان دو زیارتوں سے مشرف ہوتا ہے تو حضرت رسالت پناہ سے شفاعت اور حقتعالیٰ سے مغفرت اور رحمت پاتا ہے ؂

نقل ہے ۔ کہ یُوسف بن حسین جو سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کے مریدوں میں سے تھا حج کا ارادہ کیا۔ وُہ بیان کرتا ہے کہ جب میں حضرت سلطان العارفین سے وداع اور رخصت ہونیکے لئے گیا تو میں نے عرض کی یا مُرشدنا مَیں حج کیواسطے جاتا ہوں مجکو نصیحت فرمائیے فرمایا علیک الصبر۔ وُہ کہتا ہے کہ میں صبر کے بھروسہ پر باہر گیا۔ اور ریاضت ومجاعت پر اتنا صبر کیا کہ میرا گوشت پوست سب خشک ہو گیا۔ مناسک حج سے فراغت پاکر جب میں حضرت رسالتمآب کی زیارت سے مشرف ہُوا تو میں نے دو رکعت نماز گذاری۔ اور ازاں بعد نہائت عجز ونیاز مندی سے یہ التماس کی کہ یارسول اللہ ضیفک جائع ۔ یعنے اَے رسول خدا کے تیرا مہمان بھُوکا ہے۔ یہ بات کہکر میں سو گیا۔ عالم خواب میں حضرت رسالتمآب کی زیارت سے مشرف ہُوا کہ آپ نے دو روٹیاں جنپر شہد رکھا ہُوا تھا۔ مجکو عطا فرمائیں۔ اور میں نے ایک روٹی سے لقمہ توڑ کر مُنہ میں ڈالا۔ اچانک میری آنکھ کھلگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وُہ لقمہ میرے مُنہ میں موجود ہے۔ اور روٹیاں میرے ہاتھ میں ہیں۔ جب رات ہوئی تو اپنے پیرو مُرشد سلطان العارفین کو خواب میں دیکھا کہ میرے پر بڑے غضبناک ہیں۔ اور ایک طمانچہ میرے مُنہ پر مار کر کہا۔ ما اقل صبرک۔ تو کیسا بے صبر آدمی ہے جب میں حرمین شریفین کی زیارت سے فراغت پاکر بسطام میں پہونچا اور سلطان العارفین کی قدمبوسی حاصل کی۔ تو آپ نے فرمایا ما اقل صبرک لو صبرت لاخذت بلا واسطہ اے یوسف تو کیسا بےصبر آدمی ہے اگر تو بےصبری کے کنوئیں میں نہ پڑتا تو تجھ کو وھو یطعم ولا یطعم کے خزانہ سے غذا ملجاتی ؂

نقل - ایک مرد نے کسی عالم سے پوچھا کہ اگر آپ مجکو اجازت فرماؤ تو میں بلازاد و راحلہ کے حج کے بادیہ میں جاؤں - اُس مفتی نے فتوےٰ دیا - اگر تیرا یقین صلت بن اشکم کے یقین جیسا ہو تو اس جنگل میں داخل ہوجا و الّا لا - اور صلت کے صبر کا قصہ ایسا دیکھا ہے کہ صلّت توکل علے اللہ کرکے مکہ کے بادیہ میں چل رہا تھا - کچھ دن گذر گئے کہ اُس نے ایک لقمہ طعام کا نہ پایا - بیطاقت ہوکر کہا انی جعت فاطعمو سے فی الحال آسمان کیطرف سے ایک روٹی نازل ہوئی - اور کہا گیا خذ یا قلیل الصّبر +

نقل - حضرت سلطان ابراہیم ادہم رح سے منقول ہے کہ فرمایا میں حج کے ارادہ پر روانہ ہؤا بعد قطع منازل جب مدینہ شریف کے قریب پہونچا تو دُور سے رسُول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا روضہ مقدسہ میری نظر میں آیا - میں اُسی جگہ سے واپس ہوا - لوگوں نے آپ سے اسکا باعث پوچھا - فرمایا اے میرے بھائیو! جس زمین کے پیٹ میں میرے سیّد میرے مولا صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک بدن ہووے - میں اُس زمین کی پیٹھ پر کسطرح قدم رکھ سکتا ہوں روائت - بعض روایات میں وارد ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلعم کے روضہ منوّرہ کے سامنے کھڑا ہوکر اپنی نیازمندی آنحضرت صلعم کیخدمت میں پہونچائی اور حضرت علیہ السلام کو اپنا شفیع بناکر کہا الٰھی امرتنا باعتاق العبید علی قبور الاحیاء وانا عبدک وھذا حبیبک فاعتقنی من النار فاغفرلی یعنے اے ہمارے خدا تو نے ہمکو حکم فرمایا ہے کہ تم میری دوستوں کی قبروں کے سر پر غلاموں کو آزاد کیا کرو - اب میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا خداوند اور یہ قبر تیرے حبیبؐ کی ہے تو اپنے بندہ کو اپنے حبیبؐ کی رُوبرو آزاد کر اور اُس کے گناہوں کو معاف کر - ایک آواز عالم غیب سے اُس کے کان میں پہونچی کہ اے اعرابی میں نے تجکو اپنے حبیب صلعم کی طفیل بخشدیا مگر تم کو چاہئے تھا کہ تو تمام خلقت کی آمرزش میرے لیے چاہتا تو میں سب کو اپنے حبیب کی برکت سے بخشدیتا - مستغفری کی دلائل النبوّت میں مرقوم ہے - کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد اُن کی نبوت پر پہلی دلیل یہ ہے کہ اہل مدینہ کو جب بھوک اور قلّت طعام کی تکلیف عارض ہوتی ہے اور اُن کی بھوک کے لئے بقدر کفایت نہیں ملتا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ پر آتے ہیں اور آنحضرت صلعم کے روضہ مقدسہ پر شکم رکھتے ہیں اور الجوع الجوع یا ابا القاسم کی پکار کرتے ہیں اُن کی مجاعت کا غلبہ فرو ہوجاتا ہے اور سیر اور خورم ہوکر روضہ مطہرہ سے واپس آجاتے ہیں - دوسری دلیل

آنحضرتؐ کی نبوّت کی اثبات کے لئے یہ ہے کہ اس عالی قبہ کے زائروں اور متعالی عتبہ کی طائفوں کی نظر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر پڑتی ہے تو بیخواست آنسوؤں کے قطرے زائروں کے رُخسار پر متقطر ہو جاتے ہیں اور عاشقان محمدی روضہ مقدسہ کو دیکھتے ہی رو پڑتے ہیں - چنانچہ لکھا ہے :-

الحکائت - ایک یہودی نے اہل اسلام کو کہا کہ مجکو اسبات پر بڑا تعجب معلوم ہوتا ہی کہ تمہارے رسول یعنے محمدؐ کو فوت ہوئے تین سو کئی سال گذر چکے ہیں اور اب تک اُس کے پَیرو اُسکی قبر کے سر پر آکر روتے اور واویلا اور فریاد کرتے ہیں اُس مسلمان نے کہا - اے یہودی اگر تیری نظر اُس سید البشر کے روضۂ منور اور مشہد معطر پر پڑے تو بیخواست تیری طبیعت میں رقت نہ آوے اور رونا غالب نہ ہو جاوے تو میں تمکو سو مثقال خالص سونا دونگا اگر تو بے اختیار ہو کر رو پڑے تو میں تیرے سے کچھ بھی نہ لونگا اُن دونوں نے باہم یہ شرط مقرر کر کے سو مثقال سونا کسی معتبر کے پاس رکھدیا اور وہ دونوں یعنے یہودی اور مسلمان جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر آئے - جب یہودی کی نظر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر مبارک پر پڑی سفے الحال بے اختیار ہو کر رونے لگا اور ہائے ہائے کرنا شروع کیا - چنانچہ اُس کے رونے کی آواز لوگوں نے جو روضہ مبارک سے خارج موجود تھے سُنی اور کہا علمت ان ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقاً اور دل کی تصدیق کیساتھ زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ کلمہ شہادت ادا کیا اور اُس مسلمان نے جو دینار شرطیہ بطور امانت رکھے ہُوئے تھے ہدیہ کے طور پر اُسی نومسلم کو دیدیئے اور یہ کرامت زمانہ کے صفحات پر آنحضرتؐ کی خصائص اور فضائل میں سے شمار کیگئی - نعت شوقیہ

گے بود یارب کہ رُو در یثرب و بطحا کنم	گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم
بر کنار زمزم از دل برکشم یک زمزمہ	وز دو چشم خون فشان آن چشمہ را دریا کنم
یا رسول اللہ! بسُوئے خود مرا راہے نما	تا ز فرق سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم
آرزوئے جنت الماوٰے برون کردم ز سر	جنتم آن بس کہ بر خاک درت ماوا کنم
خواہم از سودائے پابوست نہم سر در جہان	یا بپایت سر نہم یا سر درین سودا کنم

نقل ہے کہ شیخ محمد جلاؒ نے فرمایا کہ مدینہ شریف کے راستہ میں مجکو راستہ بھول گیا - اور چھ روز تک بیابان میں سرگردان پھرتا رہا - ساتویں دن بڑی فکر و تردد کر کے مدینہ میں

پہنچا اور بھوک اور پیاس نے مجکو مضمحل کیا آنحضرتؐ کے روضہ کی زیارت کے لئے روضہ مبارک
میں جاکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہکر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میں فقیر ہوگیا ہوں اور
ہیں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور آج کی رات تیرا مہمان ہوں۔ جب میں سوگیا تو عالم رویا
میں جمال باکمال محمدی کی مجھ کو زیارت ہوئی۔ ایک روٹی مجھ کو عطا فرمائی۔ آدھی روٹی میننے
خواب میں کھائی۔ ازاں بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی دیکھتا ہوں کہ آدھی دوسری میرے
ہاتھ میں موجود ہے۔ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ
فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ الخ مجکو ثابت ہوگئی۔ ازاں بعد میں نے غیب سے
یہ آواز سنی یاعبد اللہ لا یزور قبری احد الا غفر لہ ذنوبہ ونال شفاعتی غدا۔ اے
خدا کے بندے جو شخص میری قبر کی زیارت سے مشرف ہوا اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں
اور قیامت کے دن میری شفاعت کی دولت پر فائز ہو جائیگا +

خلاصۃ الحقائق میں لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ طیبہ
میں تشریف لائے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوگئے۔ صحابہؓ نے ان کو کہا ھذا قبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سنتے ہی بیہوش ہوگئے۔ جب قدرے ہوش آیا تو فرمایا۔
کہ مجکو اس شہر سے باہر لیچلو۔ اس لئے کہ وہ زمین جسمیں میرا سید محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم مدفون ہو۔ اُس محل میں میرا رہنا ممکن نہیں یعنے جس مکان میں کہ ذات بابرکات
آنحضرتؐ کی آفتاب کی مانند مغرب کے زاویہ میں زیر خاک ہووے مجکو اُس زمین پر قدم رکھنا
ادب سے دور معلوم ہوتا ہے۔ بیت

آن زمین کز آسمان برتر زمین یثرب ست	کافتاب جود خورشید کرم رامغرب ست

روایت۔ حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضرت رسالت علیہ السلام
نے فرمایا مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَدِیْنَۃِ مُحْتَسِبًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَکُنْتُ شَفِیْعًا لَّہٗ۔ جو
کوئی میری زیارت مدینہ شریف میں سچے اعتقاد سے کرے۔ قیامت کے دن میرے جوار میں
ہوگا۔ اور میں اُسکا شفیع ہو جاؤنگا + اور اسجگہ جوار کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اوّل یہ کہ
میری پناہ میں رہیگا کہ کسیطرح کی تکلیف کو اُسپر تسلّط نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ اُسکی منزل
بہشت میں میری ہمسائگی میں مقرر ہوگی۔ لیکن میرے نزدیک پہلے معنی مناسب تر ہیں اور
اُسکا قرینہ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا ہے اور اسی حدیث کے تتمہ سے ہے۔ جو شخص ان دو حرموں میں

سے کسی حرم میں مرجائے وہ شخص قیامت کے دن بیخطروں میں سے ہوگا۔ کماقال اللہ تعالیٰ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ اے میرے بھائیو جو شخص اس امین آباد حرمین شریفین میں اللہ کی فرمانبرداری اور اُس کے رسولؐ کی تابعداری کیوجہ سے داخل ہوتا ہے وہ بیشک حق سبحانہ وتعالیٰ کی نظر عنایت اور جوار آنحضرتؐ سے مخصوص ہو جاتا ہے ۵

یارسول اللہ! نمیگویم کہ مہمانِ توام	یا فقیرے طعمہ خوارِ ریزہ چین خوانِ توام
برلب افتادہ زبان کزکین سگے ام تشنہ جان	آرزومندے نے از بحرِ احسانِ توام
مسندِ عزت نہم برصدرِ ایوان قبول	گرنیاید سنگ زو از دست دربانِ توام
دفترے دارم سیہ از معصیت بے چارہ من	گر شفاعت نامۂ آید ز دیوانِ توام

روضۃ العلماء میں لکھا ہے کہ حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کے لئے آوے اور ایک بار میرے پر درود اور سلام پہنچائے مَیں اُس کے جواب میں دس بار سلام اُسپر بھیجتا ہوں۔ اور حقتعالیٰ خاص فرشتوں میں سے دس فرشتے بھیجتا ہے کہ اُسپر سلام پہنچاویں۔ اگر کوئی شخص اپنے شہر اور محلہ میں میرے پر سلام بھیجتا ہے تو حق تعالیٰ میرے رُوح کو میرے بدن میں داخل کردیتا ہے اور میں اُسکے سلام کا جواب کہتا ہوں۔ اے جمال محمدی کے عاشقو! اور اے وصال احمدی کے طالبو! تم کیوں چپ لگا کر بیٹھے ہو۔ کیوں نہیں اُس جناب مستطاب کے رُوح پُرفتوح پر درود اور سلام پہونچاتے ہو ۵

صد سلامت میفرستم اے دُرِ دریائے جود	درجوابم لب کشائے غنچہ باغ وجود
السلام اے آنکہ تا از جبہۂ آدم نتافت	نور پاکت کس نبرد از قدسیان او را سجود
السلام اے آنکہ ناید درہمہ کون ومکان	تیز بینان را بجز نورِ تو در چشمِ شہود
السلام اے آنکہ ابوابِ شفاعت در حشر	جز کلیدِ لطفِ تو بر خلق نتواند کشود
السلام اے آنکہ تا بودم درین محنت سرا	در سرم سودائے او در جان تمنائے تو بود

نقل۔ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین روز بعد ایک اعرابی آنحضرتؐ کے روضہ مطہرہ پر آیا اور سلام کیا اور اپنے وجود کو آنحضرتؐ کی قبر مبارک پر ڈالا اور اُس مشہد پاک سے تھوڑی خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی اور یہ نیازمندی پیش کی۔ یا رسول اللہؐ قرآنی آیات

میں سے جو آپ پر نازل ہوئی ہیں ایک یہ آیت ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے یہ ارشاد فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ ظلم اور جفا کاری کی آلودگی سے ملوث ہو کر تیرے آستانہ پر آویں اور استغفار کریں اور تو بھی اُس کے لئے آمرزش چاہے البتہ پاتے یعنی جانتے خدا کو قبول کرنیوالا گنہگاروں کی توبہ اور مہربان توبہ کرنیوالوں کی بخشش کے سبب سے۔ ازاں بعد اعرابی نے کہا یا رسول اللہ اب وہ ظالم گنہگار تبہ روزگار میں ہوں اور اسواسطے حاضر ہوا ہوں کہ تو میری آمرزش خدا سے چاہے۔ اب تیری درگاہ کے سوا میرا کوئی ملجا نہیں حضرت کی قبر مبارک سے آواز آئی قَدْ غَفَرَ لَكَ اللّٰهُ يَا اَعْرَابِيُّ اے اعرابی میرے حضرت جلال احدیت جل و علا نے تجکو بخشدیا اور عفو کی قلم سے تیرے دفتر پر بخشش کی رقم لکھدی ۞

مؤلف۔ اے گنہگاران اُمت محمدی تم اپنے خواجہ علیہ السلام کے روضہ کی زیارت کا ارادہ کرو اور نیاز کا ہاتھ اُسکی شفاعت کے دامن میں لٹکاؤ۔ اگر ہمارا تمہارا مطلب حاصل ہونا ہے تو اسی گذر سے حاصل ہوگا۔ اور جب تم حضرت کے روضہ مبارک پر جاؤ تو میری طرف سے بھی یہ التجا پیش کرو ؎

یا شفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ایم	بر درت این بار بر پشتِ دوتا آوردہ ایم
چشم رحمت برکشا رموئے سفیدِ من نگر	گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ایم
عجز و بیخویشی و دلریشی و دردِ این ہمہ	ہر دو را بر دعوئے عشقت گواہ آوردہ ایم
دیو رہزن در کمین نفس و ہوا اعدائے دین	زین ہمہ با سایۂ لطفت پناہ آوردہ ایم

کسی بزرگ کا قول ہے کہ بنی نوع انسانی وجود محمدی علیہ السلام کی جو ایک نعمت عظمیٰ ہے قدر نہیں جانتے کہ ان کا وجود باجود عالم حیات میں بحکم حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ اپنی امت کی خیر خواہی میں رہا اور عالم ممات میں بموجب مَمَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ اُن سے مفارقت نہ کی۔ چنانچہ ایک روائت میں آیا ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح پُر فتوح عالم علیین میں بلائی گئی۔ اور آپ کے جسد مبارک کے لئے یاقوت جنت کا ایک تابوت آراستہ پیراستہ کرکے آپ کو دکھایا گیا اور کہا گیا کہ آپ کا مدفن مبارک اور مرقد منور یہ ہے۔ مگر یہ بھی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہو تو بہشت کے بستان سرا میں تشریف ارزانی رکھو چاہے فلک الافلاک پر اپنا جلوس فرماؤ۔ یا زمین کے زاویہ میں اپنا خلوت خانہ مقرر کرلو۔ چونکہ ہمارے خواجہ علیہ السلام ہمیشہ اپنی امت کے خیر خواہ رہے

فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ میں اپنی اُمت کی مفارقت نہیں پسند کرتا ہوں۔ ان غمناک مہجورونکی پاسخاطر کے لئے مجکو اس محنت آباد زمین کے گوشہ میں رہنا پسند ہے اس لئے کہ میں اگر عالم برزخ میں بہشت میں یا عرش معلی پر چلا جاؤں تو یہ بیچارے مجھ سے جدا اور میرے فراق میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور علاوہ اس کے یہ ہے کہ میں امت کے بغیر بہشت میں جانا پسند نہیں کرتا ہوں۔ اور میں جب تک ان کے درمیان رہونگا یہ لوگ عذاب الٰہی سے بچے رہینگے ۵

اے تن تو پاک تر از روح پاک	روح تو پروردۂ روحی فداک
راہ روان سحری را تو ماہ	لشکریان عجمی را تو شاہ
عالم تردامن خشک از تو یافت	نافِ زمین نافہ مشک از تو یافت
خاکِ تو از باد سلیمان بہ است	روضہ چہ گوئم کہ از رضوان بہ است
بر سر آن روضۂ چون جان پاک	خیزم و چون باد نشینم چو خاک

نقل لطیف وغریب مشتمل بر فضائل امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ وزیارت روضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم۔ زہرۃ الریاض میں لکھا ہے کہ جب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے دار دنیا سے رحلت فرمائی۔ اہل اسلام آنحضرت کے وصال سے حسرت میں ڈوب گئے۔ دس روز کے بعد ایک مرد مسجد نبوی علیہ السلام کے دروازے پر آیا اور اُس نے اپنا مُنہ چھپایا ہوا اور تازیانہ ہاتھ میں لیا ہوا مسجد میں داخل ہو کر کہا کہ السلام علیکم یا اصحاب رسول اللہ ان کان محمد قد مات فان اللّٰہ حیّ لا یموت عظّم اللہ اجرکم وغفر ذنبکم ما اعظم مصیبتکم بموت سیدکم فصلوٰۃ اللّٰہ علیہ ۔ یاروں کے پاس بیٹھکر اور تعزیت کی رسمیں ادا کر کے اس مصیبت ہائلہ کی بابت مشفقانہ پرسش کر کے کہا کہ حضرت رسالت علیہ السلام نے تم میں سے کسکو اپنا وصی اور ولیعہد بنایا۔ حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول مقبول علیہ السلام نے اپنے چچیرے بھائی علی ابن ابیطالب کو اپنا وصی اور ولیعہد بنایا ہے۔ اُس اجنبی مرد نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی طرف توجہ کر کے کہا السلام علیك یا فتی فقال وعلیك السلام یا مضر ویا صاحب البرّ حضرت ابوبکر مع دیگر یاروں کے یہ بات سُنکر حیران رہ گئے اُس مرد نے کہا اے جوان تو نے کسطرح معلوم کیا ہے کہ میرا نام مضر ہے اور میں صاحب برّ ہوں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا اخبرنی بذلك رسول اللہ علیہ السلام اگر تو چاہے تو میں تیرے احوال اور اوضاع زیادہ بیان کروں اُس مرد نے کہا اے جوان تیرا نام کیا ہے۔ فرمایا میرا نام علی بن عم النبی علیہ السلام

ہے ۔ وہ مرد علی کرم اللہ وجہ کا نام سُنکر بہت خوش ہوُا اور کہا الحمدللہ کہ میں نے تجکو پایا حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اے میرے دوستو سُنو کہ یہ مرد عرب ہے اور اس کا نام مضر اور اس کے باپ کا نام ارم ہے اور اس شخص کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ تیری عمر سے تین سو ساٹھ برس گذر چکے ہیں جب تیری عمر سو سال کو پہنچی تو تو نے اپنی قوم کو سمجھانا شروع کیا کہ اے میری قوم کے لوگو! میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تھوڑے عرصہ تک نبی آخرالزمان تہامہ کی زمین میں پیدا ہوگا اور اسکا مبارک چہرہ ماہتاب سے بڑھکر روشن اور مجلّی ہوگا جو شخص اُس کے دین کو اختیار کریگا اور اسکی پیروی کو اپنا شعار بنا دیگا وہ دُنیا اور عاقبت میں نجات پائیگا۔ اور وہ نبی علیہ السلام یتیموں اور مسکینوں پر باپ سے زیادہ شفقت کریگا۔ اور تواضع اور انکسار کی راہ سے حمار کی سواری اختیار کریگا۔ اور اپنے ٹوٹے پھوٹے جوتے کو بذات مبارک خود پیوند لگائیگا غرضکہ کسیطرح کی رعونت انسانی اُس کے وجود میں نہیں پائی جائیگی۔ اور خمر اور زنا کو اپنی شریعت سے حرام کردیگا۔ اور خاتم انبیا اور سید اولیا ہے۔ اور اسکی امت کے لوگ پنجوقت کی نماز کے لئے مامور ہونگے اور رمضان شریف کے روزوں پر قیام کریں گے اور بیت اللہ شریف کا حج بجالائیں گے۔ میری قوم کے لوگ اس کے اسلام کو قبول کرینگے اور اسکو سچّا نبی جانکر اسکی تصدیق کریں گے امیرالمومنین علی علیہ السّلام نے فرمایا اے مرد خدا تمکو یاد ہوگا۔ جب تو نے اپنی قوم کو اس پیغمبر کی رسالت اور اُس کے دین کی صداقت بیان کی تو تیری قوم تیری ایذا اور مارنے پر مستعد ہوئی۔ اور ان بیدینوں نے تیرا سر اور مُنہ لکڑیوں اور پتھروں سے توڑ ڈالا اور تجکو چاہ عمیق میں پھینکدیا۔ اور اب تک تو اس تنگ و تاریک کنوئیں میں محبوس رہا جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم فانی سے اپنا رخت عالم باقی میں لے گئے۔ تو تیری قوم کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے بارش کی طغیانی اور سیلاب طوفانی سے ہلاک کردیا۔ اور تجھ کو اُن کے عذاب سے نجات کرامت فرمائی۔ جب تو اُس کنوئیں سے باہر آیا فرشتہ غیبی نے تجھ کو یہ خبر سنائی کہ اے مضر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور تو ان کے اصحابوں کے زمرہ اور اُن کے احباب کے فرقہ سے ہے۔ مدینہ طیبہ میں جاکر اُسکے مبارک روضہ کی زیارت سے مشرف ہو اور تو منہیان غیبی کے فرمان سے مدینہ کیطرف چل پڑا اور پہاڑ اور بیابان طے کرکے اس شریف شہر میں تشریف لایا تاکہ تجھکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہووے جب اس مرد نے اپنے واقعات حضرت

سلطان الاولیاء کرم اللہ وجہہ سے سنتے ہی اُسکی آنکھوں سے نہریں جاری ہوگئیں بہاری بادلونکی طرح اُسکی آنکھونسے قطرات اشک ٹپکنے لگے - پھر سر اٹھا کر کہا اے علی یہ واقعہ آپ نے کہانسے معلوم کیا فرمایا اے مضر مجکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے واقعات سے خبر دی اور فرمایا کہ اے علی مضر صاحب برمیری وفات کے بعد تیرے پاس آئیگا جب تو اُس کے ساتھ ملاقات کرے تو میرا اسلام اُسکو پہنچانا - الحمد للہ کہ اب تو میرے پاس تشریف لایا - اور میں نے ہدیہ کا سلام جو میرے پاس بطور امانت رکھا تھا - میں نے تیرے تک پہونچا دیا - مضر نے جناب حضرت امیر المومنین کے قریب آن کر اُس کے سر آنکھوں پر بوسہ دیا اور امیر کے سامنے بیٹھا امیر نے فرمایا اے مُضر اپنے چہرہ مبارک سے ذرا پردہ اُٹھالو تاکہ سب اصحاب آپ کے دیدار فیض بار سے فیضیاب ہوجائیں - مضر نے اپنے رخسار کے آگے سے نقاب اُٹھایا اُسکی نورانی پیشانی سے ایسا نور متصاعد ہوا کہ تمام مسجد نبوی ص اُس کے مُنہ کے نُور سے منور ہوگئی ازاں بعد کہا اے علی ع میں آپ سے چند سوال کرتا ہوں آپ مجکو اُن کے جوابات سے مطلع فرمائیے - امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا اے مضر پوچھ جو تمہارا دل چاہے - مضر نے کہا:-

سوال ۱ - وُہ کونسا نر اور مادہ ہے جو بغیر وسیلہ والدین کے موجود ہیں - (۲) وُہ کونسا فرزند ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہُوا ہے ؟ (۳) وہ کونسا رسول ہے جو جن وانس - ملائکہ بہائم - سباغ میں سے نہیں ہے ؟ (۴) وہ کونسی قبر ہے جو اپنے صاحب کو منازل اور مناحل میں لئے پھرتی ہے ؟ (۵) وہ کونسا حیوان ہے جو اپنے ہمجنسوں کو ڈراتا تھا اور نہ وہ جن ہو نہ انس نہ ملائک ؟ (۶) وہ کونسا ہے جسم ہے کہ کھاتا ہے اور پیتا نہیں ؟ (۷) وُہ کونسا مکان ہے کہ ابتدائے پیدائش سے دنیا کے انقراض تک ایکبار سے زیادہ اُسپر سورج نہیں چمکا اور نہ قیامت چمکیگا ؟ (۸) وُہ کونسا جماد ہے جس سے زندہ چیز پیدا ہوئی ؟ (۹) وُہ کونسی عورت ہے کہ تین ساعت میں حملدار ہوئی اور انہیں میں ولادت کی ؟ (۱۰) وہ کونسے دو ساکن ہیں کہ کبھی متحرک نہیں ہوتے ؟ (۱۱) وہ کونسے دو متحرک ہیں کہ ہرگز ساکن نہیں ہوتے (۱۲) وہ کونسے دو دوست ہیں کہ ہرگز دشمن نہیں ہوتے ؟ (۱۳) وُہ کونسے دو دشمن ہیں کہ کبھی آپسمیں دوست نہیں ہوتے ؟ (۱۴) شَے حقیقت میں کون چیز ہے اور لاشے کیا ہے ؟ (۱۵) احسن اشیاء میں سے کیا شے احسن ہے ؟ (۱۶) اقبح چیزوں میں سے کونسی چیز قبیح ہے ؟ (۱۷) وُہ کونسا عضو ہے جو پہلے رحم میں پیدا ہوتا ہے ؟ (۱۸) وہ کونسا عضو

ہے کہ قبر میں سب اعضاء سے پیچھے بدن سے گرتا ہے۔ جب مضر نے یہ سبب سوالات پیش کئے۔ تو امیر المومنین علی علیہ السلام نے اُس کے ایک سوال کا جواب باصواب دیا اور فرمایا کہ مضر تو نے سوال کیا تھا کہ وہ نر کہ بغیر مادر و پدر کے پیدا ہوا وہ کون تھا۔ جان تو کہ وُہ آدم علیہ السلام تھا۔ اور وہ عورت مائی حوا تھی۔ (۲) وہ نر کہ بغیر باپ کے وجود میں آیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام تھے (۳) اور وہ رسول جو جن اور انس اور ملائک سے نہیں وہ کوا ہے جس نے قابیل کو ہابیل کے دفن کی تعلیم کی کما ورد فبعث اللہ غُرابًا اور وُہ قبر اپنے صاحب کو لئے پھرتی تھی وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو پیٹ میں رکھکر دریاؤں کا سیر کرایا۔ (۵) اور وہ حیوان جو اپنے دوستوں کو ڈراتا اور خوف دلاتا تھا وہ چیونٹی تھی جو اپنے لشکر کیساتھ رزق کی تلاش کیلئے اُس ستون پر جس کے نیچے حضرت سلیمان علیہ السلام سویا ہوا یا بیٹھا ہوا تھا جاتی تھی اور وہ چیونٹی اپنے تابعدار لشکر کو سمجھاتی تھی۔ کہ تم سب آہستہ آہستہ بڑے آرام سے چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری رفتار سے نبی اللہ کے مبارک سر یا بدن پر غبار پڑ جائے اور ان کی تعظیم میں فرق آجائے (۶) اور وہ جسم جسنے ایک بار کھایا ہے لیکن پیا نہیں اور پھر قیامت تک نہیں کھائیگا وہ حضرت مُوسےٰ علیہ السلام کا عصا تھا جسنے کئی ہزار سانپ فرعونیوں کے کھائے تھے اور وہ زمین جسپر ایکبار آفتاب چمکا تھا وُہ دریائے نیل کے قعر کی زمین ہے کہ حضرت مُوسےٰ علیہ السلام کی اُمت یعنی بنی اسرائیلیوں کے گذر نیکے دریائے نیل پھٹ گیا تھا۔ اور چھ لاکھ بنی اسرائیل اُن شگافوں سے پار ہو گئے تھے۔ جب فرعون کا لشکر معہ فرعون کے دریائی راستوں میں داخل ہوا پانی آپسمیں ملکین ہو گیا اور فرعونیوں کو بہالے گیا۔ دریائے نیل کی قعر کی زمین پر ایک بار کے سوا سورج کبھی نہیں چمکا تھا اور وُہ جماد جس سے زندہ جسم متولد ہوا تھا وہ پتھر ہے جس سے صالح علیہ السلام کی ناقہ پیدا ہوئی تھی۔ اور وہ دو ساکن کہ کبھی متحرک نہیں ہوتے وہ زمین اور آسمان ہیں۔ اور وہ دو متحرک کہ کبھی ساکن نہیں ہوتے۔ وُہ آفتاب اور مہتاب ہیں۔ اور وہ عورت جو تین ساعتوں میں حاملہ بھی ہوئی اور لڑکا بھی جنی وُہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا تھی جو ایک ساعت میں قدرت الٰہی سے حاملہ ہوئی اور ایک ساعت درد زہ میں مبتلا رہی اور تیسری ساعت میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام متولد ہوئے۔ اور وہ دو دوست کہ ہرگز آپسمیں دشمن نہیں ہوتے جان اور تن ہے اور وہ دو دشمن جو کبھی آپسمیں اتفاق نہیں کرتے مرگ اور زندگی ہے۔ مومن شئے کا فرلا شئے ہے۔ احسن اشیاء بنی آدم کی صورتیں۔ اقبح اشیاء بدن بے سر ہے اور وُہ

عضو جو سب سے پہلے رحم میں صورت باندھتا ہے وہ انگشت شہادت ہے جس کو سابہ کہتے ہیں قصّہ کوتاہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے مضر کے سب سوالوں کے جوابات دیدیئے۔ مضر نے بے توقف اُس شہسوار میدان دانش اور بینش کے مبارک سر پر بوسہ دیا۔ اور بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب جو اُس عالیجناب کی مجلس میں حاضر تھے اُس وارث علوم سید المرسلین ؐ کے شان میں تحسین اور آفرین کے ہدیے پیش کئے۔ اور اُن کے علوم کے وفور اور حلم کے ظہور پر اعتراف کیا ازاں بعد مضر نے کہا کہ اے علی مجھ کو آنحضرت ؐ کے روضہ مطہرہ اور مشہد معطر کی زیارت کرادو تاکہ میں رسوم زیارت کے قاعدے بجالاؤں۔ اور اُن کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر اپنے دل ناپاک کو طاہر کروں اُسیوقت حضرت علی مع دیگر اصحاب کے مضر کے ہمراہ اُس مہتر بہتر کے روضہ پر تشریف لائے جب مضر کی نظر حضرت کی قبر منوّر پر پڑی علی الفور بے اختیار ہو کر قبر پر گر پڑا اور اپنا سینہ بے کینہ اُس پاک خاک پر رکھا اور جماعت صحابہ اُسکی یہ حالت دیکھکر باہر جا کھڑے ہوئے ایک ساعت کے بعد داخل روضہ ہو کر دیکھا مُضر نے اپنا منہ آنحضرت کی مرقد کی پاک خاک پر رکھا ہوا اور اپنی پاک جان جان آفرین کو دی ہوئی ہے۔ یاروں نے اُسکی یہ حالت دیکھکر بہت گریہ وزاری کی اور اسکی تجہیز و تکفین کر کے سید الشہدا حمزہ کی قبر کے پاس دفن کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ *

زہرۃ الریاض میں لکھا ہے کہ آسمان زمین پر تفاخر اور تجاسر کرتا تھا۔ اور اپنے شان کی رفعت اور اپنے بنیان کی عظمت کیلئے براہین اور دلائل پیش کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ عرش اور حاملان عرش میرے میدان میں مقام رکھتے ہیں۔ لوح اور قلم میرے مکتب خانہ میں اسرار کے حروف ظاہر کرتے ہیں۔ الحاصل اس قسم کی عبارات اور اشارات جن سے اُلکارُحجان زمین پر ثابت ہوتا تھا۔ زمین کے سامنے پیش کرتا تھا اور زمین مسکین سر جھکا کر غصّہ کھاتی تھی۔ اور حسرت کا کڑوا پانی اُس کے حلق سے گذرتا تھا۔ اسیطرح لاکھوں سال گذر گئے جب صبح محمدی نے طلوع فرمایا۔ اور آنحضرت ؐ کی ولادت کی نوبت پہنچی۔ زمین غمگین نے سر اُٹھایا اور آسمان کے ساتھ مناظرہ اور مقابلہ کی گردن اُٹھائی فقالت قد ولد علی ظہری نبیّ مبارك نور العرش من نورہ ونور السمٰوٰت من نورہ ونور الارض من نورہ ونور الشمس والقمر والنجوم من نورہ وعلی ظہری ولادتہ وتربتہ ومبعثہ ودعوتہ علی ظہری وشریعتہ وموتہ وقبرہ علی ظہری۔ جب زمین نے بسبب ولادت وجود حضرت سید المرسلین کے اطباق

علیین پر مفاخرت کی یہ اُس کا شرف حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوُا اور چند خلعتوں سے اُسکو مشرف کیا ازانجملہ یہ خطاب مستطاب ہوُا یا ارض افتخرت بحبیبی جعلت ترابك وغبرتك طهوراً لامة محمد صلى الله عليه وسلم وجعلت شرق الارض وغربها مساجد لهم ومصلی حتی عبدونی علیها +

مؤلف - اے میرے بھائیو اس جگہ میرے دل میں ایک نکتہ گذرتا ہے اور وُہ یہ ہے - جب زمین بسبب مفاخرت وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو صبح وشام بنام محمدی افتخار اور اشتہار رکھتا ہے اگر گناہوں سے مطہر اور حرم سرائے قدس کا محرم مقرر ہو جائے تو کیا عجب ہے - **نعت شریف**

اے دادہ نور شمع رخت مہر و ماہ را	موئت شکستہ رونق مشک سیاہ را
عیسےٰ کہ بگذرد ز فلک در مجردی	ہر دم باستانہ تو آرد پناہ را
نورالہ ازمہ روئے تو لامع است	بردار پردہ از رُخ و نہما الہ را

مؤلف - اے میرے بھائیو تم کچھ جانتے ہو کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا شان ہے - محمد ناز پروردہ محبت الہٰی کا پھول ہے - جو رسالت کے باغ میں رحمت الہٰی کی ہوا سے کھلا ہوُا ہے + نقل ہے کہ جب حضرت جلال احدیت جل وعلانے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ محبت کا عقد کہ دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ مراد ہے استوار

سلہ چون روائت آیات الہٰی ونوبت در آمدن درشہد قرب بحضور باخر رسید وازہمہ انقطاع پذیرفت وتنہا ماند وہیچ ملکے وانسے باوے نماند وبنور حجابہائے نورانی ہفتاد حجاب کرد - وہیچ حجاب بحجابے دیگر نے ماند - و آمدہ است کہ سطرے ہر حجاب پانصد سالہ راہ است در پیش ماند وہمہ را بامداد واعانت صمدایت حق جل وعلا قطع کرد - حیرتے ودہشتی وجلال وعزت کبریا پیش آمد منادی بلغت ابابکر صدیق ندا داد کہ قف یا محمد فان ربك یصلی ازین ندا بہ تفکر رفت کہ این آواز ابی بکر از کجا آمد وہلسے کہ بدان یافت از وحشی کہ حاصل شدہ بود بیرون آمد - پس از حضرت ندا آمد ادن یا خیر الرتبة ادن یا احمد اُدن یا محمد پس نزدیک گردانید مرا بجود پروردگار من وچنان شدم کہ فرمود ثم دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنے پس پرسید از من پروردگار من پس نتوانستم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دوشانہ من بی تکیف وبے تحدید پس یافتم برد آنرا در سینہ خود - پس داد مرا علم اولین وآخرین وتعلیم کرد انواع علوم ازانجملہ علمی بُود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا و علمی بود کہ عہد گرفت از من در پوشیدن داشتن کہ آیا ہیچکس نے گویم وہیچکس طاقت

فرمایا اسوقت خطاب مستطاب آیا کہ اے محمدؐ سب لوگ میرے مقدس نام کی قسم کھاتے ہیں اور میں بحکم لعمرک تیری عمر کی قسم کھاتا ہوں۔ اگرچہ تیری منزل کے لئے صدر اور تیری منزلت اسی قدر کافی ہے مگر اے محمدؐ تم اپنی آنکھ کھولو اور اپنے قدموں کے نیچے کیطرف دیکھو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے نیچے نظر کر کے دیکھا تو ایک مٹھی خاک کی میں نے دیکھی فرمایا کہ جو کچھ عالم غیبت و شہادت علوی سفلی وجود میں آیا ہے۔ سب تیرے قدموں کی خاک ہے۔ جو دوست اپنے دوست سے بخشانا چاہے اُس کے دوست کو کچھ ناگوار نہیں گذرتا ہے۔ اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) اٹھاران ہزار عالم تیرے قدموں کی خاک ہے ہیں نے سب کو تیری طفیل بخشدیا۔ غزل

عالم ہمہ از رشحۂ بحر کرم اوست — آدم کفِ خاکی ز غبار قدم اوست
عیسےٰ کہ چو خورشید زند خیمہ بر افلاک — در آرزوئے سایۂ عالی علم اوست
ہر بندہ کہ دارد خط آزادی و زرخ — آن بندہ غلام وے و خط رقم اوست
شادی جہان کرد فدائے غم اُمت — دانست کہ شادیٔ جہانے بغم اوست

حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رایت ربی فی صورۃ

بقیہ حاشیہ ۴۱۹ برداشتن آن ندارد جز من و علی خوبترین صُورت دیگر بود کہ مخیر گردانید در کتمان و اظہار علمے بود کہ امر کرد مرا تبلیغ آن بخاص و عام از امت من۔ پس گفت آنحضرت اے پروردگار من متوحش شدم از قدم آوردن من باتو ناگاہ ندامی شنیدم بلغتے کہ مشابہ لغت ابی بکر است کہ میگوید قف یا محمدؐ فان ربک یصلی پس تعجب کردم اینکہ ابی بکر از کجا آمد و پروردگار بے نیاز ست از نماز گذاردن برائے دیگر۔ من میگوئم سبحانی سبقت رحمتی علے غضبے بخوان یا محمدؐ این آیت را ہو الذی یصلے علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمومنین رحیما" پس صلوٰۃ من محمدؐ رحمت است بر تو و امت تو اما شنوانیدن من ترا آواز ابوبکرؓ کہ یار غار تست برائے آنست کہ انس گری تو و بجال خود بیائی درین مقام پر ہیبت با محمدؐ چون خواستیم ما کہ کلام کنیم مار اور تو موسےٰ پس گرفت او را ہیبتے عظیم پس پرسیدم او را و با ملک ہمینک یا موسےٰ پس حاصل او را انس بذکر عصا و بحال خود آمد ہمچنین تو اے محمدؐ خواستیم کہ انس گری باآواز یار خود کہ پیدا کردہ شدہ تو فرمودے از یک طینت وے انیس تست در دنیا و آخرت پس پیدا کردم فرشتہ را بر صورت ابوبکر کہ ندا کند ترا بلغت وے تا زائل گردد از تو استیحاش و لاحق نشود از ہیبت چیزے کہ باز دارد ترا از فہم آنچہ خواستیم از تو بعد ازان فرمود در باب سوال جبرائیل علیہ السلام چہ جواب مے دہی و حاجت او را چگونہ بر آری فرمودہ نو پوشیدہ نیست اے محمدؐ تو جبرائیل علیہ السلام را بگو کہ حاجت تو بدرگاہ ما باجابت مقرون است

مصنف کتاب ہذا

ای صفتہ فقال یا محمد فیم یختصم الملئکۃ الملاء الاعلیٰ میں نے اپنے پروردگار کو بڑی خوبصورتی میں دیکھا یعنے ایک خاص صفت میں - مَیں کہتا ہوں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں آنکھوں سے ذات احدیت کو دیکھا - کہ ہم اُسکی کیفیت بیان کرنیسے عاجز ہیں ؎

دید محمد نہ باچشم دگر بلکہ بدان چشم کہ وارد بسر

میرے سے پوچھا گیا کہ اے محمدؐ ملائکہ ملاء اعلےٰ اور ساکنانِ عالم بالا تونے دیکھا سُنا ہے کہ وُہ باہم کس بات پر بحث کر رہے ہیں - مَیں نے کہا الہیٰ تیرے علم کے آگے کچھ چھپا ہؤا نہیں - تیرذات عالم السّر والخفیات ہے فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی پھر حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ہاتھ میرے ہر دو دوش کے درمیان رکھا چنانچہ مَیں نے اسکی راحت اور خوشی اپنے دونوں پستانوں کے درمیان پائی - اور جو کچھ زمین اور آسمان میں مغیبات و دیگر موجودات تھیں وہ میری نظر میں مکشوف ہوئے - ازاں بعد حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ما الکفارات میں نے عرض کیا اسباغ الوضوء فے البردات والمشئی بالاقدام الی الجماعات وانتظار الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ الہیٰ کفارات تین چیزیں ہیں اوّل موسم سردی میں وضو کا پانی وضو کے محلوں میں پہنچانا اور شدائد نفس یعنے طہارات کے وقت اعضاء کو کامل طور پر دھونا اور اُن کے اطراف پر پانی پہنچانا گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے - دوم باجماعت نماز پڑھنے کے لئے پیادہ پا مسجد میں جانا - سوئم ہر نماز کے ادا کرنیکے بعد آئندہ نماز کا انتظار کرنا - جو شخص ان تین امروں پر قیام کرے گویا اُس نے اپنی زندگی احسن وجہ پر بسر کی ہوگی - اور اس دُنیا کے عالم سے نیکنامی سے عالم عقبے کو گیا ہوگا - اور وُہ ایسا گناہوں سے پاک ہو جائیگا گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے تولد ہؤا ہے اور ایک روائت میں آیا ہے کہ جب بین الکتفین خواجہ کونین علیہ افضل الصلوٰت واکمل التحیات کا حق سبحانہ وتعالیٰ کی کف کفائت سے مشرف ہؤا اور جملہ معینات عالم علوی و سفلی کا حجاب آپ کی نظر سے مرتفع ہؤا - اور اسرار جلی اور خفی پر اطلاع پائی تو حق سُبحانہ وتعالےٰ نے پوچھا یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلےٰ آپ نے فرمایا فی الکفارات والمنجیات والدرجات والمہلکات حضرت حق سُبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا صدقت عبدے ازاں بعد حق سبحانہ وتعالےٰ نے ملائکہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے ملائکہ آج میرا حبیب عالم بالا کی سیر کے لئے بلایا گیا ہے - تم میں سے جس شخص کو کوئی مشکل درپیش ہو اپنی مشکل حل کرنیکی وجہ سے اُس کے آگے پیش ہو جائے ازانجملہ حضرت اسرافیل علیہ السّلام نے حاضر خدمت اقدس ہو کر پوچھا یا محمد - ما الکفارات فرمایا

اسباغ الوضوء فی السبرات ومشی الاقدام فی الجماعات وانتظار الصلوٰۃ بعد صلوٰۃ -
حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ازاں بعد حضرت
میکائیل علیہ السلام پیش ہوئے اور استفسار فرمایا کہ ما الدرجات یعنے بندہ کے وہ افعال
جنکے سبب سے بندہ درجات عالیہ کو فائز ہووے کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا اطعام الطعام وافشاء
السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمد
(صلی اللہ علیہ وسلم) پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے خدمت بابرکت حضرت رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر التماس کی یا محمد ما المنجیات یعنے یا محمد وہ عمل جو بندے کو
عذاب الٰہی سے نجات دلاوے کیا چیز ہے۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا خشیۃ اللہ تعالےٰ فی
السرّ والعلانیۃ والقصد فی الفقر والغناء والعدل فی الغضب والرضاء حق سبحانہ وتعالےٰ
سے ظاہراً وباطناً ڈرنا اور درویشی اور تونگری میں میانہ روا اختیار کرنا۔ حالت غضب اور
رضا میں راستی اور غضب کو اپنا شعار بنانا حق سبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا صدقت یا محمد ص
(صلی اللہ علیہ وسلم) ازاں بعد حضرت عزرائیل پیش ہوئے اور کہا یا محمد ما المہلکات
یارسول اللہ کیا چیز ہے جو بندے کو ہلاک کرنیوالی ہے فرمایا شحٌ مطاعٌ وہویٰ متبع واعجاب
المرء بنفسہ یعنے بخل جو اطاعت کیا جائے اور بخیل اسی پر عمل کرے اور اسکو بخل فرمائے اور
ہوائے نفس کی کرنی اور اپنے تئیں بہ نسبت غیر کے نیک اعتقاد کرنا۔ حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ
نے فرمایا صدقت یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) +

نقل ہے کہ یہی چار مسئلے تھے کہ یہ چار فرشتے چار ہزار سال ان مسئلوں میں بحث کرتے رہے
اور ان کے جواب سے لاجواب رہے جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عالم بالا میں بلائے گئے
تب ملائکہ کرام علیہم السلام نے شافی جواب پایا اور ان مسئلوں کی حقیقت سے کما ینبغی مطلع ہوئے
اور بعض علماء کا قول ہے کہ حضرت رسالت کا فلک الافلاک پر جانیکا یہی سبب تھا کہ ملائکہ مذکور
مدت کثیر سے باہم مسائل مذکور میں بحث کرتے تھے اُن کے فیصلہ کے لئے آنحضرت عالم ملکوت
میں بلائے گئے - کما کتب المعین فی معراج النبوۃ معارج میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ
نے فرمایا اے محمد میں نے تیری اُمت کے مال کو بہت بڑھایا۔ تاکہ تیری اُمت کا حساب دراز نہو
جائے۔ اور انکی عمر کو بھی چنداں دراز نہیں کیا۔ تاکہ اُن کے دل دُنیا کے رہنے پر محکم نہ ہو جائیں
اور ان کو مرگ مفاجات سے ہلاک نہیں کیا تاکہ دُنیا سے بے توبہ رخصت نہ ہو جائیں اور میں نے

تیری اُمت کو دور آخر میں پیدا کیا - تاکہ قبر میں دیرماندگی کی تکلیف نہ اُٹھائیں - پھر فرمایا اے محمدؐ اھل ذکری ف ضیافتی مجکو یاد کرنیوالے میری مہمانی میں ہیں - اور میرا شکر کرنیوالے ہمیشہ نعمت کی زیادتی میں ہیں - اور میری اطاعت کرنیوالے دائما کرامت میں رہتے ہیں اور میں اہل شکر کو اپنی رحمت سے نا اُمید نہ کرونگا - یہ لوگ حقیقت میں بیمار ہیں اور ہم ان کے طبیب ہیں یعنے ہماری رحمت ان کی بیماری کو رفع کرنیوالی ہے - اور ان کے امراض کو شفا بخشنے والی ہے فان تابو فانا اجبتم اگر تیری اُمت کے لوگ میری طرف رجوع لائیں گے اور میں اُنکا حبیب بنجاؤنگا اگر وُہ توبہ نہ کرینگے فاذا بتلیھم فی المصائب تو میں ان کو بلاؤنگا اور مصیبتوں کا شربت پلاؤنگا یہاں تک کہ اُن کا وجود عوارض عیوب سے پاک ہو جائیگا +

حضرت خاتون جنّت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد محمد رسول اللہ علیہ السلام سے پوچھا یارسول اللہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے شب معراج کو آپ سے کیا کیا گفتگو کی - قال قال الرب العزۃ جل جلالہ نظرت فی ذنوب امتک فلم ادی الوجہ الا العفو - اے محمدؐ میں نے تیری اُمت کیطرف دیکھا اور مجکو سوائے عفو کے کوئی صُورت نظر نہ آئی -

سیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ معراج کی رات کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے حبیب تو میرے لئے کیا ہدیہ لایا ہے - مَیں نے عرض کیا کہ الہٰی میں دو قبضے لایا ہوں ایک قبضہ میں تقصیر طاعت اور دُوسرے میں جفا اور معصیت - فرمایا اے محمدؐ تیری اُمت کی تقصیر طاعت کو میں نے اپنی رحمت سے معاف کیا اور ان کے جفا اور معصیت کو تیری شفاعت سے بخشا + حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے فرمایا - اے محمدؐ آج تو چاہے مجھ سے مانگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے خداوند تو میری مراد اور مقصود کو خوب جانتا ہے - میرے بیان کی حاجت نہیں - حق سبحانہ و تعالےٰ نے فرمایا انت شفیعھم فیما یقصرون فی فرائضی وانا اکون شفیعا لھم فیما یقصرون فی سُنتک - اے محمدؐ میرے فرائض کی تقصیرات میں تو اُن کا شفیع ہو جا - اور تیری سُنتوں کی تقصیرات میں مَیں اُنکا شفیع بنجاؤنگا - اور انکی تقصیرات جو تیری سُنت میں اُن سے سرزد ہوئی ہیں تیرے سے معاف کراؤنگا - معارج میں لکھا ہے کہ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا کہ شب معراج میں مینے جناب باری عزاسمہ سے درخواست کی کہ الہٰی میری اُمّت کا حساب میرے ہی متعلق کردے - فرمایا کہ اے محمدؐ تیرا اصلی مطلب اس غرض سے کیا ہے

میں نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن میری اُمت کا فضیحہ نہووے۔ حضرت حق سُبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اے محمدؐ میں تیری اُمت کا حساب ایسے طریق پر کرونگا کہ تجکو اُن کے اعمال قبیحہ کی ہرگز اطلاع نہ ہوگی۔ جب میں ان کے گناہوں کو تیرے جیسے شفیق پیغمبر سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں۔ تو یہ دل سے سمجھ رکھ کہ بیگانوں سے بہ طریق اولیٰ چھپا رکھونگا۔ اے محمدؐ اگر تو اُن پر بوجہ رسالت شفقت رکھتا ہے۔ مَیں بھی اُن پر ربوبیّت کی رحمت رکھتا ہوں۔ اگر تو اُن کا پیغمبر رہنما ہے میں بھی اُن کا معبُود اور خداوند ہوں تو آج سے اُن کی طرف دیکھتا ہے اور مَیں نے ازل سے ابد تک اُن کے بارہ میں نظر عنائیت رکھی ہے۔ اور رکھوں گا ۵

ای بازلِ بودۂ نابود ما — تو باپد زندۂ فرسود ما
بے جرم از ہمہ سازندۂ — جز تو نداریم نوازندۂ!
از پئے تست این ہمہ امید وہم — ہم تو بنجشا و بنجش اے کرم
چارۂ ما ساز کہ بے یاوریم — گر تو برانی بکہ رُو آوریم
پیش تو کز بے سروپا آمدیم۔ — ہم بامید تو خدا آمدیم
قافلہ شد واپسی اما ببین — اے کس مابے کسی ما ببین
جز تو در قبلہ نخواہیم ساخت — گر ننوازی تو کہ خواہد نواخت

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحیٰ کے کلمات ایک کلمہ کی درخواست کی اور کہا یا رسول اللہ ان کلمات سے جو خالق کائنات نے آپ سے شب اسراے میں کئے تھے ایک کلمہ کی حقیقت سے ہم نیازمندوں کو معزز فرمائیے۔ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا کہ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے میری اُمت کی شکائت کر کے فرمایا کہ اے مُحمّدؐ تیری اُمّت کے لوگ خلوت میں بیٹھکر گناہوں کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور جب مجلسوں میں تقدیراً پھنس جاتے ہیں تو عوام کے طعن سے بچنے کیوجہ سے اطاعت کا کام شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن مَیں اُن کے اسرار کیطرف نظر کر کے اُن کے گناہوں سے درگذر کرتا ہوں کہ اُن کی پردہ پوشی کرتا ہوں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج کی باتوں سے ایک بات کا سوال کیا کہ حق سُبحانہ وتعالےٰ نے مجکو کہا کہ اے محمدؐ پہلی اُمتیں

جب گناہ کرتی تھیں میں اُن کے سر پر عذاب بھیج دیتا تھا۔ جیسے حضرت نوح اور صالح علیہم السلام کی قومیں جب وہ میری بیفرمانی کرتے تھے اُن کے گناہ کی شامت سے میں اُن کو زمین میں غرق کردیتا تھا جب داؤد اور عیسےٰ علیہم السلام کی قوم نے بیفرمانی اختیار کی تو میں نے غیرت کی وجہ سے انکی صورتیں بدل کردیں۔ کسی کو بندر کسی کو کُتّے کی صورت سے مسخ کردیا۔ اے محمدؐ جب تیری اُمّت کے لوگ گناہ کرتے ہیں تو مَیں اُن کے سئیات کو حسنات سے بدل دیتا ہوں۔ اور دوئم یہ ہے کہ اے محمدؐ جب پہلی اُمتیں گناہ کرتی تھیں۔ تو اُن کے سر پر سنگ باری کرتا تھا جیسے حضرت لوط کی قوم اور جب تیری اُمت گناہ کرتی ہے تو میں اُن کے سر پر رحمت کا بادل برساتا ہوں۔

حضرت فاطمہ بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد سید المرسلین حبیب رب العالمین سے سوال کیا وہ باتیں سربھر جو معراج کی رات کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو ارشاد فرمائی تھیں وہ کیا ہیں۔ فرمایا قرۃ عینی اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے دل کے سرور مَیں کیا کہوں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں وہ تو میری اُمت کی شکایت تھی۔ چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمدؐ میں اپنے بندوں کے ارزاق کا ضامن ہوں اور تیرے امت کے لوگ میری ضمانت پر اعتماد نہیں رکھتے ہیں اور روزی حاصل کرنیکے واسطے طرح طرح کے غم اپنے دل پر لگاتے ہیں اور ناآمدہ غم کھانا گویا اپنے تئیں دیدہ و دانستہ رنج میں ڈال لینا ہے ہماں بہتر کہ باز فردا گذارم کار فردا را ۔ دوم یہ کہ میں نے بہشت کو تیرے اور تیرے دوستوں کے لئے پیدا کیا ہے اور تیرے دوست بہشت کیطرف رغبت نہیں کرتے یعنی اعمال خیر میں تقصیر کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ میں نے دوزخ کو تیرے دشمنوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ تیرے دوست اُس میں داخل ہونیکی سعی کرتے ہیں۔ یعنے تیری اُمّت کے لوگ میری نافرمانی کرنے پر دلیری اور جرأت کرتے ہیں۔ چہارم یہ ہے کہ تیری امت کے بندے میرے ساتھ تو لڑائی کرتے ہیں اور میرے بندوں کیساتھ صلح یعنے خلوت میں گناہ کرتے ہیں مجھ سے شرم نہیں کرتے۔ آدمیوں کے سامنے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں اور آدمیونکی ملامت اور غرامت سے اندیشہ کرتے ہیں پنجم میں اُنسے کل کا عمل نہیں طلب کرتا ہوں اور یہ حریص میرے سے ہفتہ اور ماہ اور سال کی روزی مانگتے ہیں۔ ششم میں ان کی روزی اُن کے غیر کو نہیں دیتا ہوں اور یہ لوگ میری طاعت غیر کو دیدیتے ہیں یعنے طاعت میں ریاکاری اختیار کرتے ہیں۔ اور میری عبادت میں غیر کو شریک کردیتے ہیں۔ عزت دینے والا اور خوار کرنیوالا حقیقت میں مَیں ہوں۔ اور یہ لوگ اپنی عزت

کی امید میرے غیر سے رکھتے ہیں اور میرے غیر سے ہی ڈرتے ہیں اور میری ناراضگی کا کچھ خیال نہیں رکھتے + **مؤلف** اے میرے بھائیو مجھ کو ایک **نقل** یاد آئی ہے کہ میرے والد ماجد مرحوم جن دنوں میری عمر دس گیارہ برس کی تھی کہ مَیں فارسی میں سکندر نامہ اور عربی میں زرادی اور فقہ میں منیۃ المصلی اپنے والد سے پڑھا کرتا تھا۔ مجلس طلباء زمانہ کے لوگوں کا حال دیکھ کر فرمانے لگے اگر یہ عوام کالانعام خدا کے نام کی عزت اپنے سمدھیوں کے حجام کی عزت کے برابر بھی سمجھیں تو اُن کا مرتبہ کہیں سے کہیں تک بڑھ جائے۔ اگر سمدھیوں کا فرستادہ اُنکے گھر آجائے تو ان کی ضیافت میں اسقدر تکلف کیا جاتا ہے جو حد حساب سے باہر ہے۔ اور اگر کوئی درویش مسکین تین دن کا بھوکا اُن کے دروازے پر آنکلے تو اُسکو ایسا ذلیل کر کے نکالدیتے ہیں کہ پھر عُمر بھر اُن کی طرف مُنہ نہیں کرتا ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی یہیں معنے ارشاد فرمایا ؎

گر وزیر از خدا بترسیدے	ہمچنان کز ملک ملک بودے

ہفتم اے محمد ؐ میں انکو نعمتیں دیتا ہوں اور یہ میرے غیر کا شکر کرتے ہیں۔ **ہشتم** میرے ملائک ہر دم وہر آن ان کے ناپسندہ افعال میرے پیش کرتے ہیں اور میں نے کبھی اُن کے سامنے شکائت نہیں کی اور احیاناً قدرے مصیبت یا بلا اُنپر بھیجی جاتی ہے تو ہمیشہ میری شکائت خلقت کے سامنے کرتے ہیں اور ناسپاسی اور ناشکری اپنا شعار بناتے ہیں ؎

نزل بلا عافیتِ انبیاء ست	وآنچہ ترا عافیت آرد بلاست
زخم بلا مرہم بیدینی است	تلخی مے مایہ شیرینی است
چرخ نہ بندد گرہے بر سرت	تا نکشاید گرہے دیگرت
شاد ندانم کہ درین دیر تنگ	شادی وغم ہر دو ندارد درنگ
انجم وافلاک بگشتن وراست	راحت ومحنت بگذشتن درست
ہر کہ محنت بارادت کشد	خاتم کارش بسعادت کشد
ہر کہ یقین را بتوکل سرشت	بر کرم الرزق علی اللہ نوشت
روزی تو باز نگردد ز در	کار خدا کن وغم روزی مخور
بر در او شو از ینہا بہ اوست	روزی از و جو کہ روزیدہ اوست
عمر چو یکروزہ قرارت نداد	روزیِ دہ سالہ چہ باید نہاد

برورِ او کہ فرستادہ اند	آن خوری آنجا کہ ترا دادہ اند
گرچہ درین خلق بسے جہد کرد	بیشتر از روزئی خود کس نخورد
جہد بدین کن کہ بدلیست جہد	روزی و دولت نفزاید ز جہد
تا شوی از جملہ عالم عزیز	جہد ز تو باید و توفیق نیز

نہم حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے محمدؐ میرے اور تیری اُمت کے درمیان سات اور ایک روائت میں آیا ہے نو ایسی شرائط ہیں کہ تیرے دل کی رفاہیت کا باعث ہو سکتی ہیں۔ **اوّل** یہ ہے کہ تیری اُمّت کا جو شخص میری طاعت کریگا میں اُسکی طاعت کو ردّ نہ کرونگا۔ اور اُسکی طاقت کے مطابق اُنسے طاعت طلب کرونگا نہ اپنے شان کے لائق اسلیئے کہ کسی بشر کی طاقت نہیں جو میری شان مقدس کے لائق عبادت کر سکے۔ لیکن جب میں اُنکو اُنکی طاعت کا بدلہ اور جزا دینے لگونگا تو اُن کی طاعت کے بموجب نہ دونگا بلکہ اپنے عطا اور کرم کے لائق جزا دُونگا + **دوم** یہ کہ اگر کوئی شخص تیری اُمت کا عمداً یا خطاً گناہ کریگا۔ اور از ان بعد توبہ کریگا اور دل سے نادم ہو کر جازم ہوگا اور کہیگا کہ الٰہی اسکے بعد میں کبھی گناہ نہ کرونگا۔ تو میں اُسکی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور اس گنہگار کو گناہوں سے ایسا پاک کر دیتا ہوں کہ گویا اُس نے ہرگز گناہ نہیں کیا ہے۔ **سوم** میں اُس کے ساتوں اعضاء کیطرف نظر کرتا ہوں اگر اُس کے چھ عضو گناہ میں مصروف ہوں۔ اور اُسکا ایک عضو طاعت میں مشغول ہو اُس کے عاصی اعضاء کو اُس ایک عضو مُطیع کی طفیل بخشدیتا ہوں اور اُس کے ساتوں اعضاء کو دوزخ کے سات درکات سے آزاد کر دیتا ہوں۔ اور ہشت بہشت کا مستحق بنا دیتا ہوں + **چہارم** جب میں اپنے علم میں جانتا ہوں کہ میرا بندہ اپنے گناہ کو یاد کر کے غمناک اور اندوہناک ہوتا ہے تو اُسکے ارتکاب سے پشیمان ہے تو مَیں اُسکے گناہ کو بخشدیتا ہُوں۔ **پنجم**۔ جب میرا بندہ گناہ پر مصر ہووے اور اپنی ہٹ سے باز نہ آوے اور ارتکاب معاصی پر پشیمانی نہ کھاوے۔ میں اُسکو کسی درد اور رنج یا مصیبت کی بلا میں مُبتلا کر دیتا ہوں تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے + **ششم**۔ ایک سال میں دوبار ہاویہ دوزخ کا دروازہ کھول دیتا ہوں۔ ایک تو گرمیوں میں اور دُوسرا سردیوں میں۔ ہاویہ کی آتش اور زمہریر کی سردی عالم دُنیا میں اُن کے نصیب کر دیتا ہوں تاکہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں + **ہفتم**

یہ ہے کہ اے محمدؐ میں تیری اُمت کا حساب اپنے فضل سے کرونگا نہ عدل سے اگر انکی طاعت زیادہ ہوگی تو میں اُنکو دُگنی جزا دُونگا۔ اگر اُن کے گناہ زیادہ ہونگے جن لوگوں نے اُنپر ظلم اور جفا کیا ہوگا اُن کے گناہوں کا بوجھ اُنکی گردن پر رکھدونگا * ہشتم اے محمدؐ تیری اُمت کو ایام متبرکہ جیسے رمضان عید الفطر عشرہ۔ ذی الحجہ عید الضحے۔ شب برات۔ لیلۃ القدر۔ عشرہ محرم جمعہ اور ماہ برگزیدہ ان کو عطا ہوئے۔ اور ان کے حسنات ان دنوں اور مہینوں میں مضاعف کردئے گئے تاکہ قیامت کے دن اُن کی نیکیاں اُن کی بدیوں پر راجح ہو جائیں۔ نہم اُحاسبہم یوم القیمۃ بکرمی واغفر لھم ذنوبھم بفضلی وادخلھم الجنۃ برحمتی یعنے قیامت کے دن میں اُنکا حساب اپنے کرم کیساتھ لونگا اور ان کے گناہوں کو اپنے فضل سے بخشدونگا۔ اور اپنی رحمت سے بہشت میں داخل کردونگا * مناجات

خدایا چونکہ ما را اے سرشتی
وثیقت نامہ بر ما نوشتی
بما تو خدمتِ خود فرض کردی
جزائے آن بجود تو فرض کردی
چو ما بر ضعفِ خود در بند آنیم
کہ بگذاریم امرت نا توانیم
تو با چندین عنا تہا کہ داری
ضعیفان را گی ضائع گذاری
بدین امید ہائے شاخ در شاخ
کرھائے تو ما را کرد گستاخ
وگرنہ ما گدا ہیں خاک باشیم
کہ از دیوار نورنگے تراشیم
اگر خواہی بما خط در کشیدن
بفرمانت کہ بار و سر کشیدن
وگر گردی ز مشتِ خاک خوشنود
ترا نبود زیان ما را بود سُود
در آن ساعت کہ ما مانیم وہوئے
ز بخشائش فرو نگذار موئے
بیامرز از وفائے خویش ما را
کرامت کن لقائے خویش ما را

دہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات کو حق سبحانہ وتعالے نے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے تجکو ایسی کرامات سے مکرم فرمایا کہ کوئی پیغمبر ماتقدم اس نعمت عظمے سے مشرف نہیں ہوا۔ از انجملہ ایک یہ ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ تیری شان میں وارد کیا۔ یہاں تک کہ مشرق سے مغرب تک راتدن پانچ بار مساجد کے مناروں پر تیرے نام کی نوبت بجاتے ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان پر لاتے ہیں اور کلمہ توحید میں بھی تیرا نام مقدس اپنے نام کیساتھ قرین کیا۔ تاکہ جو کوئی میرے ساتھ ایمان لائیگا

تیرے ساتھ بھی ایمان لائیگا۔ اور جو شخص باایمان میری توحید کا اقرار کرے اور تیری رسالت کا انکار کرے میں اُس کے ایمان کو ہرگز قبول نہ کرونگا۔ اے محمدؐ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی میں نے اُسکی دُعا قبول کرکے اُسکی سرکش قوم کو ہلاک کیا۔ کذالک جو دعا کہ آج رات تو نے اپنی امت کے لئے کی ہے اُسکو میں نے باجابت مقرون کیا اور تیری اُمت کو نجات اور رفعت درجات سے مشرف کیا اور بجائے پچاس وقتوں کے نماز کے پانچوقت کی نماز پر اکتفا کیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ✦ یازدہم حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجاب رفع ہونیکے بعد جب رب الارباب کے مشاہدہ کی دولت سے مشرف ہوئے اور انوار حقیقت کا مطالعہ کیا۔ اور نفس اور روح سے مجرد ہوئے۔ قوت ایمانی اور عرفانی آپ کے وجود باجود میں باقی رہ گئی۔ خطاب ہوا اے محمدؐ فرقہ مشتبہ میرے لئے صورت ثابت کرتے ہیں اور یہودی میری جسمیت کے قائل ہیں۔ اے محمدؐ تم میری ذات کو اچھی طرح دیکھ لو تاکہ تمکو ان کے مذاہب کا بطلان متحقق ہو جائے۔ فرآہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم من غیر اِدْرَاكٍ وَّلَا اِحَاطَةٍ وَّلَا مِنْ شَيْءٍ وَّلَا فِيْ شَيْءٍ وَّلَا عَلٰى شَيْءٍ ✦ دوازدہم تفاسیر اور اہل تذکیر کی کتابوں میں فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى لکھا ہے اور بعض نے والضحیٰ کی تفسیر کے ذیل میں ایراد کیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ علیہ التحیۃ نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے چند چیزوں کا سوال کیا اور اُن کا جواب سُنا حضرت فرماتے ہیں کہ میں ان چیزوں کے پوچھنے سے بہت پشیمان ہوا۔ اوّل میں نے کہا کہ الٰہی تو نے حضرت جبرائیلؑ کو چھ لاکھ پر عطا فرمائے اُس کے برابر مجھکو کیا عطا ہوا اور کونسی چیز دی گئی؟ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ تیرے مبارک سر میں میں نے چھ لاکھ تار بالوں کے پیدا کئے تیرے بالوں کی ایک تار میرے نزدیک جبرائیلؑ کے چھ لاکھ پر سے بہتر ہے۔ اے محمدؐ قیامت کے دن تیرے ہر ایک بال کی برکت سے چھ چھ لاکھ عاصی کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرونگا۔ اے محمدؐ جب حضرت جبرائیل اپنے پروں کو کھولتا ہے تو مشرق سے مغرب تک ملک کو محیط کر لیتا ہے اور جب تو قیامت کے دن شفاعت کیواسطے اپنی زلف کو کھولیگا مشرق سے مغرب تک تیری اُمت کے جتنے کتنے عاصی ہونگے سب کو احاطہ کر لیگا اور تیرے ایک بال کی طفیل سب کو بخشدونگا ✦ دوم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الٰہی تو نے آدمؑ کو مسجود ملائک کیا اُس کے برابر تو نے مجھکو کیا دیا؟ فرمایا حکم ہوا۔ اے محمدؐ ملائک کا آدمؑ کو سجدہ کرنا اگر بغور سمجھو تو تیرے ہی لئے تھا اسواسطے کہ تیرا نور اُسکی پیشانی میں تھا۔ پھر عرض کیا۔ الٰہی آدمؑ

کو تو نے بہشت میں داخل کیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہاں لایا تھا پھر باہر نکالا گیا۔ تجکو اور تیری اُمت کو بہشت میں داخل کرونگا اور پھر کبھی باہر نہ نکالوں گا +

حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوندا تو نے آدم ؑ کو قدرت کے ہاتھ سے پیدا کیا اور ملائکہ کو اُن کے سجدے کے لئے امر کیا۔ خطاب آیا۔ اے محمدؐ میں نے آدم کے پیدا کرنے سے پہلے ہی تیرے ساتھ بڑھکر سلوک کیا۔ اوّل یہ کہ تیرے نام کو اپنے نام سے قرین کیا اور عرش عظیم پر ثابت فرمایا۔ آدم کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال پہلے ہی ملائکہ کو تیرا آشنا سا بنا دیا۔ اور ملاء اعلےٰ کے رہنیوالوں سے تم کو نبی کہلایا۔ اور ہنوز آدم کا نام ونشان بھی نہ تھا کہ تیرا نام آسمانوں کے دروازوں پر میں نے لکھدیا۔ اور بہشت اور حور وقصور اور اشجار غرض بہشت کی کوئی چیز نہیں جسپر تیرا نام نہ لکھا ہؤا ہوا۔ بلکہ بہشت کی دیواروں اور درخت کے ہر ہر پتے پر لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ لکھا ہوا ہے +

سوم پھر میں نے کہا الہٰی تو نے میرے بھائی ادریس علیہ السلام کو مکاناً علیاً پر فائز کیا۔ اس کے برابر میں مجکو کیا دیا۔ خطاب مستطاب ہؤا کہ اے محمدؐ میں نے تیرے ساتھ اس سے بڑھکر کرم کیا کہ تجکو عرش معلےٰ کا سیر کرا کے قاب قوسین او ادنےٰ کے مقام تک پہنچایا۔ دوسرے یہ کہ میں نے ادریس کے وجود کو زمین سے اُٹھا کر آسمان میں جا رکھا۔ اور قیامت تک اُسکا تن آسمان کے گوشہ میں پڑا رہیگا اور تجکو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے ذکر سے مکرم کیا۔ تیسرے یہ کہ ادریس جب تک بحکم كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ مرگ کا مزا نہ چکھیگا۔ تب تک بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ اور تو عالم زندگی میں ذائقۃ الموت کے چکھنے سے پہلے بہشت کے مراتب وغیرہ مکانات کا سیر کر آیا ہے +

چہارم میں نے کہا الہٰی تو نے علیہ السلام کو کشتی ذات الواح دی۔ مجکو اور میری امت کو اُس کے بالمقابل کیا دیا۔ الہام ہوا کہ اے محمدؐ تجکو ایک براق ایسا دیا کہ ایک رات میں شرق و غرب اور فرش سے عرش تک اور بہشت اور کرسی اور لوح اور قلم اور بیت المعمور جملہ مکانات عالم علوی کو دیکھ آیا اور تجکو دکھالایا۔ اور تیری اُمت کو مسجدیں عطا ہوئیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اخیار اور اشرار کو دوزخ کی آگ پر گذرنیکا فرمان ہوگا۔ اور آگ کا دریا ٹھاٹھیں ماریگا اور تیری اُمت کو مساجد میں داخل کرینگے اور میں مساجد کو کشتیوں کی طرح دوزخ کے دریا کے مُنہ پر اس بلا کے طوفان میں اور ابتلا کے تلاطم امواج میں فرق خاطف کی مانند

پار کرو ونگا۔ کہ کسیطرح کا آزار یا رنج یا تکلیف تیری اُمت کو نہ پہونچیگی +

پنجم۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الٰہی تو نے حضرت ابراہیمؑ کو نمرود مطرود کی آگ سے بچا رکھا۔ اور بھڑکتی کو آگ کو باغ بنا دیا۔ اور اُسکو تو نے خلیل پڑھا۔ اور اُس کے وجود کو خلت کا خلعت پہنایا۔ اور اپنی محبت کا پیالہ پلایا۔ مجکو اور میری اُمت کو اُس کے برابر کیا کچھ عطا ہوا۔ خطاب ہوا کہ اے محمدؐ تجکو اور تیری امت کو اس سے بہتر کرامت فرمائی ایک یہ کہ دوزخ کی آگ تجھپر اور تیری اُمت پر میں نے حرام کی۔ اور تجکو میں نے اپنا حبیب کہا۔ دوسرا یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب طاعت کی بلندی اور عبادت کی فروہ پر ستند ہوگیا تھا۔ اور نبوت کے کمالِ مرتبہ کو پہنچ گیا تھا تب خلت کی دولت سے مشرف ہوا۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَاِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور تیری اُمت کو باوجود ارتکاب معصیت اور ذلت کے حلت کے مرتبہ تک پہونچا دیا۔ اور ان کو اپنا دوست بنایا۔ کما ورد اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۝

باگنہگاران بگویم تا بینداز دل	من فدا دوست را در بیوفائی داشتم

ششم۔ میں نے کہا الٰہی اسماعیل علیہ السّلام کو تو نے فدا بھیجا۔ مجکو کیا دیا۔ فرمایا اے محمدؐ کل یعنے قیامت کے دن نصارے اور یہودیوں کو تیری اُمت کا فدا بنا کر دوزخ میں ڈالدونگا کما جاء فی الحدیث اِنَّہٗ یُعْطِیْ اِلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَۃٍ یَھُوْدِیٍّ وَّیَھُوْدِیَّۃٍ فَیُقَالُ لَہٗ اَلْقِہٖ فِی الْجَحِیْمِ وَمُوْسَالِنَا اِلَی النَّعِیْمِ +

ہفتم حضرت رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ برادرم مُوسٰے علیہ السّلام کو تو نے اپنا کلیم پڑھا۔ خطاب ہوا یا محمد کلمت موسٰی علی الطور وکلمتک علی بساط النور + اے محمدؐ میں نے مُوسٰے کیساتھ کوہ طُور پر بات کی اور تجکو اپنے نور کی بساط انبساط پر بٹھا کر اپنے اصلی راز سے اطلاع دی۔ میں نے کہا الٰہی تو نے مُوسٰے علیہ السّلام کو توریت عطا فرمائی مجکو اس کے برابر کیا چیز عنایت فرمائی۔ حکم ہوا اے محمدؐ میں نے تجکو آیۃ الکرسی عطا فرمائی پھر میں نے عرض کی کہ الٰہی تو نے میرے بھائی مُوسٰے علیہ السلام کو دریائے نیل سے معہ قوم کے ایسا سالم اور پار کر دیا۔ کہ اُن کا قدم بھی تر نہ ہوا۔ مجکو اُس کے برابر کیا عطا ہوا۔ خطاب مستطاب ہوا اے میرے حبیب تجکو اور تیری اُمت کو اس سے بڑھکر کرامت کرامت عطا کرونگا۔ یعنی قیامت کے دن تیری اُمت کو دوزخ پُر ہول سے ایسا گذار ونگا۔ کہ

کہ اُنکا تر دامن بھی اُسکی تاب سے خشک نہ ہوگا۔ بلکہ اُن کو اتنا بھی معلوم نہ ہوگا کہ یہ دوزخ ہے۔ میں نے کہا الٰہی میرے بھائی موسےٰ علیہ السلام کو تو نے ایک عصا ایک کرامت فرمایا جسنے تمام ساحروں کے سحر کو نیست اور نابود کردیا اور اُس عصا میں ایک ہزار ایک معجزہ تو نے پیدا کردیا اُس کے برابر مجھکو کیا چیز عطا ہوئی۔ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے فرمایا اَے محمدؐ کل یعنے قیامت کے جب کئی لاکھ آدمی تیری گنہگار امت کے مٹی کے نیچے سے سر نکالیں گے اور اپنے کام کے انجام میں حیران اور پریشان ہونگے میں اُنکی شفاعت کا عصا تیرے ہاتھ میں دونگا کہ وُہ تیرا عصا تیری اُمت کے لاکھوں گناہوں کو نیست اور نابود کردیگا اور تیری اُمت گناہوں سے پاک صاف ہوکر بہشت میں داخل ہوجائیگی۔ حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا الٰہی میرے بھائی موسےٰ کو تو نے ایک پتھر ایسا دیا تھا جس سے بوقت حاجت بارہ چشمے جاری ہوجاتے تھے۔ اور اسکی قوم کے بارہ گروہ ایک ایک چشمہ پر اپنا تصرف کرکے اپنی کارروائی کرلیتے تھے مجھکو اس کے برابر کیا چیز عطا ہوئی حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَے محمدؐ میں نے تجھکو اُس سے بہتر عطا فرمایا۔ کل یعنی قیامت کے دن جب تیری اُمت تشنہ اور گرسنہ اندھیری گوروں سے خشک لب ہوکر اُٹھیگی میرے ملائک اُنکے لئے زنجبیل اور سلسبیل اور شراب طہور اور ماء معین کے پیالے حوض کوثر سے ایک ایک کے لئے ستّر ستّر پیالے ان کے لئے حاضر کریں گے اور تیری امت کے پیاسے لوگ اُن کو پی کر قیامت کی تشنگی سے نجات پائینگے اور سیراب ہوجائیں گے یہ عطا موسےٰ کے بارہ چشموں کی نسبت ہزار گنا بڑھکر ہے۔

سیزدہم۔ میں نے کہا الٰہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو مائدہ پُر فائدہ تو نے کرامت فرمایا مجھکو اس کے برابر کیا دیا فرمایا تجھکو اُس سے بہتر عطا فرمایا جسنے تیری اُمت کیواسطے کرامت کا مائدہ ذخیرہ کر رکھا ہے کہ قیامت کے دن اُن کے کام آئیگا۔ پھر میں نے کہا الٰہی تو نے عیسےٰ علیہ السلام کو انجیل دی ہے۔ اس کے برابر مجھکو کیا دیا ہے فرمایا کہ تجھکو سورۂ اخلاص دی ہے کہ تمام انجیل سے ازروئے ثواب اور معانی کے فاضلتر ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الٰہی تو نے عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر بُلا لیا اُس کے برابر مجھکو کیا چیز عنایت ہوئی فرمایا۔ کہ عیسےٰؑ کو میں نے چوتھے آسمان پر جگہ دی اور تجھکو عرش معلےٰ تک پہنچایا مزید برآں رؤس الاشہاد پر مشرف کیا۔ تاکہ ہر روز پانچبار ہر ہر مساجد میں تیرے نام کی شہادت دیتے رہیں

ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی تونے بنی اسرائیل کو من اور سلوٰے کی نعمتوں سے ممتاز فرمایا اور اُن کے لئے ابر کا سائبان بنایا اس کے برابر مجکو کیا عنائت ہوا؟ فرمایا کہ اے محمدؐ تیرے اور تیری اُمت کیلئے دُنیا اور آخرت کی نعمتیں مباح کررکھی ہیں اور تیری امت ظل ممدود سے خاص ہو گی اور بنی اسرائیلیوں میں سے بہتیروں کی صورت کو مسخ کردیا۔ اور خرس۔ بندر۔ خوک کی صورت بن گئے۔ اور نیز تیری امت کے لوگ اگرچہ کتنے ہی گنہگار ہوں اُنکی صُورت کو ہرگز مسخ نہیں کرونگا۔ اے محمدؐ میں نے تجھ کو ایک ایسی سُورت عطا کی ہے کہ مثل اسکی توریت اور زبور اور انجیل میں نہیں پائی جاتی اور وہ سورۃ فاتحۃ الکتاب ہے۔ جو کوئی اس سورۃ کو خلوص اور حضورِ دل سے پڑھے مَیں اُسپر دوزخ کی آگ حرام کردونگا۔ اور اسکے والدین اگرچہ مشرک ہوں اُن کے عذاب میں بھی تخفیف کردونگا۔ ماخلقتُ خلقا اکرمَ منکَ ہ

اے برون از ہر دو عالم چیست خاکِ پائے تو	آسمان یک حلقۂ مسکین از گیسوئے تست

اشارت۔ معراج کی شب باطرب میں جب تخت سید عرب بطحی لقب صلے اللہ علیہ وسلم کا قاب قوسین او ادنے کی مسند پر رکھا گیا اور اُسکی عزت کا شادروان ملک وملکوت کے ایوان پر بلند کیا گیا۔ ارکان مکونات اور اعیان موجودات میں سے حضرت سید المرسلین وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی نظر میں اپنا جلوہ دکھایا اور اپنے تئیں اس مرتبہ میں آراستہ وپیراستہ کیا کہ شاید آنحضرت کی نظر منظور ہو جاویں۔ لیکن آنحضرت نے بسبب استغراق انوار تجلیات ذاتی اور صفاتی کے گوشہ چشم سے بھی اُن کی طرف التفات نہ فرمایا اسی واسطے قرآن کی زبان سے وَمَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى بیان فرمایا۔ سب سے پہلے زمین نے اپنی تحسین میں زبان کھولی اور اپنی افتخار کے اظہار میں اشارہ کہا کہ اقوات حیوانات کا معدن میں ہوں اور ازہار اور نباتات کا منبع میں ہوں۔ درختوں کے جھولوں میں میوہ جات کے اطفال کی پرورش کرنیوالا میں ہوں۔ لُطفِ ربوبیت کے فراش نے وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا کا فرش میری بساط پر بچھایا ہوا ہے۔ عنائت الوہیت کے نقاش نے موزون صُورتیں اور بوقلمون نقوش کیطرح میری لوح پر طرح ڈالی ہے ؛

آسمان نے کہا۔ کواکب ثواقب کے روبرو میرے پر رہتے ہیں عالم کن فیکون کی صوامع کے رہنیوالوں کا مسکن میں ہوں۔ وَفِي السَّمٰوٰتِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ

کی نعمتوں کا مالک ہوں اور چاند کا بادشاہ خورشید کی عروس کیساتھ وجمع الشمس والقمر تخت بخت پر جلوہ کرتے ہیں حکمت الوہیت کے مشاطہ نے وَزَیَّنّٰہَا لِلنّٰظِرِیْنَ کی زینت کا گلگونہ میرے عرائس اسرار کے رخسار پر زینت باندھتی ہے ٭

کرسی نے کہا چادر منقوش وسعت کرسیہ السموٰت والارض میرے ہی پر ڈالی گئی بروج یا عروج وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کو میری بے مثال ذات میں تعین کیا گیا ہے ٭

لوح نے کہا عشق اور محبت کے اسراروں کا میں ہی سینہ ہوں۔ اہل معرفت کی روحوں کا میں ہی سکینہ ہوں۔ علوم غیبی کا مظہر میں ہی ہوں۔ حکم لاریبی کا منبع میں ہوں۔ طوالع انوار قدس کا مطلع میں ہوں ٭

قلم نے کہا رازدار قدم میں ہوں۔ صاحب اسرار علم بالقلم کا میں ہوں۔ منظور نظرات بے جہت کا میں ہوں ٭

عرش نے کہا تمجید کا قلادہ میری مجید میں ڈالا گیا ہے۔ اور رحمت رحمانی کا خلعت مجکو ہی پہنایا گیا ہے۔ نیازمندوں کی دعوات کا قبلہ میں ہوں۔ دردمندوں کی مناجات کا محراب میں ہوں۔ طیور اور ارواح کا آشیانہ میں ہوں۔ موحدین کے اسرار کا آستانہ میں ہوں۔ جس چیز نے عالم موجودات میں خلعت وجود کا پہنا ہے اور خدا کی بخشش کا جرعہ پیا ہے بجملگی میرے قدموں پر سر رکھتے ہیں۔ اور نیاز کا ہاتھ میرے جود اور کرم کے مائدہ پر دراز کرتے ہیں ٭

جب زمین اور آسمان اور کرسی اور لوح اور قلم اور عرش اپنی تعلّی اور بزرگی بیان کر چکے تو خطاب مستطاب حضرت عزت جل وعلا کا پہنچا کہ ہمارا ایک بندہ برگزیدہ اور محبوب پسندیدہ ہے کہ یہ تمام تمہاری عظمت اور احتشام اُسکی عزت اور احترام کے نزدیک ایسی ہے۔ جیسے آفتاب کے پاس ایک ذرہ یا دریا کی نسبت ایک قطرہ ہے۔ سب ارکان نے ممالک وملکوت کے جناب عزت جل شانہ سے التجا کی۔ الٰہی تیرے فضل وکرم سے کیا بعید ہے کہ ہمارے وجود کے علم سر کو اس کے مبارک قدم کو مشرف کر دیوے اور ہم بیچاروں کو اس کے دیدار فیض بار سے معظم کر دیوے جناب حضرت جل خداوندی ذکرہ نے ان کی درخواست کو منظور فرمایا۔ اور اقبال محمدی علیہ التحیۃ والسلام کا خیمہ بام ہفت اجرام فلکی پر بلند کیا۔ خواجہ علیہ السلام نے اپنی ہمت کے دامن کو دو جہانوں کے سر سے اُٹھا لیا اور اپنی جوانمردی کی آستین کو کونین کے نقود سے

جھاڑ ڈالا۔ ساکنان عالم بالا نے عرض کی یا محمدؐ آپ کی شان والا سے کیا حکم ہوجاتا ہے۔ اگر آپ اپنی نظر فیض اثر سے ہم کو قبول فرماؤ۔ فرمایا عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم۔ بہشت وغیرہ میری امتوں کی جاگیریں ہیں۔ کما ورد سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ اور چاکروں اور خادموں کی جاگیروں کیطرف دیکھنا ہماری عالی ہمت کا مقتضا نہیں۔ پھر سب نے التماس کیا ذرہ عالم اور ملاءِ اعلےٰ کے ملکوت کیطرف التفات فرمائیے۔ فرمایا یہ عالم بالا میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تماشا گاہ ہے۔ کما ورد وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور وہ علیلہ جلیلہ جو باپ کی نظر منظور ہوئے بیٹے کو الفت کی آنکھ اُس سے بند کرنی مناسب ہے۔ اشعار

باقفس قالب ازین دام گاہ	مرغ و لش رفت بآرام گاہ	مرغ الہیش قفس بر شدہ
قالبش از قلب سبکتر شدہ	پائے شد آمد بسر انداختہ	جان بتماشا نظر انداختہ
خوردہ شرابے کہ حق آمیختہ	جرعہ از و در دل ما ریختہ	لب شکر خندہ بیارا ستہ
امت خود را از خدا خواستہ	ہمتش از گنج تو نگر شدہ	جملہ مقصود میسر شدہ

اے میرے بھائیو! اب یہ مجلس قریب الاختتام ہے اور ہمارا قدیمی دستور ہے کہ مجلس کا شروع اور خاتمہ اخبار دلاویز۔ رجا یعنے جناب باریتعالیٰ سے مغفرت کی امیدواری پر ہوا کرتا ہے + جب اس صدر بدر رسالت کے معراج کا درمیان آگیا۔ اس لئے چند احادیث معراجیہ معرض عرض میں پیش کرتا ہوں اور اپنی مختصر کتاب میں لکھتا ہوں +

روایت۔ مُلّا معین کی اربعین میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ الحدیث حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قرب اور کرامت یعنی معراج کی راتوں کو جب میرا گذر عرش پر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ عرش کے دائیں طرف تین سو بارہ منبر انبیاء مرسلین علیہ السلام کے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بائیں طرف ایک منبر عظیم البنیان جسکے اردگرد میں ہزار برج تک ہزار برس کے راستہ کا تفاوت تھا۔ موتیوں اور گوناگون جواہرات سے مرصع تھا۔ میں نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ میکائیل نے کہا یا رسول اللہ یہ تین سو بارہ منبر انبیاء مرسلین علیہم السلام کے ہیں۔ اور یہ تنہا منبر یا رسول اللہ تیرا ہے میں نے کہا میرے بھائیوں کے منبر عرش کے دائیں طرف اور میرا منبر بائیں طرف رکھا گیا ہی خطاب ہوا اے محمدؐ جب قیامت کا دن آئیگا تو میں اپنے بندوں کے درمیان سچا حکم کرکے

بہشتیوں کو بہشت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں پہنچا دونگا۔ اور بہشت میں جانیکا راستہ عرش کی داہنی طرف نکالا گیا ہے۔ اور دوزخ میں پہونچنے کا راستہ عرش کی بائیں طرف مقرر کیا گیا ہے۔ میرے فرمانبردار بندوں کو عرش کی داہنی طرف سے لیجائینگے اور گنہگاروں کو عرش کی بائیں طرف سے دوزخ میں لیجائیں گے اور اسوقت تو اپنے منبر پر بیٹھا ہوا ہوگا جب تو اے محمدؐ اپنی امت کا کوئی گنہگار ان مجرموں میں سے دیکھیگا تو اُس کی شفاعت کر کے اُسکو دوزخ سے بچا لیگا۔ اے محمدؐ تمہارا منبر جو عرش کی بائیں طرف رکھا گیا ہے اس میں ہمنے یہی حکمت رکھی ہے آے میرے بھائیو یہ محبّت کہ حضرت رسالت م کو اپنی اُمّت سے ہے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو محبت الٰہی سبحانہ وتعالےٰ کی تابش سے ایک تاب ہے اگر حق سبحانہ وتعالےٰ کو حضرتؐ کی اُمت مرحومہ کیساتھ محبّت نہ ہوتی تو ایسا محبوب تمہاری پیغمبری کے لئے نہ بھیجتا پس اس تقریر سے معلوم ہؤا کہ حق سبحانہ وتعالےٰ کو اس اُمت کیساتھ بڑی محبّت ہی نعت

اے گل گلذار ہمہ بلبلان
قافلہ سالار سُبک محملان
آئینہ وار رُخ شاہی توئی
مطلع انوار الٰہی توئی!
مایۂ ہر مفلس مسکین تو بس
مونس جانِ من غمگین تو بس
دست بفتراکِ تو خواہم زدن
باتو بخلوت گہِ وحدت شدن
دردِ مرا مایۂ درمانِ تو باش
بدرقۂ خدمتِ سلطانِ تو باش
زنگ زمرآتِ دلِ وجان زدائے
بر دل وجان سِرّ حقیقت کشائے
مصقلہ بردار ومرا جلوہ دہ
از دلِ من نور خدا جلوہ دہ
برفگن آن پردہ زرخسارِ دوست
ہان کہ دلم عاشقِ دیدارِ اوست
آنچہ توانی بوصالم بکوش
خلعتِ خاصِ کمعنے بپوش۔
تاج کرامت بسرِ ما بنہ
ہرچہ مُراد وست خدایا بدہ

دوسری نقل۔ زہرۃ الریاض میں لکھا ہے کہ جب حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات کو دولت مواصلت کی پائی اور قرب حقیقی سے مشرف ہُوئے۔ خطاب مستطاب رب الارباب کا پہنچا یا محمد ما اتیت لی من الھدیۃ اے محمدؐ ہمارے واسطے کیا ہدیہ لایا ہے۔ عرض کیا الٰہی دو قبضہ لایا ہوں ایک قبضہ میں تقصیرات اور دُوسرے قبضہ میں جفا اور معصیت کوئی ہدیہ جو تیرے لئے ترتیب کیا جائے اس سے مناسب تر کوئی ہدیہ

نہیں ہو سکتا ہے۔ خطاب ہوا اے محمدؐ تیری اُمت کی طاعت کو اپنی رحمت سے میں نے معاف کیا اور ان کے جفا اور معصیت کو تیری شفاعت سے بخشا اے محمدؐ جس روز کہ مریم رضؓ متولد ہوئی بیت المقدس کے حاضرین نے اسکی کفالت کے لئے رغبت اور خواہش کی میں نے ان کی تنازع کے رفع کرنیکے لئے فرمان صادر کیا کہ ہر ایک تمہارا اپنی اپنی قلمیں پانی میں ڈالو جسکی قلم ہمارے حکم سے پانی پر تیر پڑیگی وُہی شخص مریم کی پرورش کا کفیل ہوگا۔ سب میں سے حضرت ذکریاء علیہ السلام کا قلم پانی کے مُنہ پر نمودار ہوگیا۔ کما ورد وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ الآیۃ اے محمدؐ اگر تو اس زمانہ موجود ہوتا تو مَیں تیرے ہی قلم کو پانی کی سطح پر نمودار کردیتا اور تجکو ہی مریم رضؓ کی کفالت کا عہدہ عطا کردیتا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وُہ وقت تو گذر گیا مَضٰی مَا مَضٰی لیکن جب روز قیامت آئیگا۔ ارکان ممالک میں سے ہر ایک تیری اُمت کے گنہگاروں پر سبقت کرنا چاہیگا۔ اور دوزخ کی آگ اُن کے پکڑنے کے لئے مبادرت کریگی۔ اور جہنم کا داروغہ یعنے مالک دوزخ کے زبانیہ کو اُن بیچاروں کیطرف متوجہ کریگا۔ اور ابلیس مردود اپنی متابعت کا دعوٰے پیش کریگا اور مظلوم مشایعت کی تلاش کرینگے۔ اور حضرت آدم اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام برسم ابوّیت اور نبوّت کے شفاعت کا ہاتھ شفقت کی آستین سے باہر نکالیں گے اور اس اُمت مرحومہ کے باب میں اپنی ابوّیت کا دعوٰے پیش کریں گے۔ اے محمدؐ مَیں اُسوقت یہہ ارشاد کرونگا اے میرے خاص بندو تم جو اس امت پر اختصاص کا دعوٰے کرتے ہو تم اپنے قلم پانی میں پھینکدو جس کا قلم اس پانی پر تیر پڑیگا وُہی اس اُمت کی شفاعت کا کفیل ہوگا جب سب انبیا علیہم السلام قلم پھینکیں گے تو ہم اے محمدؐ تیرے شفاعت کے قلم کو اختیار کر کے نمودار کردیں گے اور سب نبیوں کو حکم کردیں گے۔ کہ اپنی اپنی گنہگار اُمتیں ہمارے شفیع کے حوالہ کردو اے محمدؐ تیری شفاعت سے سب کو درکات مہالک سے نکالکر درجات ممالک تک پہنچا دونگا۔ اشعار

وصفِ جمالِ تست برون از حدِ بیان — ذکرِ جمیل تست ازان وردِ قدسیان
پاک است دامنِ تو ازآن ماندہ روزِ حشر — در دامنِ شفاعتِ تو دستِ عاصیان
تو آفتابِ عالمِ جانے عجب مدار — بر خاکِ آستانِ تو رخسارۂ خاکیان

نقل دیگر۔ قَالَ اللہُ تعالیٰ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اس آیت فیض ہدایت کی تفسیر میں مفسرین کا اتفاق ہے۔ بلکہ محدثین بھی اسبات پر متفق ہیں کہ یہ آیت اور بعد والی آیت مکی ہیں اور شب معراج کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیواسطہ

نازل ہوئیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج میں تین چیزیں عطا فرمائیں۔ پانچوں وقت کی نماز اور سورۃ بقر کے ختم کی آیتیں اور یہ کہ مہلک گناہ اور کبیرہ گناہ آپ کی اُمت میں اس شخص کے بخشدیئے جائیں گے۔ جو خدا کیساتھ شرک نکرے۔ اور ینابیع میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے۔ اور کونین کو قدم ہمت سے طے کر کے مقام قرب میں پہونچے۔ اشعار

سوئے عالمے شد کہ عالم نماند	وزو در میان سایہ ہم نماند	
برون آمد از پردۂ بود خویش	مگر گروہ بے پردہ مقصود خویش	

اور مقام او ادنےٰ میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحیات کے جواب میں اللہ جل شانہ کا سلام اور کلام واقعہ ہوا۔ تو حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی تعریف فرمائی کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ یعنے ایمان لایا اور معتقد ہوا میرا رسول یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ اُس چیز کے جو بھیجی گئی طرف اُسکی اُسکے رب کے پاس ہے۔ کہ وہ قرآن کی آیتیں اور دین کے احکام اور شرع کے حقوق ہیں۔ جب حضرت رسالت علیہ السلام نے اپنی تعریف کے کلمات طیبات سُنے تو بارگاہ الٰہی میں ایک مناجات کی جسکا مطلب یہ تھا کہ الٰہی جو تو نے میری بندگی ظاہر فرمائی ہے بغیر مومنان اُمت میری کے مجھے ہرگز گوارا نہیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ اور اُسکی اُمت کے ایمان والے بھی اُس بھیجی ہوئی چیز کا ایمان لائے اور معتقد ہوئے۔ مگر رسول علیہ السلام کا ایمان رسالت کے تحمل اور تبلیغ کے ساتھ تھا اور مسلمانوں کا ایمان اقرار اور تصدیق کیساتھ۔ پھر مسلمانوں کی تعظیم اور تکریم کے واسطے حق سبحانہ وتعالیٰ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اُنہیں بھی ملا دیا اور ارشاد کیا یعنے سب نبی اور اُن کے متبع خدا کے ساتھ ایمان لائے یعنے اُس کے وجود ازلی وابدی واسماء حسنے اور صفات جلال اور مضبوط افعال اور کامل احکام کا ایمان لائے اور اُس کے فرشتوں کیساتھ کہ حضرت کبریا کے مقرب ہیں اور اسکی بیٹے بیٹیاں نہیں ہیں اور ایمان لائے ساتھ کتابوں کے جو اللہ نے اُتاری ہیں وہ سب برحق ہیں اور اللہ کا کلام ہے۔ مخلوق نہیں اور ایمان لائے ساتھ رسولوں کے کہ سب پاک اور معصوم اور برگزیدہ ہیں۔ اور وحی پڑھنے والے اور راہ حق کیطرف بلانیوالے ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ قف کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمان لوگ کہ ہم فرق نہیں کرتے ایمان میں درمیان کسی کے اُس کے رسولوں سے بلکہ ہم سب پر ایمان لاتے ہیں بخلاف یہود اور نصاریٰ کے کہ حسد کی راہ سے بعض رسولوں کے منکر ہیں۔ پھر حق سُبحانہٗ وتعالےٰ نے استفسار فرمایا کہ اے میرے حبیب تیری اُمت درباب قبول احکام کے کیا کہتی ہے حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہا مسلمانوں نے سنا ہم نے خدا کا کلام اور مانا ہم نے حکم اُسکا۔ خطاب آیا اے میرے حبیب میں نے بھی تیری اُمت پر آسانی کردی۔ کما ورد لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا نہیں رنج میں ڈالتا اللہ کسی جی کو یا نہیں حکم فرماتا کسی چیز کا مگر بقدر طاقت اُس کی کے لَہَا مَا کَسَبَتْ واسطے اُس جی کے ہوگا جو کمائے وُہ نیکیوں سے وَعَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ اور اُوپر اُس کے ہوگا جو کچھ حاصل کرے برائیوں سے۔ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر الہام الٰہی سے دُعا شروع فرمائی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اے ہمارے اللہ نہ پکڑ ہمیں ساتھ عذاب کے اِنْ نَّسِیْنَا اگر بھول گئے ہم اور کوئی نیک کام ہم سے فوت ہوگیا۔ اَوْ اَخْطَاْنَا یا خطا کی ہم نے اور بیقصد کسی ممنوع کام کے مرتکب ہوگئے رَبَّنَا اے ہمارے رب وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا نہ رکھ ہمارے اوپر بوجھ بھاری کَمَا حَمَلْتَہٗ جیسا کہ رکھا تو نے وُہ بھاری بوجھ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا اوپر اُن لوگوں کے جو پہلے ہمارے تھے۔ یعنی یہود و نصاریٰ کہ اُن پر تکالیف شاقہ اور احکام سخت نازل تھے رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا اے رب ہمارے اور نہ اُٹھوا ہم سے مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ج وُہ چیز کہ نہیں طاقت ہمیں ساتھ اُس کے کہ وہ جی کی بات اور اُسکا وسوسہ ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ صراط مستقیم سے قدم کی لغزش ہے۔

روضۃ الواعظین میں آیہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب قدس سے حرم سرائے انس یعنے شب معراج میں اپنی پیاری اُمت کے لئے بہت مرادیں مانگیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امیدیں جملگی بر آئیں۔ از انجملہ وہ مرادیں ہیں کہ سورہ بقر کا خاتمہ انہیں سے پُر ہوا۔ اور وہ صرف چار حاجتیں تھیں۔ ایک عفو۔ دوم رحمت۔ سوم ولایت چہارم نصرت یعنے ذنوب اور آثام کی معافی اور معاصی اور اجرام پر رحمت اور اقلیم اسلام پر ولایت اور اعدائے دین و انام پر نصرت کی ناصر حقیقی سے درخواست کی۔ کما ورد وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

پہلے اپنی امت کے گنہگاروں کے لئے عفو کی درخواست کی فرمایا وَاعْفُ عَنَّا جواب آیا یَعْفُو عَنِ السَّیِّاٰتِ تیری اُمت کے گناہ بخشے جائیں گے ۔

جناب سرور کائنات ﷺ نے سوال میں گناہوں کی تعیین نہیں فرمائی اس لئے تاکہ میرا سوال سب گناہوں کو شامل ہووے ۔ اور جناب الٰہی سے جواب باصواب ساتھ لفظ جمع سالم کے آیا تاکہ سب معافی کا اقرار ہو جائے پھر فرمایا وَاغْفِرْ لَنَا اے میرے پروردگار جب تو نے میری اُمت کے گناہ معاف کر دیئے تو اُن کو چھپا لیجئے اور کسی کے سامنے اُن کے گناہوں کو ظاہر نہ کیجئے تاکہ ان بیچاروں کی پردہ دری نہ ہو جائے اور سوائے تیرے کوئی اُن کا حال نہ جان جائے جواب آیا اے محمد اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا پھر فرمایا وَارْحَمْنَا اے میرے خداوند تو میری اُمت پر رحم کر جواب آیا وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا یعنے اے محمد ﷺ اگر ہم تیری امت پر تیری درخواست کے بموجب رحم کرتے تو تیری اُمت کا کام کب سے تمام ہو جاتا ہماری ذات مقدس روز ازل سے تیری اُمت پر رحیم رہی تیری دُعا نے ہم کو رحمت پر آمادہ نہیں کیا بلکہ ہماری رحمت نے تجکو دُعا پر آمادہ اور مستعد کیا پھر فرمایا وَاَنْتَ مَوْلٰنَا اے میرے پروردگار تو ہی میری امت کا مولٰے اور والی ہے جواب آیا اے محمد ﷺ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ پھر فرمایا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ہ جواب آیا اگر تو کہے یا نہ کہے تیرے کہنے کی کچھ حاجت نہیں جو لوگ ہماری توحید کے قابل ہیں اُن کی نصرت ہمارے کرم پر واجب ہے ۔ کما ورد وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ جب حضرت ﷺ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا باجابت مقرون ہوئی تو حضرت رسالت علیہ السلام نے سر مبارک نیچے کیا گویا سر بمراقبہ ہوئے ۔ خطاب آیا ارفع رأسک اے محمد ﷺ اپنا سر مبارک اُٹھا لو اب تیرے سرنگون ہونیکا باعث کیا ہے ۔ حضرت ﷺ نے عرض کیا الٰہی میں اس فکر میں ہوں کہ میرے سے ایسا کونسا عمل وجود میں آیا جس کے عوض میں نے یہ کرامت کا خلعت پایا یہ احسان جو مجھ پر ہوئے میرے اعمال کے لائق نہیں ۔ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ حق سُبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ فعلت ذلک بالفضل لا بالمکافات اے محمد ﷺ جو کچھ ہم نے تیرے ساتھ معاملہ کیا ہے ہمارے فضل کا مقتضا تھا ۔ مکافات کے طریق پر نہ تھا ۔ جو معاملہ آج کی رات کو تیرے ساتھ ہوا ہے ویسا ہی عصات قیامت میں تیری اُمت کیساتھ ہوگا یعنے ہماری عطا اُن کے بارہ میں ہمارے

فضل کے بارہ میں ہوگی اُن کے اعمال ناقصہ کا کچھ خیال نہیں جائیگا۔ مناجات مؤلف

وفا از تو آید کہ از ما جفا ست
گدائی ز ما وز تو جود و عطا ست

تو بندہ نوازی ترا این سزد
ز ما معصیت وز تو غفران سزد

لئیمیم و از ما لئیمی سزد
ز ذاتِ کریمان کریمی سزد

در آن کامدم از عدم در وجود
مرا اندران اختیارے نبود

چو آہنگ شہرے عدم میکنم
بہ بے اختیاری قدم مے زنم

کنون ہم گراید ز من خیر و شر
بتقدیر تست آنچہ نفع و چہ شر

خدایا چو بے اختیار آمدیم
گرفتار صد اضطرار آمدیم

بہ بے اختیاری ما رحم کن
ہمین ست اے دوست ختم سخن

نقل دیگر از لطائف معراجیہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مقام قرب میں پہونچا جناب احدیت جل جلالہ سے خطاب آیا یا محمدؐ سل تعط بطالب اے محمدؐ مانگ جو مانگتا ہے تو اپنی مراد کو پالیگا۔ خواجہ علیہ السلام نے فرمایا اے میرے خداوند تو میرے مطلوب کو خوب جانتا ہے میرے بیان کی حاجت نہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا لعلک تحیرتک فی طاعتنا اے محمدؐ شاید تجکو قصور طاعت تیری اُمت نے حیران کر رکھا ہے۔ خطاب آیا اے محمدؐ تیری اُمت نے جو تقصیر تیری سُنتوں کے ادا کرنے میں کی ہے میری شفاعت سے انکو معاف کر اور اپنے ساتھ انکو بہشت میں لیجا۔ اور ایک روائت میں اسطرح آیا ہے کہ اے محمدؐ میں تیرے سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اگر کوئی شخص اپنے گھوڑے پر اُسکی طاقت کے بوجب بوجھ لادرہا ہے اور کسی دُوسرے شخص نے آکر بلا مرضی مالک کے اُس گھوڑے پر اپنا بوجھ ڈالدیا۔ اُس بوجھ کی زیادتی سے گھوڑا مر گیا۔ اسبات میں تیری شریعت کا کیا حکم ہے؟ حضرت رسالت علیہ السلام نے فرمایا۔ ہماری شریعت میں وہ شخص بوجھ کے بڑھانیوالا گھوڑے کی قیمت کا ضامن ہے۔ پس خطاب ہوا اے محمدؐ میں نے تیری اُمت پر اُن کی طاقت اور فراغت کا لحاظ کر کے شرایع کا ایجاب کیا تھا۔ تو نے اُن پر سُنتوں کا بوجھ زیادہ کردیا چنانچہ میں نے صبح کی نماز دو رکعت سے زیادہ نہ کی تھی۔ تو نے اُنپر دو رکعت سُنتیں زیادہ کردیں۔ میں نے ظہر کے چار فرض اُن پر فرض کئے تھے تو نے چھ رکعت سُنتیں اُنپر بڑھادیں

علٰے ہذا القیاس تمام نمازوں میں سنتیں اور نوافل اسیقدر ایزاد کئے گئے کہ ہماری نماز تمہاری نماز کی جزو ہو گئی اور وہ بیچارے اُس کے ادا کرنے سے قصوروار ٹھیر گئے۔ پس بہ موجب حکم شریعت کے آپ ہی کو اس عہدہ سے باہر آنا ضروری ہُوا۔ فرمایا الٰہی میں کسطرح اس عُہدے سے باہر آسکتا ہوں اور اس الزام میں سے کسطرح بری ہو سکتا ہوں۔ خطاب آیا اے محمدؐ اس عہدہ سے باہر آنیکی ایک تدبیر ہے۔ عرض کیا الٰہی وُہ کونسی تدبیر ہے؟ خطاب ہوا اے محمدؐ تو انکی شفاعت سے ملول نہ ہووے اور میں اُن کی مغفرت سے ملول نہیں ہونگا۔ تیرے سے درخواست کرنی اور میرے سے بخشدینا یعنے اُن کی معافی کیلئے درخواست کرنی تیرا کام ہے اور اُن کے گناہوں سے درگذرنا میرا کام ہے۔ اشعار

خدایا چہ گویم چہا کردہ ام — کہ من ہرچہ کردم خطا کردہ ام
اگر ہست جرمم برون از شمار — چہ غم چون ترا دارم آمرزگار
اگرچند بسیار بد کردہ ام — ولے ہرچہ کردم بخود کردہ ام
ز آلائشِ عاصیانت چہ باک — کہ دریا نشد تیرہ از مشتِ خاک
بپرس آنچہ کردم خوش و ناصواب — کہ درخورد پرسش ندارم جواب
بہ بخشا و از بر ہمہ عاصیان — خداوندیت را ندارد زیان
گرفت ار چہ جرمم سیاہ و سفید — بجفوِ توام پیش زانست امید
چہ باشد یکے ذرّہ بے شمار — کہ روزِ شمار آید اندر شمار
مرا چشم تنگِ ہوس شاخ شاخ — عطائے ترا برگ نعمت فراخ
زبانِ من ار مُوئے گردد بکام — نگوید ز شکرِ تو مُوئے تمام

زیادِ خودم دیدہ پُر نُور کُن
فراموشیِ خود زمن دور کُن

قال مؤلف ھذا التالیف المنیف المسمی بفخر الواعظین اعنے فخر الدین المسکین بصرہ اللہ بنور الیقین وحشرہ فی زمرۃ المتابعین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تم الدفتر الاوّل من کتاب فخر الواعظین وسیاتی الدفتر الثانی یشتمل علٰے بیان احوال القیمۃ انشاء اللہ تعالٰی باعانتہ وتوفیقہ وھو خیر موفق ومعین وبہ استعین اللھم اجعل سعیی مشکورا وذنبی مغفورا وعملی مبرورا وتجارتی لن تبور بفضلک وکرمک یا عزیز یا غفور وصلی اللہ علٰے محمد وآلہ وسلم

فہرست مضامین کتاب فخر الواعظین